

انکشافات

تحقیق و تالیف
میر مراد علی خاں

ترتیب و پیشکش
ڈاکٹر سید منظور تقی رضوی

انکشافات



تحقیق و تالیف
میر مراد علی خاں

INKESHAFAT



ناشر
ادارہ پیام امن
بلوم فیلڈ، نیوجرسی، امریکہ
PAYAM-E-AMN Inc
(Massage of Peace)
P.o. Box 390
Bloomfield, NJ 07003 U.S.A

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

انکشافات

تحقیق و تالیف

میر مراد علی خان

ترتیب و پیشکش

ڈاکٹر سید منظور نقی رضوی

ناشر

ادارہ پیام امن نیوجرسی
Message Of Peace Inc.

P.O. Box, Bloomfield , N.J. 07003 USA

۲

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

نام کتاب	:	انکشافات
مؤلف	:	میر مراد علی خان
ترتیب و پیشکش	:	ڈاکٹر سید منظور نقی رضوی
ناشر	:	ادارہ پیام امن نیوجرسی امریکہ
تعداد اشاعت	:	۱۰۰۰
سنہ اشاعت	:	۲۰۱۳ء
زیر اہتمام	:	ادارہ اصلاح لکھنؤ (U.P) India
زیر نگرانی	:	جناب سید محمد مہدی باقری
صفحات	:	۴۸۰
مطبوعہ	:	عنبر ٹریڈرس آفسیٹ پریس، لکھنؤ
ناشر	:	ادارہ پیام امن نیوجرسی
قیمت	:	۲۰۰ روپے \$25



ڈاکٹر سید منظور نقی رضوی
ادارہ پیام امن نیوجرسی
Message Of Peace Inc.
P.O. Box No. 390
Bloomfield ,N.J. 07003
U.S.A.

ملنے کا پتہ
ادارہ اصلاح لکھنؤ - India U.P/
۲۔ جناب میر مراد علی خان
144 JacqueLine Ave
Delran, NJ 08075 U.S.A.

تقریظ

حجۃ الاسلام و المسلمین مولانا سید تلمیذ حسین رضوی مدظلہ العالی

ہمارے عزیز دوست جناب مراد علی خاں علم دوست، عالم شناس اور علماء کے قدرداں ہیں وہ نہایت پرہیزگار، عبادت گزار اور شب زندہ دار ہیں۔ انہیں علم سے شغف اور لگاؤ ہے اس کہ باوجود یہ کہ عربی زبان کا باقاعدہ درس حاصل نہیں کیا کسی مدرسہ میں نہیں گئے لیکن پڑھتے پڑھتے اور مطالعہ کرتے کرتے وہ عربی عبارات کو سمجھنے لگے اور ان کے معانی و مفہیم سے آشنا ہو گئے ہیں۔ وہ جب بھی کوئی تحقیق کرتے ہیں تو ہمیشہ مجھ سے رابطہ کرتے ہیں اور میری ہی جانب رجوع کرتے ہیں ان کی تحقیق کے مختلف موضوعات ہیں لیکن زیادہ تر مضامین کا محور خلفائے راشدین اور امہات المؤمنین ہیں انٹرنیٹ نے بہت سی مشکلات حل کر دی ہیں اور سینکڑوں عربی اور اردو کتابیں مہیا ہیں جن سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے کتابوں کا کافی ذخیرہ جمع کر رکھا ہے۔ اور مشہور کتابوں کے تراجم بھی ان کے کتب خانے کی زینت ہیں۔ انہوں نے میری فرمائش پر علامہ وحید الزمان کی مشہور کتاب لغات الحدیث جو چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے اس سے انتخاب کر کے ایک کتاب مرتب کی جو منتخب لغات الحدیث نام سے شائع ہو چکی ہے اس میں

فہرست مضامین

۴	تقریظ۔ حجۃ الاسلام و المسلمین مولانا سید تلمیذ حسین رضوی
۷	تقریظ۔ حجۃ الاسلام و المسلمین علامہ رضی جعفر صاحب نقوی
۱۲	مقدمہ۔ ڈاکٹر سید منظور رضوی
۱۸	اصطلاحات حدیث
۲۷	ہماری کتابیں
۴۷	کتب اغیار
۵۷	گریہ
۶۷	مکینہ
۸۰	اسرائیلیات
۹۳	کیا صحیح قریشی تھے؟
۱۰۵	ایمان حضرت ابوطالبؑ
۱۱۷	قاتل امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام
۱۲۷	دفن رسول اللہ ﷺ
۱۳۱	شجاعت حضرت عمر فاروق
۱۴۳	کیا معاویہ کاتب وحی تھا؟
۱۸۴	حضرت عثمان کے قتل کے اسباب اور قاتل
۱۹۹	تصویر کے دورخ
۲۱۶	مسناد احمد بن حنبل سے
۲۴۳	منتخب کتاب کنز العمال
۳۷۸	مناقب امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام

من کتاب مستدرک الصحیحین الحافظ حاکم نیشاپوری

ان احادیث کے تراجم اور تشریحات میں جن کا اہل بیت علیہم السلام سے تعلق ہے۔ میر مراد علی خاں تلاش اور جتوئی میں لگے رہتے ہیں اور نت نئے مضامین ڈھونڈ ڈھونڈ کر لاتے ہیں۔ انہوں نے مضامین کے انبار لگا دئے ہیں ان کے مضامین کا ایک مجموعہ اظہار حق و حقیقت کے عنوان سے ڈاکٹر منظور رضوی نے شائع کروایا تھا۔ اور یہ تیسرا مجموعہ انکشافات کے نام سے منظر عام پر آ رہا ہے اور اس کے لئے بھی ڈاکٹر منظور رضوی نے جو خود بھی مولف مصنف اور شاعر ہیں تگ و دو کی ہے اور یہ کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

کتاب کے آغاز میں قارئین کی سہولت کے پیش نظر اصطلاحات حدیث کی وضاحت کی ہے اور مزید اصطلاحات کے ذیل میں بہت سے عنادین کی توضیح و تشریح بھی کی ہے۔ اس کے بعد اہل سنت کے علم رجال کی کتابوں الاستیعاب، اصابہ، اسد الغابہ، البحر والتعدیل، میزان الاعتدال، تہذیب التہذیب۔ اور لسان المیزان کا تعارف ہے۔ اور مشہور کتب رجال شیعہ میں ہے رجال کسی رجال فحاشی رجال ابن داؤد کا تعارف کرایا ہے۔ ہمارے کتابوں کے عنوان سے کتب اربعہ کا بھر پور تعارف ہے۔ اردو زبان میں علوم قرآن پر لکھنے والوں کے اسمائے گرامی ہیں۔ متفرقات کے عنوان سے سات کتابوں کا ذکر ہے۔

تاریخ و سیرت کے ذیل میں ۱۴ کتابوں کا تذکرہ ہے۔ کتب اغیار کو عنوان قرار دے کر صحابہ سے کا بیان ہے۔

مختلف عنادین کے تحت مضامین جیسے گریہ، تکفیر، اسرائیلیات، کیا شیخین قریشی تھے؟ ایمان حضرت ابوطالب، قاتل امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام، دفن رسول ﷺ، شجاعت حضرت عمر

فاروق، کیا معاویہ کاتب وحی تھا؟ حضرت عثمان کے قتل کے اسباب اور قاتل، تصویر کے دورخ، مسند احمد بن حنبل سے، کنز العمال سے احادیث کا انتخاب، مناقب امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب میں کتاب متدرک الصحیحین، از امام حاکم نیشاپوری ہے۔

ان تینوں کتابوں سے حضرت علی علیہ السلام کے فضائل کی حدیثوں کو جمع کیا ہے۔ میر مراد علی خاں نے نہایت دقت نظر سے کتابوں کے جو درجات، عربی ستون اور ان کے اردو ترجمہ قارئین کے لئے مہیا کئے ہیں ان کا کام صرف جمع و تدوین ہے اور کتابوں سے انتخاب کر کے مواد فراہم کرنا ہے۔ انہوں نے حدیث کی صحت یا عدم صحت پر گفتگو نہیں کی ہے۔

انہوں نے دریائے علم و عرفان میں غوطہ زنی کر کے ذریعے اور گوہر آبدار صاحبان ذوق اور صاحبان مطالعہ کی خدمت میں پیش کر دیئے ہیں اب ان سے کما حقہ استفادہ کرنا پڑھنے والے کی ذمہ داری ہے۔

یہ مضامین کا یہ گلدستہ آپ کے حوالے ہے خود بھی پڑھئے اور دوسروں کو بھی اس جانب آمادہ کیجئے اس خوب صورت کتاب کی تزیین اور ترتیب میں ڈاکٹر منظور کی کوششیں، کاوشیں، سعی اور جدوجہد و بہدنا قابل فراموش ہیں۔

والسلام

تلمیذ جنین
۱۶ اپریل ۲۰۱۳ء لکھنؤ

صحاح سہ اور دیگر کتب السنن کا ایسا ”پوسٹ مارٹم“ فرماتے ہیں کہ قارئین کرام کی طبیعت پھڑک جائے۔ اور دل سے مراد بھائی کے لئے دعا نکلے۔

زیر نظر کتاب میں آپ نے مولائے کائنات، امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے منفرد فضائل و مناقب پر مشتمل احادیث کو برادران اسلامی کے معتبر ذخیروں سے یکجا کر کے ایک خالص تحقیقی خدمت انجام دی ہے۔ اور مولا کے جن فضائل پر اغیار پردہ ڈالنے کی ناپاک جہارت کر رہے ہیں ان کی سازشوں کا پردہ چاک کر کے، حقائق کو قوم کے سامنے عیاں کر رہے ہیں۔

مثال کے طور پر، تاریخی طور پر یہ بات مسلمات میں سے ہے کہ سرکارِ دو عالم خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد نبوی کے طرف کھلنے والے تمام دروازوں کو بند کر دیا تھا، اور صرف امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے دروازے کو کھلا رہنے دیا تھا۔

”بڑے بھائیوں“ کو یہ فضیلت گوارا نہ ہوئی تو انہوں نے اس کے مقابلے پر کچھ احادیث ”بڑے صاحب“ کے بارے میں وضع کر دیں۔

محترم مراد بھائی نے مولا کی فضیلت والی حدیث کو اس کے صحیح مصادر کے ساتھ پیش کر کے، حقیقت کو واضح کرنے کے ساتھ اس حدیث کا بھی پوسٹ مارٹم کر دیا جو مولا کی فضیلت کے مقابلے میں کسی ”صاحب“ کے قد کو بڑھانے کے لئے وضع کی گئی تھی۔ اور یہ خود ان ہی حضرات کی کتابوں سے یہ ثابت کر دیا کہ: تاریخی طور پر اس روایت کے صحیح اور قابل قبول ہونے کا کوئی امکان ہی نہیں ہے۔

چنانچہ آپ نے سرکارِ دو عالم ﷺ کے جلیل القدر صحابی جناب ”زید بن ارقم“ کی اس روایت کو اس کے اصل ماخذ کے ساتھ پیش کر دیا جس میں زید ابن ارقم نے بیان کیا ہے کہ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تقریظ

حجۃ الاسلام و المسلمین علامہ سید رضی جعفر نقوی مدظلہ العالی

الحمد لله رب العالمين، والعاقبة للمتقين، والصلوة والسلام على خاتم النبيين، سيدنا ونبينا ابي القاسم محمد وآله الطيبين الطاهرين واللعنة على اعدائهم اجمعين۔ اما بعد

ریاستہائے متحدہ (امریکہ) میں نیوجرسی اسٹیٹ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ یہاں ہندوستان کی علمی اور ثقافتی ریاست: ”ڈکن“ کے مومنین کرام خاصی تعداد میں آباد ہیں۔ اور ان حضرات نے نہایت شاندار دینی مراکز قائم کئے ہیں۔ جن میں اولیت کا شرف ”بیت القائم“ کو حاصل ہے۔ اور اس کی رگوں میں گرامی قدر اور عالی مرتبت جناب مراد علی خاں صاحب دام مجدہ کے اخلاص و محبت کا خون دوڑ رہا ہے۔

محترم و مکرم عالی جناب مراد علی خاں صاحب دام مجدہ، جن کو ان کی شفقت کی بنا پر، بڑے چھوٹے، سب لوگ ”مراد بھائی“ کہہ کر پکارتے ہیں، نہایت بذلہ سنج، عاشق امام، رونق مجالس و محافل، اور فدائیان مشکل کشا جناب حیدر کرار میں سے ہیں۔

آپ کے پاس علمی کتابوں کا ایک قابل قدر ذخیرہ ہے اور اس دریائے علم سے آپ مولیان حیدر کرار کے لئے نہایت بیش بہا، زو جو اہر پیش کرتے رہتے ہیں۔

”چند اصحاب رسول ﷺ کے دروازے مسجد نبوی میں کھلتے تھے، ایک دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ علیؑ کے دروازے کے علاوہ سارے دروازے بند کر دئے جائیں۔“

اس حکم سے لوگوں میں ناگواریاں ظاہر ہوئیں۔ تو حضرت رسول خدا ﷺ کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ: ”اما بعد۔ میں نے حکم دیا کہ سارے دروازے بند کر دئے جائیں سوائے علیؑ کے دروازے کے۔ اور اس سلسلہ میں تم میں سے کہنے والوں نے کچھ کہا ہے (اعتراض کیا ہے)! واللہ۔ میں نے تو نہ کوئی چیز (اپنی مرضی سے) بند کی اور نہ کھولی۔ مگر جس وقت مجھے (خداوند عالم کی طرف سے) جس بات کو حکم دیا گیا تو میں نے اس کی تعمیل کی۔“ (حوالے کے لئے دیکھئے مسلمانوں کی صلی فرقہ کے امام جناب احمد بن حنبلؒ کی کتاب مسند امام احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۳۶۹)۔

اس طرح شب ہجرت مولائے کائناتؑ کی فداکاری، خیر کے معرکہ کے لئے امیر المؤمنینؑ کا تشریف لے جانا، حضور اکرم ﷺ کا متعدد مواقع پر یہ فرمانا کہ جس کا میںؑ مولا ہوں اس کا علیؑ مولا ہیں۔

نیز آپ ﷺ کا یہ ارشاد فرمانا کہ یا علیؑ تم ہی دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو۔ اور جب سرکارِ دو عالم ﷺ پر سورہ براءت کی آیات نازل ہوئیں اور آپ ﷺ نے ”ایک بزرگ“ کو مکہ کی طرف روانہ کیا کہ جا کر مشرکین کے سامنے یہ آیات پڑھ دیں کہ، جناب جبریل آئے اور حضور اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ ان آیات کو یا تو آپؑ خود جا کر سنائیں گے یا ”وہ“ جو آپؑ سے ہو۔ چنانچہ حضرت رسول خدا ﷺ نے حضرت علیؑ کو بلا یا اور فرمایا کہ: جاؤ (حضرت) ابو بکر سے وہ آیتیں لے لو اور تم خود جا کر اہل مکہ کو وہ

آیتیں سناؤ۔ جس کے بعد حضرت علیؑ روانہ ہوئے اور حُجفہ کے مقام پر حضرت ابو بکر سے ملاقات کر کے وہ آیتیں ان سے لے لیں۔ حضرت ابو بکر مدینہ واپس آئے اور نبی اکرمؐ سے کہا: یا رسول اللہؐ کیا میرے متعلق کچھ (فرمان) نازل ہو گیا؟۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ بلکہ جبریل میرے پاس آئے اور کہا کہ اللہ کا حکم ہے کہ آپؑ کی جگہ کوئی دوسرا قائم نہیں ہو سکتا یا تو آپؑ خود جائیں یا ”وہ“ جو آپ سے ہے، (دیکھئے مسند احمد بن حنبل جلد ۱۵)۔

مکرم و محترم عالی جناب مراد علی خاں صاحب دام مجدہ نے اس کتاب ”مسند احمد بن حنبل“ کی تحقیق عمیق کر کے مسلمانوں کی اس عظیم الشان کتاب سے مولائے کائناتؑ کے عظیم الشان فضائل کو اس کتاب کی زینت بنایا ہے۔

ہمارے برادران اہلسنت کی ایک اور عظیم الشان کتاب ”کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال“ جس کے مؤلف: علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی ہیں اور جنکی وفات ۹۷۷ھ میں ہوئی۔

ان کی کتاب سے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے فضائل و مناقب، اور دشمنان اہلبیت کے مطالب کو آپ نے اس ضخیم کتابوں کی جلدوں (۱۶ جلدیں) سے چُن چُن کر اس خوبصورتی سے اکٹھا کیا ہے کہ طبیعت پھڑک اٹھے۔

ہم صرف نمونہ کے طور پر ایک حدیث پیش کرتے ہیں: حضرت عمر ابن خطاب کے دور میں ایک شخص مدینہ آیا اور لوگوں سے آیات کا مطلب پوچھنا شروع کیا۔ جب اس کی خبر حضرت عمر بن خطاب کو ملی تو انہوں نے اُس کو بلایا اور پوچھا کہ: تو کون ہے؟ تو اُس نے کہا میرا نام عبد اللہ بن صلیغ ہے۔ جو اب انہوں نے کہا میں بھی اللہ کا بندہ ہوں اور میرا نام عمر ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدمہ

ارباب ملت! سچ بات تو یہی ہے کہ اسلام کے مختلف فرقوں کے اختلافات چودہ سو سال سے چل رہے ہیں۔ گڑے مردے اکھاڑنے کا اب کوئی فائدہ نہیں۔ اب بات میل جول کی ہونی چاہئے یعنی

وصل کے اسباب پیدا ہوں تیری تحریر سے
دیکھ کوئی دل نہ دکھ جائے تیری تقریر سے

مگر ان جھگڑوں کی وجہ سے واضح نقصانات ہوئے ہیں۔ ایک تو راہ راست مشکوک ہوگئی اور دوسرے مسلمانوں کی ترقی کی راہ مسدود ہوگئی۔ اس لئے بعض باتوں کی تحقیق و تصریح کرنی ضروری ہے۔

دیکھئے ہمارا ایک خالق ہے اس نے ہمیں کسی مقصد کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور مقصد حاصل کرنے کے لئے اور منزل پہنچنے کے لئے اس نے ایک راہ راست مقرر کی ہے۔ اس رب اعلیٰ سے ایک دن ملاقات کرنی ہوگی یعنی ایک حشر کی گھڑی آئے گی اور ہم سب کو اپنے عمل پیش کرنے ہوں گے۔

پھر اس کو کوزوں سے مارنا شروع کیا، برابر مارتے رہے جب اس کی کھال اُدھیر گئی اور خون بہنے لگا تو اس آدمی نے کہا کہ: بس بس۔ مجھے معلوم ہو گیا، (تفسیر قرطبی، التفسیر ذر منشور، تاریخ ابن عساکر، کنز العمال)

اس قسم کے نادر و نایاب احادیث سے اس کتاب کا دامن مالا مال ہے۔ اور محترم مراد بھائی نے ہر حدیث کو جلد صفحہ اور باب کے حوالے کے ساتھ مرتب فرمایا ہے۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے برادران اسلامی کی ان کتابوں کی تحقیق میں شب و روز محنت فرما کر ان کا عطر نچوڑ کر قوم کے سامنے پیش کر دیا ہے۔

پاک پروردگار بتصدق معصومین علیہم السلام، محترم مراد بھائی کو صحت و عافیت کے ساتھ طویل زندگی عطا فرمائے۔ اور تشنگان تحقیق، کو آپ کی تالیفات سے بہتر سے بہتر فیوض حاصل ہوں۔

آمین

والسلام

رضی جعفر نقوی

(عید الفطر نیویارک ۲۳-۲۴-۱۹۸۳ھ)

یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصہ محشر میں ہے
پیش کرنا فل اگر کوئی عمل دفتر میں ہے

ان جھگڑوں کی وجہ سے راہ مسدود، منزل مقصود دور اور عمل مشکوک ہو گیا۔ ہم سب مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے۔ خوش تھے کہ اللہ نے بڑا کرم کیا۔ اللہ نے نماز روزے کی توفیق عطا فرمائی اس کے ممنون و مشکور تھے۔ مگر کچھ غور کرنے کے قابل ہوئے تو اندازہ ہوا کہ اسلام جتنا فراخ دل ترقی پسند مذہب ہے مسلمان اتنے ہی تنگ نظر اور قدامت پسند واقع ہوئے ہیں۔

کیارفت کی لذت سے نہ دل کو آشنا تو نے
گزاری عمر پستی میں مثال نقش پا تو نے

آج کی دنیا میں اگر سب سے نچھت و ناتواں قوم ہے تو وہ مسلم قوم ہے۔ اور یہ ہمارے اپنے کیے کی سزا ہے اور یہ بات اب بھی ہمارے گلے سے نیچے نہیں اتر رہی ہے۔ قابل فکر ہے یہ بات کہ وہ عظیم ہستی جس کو خالق عالم نے محبوب بنایا جس کو تمام انبیاء نے اپنا سردار جانا، جس کے لئے قرآن نے صاف لفظوں میں کہا کہ جو رسول دیدے لیلو اور جس کو منع کر دے وہ ترک کر دو۔ جس نے ۲۳ سال مشقت کی، زخم کھائے، گھر سے در بدر کیا گیا، خود زخم کھا کر مسلمانوں کو بچایا۔ خود بھوکا رہا کہ دوسروں کو کھلایا۔ اور جب اس کا انتقال ہوا تو اس کی قوم اس کو بے گورکھن چھوڑ کر دنیا کی تلاش میں چلی گئی۔ اگر قریبی رشتہ دار نہ ہوتے تو شاید دفن کفن بھی نہ ہوتا۔

میرا رونا نہیں رونا ہے یہ سب گلستانوں کا
وہ گل ہوں میں خزاں ہر گل کی گویا ہے خزاں میری

وہ بد نصیب دن اور آج کا دن اسلام اپنے مرکز سے ہٹ کر واپس نہیں آیا۔ ۱۴۰۰ سال سے اسلام کا تارہ گردش میں ہے اور آج تو اسلام ایسا ہو گیا ہے کہ مسلمان اپنے کو مسلمان کہتے ہوئے شرماتا ہے۔ یہ مسلمان اپنے ہی ملک میں ذلیل ہے۔ کسی مسلمان کی عزت و جان و مال محفوظ نہیں خواہ گھر میں یا مسجد میں یا امام بارگاہ میں۔ مغربی ممالک بدنام ہیں مگر یہاں ایک کتاب بھی بلاوجہ مر جائے تو اس کی تحقیق ہوتی ہے کہ کسی نے اس کو گزند تو نہیں پہنچایا ہے۔ مگر مسلم ممالک میں بیسیوں مسلمان روزانہ مارے جا رہے ہیں اور کوئی پراسان حال نہیں ہے۔ ان چودہ سو سالوں میں مسلمانوں نے مسلمانوں کو زیادہ نقصان پہنچایا ہے زیادہ مارا ہے بہ نسبت غیر مسلمانوں کے۔ کیا یہی اسلام کی تعلیم ہے؟ کیا یہی قرآن میں لکھا ہے؟

ہویدا آج اپنے زخم پنہاں کر کے چھوڑوں گا
لو رو رو کے محفل کو گلستاں کر کے چھوڑوں گا

تو عزیزو! صدمہ اپنی جگہ، پرانی جھگڑوں سے پریشانی صرف یہی نہیں کہ آل محمد (سلام اللہ علیہما) کو آن کی جگہ سے ہٹا دیا گیا۔ رسول کا کوئی کہنا نہیں مانا گیا۔ قرآن کی من مانی تفسیر کی گئی۔ تکفیر کے چاقو سے مومنوں کی گردنیں کاٹی گئیں۔ اور اجتہاد کے اکسیر نسخہ سے منافقین کی جانیں بچائی گئیں۔ ہماری پریشانی یہ ہے کہ اسلام کو اغوا کر کے مسلمانوں کو غلط اور غارت گری کے راستے پر لگا دیا گیا۔ جھوٹی حدیثوں غلط فتوؤں اور غیر معقول قرآنی

تفسیرات سے غارت گری کو اسلام کی شکل دے دی گئی۔ ہماری پریشانی یہ ہے کہ اُن پرانی غلطیوں کی وجہ سے اسلام کے صحیح عدوغال مٹ گئے۔ مسلمان راہ راست سے ہٹ کر اپنی راہ پر چل نکلے اور آج بھی چل رہے ہیں۔

زمیں کیا آسماں بھی تیری کج بینی پہ روتا ہے

غضب ہے سطر قرآن کو چلیا کر دیا تو نے

واللہ العظیم! اسلام گھنے درختوں کے سائے میں ایک شیریں چشمے کے مانند تھا

اس کے لئے اشتہار کی ضرورت نہیں تھی۔ جو بھی پیاسا ہوتا یا جس کو بھی سائے کی ضرورت ہوتی وہ ڈھونڈتا ہوا اس سائے میں آرام کرنے اور اپنی پیاس بجھانے آتا۔ مگر بڑا ہو اُن مسلمان ناصبی منافقوں کا جنہوں نے درخت کاٹ ڈالے اور شیریں پانی میں زہر گھول دیا کہ جس سے ہر مسلمان متنفر نہیں تو مضطرب ضرور ہے۔

ہم سب خصوصیت سے آج کے نوجوان اُن راستہ بھٹکانے والوں سے سخت نالاں ہیں اُن کو گناہگار سمجھتے ہیں جو اسلام کی بگاڑ کا سبب اور آپس کی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ سمجھتے ہیں۔

ہماری جانیں اہل بیت اطہار (سلام اللہ علیہما) پر فدا ہو جائیں جنہوں نے اپنی جان و مال اور عورت و آبرو کا فدا کرنا پیش کر کے اسلام کو عورت دی اور اُس کو زندگی عطا کی۔

مثالیایا قیصر و کسری کے استبداء کو جس نے

وہ کیا تھا زورِ حیدر فقر بوذر صدقِ سلمانی

اور کر بلا والوں کی چوکھٹ پر جبہ سائی کرتے ہیں کہ جنہوں نے اسلام کو دوبارہ زندہ کر دیا۔

اسلام کے دامن میں اب اس کے سوا کیا ہے

اک ضرب ید اللہی اک سجدۂ شبیری

یہ مصیبتیں مسلمانوں پر کیوں آئیں ان کا تذکرہ اہل دانش، اہل علم، فقہاء، اور حکماء نے تفصیلاً کیا ہے۔ ان حضرات نے تمام خطرات کے باوجود جستجو کرنے والوں کے لئے راہیں روشن کر دیں ہیں۔

نہ پوچھ ان خرقة پوشوں کو ارادت ہو تو دیکھ اُن کو

ید بیضاء لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

اسلام پر مصائب کا بیان ابھی جاری ہے اور یہ ”انکشافات“ اس کی ایک کڑی ہے۔ یہ غیروں کی کتابوں سے حاصل شدہ مواد ہیں جس سے راہ راست روشن ہوتی ہے۔ اس راہ روشن کرنے والے ستارے کا نام نامی میر مراد علی خان ہے۔ برادر عالی مرتبت کی یہ تیسری کاوش ہے۔ پہلی کتاب ”اظہار حق و حقیقت“ دوسری ”آئینہ حق نما“ اور تیسری کاوش آپ کے ہاتھ میں ہے بنام ”انکشافات“ حاضر خدمت ہے۔

بے شک اس کتاب کے لکھنے کا مقصد کسی کی دل شکنی نہیں ہے، کسی توہین نہیں منظور ہے۔ اور اگر کسی کو تکلیف ہوئی ہو تو ہم تہہ دل سے معذرت خواہ ہیں۔ مگر اس میں ہماری غلطی نہیں ہے کیونکہ عیدما کہ پہلے عرض کیا چکا ہے یہ باتیں مراد بھائی کے دل کی آہنج نہیں بلکہ انہوں نے نے جو بات بھی لکھی ہے سب کی سب برادران اہلسنت کی

اصطلاحاتِ حدیث

حدیث	ایسا قول جس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کی گئی ہو۔ سنت کی بھی یہی تعریف ہے کہ وہ فعل جو رسول اللہ ﷺ سے منسوب ہو۔
خبر	خبر کے تین اقسام ہیں ۱۔ یہ کہ حدیث کا دوسرا نام ہے۔ ۲۔ کسی اور سے منسوب ہو۔
آثار	ایسے اقوال و افعال جو معصومین علیہم السلام سے منقول ہوں۔ علماء اہل سنت کے ہاں ایسا قول و فعل جو صحابہ کرام و تابعین سے منقول ہو۔
متواتر	وہ حدیث جسے بیان کرنے والے راویوں کی تعداد اس قدر ہو کہ ان سب کا جھوٹ پر جمع ہو جانا عقلاً محال ہو۔
آحاد	خبر واحد کی جمع ہے اس سے مراد ایسی حدیث ہے جس کی راویوں کی تعداد متواتر حدیث کے راویوں سے کم ہو۔
مرفوع	جس حدیث کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا گیا ہو مگر یہ کہ اس کی سند متصل نہ ہو۔
موقوف	جس حدیث کو معصومین علیہم السلام یا بقول اہل سنت و الجماعت صحابی کی طرف منسوب کیا ہو اور اس کی سند متصل نہ ہو۔
مقطوع	جس حدیث کو بقول اہل سنت و الجماعت تابعی یا تبع تابعین کے طرف منسوب کیا گیا ہو اور اس کی سند متصل ہو یا نہ ہو۔

کتابوں سے حلوں کے ساتھ تحریر کی ہیں۔ ہماری غلطی یہ ہے کہ:

بھری بزم میں راز کی بات کہہ دی

بڑا بے ادب ہوں سزا چاہتا ہوں

رہی یہ وجہ کہ یہ باتیں اس منظر عام پر کیوں لائی جائیں تو اس کی دو وجہیں تو تحریر

کی جا چکی ہیں کہ ان باتوں نے جھگڑا پیدا کیا، مسلمانوں کو راہ راست سے بھٹکا دیا اور اسلام کی ترقی کی راہیں بند کر دیں اور تیسری وجہ یہ ہے کہ تاریخ عقلمندوں کے لئے ایک چراغ ہوتا ہے جس کی روشنی میں آئینہ کے راستے کا تعین کیا جانا ہے۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم پرانے گڈ ہول کو پاٹ تو نہیں سکتے مگر آئینہ چلنے والوں کو ان سے آگاہ ضرور کر سکتے ہیں۔

دکھا دلوں گا جہاں کو جو میری آنکھوں نے دیکھا ہے

تجھے بھی صورت آئینہ حیراں کر کے چھوڑوں گا

و ماتو فیقی الابا باللہ۔

والسلام

بندۃ الملیت

(ڈاکٹر) سید منظور رضوی

۱۵ اکتوبر ۲۰۱۲ء

نوٹ: تمام اشعار علامہ اقبال کے ہیں

معلن	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس میں ایک یا سارے راوی ساقط ہوں
معطل	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس میں اکٹھے دو یا دو سے زیادہ روایان ساقط ہوں
منقطع	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس کی سند کسی بھی وجہ سے منقطع ہو یعنی متصل نہ ہو
متروک	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس کے کسی بھی راوی پر جھوٹ کی تہمت ہو۔
منکر	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس کا کوئی راوی فاسق، بدعتی، غلطیاں یا غفلت برتنے والا ہو۔

مزید اصطلاحات:

حدیثنا: ہم سے بیان کیا

حدیثی: مجھ سے بیان کیا

عن: روایت ان سے ملی خود بیان نہیں کیا گیا۔

راوی: بیان کیا گیا کسی نامعلوم ذریعہ سے

قال: ان سے بیان کیا گیا سلسلہ وار

مؤثق: مکتب اہل بیت کے ہاں مؤثق: وہ حدیث جس کا سلسلہ سند معصوم سے ملتا ہو، اور اس کی تصدیق علماء نے بھی کی ہو۔ مگر راوی غیر شیعہ بھی ہو سکتے ہیں۔ ایسی روایت کو قوی بھی کہا جاتا ہے۔ مگر اس میں شرط ہے کہ راوی شیعہ ہو اور ان کے صادق یا کاذب ہونے کا کوئی علم نہ ہو۔ اس حدیث کے بارے میں اختلاف ہے بعض کا کہنا ہے کہ اگر حدیث مشہور ہو اور تو اس پر عمل کرنا جائز ہے۔

صحیحان: صحیح احادیث کی دو کتابیں یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم: مکتب اہل بیت کے ہاں قرآن

صحیح	جس حدیث کی سند متصل ہو اور اس کے تمام روایان ثقہ ہوں۔ مکتب اہل بیت میں صحیح: وہ حدیث جس کا سلسلہ سند معصوم سے ملتا ہو اور راوی مذہب کے لحاظ سے سب عادل، شیعہ، ہوں۔ اس حدیث پر عمل کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں بشرطیکہ یہ کسی دوسری صحیح حدیث سے نہ ٹکرائی ہو۔
حسن	جس حدیث کے راویوں کے بارے میں ثقہ ہونے یا نہ ہونے کا علم نہ ہو مکتب اہل بیت میں حسن: وہ حدیث جس کا سلسلہ سند معصوم سے ملتا ہو، راوی شیعہ ہو، مگر عدالت کے بارے میں کوئی علم نہ ہو۔ حدیث حسن کے بارے میں اختلاف ہے بعض علماء نے راوی کے عادل ہونے کی شرط رکھی ہے اور بغیر عدالت کے اس حدیث عمل کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔ بعض کا یہ تقاضا ہے کہ اگر حدیث حسن علماء مذہب شیعہ میں شہرت رکھتی ہو تو وہ قابل قبول ہے۔
ضعیف	وہ حدیث جو نہ صحیح ہو اور حسن ہو۔
موضوع	ضعیف وہ حدیث جو کسی بھی طریقے سے صحیح، حسن و ضعیف کے ذمے میں نہ آئے۔
شاذ	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس میں کسی ثقہ راوی نے کسی اور ثقہ راوی کی مخالفت یا رد کی ہو
مرسل	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس میں کوئی تابع صحابی کے سلسلہ بغیر رسول اللہ ﷺ سے یا کسی واقعہ سے منسوب کیا ہو۔ (بقول اہل سنت) مکتب اہل بیت کے ہاں مرسل: وہ حدیث جس کا راوی وہ ہے جس کا سلسلہ کسی معصوم سے نہیں ملتا۔ اور حدیث کو معصوم سے نسبت دے یا کہہ دے کسی تابعی نے معصوم سے سنا ہو۔ بعض علماء اس حدیث کے بارے میں کہتے ہیں اگر راوی کی صداقت کا علم ہو تو قابل قبول ہے ورنہ نہیں۔

کے علاوہ کوئی کتاب ”صحیح“ سے منسوب نہیں۔

صاحح ستہ۔: حدیث کی چھ کتابیں، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، اور ابن ماجہ۔

کتب اربعہ۔: مکتب اہلبیتؑ کی چار مشہور کتابیں: الکافی، من لا یحضرہ الفقہ، الاستبصار، تہذیب

الاحکام۔

اصطلاحات خمسہ (فقہ)۔: واجب، حرام، محبت، مکروہ، مباح

مناہج فقہ۔: (۱) قرآن۔ (۲) حدیث۔ (۳) اجماع علماء۔ (۴) عقل (قیاس اہل سنت کے نزدیک)

مسنہ۔: مکتب اہل بیتؑ کے ہاں: وہ حدیث کی کتاب جس میں احادیث کا سلسلہ سند تمام مراتب میں اس کے رجال کو بیان کرنے ساتھ معصوم سے متصل ہو۔

امالی۔: مکتب اہل بیتؑ کے ہاں وہ کتاب جس میں املا (Dictation) کرانے والے نے لکھوایا ہو۔ جیسے امالی شیخ صدوقؒ یعنی اس کو جناب شیخ صدوق علیہ رحمہ نے لکھوایا تھا، امالی شیخ مفیدؒ؛ امالی سید تقیؒ

تدلیس۔: لغت میں ایسی روایت جس میں اصلیت کو چھپا کر غلط باور کرانا۔ انگریزی میں اسکا ترجمہ Fraud بتلایا گیا ہے۔

المنجد عربی۔: اردو لغت میں حرف ”ذ“ کے ذیل میں ص ۳۳۳ پر تدلیس کے معنی چھپانا اور دس کے معنی دھوکا فریب دینا لکھا ہے۔ تدلیس اصل احادیث میں وہ علت قاعدہ ہے جو حدیث اور تدلیس کرنے والے راوی دونوں کو پانہ اعتبار سے ساقط کر دیتی ہے۔ شرح نزہۃ النظر مطبع سعیدی کراچی حاشیہ ص ۵۳ پر مذکور ہے کہ ومن عرف بہ فهو مجروح عند جماعة لا یقبل روايته یعنی جو شخص ایسا کرنے میں مشہور ہو جائے وہ مجروح ہے اور اس کی روایت قبول نہیں کی جائیگی۔

علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب ”سیرۃ النعمان“ ص ۱۵۷ میں لکھتے ہیں: بڑی آفت تدلیس کی تھی جس کا ارتکاب بڑے بڑے ائمہ فرما کرتے تھے۔ اس تدلیس نے اسناد کے اتصال کو بالکل مشتتبہ کر دیا تھا۔
تدلیس کی بہت اقسام ہیں اور ساری کی ساری قابل مذمت ہیں۔ شرح الغیہ سیوطی للشیخ احمد شاہ ص ۳۵۔

”تدلیس“ کے بارے میں تمام علماء کا فتویٰ ہے کہ وهذا جنایۃ منہم۔ علی الشرع ومقصود ہم۔ ترویج احادیثہم۔ وکثرة رواياتہم۔ ابن جوزی۔ تلخیص اہلبیس عربی ص ۱۲۴ مطبوعہ دارالتریان یعنی ”اور یہ شریعت کے خلاف ان کی جانب سے گناہ ہے اور ان کا مقصد اپنی احادیث کی ترویج اور روایات کی کثرت ہے۔“ (تلخیص اہلبیس مکتبہ رحمانیہ لاہور ص ۱۷۸ علامہ ابن جوزی)۔

شعبہ بن حجاج امام اہل الحدیث متوفی ۴۰ھ ہر تدلیس کے سخت مخالف تھے یہاں تک انہوں نے کہا کہ: میرے نزدیک زنا، تدلیس سے کم درجے کی بڑائی ہے۔ نیز یہ کہا کہ تدلیس جھوٹ کی طرح ہے۔ حافظ سے منقول ہے کہ جس نے جرح کی اور راوی کی تدلیس کو پہچان لیا تو مطلق طور پر اس کی روایت کو رد کر دینا چاہئے۔ اگرچہ وہ لفظ کے ذریعہ ہی بیان کرے اور اگرچہ یہ جانتا ہو کہ اس نے ایک ہی مرتبہ تدلیس کی ہے جیسا کہ اس پر امام شافعی نے نص کی ہے۔ بحوالہ کتاب ”حدیث سے دفاع“

اردو ترجمہ کتاب الاضواء علی السنۃ المحمدیۃ محمود ابوریہ مشہور مصری عالم ص ۲۵۲۔
اسلامی مکتب کے مطالعہ سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ علم رجال کی ضرورت صرف فقہی مسائل اور روایات کے ذیل میں ہی نہیں بلکہ کسی موضوع کے بارے میں بھی اگر کوئی حقائق کا اندازہ کرنا چاہتا ہو، یا ماضی کے حالات معلوم کرنا چاہتا ہو تو اسکے لئے علم رجال کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہیں۔ چنانچہ قدیم تاریخی کتابوں میں روایت کو اسناد کے ساتھ پیش کیا گیا۔ اور مورخ خود ہی راویوں کی نشان دہی کر دیتا تھا تا کہ حقائق کا اندازہ ہو سکے اور لوگ صرف مورخ کی تحریر ہی کو حرف آخر نہ سمجھیں، بلکہ راویوں کے حالات کے ذریعہ خود بھی حقائق کا اندازہ کر لیں۔ تاریخ طبری، طبقات ابن سعد یہ وہ کتابیں

ہیں جن میں راویوں کی نشان دہی بھی کر دی گئی ہے۔ یہ تاریخ لکھنے والوں کی دیانتداری ہے یا قدرت کا انتقام ہے کہ جعلسازی کا پردہ فاش کیا جاتا رہا ہے۔

علمائے اہلسنت نے علم رجال میں دو قسم کی کتابیں تالیف کی ہیں۔ قسم اول کا تعلق صحابہ کرام کے حالات سے ہے۔ جن میں نمایاں ترین یہ تین کتابیں ہیں:

۱۔ الاستیعاب فی اسماء الاصحاب: یہ حافظ ابو عمرو یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر (متوفی ۴۶۳ھ) کی تالیف ہے اور اس میں صحابہ کرام کے حالات درج ہیں۔

۲۔ الاصابہ فی تہذیب الصحابہ: یہ حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) کی تالیف ہے

۳۔ أسد الغابۃ: علامہ ابو الحسن علی بن محمد بن عبد الکریم الجزری المعروف بہ ”ابن اثیر“ (متوفی ۶۳۰ھ) کی تالیف ہے جس میں ۷۵۰ افراد کے حالات زندگی درج ہیں۔

دوسری قسم ان کتابوں کی ہے جن میں راویوں کے حالات پر تبصرہ کیا گیا ہے اور ان کی حقیقت کو بے نقاب کیا گیا۔ اس سلسلہ میں حسب ذیل نام نمایاں ہیں:

۱۔ المجرح والمتعدیل۔ یہ حافظ عبد الرحمن بن ابی حاتم الرازی (متوفی ۲۳۷ھ) کی تالیف ہے جس میں تقریباً (۲۰) ہزار افراد کے حالات درج کئے گئے ہیں اور یہ کتاب (۹) جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔

۲۔ میزان الاعتدال فی نقد الرجال۔ یہ عبد اللہ محمد بن احمد الذہبی (متوفی ۴۸۸ھ) کی تالیف ہے جن کے بارے میں علامہ بیوطی کا بیان ہے کہ علم رجال کے تمام علماء چار افراد کے سہارے جی رہے ہیں۔ النمری، الذہبی، العراقی اور، ابن حجر۔

میزان الاعتدال کو دار العرفہ بیروت لبنان نے چار جلدوں میں شائع کیا ہے۔

۳۔ تہذیب التہذیب: یہ حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی

(متوفی ۸۵۲ھ) کی تالیف ہے اور اس کی اصل یہ ہے کہ حافظ ابو محمد عبد الغنی بن عبد الواحد بن سرور المقدسی الحنبلی (متوفی ۶۰۰ھ) نے ایک کتاب تالیف کی تھی جس کا نام تھا ”الکمال فی اسماء الرجال“۔ حافظ جمال الدین یوسف بن الزکی النمری (متوفی ۲۴۴ھ) نے اس کا خلاصہ تیار کیا جس کا نام رکھا ”تہذیب الکمال فی اسماء الرجال“۔ اس کے بعد ابن حجر عسقلانی نے اس خلاصہ کا بھی خلاصہ تیار کیا جس کا نام تہذیب التہذیب رکھا گیا۔ جو حیدرآباد دکن میں ۱۳۲۵ھ میں بارہ جلدوں میں شائع کی گئی تھیں۔ اور اب دار الفکر بیروت لبنان میں طبع ہوئی ہے۔

۴۔ لسان المیزان: یہ حافظ ابن حجر عسقلانی کی تالیف ہے اس میں ذہبی کی میزان الاعتدال کا خلاصہ تیار کیا گیا ہے۔

مکتب اہل بیت: کے ہاں علم رجال کی سب سے پہلی کتاب مولائے کائنات کے غلام اور کاتب عبید اللہ بن ابی رافع نے مرتب کی تھی جن میں ان صحابہ کرام کے نام اور حالات درج کئے گئے تھے جو فادار امیر المؤمنین تھے آپ کی امامت کا اقرار کیا تھا اور آپ کے ساتھ معرکوں میں شریک جہاد رہے۔ یہ علم کا ذخیرہ بھی ظلم کا نشانہ بنا اور تلف ہو گیا (بحوالہ کتاب علم الرجال علامہ جوادیؒ)۔

مشہور مکتب اہل بیت علیہ السلام کے رجال:

رجال نجاشی: کتاب الرجال اس کی تالیف احمد بن علی بن احمد بن العباس النجاشی ۳۷۲ھ-۳۷۵ھ رجال کشی: یہ کتاب محمد بن عمر بن عبد العزیز کی تالیف ہے جسے کشی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ کش سمرقند کے قریب ایک شہر کا نام ہے۔ لیکن آج کل رجال کشی کے نام سے جو کتاب پائی جاتی ہے وہ اصل کتاب نہیں ہے بلکہ جو الرجال کے نام سے شیخ طوسی نے مرتب کیا تھا۔

رجال شیخ طوسیؒ: شیخ محمد بن الحسن الطوسیؒ ولادت ۳۸۵ھ اور وفات ۴۶۰ھ کی تالیف ہے
 رجال برقیؒ: احمد بن محمد بن خالد البرقی متوفی ۲۸۷ھ
 الفہرست: یہ کتاب شیخ منتخب ادین علی بن بابویہ الرازی از اعلام قرن ششم ہجری
 معالم العلماء: یہ کتاب حافظ شہیر محمد بن علی بن شہر آشوب مازندرانی کی تالیف ہے ولادت
 ۲۸۸ھ اور وفات ۵۸۸ھ
 رجال ابن داؤد: یہ کتاب حضرت تقی الدین الحسن بن علی بن داؤد حلّی کی تالیف ہے۔ ولادت
 ۶۴۷ھ (مشہور علامہ علیؒ کی ولادت سے ایک سال قبل) اور وفات ۷۰۷ھ (بحوال کتاب الرجال از
 علامہ ذیشان حیدر الجوادیؒ طبع تنظیم المکاتب لکھنؤ)

تاریخ اس حقیقت سے آگاہ ہے کہ بعد رسول اکرم ﷺ اسلام پر مذہبی اقتدار سے زیادہ
 سیاسی مصلحتیں تھیں عرصہ دراز تک حدیث بیان کرنا اور اس کا لکھنا جرم تھا۔ جب لکھنا شروع ہوا تو اس
 میں بنی امیہ اور ان کے قبل کے حکمرانوں کے لئے حدیثیں بنانی شروع ہوئیں۔ یہ ثابت ہے کہ
 جہاں جہاں اہل بیت کی فضیلت کی کوئی حدیث ہوتی اس کی جوڑ پر ویسی ہی حدیث گھڑی گئیں۔ مثلاً انا
 مدینۃ العلم وعلی بابہا اس کی جوڑ پر حدیث گھڑی گئی کہ فلاں چھت ہے اور فلاں صاحب دیوار اور
 فلاں صاحب پر نالا۔ یا یہ کہ الحسن والحسن سید شباب اہل الجنة۔ حدیث جوڑی گئی کہ فلاں
 فلاں بوڑھوں کے جنت کے سردار ہیں۔

خطیب بغدادی نے ایک قول نقل کیا کہ: نیک کرداروں سے زیادہ حدیث میں کوئی جھوٹا
 نہیں دیکھا گیا۔ اور علامہ بیہقی نے لکھا مقدسین سے زیادہ احادیث میں غلط بیانی کرنے والا میں نے
 کوئی شخص نہیں دیکھا۔ معاویہ ابن ابی سفیان نے حکم نافذ کر دیا تھا کہ: خبر در شیعان علیؒ کی گواہی قبول
 نہ کی جائے اور جو بھی عثمان سے محبت کرنے والا ہو اور وہ ان کی فضائل اور مناقب بیان کرے اس کو
 بلند مرتبہ دواور اور اس کی بنائی ہوئی حدیث میرے پاس مع راوی کے نام و نسب کے ساتھ روانہ کرو۔

جب یہ گھڑی ہوئی حدیثیں انتہا کو پہنچ گئیں تو حکم جاری ہوا اب دوسرے خلفاء کے بارے میں روایتیں
 تیار کروائی جائیں اور اگر کوئی ابوتاب کے بارے میں کوئی روایت نقل کرے تو اس کے جواب میں
 روایت بنائی جائے۔ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید معتزلی ج ۱۱ ص ۴۴ تا ۴۵۔
 ان موضوعات پر کئی کتابیں لکھی گئیں ہے مشہور ترین:-
 شیخ ابو الفرج ابن الجزری نے چار جلدوں ”الموضوعات الکبریٰ“ لکھیں۔
 جلال بیہقی نے ”اللائلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ“ تصنیف کی۔
 کتاب الموضوعات الامام ابی الفرج عبدالرحمن بن علی بن الجوزی القرشی ۵۱۰-۶۹۷ھ
 ابن حجر نے ایک کتاب مرتب کی ”طبقات المدلسین“ جس میں تدلیس کرنے والوں کا ذکر ہے نام
 ملاحظہ ہو:

ابو ہریرہ: یزید بن ہارون نے بیان کیا ہے کہ میں نے شعبہ کو بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ ابو ہریرہ
 تدلیس کرتے تھے۔ کبھی حدیث کو رسول اللہ سے نسبت دیتے تھے اور کبھی اسی حدیث کو کہتے تھے کہ
 میں نے کعب سے سنی اور اس میں ایک دوسرے کا امتیاز نہیں رہتا تھا۔ چنانچہ ابو ہریرہ نے ایک
 حدیث بیان کی اور جب تحقیق کی گئی تو ابو ہریرہ نے کہا ”مجھے کسی خبر دینے والے خبر دی ہے اور میں نے
 یہ رسول اللہ سے نہیں سنا۔ اسے ابن عساکر نے بھی بیان کیا ہے۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ہشتم
 ص ۹۳۱ نفیس اکبریٰ کراچی۔

چند معروف محدثین جن پر تدلیس کا الزام عائد کیا گیا ہے۔

بشیر بن مہاجر۔ طبقات المدلسین ابن حجر عسقلانی ص ۸۲ سلسلہ ۳۸

حسن بصری۔ تہذیب التہذیب ابن حجر عسقلانی ج ۲ ص ۲۲۶

زہری۔ طبقات المدلسین ص ۷۵ سلسلہ ۱۰۲

سفیان ثوری۔ میزان الاعتدال ذبیح ج ۲ ص ۱۶۹

ہماری کتابیں

تین علماء کرام نے پانچ عظیم ترین کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔

- ۱۔ ابو جعفر محمد یعقوب کلینیؒ: ولادت ۲۵۰ھ اور وفات ۳۲۹ھ..... کتاب کافی
- ۲۔ شیخ محمد بن علی بن حسین بابوی قمیؒ: موسوم شیخ صدوقؒ: ولادت ۳۰۶ھ متوفی ۳۸۱ھ کتاب من لا یحضرہ الفقیہ، مدینہ العلم تصنیف فرمائی جو دس جلدوں پر مشتمل تھی لیکن اب مدینہ العلم نامی کتاب ناپید ہے۔ یہ کتاب من لا یحضرہ الفقیہ سے بڑی تھی۔
- ۳۔ شیخ محمد بن حسن الطوسیؒ شیخ الطائفہ: ولادت ۳۸۵ھ متوفی ۴۶۰ھ کتاب تہذیب الاحکام اور الاستبصار تصنیف فرمائی ہیں۔

چونکہ صرف چار کتابیں ہی دستیاب ہیں اس لئے ان کتابوں کو کُتب اربعہ کے نام سے موسوم کیا گیا جو ہمارے مکتب اہل بیتؑ کی عظیم الشان تصانیف ہیں۔ حالانکہ ان کتابوں کا مرتبہ نہایت بلند ہے مگر انہیں کبھی بھی لفظ ”صحیح“ سے نہیں نوازا گیا۔ یعنی کبھی بھی صحیح کافی، یا صحیح تہذیب الاحکام وغیرہ نہیں کہتے اور نہ کسی کے بارے میں یہ دعویٰ کہ یہ کتاب بعد کتاب باری ہیں۔ بعض لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ (معاذ اللہ) حضرت امام عصر عجل اللہ شریف نے یہ فرمایا: اما ما قیل من المہدی علیہ السلام قال ان الکافی

کافی لیشیعتنا فانہ قول مجہول راویہ ولم یسم أحد اسمہ ویدل علی بطلانہ تالیف مائة كتب الحديث بمدرسة اهل البيت بعد الکافی مثل من لا یحضرہ الفقیہ، مدینہ العلم، تہذیب الاحکام والاستبصار، البحار، ووسائل الشیعة وجامع احادیث الشیعة إلى غیرہا۔

یہ جو کہا گیا کہ امام مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ کتاب کافی ہمارے شیعوں کے لئے کافی ہے یہ قول مجہول اس کاراوی نامعلوم ہے اور کسی نے بھی راوی کا نام تک نہیں بتلایا۔ اور اس قول کے باطل ہونے کی یہ دلیل ہے کہ کتاب کافی کے بعد سینکڑوں کتابیں مکتب اہل بیتؑ میں تالیف ہوئیں ہیں جیسے: من لا یحضرہ الفقیہ، مدینہ العلم، تہذیب الاحکام، والاستبصار، بحار الانوار، ووسائل الشیعة وجامع احادیث الشیعة وغیرہ؛ علامہ مرتضیٰ عسکریؒ طاب ثرہ (عربی) معالم المدرستین ج ۳ ص ۳۸۳، (اردو ترجمہ علامہ جوادیؒ ”خطائے اجتہادی کی کرشمہ سازیوں) ص ۲۵۲۔

الکافی

مکتب اہل بیتؑ کا دعویٰ ہے کہ اس نے اللہ کی کتاب کے علاوہ کسی بھی کتاب کو کسی طرح بھی صحیح کا درجہ نہیں دیا۔ کتاب کافی جو ۸ جز پر مشتمل ہے جس میں (۷) جز دو حصوں میں تقسیم ہے (۱) اصول کافی (۲) فروع کافی، آٹھواں حصہ (۳) روضہ کے نام سے منسوب ہے۔ اصول کافی:۔ دو جلدوں میں ہیں اول۔ اصول کافی جس میں کتاب العقل سے شروع ہو کر فضائل قرآن اور عقائد سے متعلق احادیث ہیں۔

فروع کافی :- یہ پانچ جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس میں ”طہارت“ سے لے کر ”دیت“ سے متعلق احادیث ہیں۔

روضہ :- یہ ایک جلد میں ہے جس میں خطوط، خطبات اور واقعات سے تعلق رکھنے والی روایات مذکور ہیں۔

کتاب الکافی کے بنیادی عنوانات (۴۳) حصوں میں ہیں۔ ہر ایک کے عنوان کو لفظ کتاب سے نوازا گیا ہے۔

جیسے پہلے جز میں :- (۱) کتاب العقل والجهل، (۲) کتاب فضل العلم، (۳) کتاب التوحید، (۴) کتاب الحجة، وغیرہ۔

دوسرے جز میں :- (۱) کتاب الايمان والكفر (۲) کتاب الدعاء (۳) کتاب فضل القرآن (۴) کتاب العشرة

تیسرے جز میں :- (۱) کتاب الطهارة (۲) کتاب الحيض (۳) کتاب الجنائز (۴) کتاب الصلاة (۵) کتاب الزكاة۔

چوتھے جز میں :- تتمہ کتاب الزكاة، باب الصدقة سے شروع ہوتی ہے اور (۱) کتاب الصيام (۲) کتاب الحج۔

پانچویں جز میں :- (۱) کتاب الجهاد (۲) کتاب المعيشة (۳) کتاب النكاح۔

چھٹے جز میں :- (۱) کتاب العقیقة (۲) کتاب الطلاق (۳) کتاب العتق

والتدبير والكتابة (غلام، کنیز وغیرہ) (۴) کتاب الصيد (شکار) (۵) کتاب ا

لذبائح (۶) کتاب الاطعمة (۷) کتاب الاشربة (۸) کتاب الزی والتحمل

والمروءة (لباس وغیرہ) (۹) کتاب الدواجن (شکاری جانور وغیرہ)۔

ساتویں جز میں :- (۱) کتاب الوصايا (۲) کتاب المواریث (۳) کتاب

الحدود (۴) کتاب الديات (۵) کتاب الشهادات (۶) کتاب القضاء

والاحکام (۷) کتاب الايمان والتذور الكفارات

کتاب کافس کا آٹھواں جز جیسا کہ قبل ذکر کیا گیا ہے روضہ پر مشتمل ہے

۔ جس میں خطوط، خطبات اور منتخب آیات کی تاویلات ہیں مثلاً امام جعفر صادق کا خط شیعہ

جماعت کے لئے، خطبہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام، فضائل شیعہ وغیرہ ہیں۔

کتاب الکافی میں جملہ سولہ ہزار ایک سو ننانوے (۱۶۱۹۹) احادیث ہیں اور

بعض کتابوں میں مثلاً ”فہرست طوسی“ میں (۱۶۹۹۰) ہیں۔ بعض لکھتے ہیں کہ اس میں

(۱۶۱۲۱)، اور کسی نے اس کی تعداد (۱۶۱۱۹) بتلائی ہے۔ شاید یہ اختلاف احادیث کے

تکرار کی وجہ سے ہوئی ہو۔ جس میں علماء کرام اور ناقدین نے (۹۴۸۵) احادیث کو

ضعیف قرار دیا ہے، علامہ مجلسی نے اپنی کتاب مرآة العقول جو اصل میں شرح کافی ہے

اس میں آپ نے ضعیف، صحیح، موثق، یا قوی احادیث کی وضاحت فرمائی ہیں۔ دور حاضر

کے محقق محمد باقر بہبودی نے ایک کتاب تالیف کی ہے بنام ”صحیح کافی“ جو بیروت میں

۲۰۰۲ء طبع ہوئی ہے اس میں انہوں نے الکافی کے (۱۶۱۲۱) احادیث کا تجزیہ فرمایا اور

صرف (۲۴۲۸) احادیث کو صحیح قرار دیا اور باقی کو غیر صحیح قرار دیا۔ ان کا یہ تجزیہ رجال کی

کتاب جس کو ابن الغضائری ابو الحسن احمد بن الحسن نے مرتب کی تھی پر مبنی ہے۔ شیخ کلینی

جن کے مرتبہ اور علمی مقام کے بارے میں نہ صرف علماء مکتب اہل بیت ثنا خواں ہیں اہل

سنت کے علماء جیسے ابن حجر عسقلانی جو رجال کے اور حدیث میں امام مانے جاتے ہیں وہ اپنی کتاب لسان المیزان ج ۵ ص ۴۳۳ سلسلہ ۱۴۱۹، تاریخ کامل ج ۸ ص ۴۳۳ فرماتے ہیں۔ هو الفقیہ الامام علی مذهب اہل بیت عالم فی مذہبہم کبیر فاضل عندہم مشہور: یعنی مذہب اہل بیت کے فقیہوں کے امام بڑے عالم و فاضل تھے اور ان کے (شیعوں) یہاں بہت مشہور تھے۔

نام محقق	کل تعداد	صحیح احادیث	حسن	قوی	مؤثق	ضعیف
شیخ یوسف بن احمد البحرانی نولوة البحرین	۱۶۱۲۱	۵۰۷۲	۳۰۲	۱۴۴	۱۱۱۸	۹۴۸۵
علامہ مکانی قصص العلماء	۱۶۱۱۹	۵۰۷۲	۱۴۴	۳۰۲	۱۱۱۶	۹۴۸۵

جن محققین نے کتاب الکافی کی تحقیق کی ہے انھوں نے تعداد احادیث اور ان کی

نوعیت حسب ذیل بتلائی ہیں۔

علمائے مکتب اہل بیتؑ میں شہید ثانیؒ متوفی ۵۶۹ھ نے الرعاۃ فی علم الدراریہ ص ۷ تا ۶۸ میں احادیث کی تقسیم اور تعریف اس طرح کی ہے کہ:-
صحیح: وہ حدیث جس کا سلسلہ سند معصوم سے ملتا ہو اور راوی مذہب کے لحاظ سے سب عادل، شیعہ، ہوں۔ اس حدیث پر عمل کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں بشرطیکہ یہ کسی دوسری صحیح حدیث سے نہ ٹکراتی ہو۔

حسن: وہ حدیث جس کا سلسلہ سند معصوم سے ملتا ہو، راوی شیعہ ہو، مگر عدالت کے بارے میں کوئی علم نہ ہو۔

حدیث حسن کے بارے میں اختلاف ہے بعض علماء نے راوی کے عادل ہونے کی شرط رکھی ہے اور بغیر عدالت کے اس حدیث پر عمل کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔ بعض کا یہ تقاضا ہے کہ اگر حدیث حسن علماء مذہب شیعہ میں شہرت رکھتی ہو تو وہ قابل قبول ہے۔
مؤثق: وہ حدیث جس کا سلسلہ سند معصوم سے ملتا ہو، اور اس کی تصدیق علماء نے بھی کی ہو۔ مگر راوی غیر شیعہ بھی ہو سکتے ہیں۔ ایسی روایت کو قوی بھی کہا جاتا ہے۔ مگر اس میں شرط ہے کہ راوی شیعہ ہو اور ان کے صادق یا کاذب ہونے کا کوئی علم نہ ہو۔ اس حدیث کے بارے میں اختلاف ہے بعض کا کہنا ہے کہ اگر حدیث مشہور ہو اور تو اس پر عمل کرنا جائز ہے۔
ضعیف: وہ حدیث جن میں مذکورہ صفات نہ ہوں اور ان کے سلسلے میں اگر ایک راوی بھی مذموم، مجہول (غیر متعارف) یا فاسد العقیدہ ہو۔

مرسل: وہ حدیث جس کا راوی وہ ہے جس کا سلسلہ کسی معصوم سے نہیں ملتا۔ اور حدیث کو معصوم سے نسبت دے یا کہہ دے کسی تابعی نے معصوم سے سنا ہو۔ بعض علماء اس حدیث کے بارے میں کہتے ہیں اگر راوی کی صداقت کا علم ہو تو قابل قبول ہے ورنہ نہیں۔

یہ بات طے شدہ ہے کہ کسی بھی عالم نے جملہ احادیث کو صحیح نہیں قرار دیا ہے اور سب کا ایک مشترکہ ایمان ہے کہ اول تا آخر اگر کوئی کتاب صحیح ہے تو وہ صرف اور صرف قرآن مجید ہے اور اس کے علاوہ کوئی کتاب صحت میں اس کی شریک نہیں ہے اور نہ ہی ہو سکتی ہے۔ علمائے مکتب اہل بیتؑ نے قانونی طور پر کسی حدیث کے صحیح اور غلط ہونے کی تحقیق صرف ان روایات کے بارے میں کی ہے جن سے شریعت کے احکام استنباط (Extract) کرنا تھا۔ اور جن پر اعمال کا دار و مدار تھا، اور وہ روایات جن کا تعلق

سیرت انبیاء، سیرت ائمہ و اصحاب، تاریخ ان کو قابل تحقیق نہیں سمجھا ہے اور ان راویوں سے بھی نقل کیا ہے جن کی کوئی حیثیت میدانِ فقہ میں نہیں تھی۔ اور یہی وجہ ہے کہ تفسیر، سیرت کے ذیل میں ان راویوں کے روایات کو بھی درج کیا ہے جو مکتب خلفاء سے تھے اور جو بالکل بے بنیاد تھیں اور کئی مقامات پر اس پر بحث بھی کی گئی ہے۔ وسائل الشیعہ یا جامع احادیث الشیعہ میں ان روایات کو درج کیا اور تاکہ اس پر بحث کی جاسکے اور صحیح وضعیف کا فیصلہ کیا جاسکے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ روایات مکتب خلافت کی تھیں اور ان کی تحقیق بھی نہیں کی گئی تھی تو انہیں نقل کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی، جس کہ وجہ سے کتاب کے اعتماد پر حرف آسکتا ہو اور بدنامی کا سبب ہو۔ اس کا جواب شاید یہی ہو کہ علمائے اعلام نے صرف فقہی مسائل پر اپنی توجہ مبذول رکھی۔ اور علمی دیانت داری کا بھی تقاضہ تھا کہ جو بھی سامنے حدیث ہے اس کو اپنی فکر کی بنا پر اور اپنے اعتقاد کی بنا پر نظر انداز نہ کرتے۔ جیسے کہ انہیں شاید یہ محسوس ہوا ہو کہ اگر کوئی ایسی حدیث آجائے جیسے رسول اللہ ﷺ کے چار بیٹیاں تھیں تو اس سے اصل اسلام پر کیا فرق پڑے گا۔

علامہ سید ذیشان حیدر جوادیؒ نے اپنے ایک مضمون ”خبر واحد“ میں تحریر فرمایا کہ: شیخ بہاء الدینؒ عالمی کا ارشاد ہے کہ روایات کی تقسیم کا سلسلہ علامہ علیؒ متوفی ۲۶۱ھ کے دور سے شروع ہوا اور دیگر محققین کا کہنا ہے کہ اس کی تقسیم کے موجد جمال الدین ابن طاووسؒ ہیں۔ ساتوں صدی ہجری سے قبل حدیث کے صحیح ہونے کا معیار راویوں کے صحیح العقیدہ اور عادل ہونا نہیں تھا۔

کتاب الکافی کی شرح، ترجمہ کا سلسلہ آج تک اس کی اہمیت کی بنا پر جاری ہے۔ چنانچہ ذیل میں جن علمائے کرام نے اس سلسلے میں محنت کی وہ حسب ذیل ہیں۔
مرآة العقول----- علامہ مجلسیؒ متوفی ۱۱۱۰ھ
شرح اصول کافی----- ملا محمد صالحؒ مازندرانی متوفی ۱۰۸۱ھ
الکلبینی والکافی----- ڈاکٹر شیخ محمد رسول الغفاری
علامہ مفتی محمد عباس طاب ثرہ نے الکافی سے روایات کو جمع کر کے انہار الانوار، جوامع الکلام اور جواہر الکلام سے موسوم خلاصہ مرتب کیا۔

علامہ ظفر حسنؒ قبلہ امر و ہوی ادیب اعظم نے اصول کافی (الکافی کے دو جلد) کا اردو ترجمہ الثانی کے نام سے پانچ (۵) جلدوں میں شائع فرمایا۔
حجۃ الاسلام مولانا شیخ محمد سرور مقیم امریکہ نے الکافی کا انگریزی زبان میں ۸ جلدوں میں ترجمہ فرمایا ہے جس میں چار جلد (الکافی کے دوسری جلد تک) طبع ہو چکی ہیں اور سرمایہ کمی کی وجہ سے باقی جلدیں طبع نہ ہو سکیں۔

من لا یحضرہ الفقیہ

یہ کتاب شیخ محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی کی تصنیف ہے آپ کا مشہور لقب شیخ صدوقؒ اور کنیت ابو جعفر تھی ولادت ۳۰۶ھ اور وفات ۳۸۱ھ میں ہوئی تھی۔ اس کتاب میں کل (۶۶۶) ابواب ہیں اور کل (۵۹۶۳) احادیث ہیں جس میں (۳۹۱۳) بائند اور (۲۰۵۰) مرسل ہیں۔ مرسل حدیث کی تعریف مذکور ہو چکی ہے۔ یہ

کتاب موجودہ دور میں رسالہ عملیہ کا مقام رکھتی ہے فرق یہ ہے کہ عملیہ میں مسائل بیان کئے جاتے ہیں اور اس کتاب میں مسائل کے حل کے لئے روایات مذکور ہیں۔

اس کتاب میں اور الکافی میں فرق یہ ہے کہ الکافی میں روایات مع اسناد کے بیان کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کے آخر میں تمام اسناد کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب چار جلدوں میں تقسیم ہے۔

پہلی جلد میں: ۸۷ باب ہیں۔ جس میں (۱۶۱۸) احادیث ہیں۔ جس میں ۷۷۷ احادیث مُسمد ہیں اور ۸۴۱ مرسل ہیں۔

مُسمد: وہ حدیث جن میں سند کو بیان کیا جاتا ہے۔

مرسل: وہ حدیثیں جن میں اسناد کو چھوڑ دیا جائے اور بیان نہ کیا جائے۔

دوسری جلد: میں ۲۰۸ باب ہیں جس میں (۶۷۰) احادیث ہیں۔ جس میں ۱۶۰۴ مُسمد اور ۵۷۷ مرسل ہیں۔

تیسری جلد: ۷۸ باب ہیں جس میں (۱۳۰۵) احادیث جس میں ۱۲۹۵ مُسمد اور ۵۱۰ مرسل ہیں۔

چوتھی جلد: (۱۷۲) باب ہیں جس میں (۹۰۳) احادیث ہیں جس میں (۷۷۷) مُسمد اور (۱۲۶) مرسل ہیں۔

من لایحضرہ الفقہ کا ترجمہ اردو زبان میں حجۃ الاسلام سید حسن امداد مدظلہ العالی نے فرمایا ہے۔ چند فتاویٰ جو عجیب بھی ہو سکتی ہیں جنہیں علماء نے ضعیف اور مرفوع ہونے کی وجہ سے قبول نہیں کیا وہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ اور عمامہ باندھنے والا جب تک تخت الحنک نہ نکالے اس کے لئے نماز جائز نہیں (اردو جلد اول ص ۱۴۶ سلسلہ ۸۱۷)۔

۲۔ غروب آفتاب (SunSet) کو نماز مغرب کا اول وقت بتلایا ہے۔ (جلد اول اردو ص ۱۲۱: باب نماز کے اوقات سلسلہ ۶۵۵ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا جب قرص آفتاب غائب ہو جائے تو مغرب کا وقت ہو گیا۔)

۳۔ تشہد میں درود کو حذف کر دیا گیا ہے (اردو جلد اول ص ۹۷ سلسلہ ۹۴۴)۔

تہذیب الاحکام

شیخ الطائفہ ابو جعفر محمد بن الحسن الطوسیؒ متوفی ۴۶۰ھ نے تالیف فرمایا۔ یہ دراصل رسالہ المقنعہ کی شرح ہے جسے شیخ مفیدؒ نے تالیف کیا تھا یہ کتاب بھی فقہ ہی کے موضوع پر ہے۔ یہ کتاب ۱۰ جلدوں (۳۹۳) ابواب اور (۱۳۵۹۰) احادیث میں شائع ہوئی ہیں۔ تفصیل حسب ذیل ہے:-

جلد	عنوان کتاب	ابواب
۱	باب الاحداث الموجبة للطهارة	۹
۲	کتاب الصلاة	۱۹
۳	کتاب الصلاة (باقی)	۴۱

الاستبصار

یہ کتاب تہذیب کے بعد شیخ الطائفہ ابو جعفر محمد بن الحسن الطوسیؒ متوفی ۴۶۰ھ نے تالیف فرمائی تھی۔ شیخ طوسیؒ نے ہر دو کتابوں میں یہ لکھ دیا ہے کہ فلاں، فلاں روایت ضعیف ہے اور ناقابل عمل ہے۔ یہ کتاب (۴) جلدوں (۹۹۲) ابواب اور بعض نسخوں میں (۵۱۹) ابواب ہیں، اور (۱۲۵۵، ۱۱۵۵) احادیث پر مشتمل ہے۔ تفصیل حسب ذیل ہے:-

جلد	عنوان	ابواب
۱	کتاب الطہارۃ (غسل، تیمم، غسل میت وغیرہ)	۱۲۷
	کتاب الصلاۃ	۱۷۳
۲	کتاب الزکاۃ	۳۱
	کتاب الصیام	۴۸
	کتاب الحج	۱۵۱
۳	کتاب الجہاد	۳
	کتاب الادیون	۵
	کتاب الشہادۃ	۱۳
	کتاب القضاہات والاحکام	۴
	کتاب المکاسب	۱۶
	کتاب البیوع	۴۷
	کتاب النکاح	۶۷
	کتاب الطلاق	۶۷

۴	کتاب الزکاۃ	۳۹
	کتاب الصیام	۳۳
۵	کتاب الحج	۶۲
۶	زیارات رسول، ائمہ، اولیاء	۵۳
	کتاب الجہاد	۲۷
	کتاب الادیون، القرض	۶
	کتاب القضاہات والاحکام	۶
	کتاب المکاسب	۲
۷	کتاب التجارات	۲۰
	کتاب النکاح	۲۰
۸	کتاب الطلاق	۹
	کتاب العتق	۳
	کتاب الایمان، الکفارات	۳
۹	کتاب الصيد	۲
	کتاب الوقوف	۲
	کتاب الوصایا	۱۶
	کتاب الفرائض والموارث	۲۵
۱۰	کتاب الحدود	۱۰
	کتاب الادیات	۱۸

۲۱	کتاب العتق	۴
۱۶	کتاب الایمانہ، النذور، و الکفارات	
۱۸	کتاب الصيد و الذبائح	
۵	کتاب الاطعمہ و الاشریہ	
۷	کتاب الوقوف و الصدقات	
۲۰	کتاب الوصایا	
۲۸	کتاب الفرائض، و المیراث	
۳۴	کتاب الحدود	
۲۸	کتاب الدیات	

مکتب اہل بیتؑ کی کتابوں کو موضوع (Subject) کے لحاظ سے اجمالی طور

پر پیش ہیں:-

۱۔ جوامع احادیث: اس صفت میں فقہی، اعتقادی، اور اخلاقی روایتوں پر مشتمل ہیں

اس قسم کی کتابوں علماء کرام ”جوامع“ کا نام دیا ہے۔ اس سلسلہ میں حسب ذیل کتابوں کا ذکر

ضروری ہے:-

۱۔ الکافی..... تالیف محمد بن یعقوب کلینیؒ..... متوفی ۳۲۹ھ

۲۔ الوافی..... تالیف محسن فیض کاشانیؒ..... متوفی ۱۰۹۱ھ

۳۔ بحار الانوار..... تالیف محمد باقر مجلسیؒ..... متوفی ۱۱۱۱ھ

۲۔ عقائد: اس قسم کی کتابوں میں توحید، نبوت، امامت اور قیامت سے متعلق اعتقادی

احادیث جمع کی گئی ہیں۔ اس سلسلے میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ التوحید..... تالیف شیخ صدوقؒ ۳۸۱ھ

۲۔ کمال الدین و تمام النعمہ..... تالیف شیخ صدوقؒ ۳۸۱ھ

۳۔ کفایۃ الاثر فی النص الاثمة الاثنی عشر۔ تالیف علی بن محمد الخزاز

الرازیؒ (آپ کا شمار چوتھی صدی ہجری کے علماء میں ہے)

۴۔ الغیبة..... تالیف محمد بن ابراہیم النعمانیؒ (آپ کا شمار چوتھی صدی ہجری کے

علماء میں ہے)

۵۔ الغیبة..... تالیف شیخ ابی جعفر محمد بن حسن الطوسیؒ ”شیخ الطائفة“ متوفی ۴۶۰ھ

۶۔ خصائص الاثمة تالیف الشریف سید رضیؒ متوفی ۴۶۱ھ

۷۔ الاحتجاج دو جلد تالیف ابی منصور احمد بن علی ابن ابی طالب الطبرسی متوفی چھٹی صدی

۸۔ اثبات المہداة تالیف محمد بن حسن الحر العاملیؒ متوفی ۱۱۰۴ھ

۳۔ فقہ: جن کتابوں میں صرف فقہی احادیث کو جمع کیا گیا ہے وہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ من لای یخضرہ الفقہیہ..... تالیف شیخ صدوقؒ

۲۔ تہذیب الاحکام..... تالیف شیخ طوسیؒ

۳۔ الاستبصار..... تالیف شیخ طوسیؒ

۴۔ رسائل الشیعہ..... تالیف محمد بن حسن الحر العاملیؒ متوفی ۱۱۰۴ھ

۵۔ مستدرک الوسائل..... تالیف میرزا حسین النوری متوفی ۱۳۲۹ھ

تفاسیر: جن میں تفسیری احادیث جمع کی گئی ہیں ان میں سے چند نام ہیں:-

شمار	اسم کتاب	جلد	اسم مولف	وفات
۱	تفسیر اُبی حمزہ الثمالی	۱	ابو حمزہ الثمالی	۱۲۸ھ
۲	تفسیر الامام حسن عسکری	۱	منسوب امام حسن عسکری	۲۶۰ھ
۳	تفسیر العیاشی	۲	محمد بن مسعود العیاش	۳۲۰ھ
۴	تفسیر القمی	۲	علی بن ابراہیم القمی	۳۲۹ھ
۵	تفسیر الفرات	۱	فرات بن ابراہیم الکوفی	۳۵۲ھ
۶	حقائق التاویل	۱	الشریف الرضی	۴۰۶ھ
۷	التبیان	۱۰	الشیخ الطوسی	۴۶۰ھ
۸	تفسیر مجمع البیان	۱۰	الشیخ الطبرسی	۵۶۹ھ
۹	تفسیر جوامع الجامع	۲	الشیخ الطبرسی	۵۶۰ھ
۱۰	فقہ القرآن	۲	القطب الراوندی	۵۷۷ھ
۱۱	خصائص الوحي المبين	۱	الحافظ ابن البطریق	۶۰۰ھ
۱۲	إملاء ما من به الرحمن	۲	ابو البقاء العکبری	۶۱۶ھ
۱۳	تفسیر غریب القرآن	۱	فخر الدین الطریحی	۱۰۸۵ھ
۱۴	تفسیر الصافی	۵	الفیض الکاشانی	۱۰۹۱ھ
۱۵	تفسیر الاصفی	۲	الفیض الکاشانی	۱۰۹۱ھ

۱۶	تفسیر نور الثقلین	۵	الشیخ الحویزی	۱۱۱۲ھ
۱۷	تفسیر کنز الدقائق	۲	میرزا محمد المشہدی	۱۱۲۵ھ
۱۸	تفسیر القرآن الکریم	۵	السید مصطفیٰ الخمینی	۱۲۹۸ھ
۱۹	البيان فی تفسیر القرآن	۱	السید الخونئی	۱۳۱۱ھ
۲۰	تفسیر المیزان	۲۰	السید الطباطبائی	۱۳۱۲ھ
۲۱	تفسیر نمونہ	۲۷	آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی	باحتیات
۲۲	البرهان فی تفسیر القرآن	۱۰	سید ہاشم حسینی البحرانی	۱۱۰۷ھ

اگر غیر شیعہ سلاطین نے تفسیر میں لکھوائیں تو اہل سنت کے مزاج کے موافق رہیں تو قبول کیا اور اس کا وجود باقی رہا۔ یہ ذہن نشین رہے کہ شیعہ علماء نے کس طرح اپنی زندگیوں گزاری ہوں گی جب کہ انہیں تہمتوں، الزامات سے گزرنا پڑتا تھا۔ ذرا ذرا سی بات پر گھر برباد ہوتے تھے سولی پر چڑھا دینا معمولی بات تھی۔ صدیوں گزرنے کے باوجود صرف قرآن کے سلسلے میں آج بھی شیعوں پر کئی الزامات لگائے جاتے ہیں۔ کفر کے فتاویٰ جاری کئے جاتے ہیں۔ ان تمام مشکلات کے باوجود اگر چند تفاسیر سامنے آئیں ہوں تو صرف معجزہ ہی ہو سکتا ہے۔

فہرست شیعہ علماء جنہوں نے اردو زبان میں علوم قرآن پر کتابیں تحریر فرمائیں:-

۱۔ سید عماد زنگی پوری وفات تقریباً ۱۱۵۳ھ

آپ قیس زنگی پوری کے اجداد میں تھے آپ کا ترجمہ وحاشیہ پر مشتمل قرآن مجید مکتبہ آیت اللہ مرعشی کے شعبہ مخطوطات میں موجود ہے۔ آپ کا سن وفات معلوم نہیں مگر سن

تالیف تقریباً ۱۱۵۳ھ ہے۔

۲۔ یاد علیؒ نصیر آبادی وفات ۱۲۵۳ھ

آپ سید دلدار علیؒ غفران ماب کے شاگردوں میں تھے۔ بعض لوگوں کو اشتباہ ہوا کہ آپ نے اردو زبان میں تفسیر قرآن لکھی تھی یا فارسی میں۔ حقیقت یہ ہے کہ محققین اس بات پر متفق ہیں کہ آپ نے اردو زبان میں تفسیر تحریر فرمائی تھی۔ جناب مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی کا بھی یہی خیال ہے جیسا کہ انہوں نے اپنی کتاب مطلع الانوار میں آپ کی تالیف کو فارسی زبان کی تحریر نہیں لکھا ہے۔ جناب نجم الحسن کراوری مرحوم نے روح القرآن میں صراحتاً اسے اردو تفسیر لکھا ہے۔

۳۔ مرزا امداد علیؒ وفات ۱۲۷۴ھ

پروفیسر مسعود حسن ادیب مرحوم اپنے گراں قدر علمی مقالے ”شاہان اودھ“ میں خطی مصادر سے عہد امجد علی شاہ میں تفسیر منہج الصادقین کے اردو ترجمے کا ذکر کیا ہے یہ ترجمہ ۱۲۵۹ھ میں مرزا امداد علی مرحوم نے مکمل کیا اس کے علاوہ ایک مترجم قرآن مجید امداد علیؒ کے نام سے مرتضیٰ حسین فاضل مرحوم کے کتب خانے میں موجود ہے۔

۴۔ سید علیؒ بن غفران ماب وفات ۱۲۵۹ھ

آپ کی تفسیر کا نام توضیح مجید ہے ”تذکرہ بے بہا“ میں حوالہ موجود ہے۔

۵۔ محمد باقر دہلویؒ وفات ۱۲۷۴ھ

آپ محمد حسین آزاد مرحوم کے والد تھے۔ آپ نے ترجمہ و تفسیر قرآن پر مشتمل

کتاب تالیف کی۔

۶۔ علی اکبرؒ بن سید محمد سلطان العلماء وفات ۱۲۸۶ھ
آپ نے سورۃ یوسف کی اردو تفسیر فرمائی تھی۔

۷۔ ملک العلماء سید بندہ حسینؒ وفات ۱۲۹۶ھ
آپ نے تفسیر شیریں کے نام سے اردو میں تالیف فرمائی۔

۸۔ عمار علیؒ سونی پتی وفات ۱۳۰۴ھ
آپ نے اردو زبان میں چار جلدوں پر مشتمل تفسیر تحریر فرمائی جس کا نام عمدۃ البیان ہے۔

۹۔ تاج العلماء سید علی محمدؒ وفات ۱۳۱۲ھ

آپ نے ترجمہ قرآن و تفسیر اردو میں تحریر فرمائی جو شائع بھی ہوئی۔

اس کے بعد مندرجہ ذیل علمائے کرام نے تفسیر قرآن اردو میں فرمائی۔

۱۰۔ مولانا حافظ فرمان علی متوفی ۱۳۳۴ھ؛ محمد مرتضیٰ متوفی ۱۳۳۳ھ؛ مولانا سید محمد ہارون زنگی پوری متوفی ۱۳۳۹ھ؛ مولانا مقبول احمد متوفی ۱۳۴۰ھ؛ مولانا بہادر علی شاہ جد حافظ ذوالفقار علی شاہ متوفی ۱۳۳۵ھ؛ ممتاز العلماء سید محمد تقی متوفی ۱۳۴۱ھ؛ مولانا اعجاز حسین بدایونی متوفی ۱۳۵۰ھ؛ مولانا راحت حسین گوپال پوری متوفی ۱۳۷۴ھ؛ مولانا سید علی حیدر متوفی ۱۳۸۰ھ؛ مولانا حافظ کفایت حسین متوفی ۱۳۸۸ھ؛ مولانا مرزا احمد علی متوفی ۱۳۹۰ھ؛ مولانا امداد حسین کاظمی ۱۳۹۵ھ؛

مولانا علی نقی نقوی مرحوم ”نقن صاحب قبلہ“ تفسیر فصل الخطاب ۷ جلدوں میں

؛ مرزا یوسف حسین؛

مولانا حسین بخش جاڑا، مولانا ظفر حسین مرحوم امرہوی؛ علامہ ذیشان حیدر جوادی
مرحوم، مولانا طالب جوہری؛ مولانا شیخ محسن علی بجنفی۔

متفرقات: جیسے اخلاقیات، ادب تاریخ، وغیرہ نظم و ترتیب کے رعایت کے بغیر پیش ہیں:

۱۔ المحاسن از احمد بن عبد اللہ برقی تیسری صدی

۲۔ الخصال از شیخ صدوقؒ ۳۸۱ھ

۳۔ ثواب الاعمال از شیخ صدوقؒ ۳۸۱ھ

۴۔ المواعظ از شیخ صدوقؒ ۳۸۱ھ

۵۔ فضائل الشیخہ از شیخ صدوقؒ ۳۸۱ھ

۶۔ مکارم الاخلاق از حسن بن فضل الطبری چھٹی صدی ہجری

۷۔ مہکاۃ الانوار از ابی الفضل علی طبری ساتویں صدی ہجری

تاریخ و سیرت: صرف چند نام جو مشہور ہیں:-

۱۔ الغارات (۲ جلد) از ابی اسحاق ثقفی متوفی ۲۸۳ھ

۲۔ دلائل الامامة از ابی جعفر محمد بن جریر بن رستم الطبری الصغیر (یہ تاریخ طبری الامم و

الملوک والے طبری نہیں ہے) پانچویں صدی ہجری

۳۔ اختیار الرجال از شیخ طوسیؒ متوفی ۴۶۰ھ جو رجال کشی سے منتخب کر کے مرتب کی گئی ہے۔

۴۔ رجال النجاشی از ابو العباس احمد بن علی النجاشی الاسدی متوفی ۴۵۰ھ

۵۔ مناقب ال آبی طالب (۳ جلد) از ابن شہر آشوب متوفی ۵۸۸ھ

۶۔ کشف الغمۃ فی معرفۃ الائمتہ (۳ جلد) از علی بن عیسیٰ آبی الفتح الاردنی متوفی ۶۹۳ھ

۷۔ علل الشرائع از شیخ صدوقؒ ۳۸۱ھ

۸۔ عیون اخبار الرضا از شیخ صدوقؒ ۳۸۱ھ

۹۔ معانی الاخبار از شیخ صدوقؒ ۳۸۱ھ

۱۰۔ الامالی از شیخ صدوقؒ ۳۸۱ھ

۱۱۔ الامالی از شیخ مفیدؒ متوفی ۴۱۳ھ

۱۲۔ الامالی از شیخ طوسیؒ متوفی ۴۶۰ھ

۱۳۔ نہج البلاغہ از سید رضیؒ متوفی ۴۰۴ھ

۱۴۔ تحف العقول ابو محمد حسن بن علی بن شعبہ الحرانی چوتھی صدی

ناظرین کرام فہرست طویل ہے چند کتابیں جو مشہور ہیں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔

کتاب اخیار

محمد بن اسمعیل بخاری ۱۳ شوال ۱۹۳ھ میں پیدا ہوئے اور یکم شوال ۲۵۶ھ کو فوت ہوئے۔ ان کے دادا اسمعیل "بروز جعفی" مجوسی تھے اور اسی دین پر وہ فوت ہو گئے۔ وفیات الاعیان ج ۴، نمبر ۵۶۹، ص ۱۹۰، تاریخ بغداد ج ۲ ذکر محمد بن اسماعیل ص ۶۔

آپ نے دس سال کی عمر میں علم دین پڑھنا شروع کیا اور جب آپ بیس سال کے ہوئے تو وطن سے دور علم دین کے حصول کے لئے سفر کا آغاز کیا۔ اس مقصد کے حصول کے لئے خراسان، عراق، شام اور حجاز گئے، امام بخاری فرمایا کرتے تھے کہ صحیح احادیث جمع کرنے میں دو مرتبہ شام، مصر، الجزائر اور چار دفعہ بصرہ کا سفر کیا اور چھ سال حجاز میں قیام کیا اور کوفہ و بغداد کے متعدد سفر کئے۔ مقدمہ فتح الباری ابن حجر عسقلانی ص ۴۷۹۔ واقعتاً بالحجاز ستہ أعوام۔

۱۔ ابن حجر لکھتے ہیں کہ بخاری نے یہ فیصلہ کیا کہ ایک ایسی کتاب ترتیب دی جائے جس میں صرف صحیح احادیث ہوں چنانچہ آپ نے "الجامع الصحیح" تحریر کی جو آج صحیح بخاری کے نام سے موسوم ہے۔ مقدمہ فتح الباری ص ۶

۲۔ بخاری کے بعد آپ کے شاگرد مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری متوفی ۲۶۱ھ نے ایک دوسری کتاب بنام الجامع الصحیح ترتیب دی جو آج صحیح مسلم کے نام سے مشہور ہے۔

۳۔ مسلم کے بعد محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی متوفی ۲۷۳ھ نے سنن ابن ماجہ ترتیب دی۔

۴۔ پھر ابو داؤد سلیمان بن داؤد سجستانی متوفی ۲۷۵ھ نے سنن ابی داؤد ترتیب دی۔

۵۔ اس کے بعد محمد بن عیسیٰ بن سورۃ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ نے جامع ترمذی کے نام سے کتاب لکھی۔

۶۔ ان کے بعد احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ نے سنن نسائی کے نام سے کتاب مرتب کی۔

یہ چھ (۶) کتابیں اہل سنت کی نظر میں "جوامع اولیہ" سے مانی جاتی ہیں، یہی کتابیں عقائد، تفسیر، فروع اور تاریخ صدر اسلام کے سلسلہ میں منبع و مرجع ہیں انھیں چھ کتابوں کو "صحاح ستہ" کہتے ہیں۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم "صحیحین" کے نام سے مشہور ہیں، اور دوسری تین کتابیں سنن ابن ماجہ، سنن ابی داؤد، سنن نسائی "سنن" کے نام سے ہیں اور ترمذی کو جامع کا نام دیا گیا۔

بعض نے امام مالک کی کتاب "موطاء" کو بھی سنن و صحاح کے برابر درجہ دیا ہے۔ مذکور کتابوں کے بعد کئی اور کتابیں بنام مند جیسے مند احمد ابن حنبل، مند ابی یعلیٰ، اور مستدرک جیسے مستدرک الصحیحین کے نام سے لکھی گئیں۔

علمائے اہل سنت صحاح ستہ خصوصاً صحیح بخاری اور مسلم کو قرآن مجید کے بعد روئے زمین پر صحیح ترین کتابیں تسلیم کرتے ہیں۔ "صحیحین" کی احادیث کی بنا پر قرآن سے اخذ شدہ مسلمات کی بھی تاویلات پیش کرتے ہیں۔

اس وقت صرف صحیح بخاری اور امام بخاری ہمارا موضوع ہے۔

صحیح بخاری میں تکراری Repetitions حدیثوں کو ملا کر (۷۲۷۵) حدیثیں

میں اور Repeats مکررات کو نکال دیں تو ان کی تعداد (چار ہزار) ہوں گی۔ صحیح بخاری کئی جلدوں پر مشتمل ہے اس میں سو سے زیادہ کتابیں ہیں، (جیسے کتاب توحید، کتاب الایمان وغیرہ) اور یہ کتابیں ۳۴۵۰ ابواب پر ہیں۔ التقییب والتیسیر معرفة سنن البشیر والنذیر ص ۱۵۔

فہرست کتب صحیح البخاری

کتاب بدء الوحی، کتاب الایمان، کتاب العلم، کتاب الوضوء، کتاب الغسل، کتاب الحيض، کتاب التيمم، کتاب الصلاة، کتاب الصلاة في الثياب، کتاب ابواب القبلة، کتاب ابواب المساجد، کتاب ابواب سترة المصلی، کتاب مواقيت الصلاة، کتاب الاذان، کتاب الجماعة والامامة، کتاب صفة الصلاة، کتاب الجمعة، کتاب صلاة الخوف، کتاب العیدین، الوتر، کتاب الاستسقاء، کتاب الکسوف، کتاب سجود القرآن، کتاب تقصیر الصلاة، کتاب التهجد، کتاب التطوع، کتاب العمل في الصلاة، کتاب السهو، کتاب الجنائز، کتاب الزکاة، کتاب صدقة الفطر، کتاب الحج، کتاب العمرة، الاحصار وجزاء الصيد، کتاب فضائل المدينة، کتاب الصوم، صلاة التراویح، کتاب الاعتکاف، کتاب البيوع، کتاب السلم، کتاب الشفعة، کتاب الاجارة، کتاب الحوالة، کتاب الکفالة، کتاب الوكالة، کتاب المزارعة، کتاب المساقاة، کتاب الاستقراض والديون، کتاب الخصومات، کتاب اللقطة، کتاب المظالم، کتاب

الشركة، کتاب الرهن، کتاب العتق، کتاب الهبة، کتاب الشهادات، کتاب الصلح، کتاب الشروط، کتاب الوصايا، کتاب الجهاد والسير، کتاب الخمس، کتاب ابواب الجزية، کتاب بدء الخلق، کتاب الانبياء، کتاب المناقب، کتاب فضل الصحابة، کتاب المغازی، کتاب التفسیر، کتاب فضائل القران، کتاب النکاح، کتاب الطلاق، کتاب النفقات، کتاب الاطعمة، کتاب العقیقة، کتاب الذبائح والصيد، کتاب الاضاحی، کتاب الاشربة، کتاب المرضی، کتاب الطب، کتاب اللباس، کتاب الادب، کتاب الاستئذان، کتاب الدعوات، کتاب الرقاق، کتاب القدر، کتاب الایمان والندور، کتاب کفارات الایمان، کتاب الفضائل، کتاب الفرائض، کتاب الحدود، کتاب المحاربين من اهل الکفر والردة، کتاب الديات، کتاب استتابة المرتدين، کتاب الاکراه، کتاب الحیل، کتاب التعبير، کتاب الفتن، کتاب الاحکام، کتاب التمني، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، کتاب کتاب التوحيد

اس کتاب کی کئی شرحیں لکھی گئیں اور کئی جا رہی ہیں۔ اس وقت مقدمہ صحیح بخاری مطبوعہ مکہ مطابق ان کی تعداد ۵۹ ہیں۔

علامہ عینی اپنی کتاب عمدة القاری ج ۱ ص ۱۵ میں لکھتے ہیں کہ ہر مصنف پر واجب ہے کہ ابتدائے کتاب کے لئے تین چیزوں کو درج کرے اول بسم اللہ الرحمن الرحیم دوسرے حمد باری تعالیٰ، تیسرے درود۔ امام بخاری نے اپنی تصنیف البخاری

میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کے سوا اور کچھ نہیں لکھا۔

طبقات شافعیہ میں ہے کہ بخاری ہر ایک حدیث کو درج کرنے سے قبل غسل کرتے اور دو رکعت نماز پڑھتے تھے اور اس کتاب بخاری کو مسجد الحرام میں سولہ برس کے عرصہ میں تالیف کیا۔

تہذیب التہذیب ابن حجر عسقلانی ج ۹ ص ۴۶ تا ۴۸۔ قال مسلمة وألف علي بن المديني كتاب العلل و كان ضنينا به فغاب يو ما في بعض ضياعه فجاء البخاري إلى بعض بنيه وراغبه بالمال على أن يري الكتاب يو ما و احدا فأعطاه له فدفعه إلى النساخ فكتبوه له و ردده إليه فلما حضر علي تكلم بشئ فأجابه البخاري بنص كلامه مرار افهم القضية و اغتم لذلك فلم يزل مغموما حتى مات بعد يسير و استغني البخاري عنه بذلك الكتاب و خرج إلى خراسان و وضع كتابه الصحيح حالات محمد ابن اسمعيل في مسلمة بن قاسم (لسان ميزان ج ۶ ص ۳۵ میں انہیں نہایت معتبر و طویل القدر اور ثقہ بتلایا گیا ہے) کے حوالے سے یہ ہے کہا مسلمہ نے: علی بن المدینی نے کتاب العلل لکھی تھی اور اس پر بخل کرتا تھا یعنی اس کتاب کو پوشیدہ رکھا تھا۔ اتفاقاً وہ کسی کام لئے اپنی زراعت (کھیت) پر گیا۔ بخاری نے اس کے لڑکے کو مال کی طرح دے کر یہ کہا کہ ایک روز کے لئے وہ کتاب العلل مجھے دیکھنے کے لئے دینا۔ لڑکے نے وہ کتاب انہیں دیدی۔ بخاری نے کتاب لے کر چند کاتبوں کو نقل کے لئے دیدی۔ اور دوسرے تیسرے دن وہ کتاب علی بن المدینی کے واپس لوٹنے سے قبل واپس کر دی۔ بعد ازاں ایک روز جب علی بن المدینی واپس آیا اور اس

کی نشت میں کسی مسئلہ پر بحث ہو رہی تھی۔ بخاری نے اس مسئلہ پر اسی کتاب العلل سے جواب دیا۔ علی بن المدینی نے اس راز کو سمجھ گیا اور بہت غمگین رہا۔ اور کچھ عرصہ بعد فوت ہو گیا۔ چنانچہ اس کے مرنے کے بعد بخاری نے خراسان آ کر اس کی تالیف کی اور شہرت پائی۔ یہ بات تہذیب التہذیب ابن حجر عسقلانی ج ۹ ص ۴۶ تا ۴۸ حالات محمد ابن اسمعيل میں اب بھی موجود ہے۔

بخاری کا یہ دعوی ہے کہ ما کتبت فی کتاب الصحيح حدیثا الا اغتسلت قبل ذلک و صلیت رکعتین۔ مقدمہ فتح الباری ص ۲۹۔
یہی ابن حجر لکھتے ہیں کہ بخاری کبھی بھی مکہ میں سولہ برس نہیں رہے۔ اور خود بخاری کا قول ہے کہ انہوں نے چھ سال حجاز میں قیام کیا جو مذکور ہو چکا۔

اب یہ دعوی کہ ۱۶ سال میں امام بخاری کے مذکورہ قول کے مطابق چھ لاکھ حدیثوں کو جمع کیا ہر ایک کے لئے غسل کیا اور رکعت نماز پڑھی اور ہر حدیث کی صحت کے لئے استخارہ کیا۔ اور ہر حدیث کے لئے غسل، دو رکعت نماز اور پھر استخارہ کے لئے کم از کم (۲۰) منٹ صرف ہوں گے، گویا تین احادیث کے لئے ایک گھنٹہ صرف ہوگا۔ یاد رہے امام بخاری نے ۱۰ سال کے سن میں علم دین حاصل کرنا شروع کیا اور ۲۰ کے سن میں علمی تحقیقات کا آغاز کیا عمر کے (۲۹) ویں سال سے ان چھ لاکھ حدیثوں پر تحقیق شروع کی اور وقت وفات آپ کا سن (۶۲) گویا ۳۳ سال اس کام میں (احادیث جمع اور ان کی تحقیق) میں صرف کئے اور امام بخاری کا دعوی ہے کہ یہ کام ۱۶ سال میں مکمل کیا۔ جو ناممکن ہے ہاں اگر وہ روزانہ ۴۸ حدیثوں کو ۲۴ گھنٹے روز کام کر کے اور ۴۸ مرتبہ غسل کیا ہو اور ۴۸

مرتبہ دو رکعت نماز پڑھی ہو اور ۴۸ مرتبہ استخارہ دیکھا ہو تو یہ کام ہو سکتا ہے جو ہرگز ہرگز ناممکن ہے۔ یاد رہے ان ۲۴ گفتوں واجب نمازیں بھی شامل ہیں، ضروریات زندگی بھی شامل ہیں۔ ایک بات یاد رہے کہ اگر ہر مسئلہ میں قواعد و ضوابط کو بالائے طاق رکھے اور صرف استخارہ ہی دیکھا جائے پھر سلسلہ سند روایت تلاش کرنے کی ضرورت ہی نہیں، اجتہاد کی بھی ضرورت نہیں۔ اس موجودہ زمانے میں استخارہ دیکھ کر ایسی صحیح بخاری کی احادیث کو پھر ایک مرتبہ جانچ لیا جائے نہ معلوم کتنی حدیثیں صحیح ہوں وہ غلطیوں اور کتنی ہی غلط صحیح نکلیں۔ صحیح بخاری کے بارے میں عالم اہل سنت فضل بن روز بہان فرماتے ہیں کہ:

اگر کوئی اس بات پر قسم کھائے کہ جو کچھ اس میں موجود ہے وہ کلام خدا اور کلام رسول اللہ ہے تو اس کی قسم درست ہے اور اس پر کوئی اس قسم کا سفارہ نہیں ہے صحیح بخاری میں کئی ایسی احادیث ہیں جو عام فہم لوگوں کے لئے بھی ناقابل قبول ہیں۔ مثلاً

۱۔ حدثنا نعیم بن حماد حدثنا هشیم عن حصین عن عمرو بن میمون قال رأیت فی الجاهلیة قردة اجتمع علیها قردة قد زنت فرجموها فرجمتها معهم۔ کتاب المناقب۔ اردوج ۴۔ عمرو بن میمون نے کہا کہ میں نے جاہلیت کے زمانے میں ایک بندر یاد کیجی جس پر بہت سے بندر جمع ہوئے تھے اس بندر یا نے زنا کیا تھا تو بندروں نے اس کو سنگسار کیا میں بھی سنگسار کرنے میں بندروں کے ساتھ شریک ہوا۔

نوٹ: بعض شارحین نے اس کی وضاحت اس طرح کی کہ بندر یا سے مراد دراصل کوئی صحابیہ تھیں۔ واللہ اعلم

۲۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے قیامت کے دن اللہ زمین کو ایک مٹھی

میں لیلے گا اور آسمانوں کو داہنے ہاتھ میں لپیٹ لے گا۔ تیمیر الباری، ۶، قبضتہ یوم القیامہ، ۳۳۶، صفحہ ۳۳۲۔

۳۔ فرمایا رسول اللہ نے کہ ”روز قیامت اللہ کو دیکھ کر میں سجدے میں گر پڑوں گا“۔ تیمیر الباری، ج ۶، بقرہ، ۲، ۴۔

۴۔ صحابہ میں عمر ابن خطاب صرف اس کے قائل تھے کہ غسل جنابت کے لئے اگر پانی دستیاب نہیں ہے تو تیمم بدل غسل کرنا درست نہیں اگر پانی نہ ملے تو نماز ہی نہ پڑھے۔ لیکن اور سب صحابہ اس کے خلاف تھے انہوں نے جناب کے لئے تیمم جائز رکھا۔

تیمیر الباری، جلد ۱، اذا اخاف الجنب، ۳۴۱، صفحہ ۲۴۶۔

۵۔ (معاذ اللہ) جہنم کے پکارنے پر اللہ اپنا پیر ڈال دے گا۔ ج ۳، ب ۱۲۶۰، ح ۲۲۸۱، تیمیر الباری جلد ۹ ص ۴۵۷۔

۶۔ بعد وفات رسول، عائشہ کا ایک مرد کو غسل کر کے بتلانا۔ ج ۱، ب ۱۷۶، ح ۲۴۷، تیمیر الباری جلد ۱ ص ۱۸۴۔

۷۔ (معاذ اللہ) عن ابو ہریرہ أن رسول اللہ ﷺ قال: اذا نودى للصلاة أدبر الشيطان له ضراط حتى لا يسمع التأذین۔ صحیح بخاری کتاب الاذان باب فضل التأذین: ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ: فرمایا (معاذ اللہ) رسول اللہ ﷺ نے کہ جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان پادتا ہوا (Releasing Gas) پیٹھ موڑ کر چل دیتا ہے پادتا اس لئے کہ پاد کی آواز اذان کی آواز پر حاوی ہو جائے تاکہ

اذان کی آواز اس کو یعنی شیطان کو سنائی نہ دے تیسیر البخاری شرح صحیح بخاری جلد اول کتاب الاذان ص ۴۰۸۔

۸۔ دو بچے ایک ہی حیوان (گائے، بکری، بھینس) کا دودھ ایک زمانے تک پیتے رہیں تو وہ آپس میں بھائی اور بہن ہو جائیں گے۔

مزید ایسی ہی احادیث کے لئے ڈاکٹر شبیر احمد فلوریڈا کی کتاب Criminals of Islam ملاحظہ فرمائے:

<http://www.scribd.com/doc/416789/Shabbir-Ahmed-The-Criminals-of-Islam>

امام بخاری نے علم الرجال اور احادیث کی سند کی جانچ میں کئی مقامات پر بہت غلطیاں کی ہیں جیسا کہ دارقطنی نے اپنی کتاب الالزامات والتبیع اور رازی نے اپنی کتاب خطائے بخاری، وخطیب بغدادی نے کتاب موضع الاوہام میں لکھا۔ سیر اعلام النبلاء امام ذہبی نے ج ۵ ص ۳۵، ج ۵ ص ۱۹۴، ج ۵ ص ۲۰۸، ج ۶ ص ۲۱۸ میں یہ لکھا کہ ہذا من أوہام البخاری، یا ہذا وہم البخاری۔ یعنی یہ بخاری کے وہموں میں سے ایک ہے۔

بخاری نے ان راویوں سے روایت کی ہے جب کہ ان کا وجود اس زمانے میں نہیں تھا۔ مثلاً ابو ہریرہ کی روایت جو خیبر کے بعد ۸ ہجری میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر اسلام لائے، وقت وفات حضرت ابوطالبؓ جو ہجرت سے ۳ سال قبل کا واقعہ، اسی طرح ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میں رقیہ دختر رسول اللہ ﷺ کے یہاں گیا جو عثمان کی زوجہ

تھیں اس وقت ان کے ہاتھ میں کنگھا تھا۔ رقیہ کہنے لگیں ابھی ابھی رسول اللہ میرے یہاں سے اٹھ کر گئے ہیں میں نے ان کے بالوں میں کنگھا کیا اور انھوں (یعنی آنحضرت ﷺ) نے پوچھا کہ تم نے ابو عبد اللہ یعنی عثمان کو کیسا پایا ہے؟ رقیہ نے کہا بہت خوب پایا ہے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا اس کی عورت کرو کہ وہ اخلاق میں سب سے زیادہ مجھ سے مشابہ ہے۔ مستدرک حاکم ج ۴ ص ۵۲ (ابو ہریرہ ۸ ہجری میں مسلمان ہوئے اور رقیہ بدر ۲ ہجری کی جنگ کے فوراً بعد فوت ہو چکی تھیں)۔ معجم کبیر طبرانی ج ۱ ص ۴۶؛ کنز العمال ج ۱۳ ص ۲۰ سلسلہ ۳۶۱۹ اور اس حدیث کو رد کیا؛ ابن عساکر ج ۳۹ ص ۹۷۔ ۱۵ اور کتابوں میں اس کا ذکر ہے۔

گریہ

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کل عین باکیۃ یوم القیامۃ الا عین بکت

علی مصائب الحسین فانها ضاحکة مستبشرة بنعيم الجنة۔ بحار ج ۲۲، ص ۲۹۳

روز قیامت ہر آنکھ گریہ کنناں ہوگی لیکن امام حسین علیہ السلام کی مصیبت پر رونے والی آنکھیں خدا کی نعمت دیکھ کر ہشاش و بشاش ہوں گی۔

یہ تمام اجر و ثواب گریہ امام حسین علیہ السلام پر کیوں ہے؟ جب کہ امام حسین علیہ السلام دنیا میں عظیم انقلاب لا کر کامیاب و سر بلند ہوئے اور اپنے خون سے یزید یوں کو رسوا کیا اور ان کے چہرے ہمیشہ کے لئے کالے کر دیئے اور آخرت میں اس کے بدلے آپ کو بہترین مقام دیا گیا ہے اور آج بھی آپ برزخ اور جنت کی نعمتوں سے بہرہ مند ہو رہے ہیں۔ اور اسلامی نظریہ کے مطابق امام حسین علیہ السلام زندہ ہیں جیسا کہ قرآن مجید سورہ آل عمران میں ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ۔

سورہ آل عمران آیت ۱۶۹

”اور اللہ کی راہ میں قتل ہو جانے والوں کو مردہ نہ سمجھنا بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار سے رزق پاتے ہیں۔“

ایسی متعدد روایتیں ہیں جن میں امام حسین علیہ السلام پر گریہ و زاری اور عباداری کرنے کی تاکید کی گئی ہے اور اس گریہ و زاری کو برابر زندہ رکھنے کے بارے میں کہا گیا ہے اور شیعہ و سنی دونوں روایتوں میں آیا ہے کہ روز قیامت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا خداوند متعال کی بارگاہ میں اس طرح عرض کریں گی:

اللهم اقبل شفاعتی فیمن بکی علی ولدی الحسین۔

پالنے والے میرے پیٹے حسین پر گریہ کرنے والوں کے لئے میری شفاعت کو قبول کر۔ اسی روایت کے ذیل میں آیا ہے:

فيقبل الله شفاعتها ويدخل الباكين على الحسين عليه السلام في الجنة۔ الاحترجات العشر ة، ص ۲۰۔

خداوند عالم فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی شفاعت کو قبول کرے گا اور امام حسین علیہ السلام پر گریہ کرنے والوں کو جنت میں داخل کر دے گا۔

متعدد روایتوں کے مطابق انبیاء علیہم السلام اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسین علیہ السلام پر گریہ کیا ہے اور عباداری برپا کی ہے۔

کیا اگر ہم اولیائے خدا اور بارگاہ خداوندی کے مقرب بندوں کی پیروی میں امام حسین علیہ السلام پر گریہ کریں تو کوئی اعتراض کا مقام ہے؟ نہیں قطعاً نہیں، بلکہ اس عظیم سنت کو زندہ کرنے اور ائمہ علیہم السلام کی اس چیز کی اقتداء میں بہت ہی اجر و ثواب

ہے یہاں پر ائمہ معصومین علیہم السلام نے گریہ امام حسین علیہ السلام کو کتنی اہمیت دی ہے اس کے بارے میں ہم دو عجیب واقعے نقل کر رہے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ ایک روز امام سجاد علیہ السلام نے سنا: ایک شخص بازار میں یہ کہہ رہا ہے: میں ایک مسافر ہوں، مجھ پر رحم کرو۔ (انا الغریب فارحمونی)

امام سجاد علیہ السلام اس کے پاس گئے اور اس کی طرف متوجہ ہو کر آپ نے فرمایا: اگر تیری قسمت میں اسی شہر (مدینہ) میں مرنا لکھا ہے تو کیا یہاں تیری لاش کو بے گوروفن چھوڑ دیا جائے گا؟

اس غریب مرد نے کہا: اللہ اکبر کس طرح میرے جنازہ کو دفن نہیں کریں گے جب کہ میں مسلمان ہوں اور اسلامی امت کی آنکھوں کے سامنے ہوں۔

امام سجاد علیہ السلام نے روتے ہوئے فرمایا: و اسفاه علیک یا ابتاہ۔ تبقی ثلاثة ایام بلا دفن وانت ابن بنت رسول اللہ۔ ماساۃ الحسین، تالیف: الخطیب شیخ عبدالوہاب الکاشی، ص ۱۵۶۔

کتنے افسوس کی بات ہے اے میرے بابا! رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے ہوتے ہوئے بھی آپ کی لاش تین روز تک بے گوروفن زمین پر پڑی رہی۔

۲۔ تاریخ میں آیا ہے کہ منصور دو اتقی (دوسرا عباسی خلیفہ) نے مدینہ میں اپنے والی کو حکم دیا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے گھر میں آگ لگا دو۔ والی مدینہ نے حکم پانے کے بعد آگ اور لکڑی جمع کروائی اور امام جعفر صادق علیہ السلام کے گھر میں آگ لگا دی اور گھر کے دالان سے جب شعلے بھڑکنے لگے تو مخدرات عصمت گھر میں رونے

بیتنے لگیں یہاں تک کہ ان کی آواز گھر سے باہر پہنچ گئی امام جعفر صادق علیہ السلام نے بڑی مشکل سے آگ بجھائی اس کے دوسرے دن کچھ شیعہ حضرات آپ کی احوال پرسی کے لئے گئے تو دیکھا کہ آپ عزون ہیں اور گریہ فرما رہے ہیں ان لوگوں نے کہا: کیا دشمنوں کے اس عمل اور ان کی گستاخی پر آپ گریہ کر رہے ہیں جب کہ آپ کے خاندان کے ساتھ اس طرح کا واقعہ پہلی دفعہ نہیں ہوا ہے؟

امام جعفر صادق علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: میں کل کے واقعہ پر نہیں رو رہا ہوں بلکہ اس بات پر رو رہا ہوں کہ جب گھر میں آگ کے شعلے بھڑکنے لگے تو میں نے دیکھا کہ میرے ہوتے ہوئے عورتیں اور بچیاں ایک کمرے سے دوسرے کمرے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ بھاگ بھاگ کر پناہ لے رہی تھیں تاکہ انہیں آگ کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔

فتد کورت عیال جدی الحسین یوم عاشوراء لما هجم القوم علیهم
ومنادیہم ینادی احرقوا بیوت الظالمین۔ ماساۃ الحسین، تالیف: الخطیب شیخ
عبدالوہاب الکاشی، ص ۱۳۳، ۱۳۵۔

تو اس وقت مجھے روز عاشورہ اپنے جد امام حسین علیہ السلام کے مصیبت زدہ اہل حرم کی یاد آگئے جب ایک منادی (الشکر یزید سے) ندا دے رہا تھا کہ ظالموں کے گھروں کو جلا دو۔ (یعنی آل رسولؐ کو معاذ اللہ ظالم منسوب کر رہا تھا)

دو مذکورہ واقعے اور اس کے علاوہ بہت سے قرآن سے سمجھا جا سکتا ہے کہ تمام ائمہ علیہم السلام ہمیشہ چاہتے تھے کہ امام حسین علیہ السلام پر گریہ اور ان کی عباداری برابر

لوگوں کے دلوں میں تازہ دم رہے اسی بنیاد پر ہم ان کی پیروی میں امام حسین علیہ السلام کی مصیبت زندہ رکھنے کے لئے ان پر گریہ کرتے ہیں اور اس بات کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس عمل پر ہمیں عظیم اجر و ثواب عطا ہوگا۔

امام حسین علیہ السلام کے مصائب پر گریہ کرنا اور غمگین ہونا اتنا عظیم اور مقدس عمل ہے کہ امام زمانہ علیہ السلام زیارت امام حسین علیہ السلام کے ضمن میں فرماتے ہیں: السلام علی الجيوب المضرجات۔ الواقع والحوادث، ج ۲، ص ۳۰۷۔
اسلام ان گریبانوں پر جو امام حسین علیہ السلام کے غم میں چاک ہوئے ہوں۔

اسی بنا پر سوال یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام پر گریہ کا کیا مقصد اور کیا سبب ہے؟

۱۔ شعائر اللہ کی تعظیم:

مردم مومن پر گریہ کرنا ایک طرح کا احترام ہے اور یہ گریہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ معاشرہ میں اس کے چلے جانے سے ایک غلا واقع ہو گیا ہے اور وہ اب موجود نہیں ہے تاکہ لوگ اس کے وجود سے فائدہ اٹھائیں۔ یہ گریہ اس کے باطنی احساسات میں جو مومن کے دنیا سے چلے جانے پر وجود میں آتے ہیں کیونکہ جب وہ مومن اس دنیا میں تھا لوگ اس سے مختلف طرح سے مستفید ہوتے رہتے تھے، گریہ ایک فطری عمل ہے اور جو شخص جتنا عظیم ہو گا دنیا والے اس پر اسی حساب سے زیادہ گریہ کریں گے۔ جو دنیا سے جاتا ہے اور اس کے اوپر کوئی گریہ نہیں کرتا تو گویا یہ اس کی ایک طرح کی بے احترامی ہے۔

ایک شخص نے امام علی علیہ السلام سے پوچھا: نیک اخلاق کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا: ان تعاشر و الناس معاشرۃ ان عشتم حنوا الیکم و ان متم بکوا علیکم۔ ماساۃ

أحسین علیہ السلام، ص ۱۳۷

لوگوں سے اس طرح سلوک کرو کہ جب تک زندہ رہو وہ تمہارے اشتیاق میں تمہاری طرف کھنچے چلے آئیں اور جب تم مر جاؤ تو تم پر گریہ کریں۔

ہر قوم و ملت میں یہ رسم پائی جاتی ہے کہ جب بھی اس کے درمیان سے کوئی بزرگ شخصیت اٹھ جاتی ہے تو لوگ اس کے انتقال پر گریہ اور افسوس کا اظہار کرتے ہیں امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب کی دین محمدی پر شہادت بھی ایک عظیم اور ہمیشہ باقی رہنے والا واقعہ ہے جس پر گریہ کرنا ان کے ہدف و مقصد کو زندہ رکھنا دینی شعائر کی تعظیم سمجھا جاتا ہے۔

اور قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

وَمَنْ يَعْظَمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ۔ سورہ حج آیت ۳۲
اور جو بھی اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے گا یہ تعظیم اس کے دل کے تقویٰ کا نتیجہ ہوگی۔

۲۔ عاطفی گریہ:

امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب کی ایک روز (عاشورا) میں جگر سوز شہادت ہر انسان کے دل کو کباب کر دیتی ہے اور ہر انسان کا دل ظالم و متکبر کے خلاف براہیگنختہ ہو جاتا ہے کہ بلا کا الم ناک واقعہ اس قدر دل ہلا دینے والا ہے کہ اسے زمانہ نہ کبھی بھلا سکتا ہے اور نہ ہی اسے پرانا بنا سکتا ہے۔

مثال کے طور پر: عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق جناب عیسیٰ علیہ السلام کے دشمنوں نے انہیں پھانسی دے کر قتل کر دیا اب تم معلوم کر سکتے ہو کہ عیسائی اس یاد کو دنیا کے چپے

چہ میں لوگوں کے دلوں میں تازہ کرتے ہیں اور غم کا اظہار کرتے ہیں یہاں تک کہ صلیب اپنے لباس اور اپنے کلیسا وغیرہ پر نصب کر کے اسے اپنی علامت قرار دیتے ہیں۔ جب کہ قتل عیسیٰ (عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق) واقعہ کر بلا اور امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے بہت ہی کم اہمیت کا حامل ہے۔

اسی وجہ سے امام حسین علیہ السلام پر گریہ اور ان کی عباداری لوگوں کی محبت کو بر ایگنختہ ہونے اور ان کے عظیم اہداف تک پہنچنے کا سبب بنتی ہے۔

۳۔ بقول :

عقل کی ترجمان ہمیشہ زبان رہی ہے لیکن عشق کا ترجمان آنکھ ہے جہاں احساس اور درد ہوں اور آنسو گریں وہاں عشق ضرور پایا جاتا ہے لیکن جہاں لفظوں کو ترتیب دے کر تقریر کرے وہاں عقل پائی جاتی ہے۔

اس بنا پر جس طرح مقرر کے زبردست دلائل اور پزور خطابت اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ وہ اس خاص مذہب سے وابستہ ہے اسی طرح آنکھوں سے گرنے والا آنسو کا ایک قطرہ دشمنوں کے خلاف اعلان جنگ کی طرح ہوتا ہے۔ انگیزہ پیدائش مذہب ۱۵۰ مقاصد کی تکمیل اور دشمن کی مغلوبیت کے لئے احساساتی پہلو ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں لہذا ان کو یکسر نظر انداز نہیں کر دینا چاہئے کیونکہ یہ بھی کسی انقلاب کی آہٹیں ہوا کرتے ہیں۔

۴۔ گویہ تائید ہے :

امام حسین علیہ السلام پر گریہ کرنا ایک طرح سے ان کے قیام اور ان کے اہداف کی تائید ہے یہ گریہ عمیق ترین شعور و احساسات کو دشمنوں اور متنگروں کے خلاف ابھارتا ہے جس کے معنی یہ ہیں: اے امام حسین علیہ السلام! آپ ہمارے قلب و جان اور احساسات کے گھروں میں موجود ہیں:

زندہ در قبر دل ما بدن کشتہ تو است
جان مائی و تو را قبر حقیقت دل است

یہ زبان حال شیعہ ہے جو ہر زمان و مکان میں تین ستونوں پر استوار ہے۔

۱۔ ہمارا قلب اس مبداء ایمان کو تلاش کرتا ہے جس کے لئے امام حسین علیہ السلام قتل کئے گئے۔

۲۔ ہمارے کان ان کی سیرت و گفتار کو سنتے ہیں۔

۳۔ ہماری آنکھیں آنسو بہا کر بلا کے دردناک واقعہ کو لوگوں کے دلوں پر نقش کرتی ہیں۔ اگر مذکورہ اسباب میں سے کسی ایک سبب کی وجہ سے گریہ ہو تو یہ سو فی صد ایک سالم فطرت اور انسانی تقاضہ کے تحت عمل میں آیا ہے اس طرح کے گریہ میں کوئی حرج کی بات کیا بلکہ یہ تو امام حسین علیہ السلام کے قیام و انقلاب کے لئے بہت سے فوائد کا حامل بھی ہے۔

۵۔ پیام آور اور دوسوا گریہ:

ہر انسان جب امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب کی کیفیت شہادت سنتا ہے کہ وہ بھوکے پیاسے عورتوں اور بچوں کے سامنے جلتی ہوئی زمین پر شہید کر دیئے گئے تو بے اختیار اس کے قلب و دماغ میں انقلاب پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اپنے پورے وجود سے

یزید کی پلیدی اور قساوت قلبی پر لعنت ملامت کرتا ہے۔

اسی طرح امام حسین علیہ السلام پر گریہ ہر زمان مکان میں ظلم اور ظالم کے خلاف ایک آواز اور ایک طرح کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے اور کبھی کبھی یہی گریہ دشمن کو کچلنے کا بہترین ذریعہ بن ہو جاتا ہے۔ لہذا جہاں بھی گریہ بے رحم دشمنوں کی رسوائی کا سبب بنے اور الہی پیغام لوگوں تک پہنچ جائے تو اسے ایک قسم کا نبی عن المنکر دین کے راستے کو استوار کرنے اور ظلم و ستم کو جوڑ سے اکھاڑ پھینکنے میں عملی قدم کہا جاسکتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ گریہ کی چند قسمیں ہیں جیسے خوف خدا سے گریہ، شوق کا گریہ، محبت کا گرم و پیام آور گریہ وغیرہ اگر اس گریہ کا صحیح اور مناسب مقصد ہو تو یہ گریہ اپنی تمام قسموں میں سب سے زیادہ اچھا ہے۔

ہاں ایک گریہ مایوسی، لاچاری، عاجزی اور شکست کی وجہ سے ہوتا ہے جسے گریہ ذلت کہتے ہیں اور اس طرح کا گریہ ان عظیم ہمتیوں سے بہت دور ہے اور اولیائے خدا اور اس کے آزاد بندے اس طرح کا گریہ کبھی نہیں کرتے۔

اسی طرح گریہ اور عباداری کی دو قسم ہے مثبت اور منفی منفی گریہ قابل مذمت اور نقصان دہ ہے لیکن مثبت گریہ اپنے ساتھ بہت سے اصلاحی فوائد لئے ہوتے ہوتا ہے یہاں تک کہ یہ گریہ کبھی کبھی نبی عن المنکر اور طاغوتوں کے خلاف قیامت برپا کرنے اور جہاد کی صف میں کھڑے ہو کر جنگ کرنے کا سب سے اچھا اسلحہ ثابت ہوتا ہے۔

اسلام کے بعض دستور العمل میں سیاسی پہلو بھی لایا جاتا ہے، چنانچہ عباداری کی حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ ہے کہ گریہ کرنے یہاں تک کہ رونے والوں جیسی صورت

بنانے (تباہی) میں ایک سیاسی پہلو پوشیدہ ہے، (جیسا کہ مناظرہ نمبر ۸۱ میں آپ نے امام محمد باقر علیہ السلام کی اپنے اوپر دس سال تک گریہ کرنے کی وصیت میں پڑھا۔) ائمہ علیہم السلام واقعہ کربلا کے سبب عباداری کے ضمن میں حق و باطل کے چہرہ کو بے نقاب کرنا چاہتے تھے اور لوگوں کو غفلت سے نکالنا چاہتے تھے، لہذا انھوں نے ہر موقع اور مناسبت سے واقعہ عاشورہ کو زندہ رکھا، یہاں تک کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

امام سجاد علیہ السلام کی انگوٹھی کے گدینہ پر یہ لکھا تھا:

خزئی و شقی قاتل الحسين بن علی علیہ السلام۔ منتهی الامال، ج ۲، ص ۳
حسین بن علی علیہ السلام کا قاتل ذلیل اور رسوا ہوا۔

حقیقتاً امام سجاد علیہ السلام نے اپنی انگوٹھی پر اس جملہ کو صرف اس لئے کندہ کروا رکھا تھا کہ شہادت امام حسین علیہ السلام لوگوں کے دلوں میں تازہ دم ہوتی رہے اور لوگوں کی نظر جب بھی میری اس انگوٹھی پر پڑے تو انھیں بنی امیہ کے مظالم یاد آجائیں اور سیاسی لحاظ سے بیدار رہیں۔

ان تمام باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی عباداری اور گریہ دو طرح کا ہے۔ مثبت و منفی، اب اس میں منفی اور قابل مذمت وہ گریہ ہے جو رونے والوں کے عجز و ناتوانی اور شکست کو ثابت کرے لیکن مثبت وہ گریہ ہے جو لوگوں کی عرت، شجاعت، صلاحیت اور بیداری کا سبب بنے۔

تکفير

اخبر ناسيف بن عمر عن عبيد الله بن عمر، عن نافع، عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ: اذا رأيتم تسبون أصحابي فقولوا لعنة الله على شرکم۔ سنن ترمذی باب فی سب اصحاب ج ۵ ص ۳۵۹ حدیث ۳۹۶۸۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: جب دیکھو کہ لوگ میرے اصحاب کو برا کہہ رہے ہیں تو تم کہو کہ لعنت ہو تمہارے اس شر پر۔ پھر اس کے فوراً بعد یہ منقول ہے ہے کہ هذا الحديث المنكر لا نعرفه من حدیث۔ یہ حدیث منکر ہے۔ اس حدیث کا راوی ”سیف بن عمر“ ہے علم الرجال کے امام علامہ ذہبی نے اپنی مشہور کتاب میزان الاعتدال ج ۲ ص ۲۵۵ تا ۲۵۶ اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: قال ابو داؤد ليس بشي۔۔۔ قال ابن حبان اتهم بالزندقة، وقال ابن عدي حديثه منكر۔۔۔ وكان سيف يضع الحديث۔ ابو داؤد نے کہا کہ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے، ابن حبان نے کہا: اسے زندقہ میں کہا گیا ہے ابن عدی نے کہا کہ اس کی عام حدیثیں منکر ہوتی ہیں۔ سیف بن عمر حدیثیں وضع کیا کرتا تھا۔

حدثنا أبو بكر بن اسحاق الفقيه، أنبا موسى بن اسحاق القاضي، ثنا أبو بكر بن أبي شيبة، ثنا أبو أسامة، وو كيع، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن

عائشة رضي الله عنها، (ليغيظ بهم الكفار (1)) قالت: أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، أمروا بالاستغفار لهم فسبوهم هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه: مستدرک الحاکم ج ۸ ص ۳۹۶ تفسیر الدر المنثور سورہ فتح ج ۶ ص ۸۳: تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۳۶۳۔ ازالة الخفا جلد دوم ص ۵۹۱ حضرت عائشہ فرماتی ہیں جہاں اصحاب رسول کے لئے مغفرت چاہنے کا حکم دیا تھا وہاں لوگ اصحاب کو گالیاں دیتے ہیں۔ لوگ اصحاب رسول کو گالیوں کا مستحق جانتے تھے مزید یہ کہ یہاں برات یا لعنت نہیں گالیاں فسبوہم لفظ ہے۔ اور یہ گالیاں دینے والے کون تھے کیا وہ اصحاب رسول نہیں تھے؟ معاویہ امرنی ان العن علیا۔ معاویہ نے مجھے یہ حکم دیا تھا میں حضرت علیؑ پر لعنت کروں۔

مولانا مودودی اپنی معروف کتاب خلافت و ملکیت طبع ادارہ ترجمان القرآن لاہور ص ۷۲ میں لکھتے ہیں: ایک نہایت مکروہ بدعت معاویہ کے عہد میں خود ان کے حکم سے اور تمام گورنر خطبوں میں برسر منبر رسول پر عین روضہ نبوی کے سامنے حضور کے محبوب ترین عزیز کو گالیاں دی جاتی تھیں، شریعت درکنار انسانی اخلاق کے بھی خلاف تھا اور خصوصاً جمعہ کے خطبے میں۔ عمر ابن عبدالعزیز نے اپنی خلافت میں اس کو بند کرایا۔ الطبری ج ۴ ص ۱۸۴، البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۵۹، ابن الاثیر ج ۳ ص ۲۳۴۔

امام مالک نے لیغیظ بہم الکفار کی تفسیر افضیوں کے کفر کی قرآنی دلیل دی بحوالہ تفسیر ابن کثیر سورہ فتح۔

امام مالک:

امام مالک میں ناصبیت کا عنصر غالب تھا چنانچہ قاضی عیاض جو مالکی تھے اُن کے عقائد و نظریات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ: امام مالک کے مجلس درس میں کسی نے اُن سے پوچھا کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد سب سے افضل کون تھے؟ انہوں نے جواب دیا ابو بکر، اُس نے پوچھا پھر کون؟ مالک نے کہا عمر، اُس نے پوچھا پھر کون؟ انہوں نے جواب دیا مظلوم و مقتول عثمان۔ (ترتیب المدارک و تقریب قاضی عیاض ص ۸۲)

دور جدید کے معروف مصری عالم ابو زہرہ فواد یونیورسٹی قاہرہ میں لاء کالج کے فقه طلبائے درجہ عالیہ کو اسلامی قانون پڑھاتے ہیں اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ وقد جائت الاشارة الى ذلك في احدي الروايات السابقة وهو في هذا القول بضرر علي نعمة معاوية والامويين۔ یعنی۔ گزشتہ روایت میں کسی ایک میں اس طرف اشارہ موجود ہے اس قول میں امام مالک، معاویہ اور امویوں کے ہمنوا ہیں، (مالک حیاة وعصرہ مطبوعی مصر ص ۸۵)

پھر مزید یہ لکھتے ہیں کہ امام مالک نے علی رضی اللہ عنہ کی پوری قدر و منزلت پہچانی نہیں۔ بعض معاصرین کا یہ خیال ہے کہ امام مالک نے حضرت علی اور حضرت ابن عباس سے احادیث روایات نہیں کی ہیں۔ حتیٰ کے ان پر یہ اتہام ہے کہ اس کا سبب اُن کی اموی فکرتھی، (مالک حیاة وعصرہ مطبوعی مصر)

ابو حنیفہ:

امام شافعی نے بیان کیا ہے امام مالک سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے ابو حنیفہ کو

دیکھا ہے؟ تو امام مالک نے کہا ہاں میں نے اس شخص کو دیکھا ہے اگر وہ تجھ سے اس ستون کے متعلق بحث کرے تو اپنی حجت سے اسے سونے کا ثابت کر دے۔ ابو حنیفہ قیاس کے امام تھے۔ ابو حنیفہ کی وفات ۵۰ھ میں ہوئی اور بغداد میں دفن ہوئے۔ تاریخ ابن خلکان المعروف و فیات الاعیان و ابناء الزمان جلد ۵ ص ۵۹ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔

علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب الفاروق ص ۳۴۸ میں قیاس کے زیر عنوان تحریر فرماتے ہیں کہ ”ائمہ اربعہ یعنی امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل سب قیاس کے قائل ہوئے ہیں اور ان کے مسائل کا ایک بڑا ماخذ قیاس ہے، لیکن قیاس کی بنیاد جس نے ڈالی وہ حضرت عمر فاروق ہیں۔ ابن حزم، داؤد ظاہری وغیرہ سرے سے قیاس کے قائل نہ تھے حالانکہ اجتہاد کا درجہ رکھتے تھے اور مسائل شرعیہ میں اجتہاد کرتے تھے۔ حضرت ابو بکر کے زمانے تک مسائل کے جواب میں قرآن مجید، حدیث اور اجماع سے کام لیا جاتا تھا۔ قیاس کا وجود نہ تھا“۔ علامہ موصوف نے اس کے لئے مسند دارمی، ص ۳۲ کا حوالہ دیا ہے۔

”محبوب سبحانی غوث اعظم دہلی پیران پیر“ عبد القادر جیلانی نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین کے ص ۱۸۱ ”میں فرمایا رسول اکرم نے سب سے بڑے اور بڑی بلا کے وہ فرقے ہوں گے جو دین کے کاموں میں اپنے قیاس اور عقل سے کام لیں گے۔ حرام کو حلال، حلال کو حرام بنائیں گے۔“

قال جعفر بن محمد الصادق: لعله الذي يقيس الدين برأية؟ فقال له

ابو حنیفہ: نعم أنا ذلك أصلحك الله، فقال له جعفر: اتق الله ولا تقس الدين

برایک فإن أول من قاس برأيه إبليس إذ قال: أنا خير منه فإخطأ بقياسه فضل --- اتق يا عبد الله! ولا تقس الدين برأيك فإن ناقف غدا ومن خالفنا بين يدي الله فنقول قال الله وقال رسول الله وتقول أنت وأصحابك : سمعنا ورأينا فيفعل الله بنا وبكم ما يشاء حياة الحيوان الكبرى تاليف الدميري متوفى ۸۰۸ھ جلد اول ص ۴۲۹ باب الظاء المعجمة تحت الظبي؛ طبع دار الاحياء التراث العربي بيروت لبنان۔

امام جعفر صادقؑ نے ابوحنیفہ کی سخت مذمت کی اور کہا: کہ اللہ سے ڈرو اور دین میں اپنی رائے سے قیاس نہ کرو، اس لئے کہ سب سے پہلے جس نے قیاس کیا وہ ابلیس تھا جبکہ اس نے یہ کہا تھا کہ میں حضرت آدم علیہ السلام سے افضل ہوں پس اس قول سے اس نے قیاس کیا اور گمراہ ہوا اس کے بعد امام جعفر صادقؑ نے ابوحنیفہ سے چند سوال کئے جس کا جواب سے دینے سے وہ قاصر رہے۔ ختم کلام پر امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: اے بندۂ خدا! اللہ سے ڈرو اور دین میں اپنی رائے سے قیاس مت کر۔ بلاشبہ ہم اور ہمارے مخالفین گل اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ پس ہم کہیں گے کہ اللہ اور رسولؐ نے جو کہا ہم نے اس کے مطابق احکام بتلائے اور تمہارے ساتھی کہیں گے ہم نے سنا اور اپنے سے رائے دی۔ حیاة الحيوان الدميري (اردو) ج ۲ ص ۴۱۹ باب الظاء المعجمة، الطيبي طبع ادارہ اسلامیات لاہور پاکستان۔ تاریخ ابن خلکان المعروف وفیات الاعیان وابتناء الزمان جلد ۱ ص ۲۳۳ طبع نفیس اکیڈمی کراچی

ثم اخرج عن سليمان بن حسان الحلبي، قال : سمعت الاوزاعي ما

لا أحصيه يقول عمد أبو حنيفة إلى عرى الاسلام فنقضها عروة عروة . ثم أخرج عن سلمة بن كلثوم، وكان من العابدين، قال: قال الاوزاعي لمآمات أبو حنيفة: قال ابو حنيفة الحمد لله إن كان لينقض الاسلام عروة عروة . ثم أخرج عن ابن مهدي، قال : كنت عند سفیان الثوري إذ جاء نعي أبي حنيفة، فقال : الحمد لله الذي أراح المسلمين منه، لقد كان ينقض عرى الاسلام عروة عروة، ما ولد في الاسلام مولود أشأم على الاسلام منه۔ سليمان بن حسان الحلبي کہتے ہیں کہ میں سفیان ثوری کی خدمت میں تھا کہ ابوحنیفہ کی خبر موت سنی گئی تو سفیان ثوری نے کہا: الحمد لله اور کہا: یہ اسلام کے جبل المتین کو توڑتا تھا اور اسلام میں اس سے زیادہ بدنام کوئی پیدا نہیں ہوا۔

تاریخ بغداد ۱: ۴۱۳ ج ۱۳ طبع دار الكتب العلمية بيروت، تاریخ صغير بخاری ج ۲ ص ۹۳ أبی عبد الله محمد بن اسمعيل بخاری متوفى ۲۲۶ھ؛ الكامل عبد الله بن عدی ج ۷ ص ۸۔

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن سعد البصری متوفی ۲۳۰ھ اپنی کتاب طبقات ابن سعد میں ایک مقام پر تابعین کے پانچویں طبقہ میں جلد ششم ص ۳۹۰ پر اور مکرر جلد ہفتم ص ۳۴۱ میں بغداد کے محدثین کے طبقہ میں ابوحنیفہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث میں ضعیف تھے۔

عبد القادر جیلانی جن کو عقیدت مند محبوب سبحانی اور غوث اعظم، دستگیر اور نامعلوم کیا کیا مانتے ہیں اپنی کتاب غنیۃ الطالبین طبع مکتبہ ابراہیمیہ لاہور کے صفحہ ۱۸۲ پر ”تہتر

فروق کا بیان“ کے عنوان سے لکھتے ہیں کہ ”اصل میں یہ تہتر (۷۳) گروہ دس گروہ ہیں۔ (۱) اہل سنت (۲) خارجی (۳) شیعہ (۴) معتزلہ (۵) مرجیہ (۶) مشتبہ (۷) بہمیہ (۸) ضرارہ (۹) بخاریہ (۱۰) کلابیہ۔ پس اہل سنت ایک ہی گروہ ہے اور خارجی فرقے میں ۵۱ فرقے ہیں اور معتزلہ میں ۶ فرقے ہیں اور بارہ فرقے مرجیہ میں ہیں اور ۲۳ فرقے شیعہ کے ہیں، جہمیہ، بخاری، ضرارہ، کلابیہ۔

ہر ایک ان میں ایک ایک گروہ ہے اور تین گروہ اہل مشبہ کے ہیں۔ پس یہ سب ملا کر تہتر فرقے ہوئے جیسا کہ رسول اکرم نے انکی خبر دی تھی اور فرمایا تھا کہ صرف ایک گروہ ہی نجات پانے والا ہے وہ ہے اہل سنت والجماعت کا۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۹۳ میں عبد القادر جیلانی ”محبوب سبحانی، پیران پیر“ لکھتے ہیں کہ مرجیہ فرقہ میں بارہ فرقے ہیں ”جہمیہ، صالحیہ، شمریہ، یونسیہ، یونانیہ، بخاریہ،، غیلانیہ، شیلیبہ، حنفیہ، معاذیہ، مرسیہ، کرامیہ، اسکے بعد صفحہ ۱۹۴ حنفیہ کی تفصیل میں لکھتے ہیں کہ یہ حنفیہ امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کے ماننے والے ہیں۔

چنانچہ بر بنائے تقسیم عبد القادر جیلانی:-

(۱) حنفیہ فرقہ اہل سنت نہیں ہے۔ (۲) اور چونکہ صرف اہل سنت ہی جنتی ہیں اور نجات پانے والے ہیں لہذا حنفیہ فرقہ جنتی نہیں ہیں۔

ڈاکٹر محمود مصری نے ایک مقالہ لکھا ”شیعہ اور سنی“ جو مصر میں ”مختار الاسلامی“ شمارہ ۹۰، طبع ۸ جمادی الاول ۱۴۰۶ھ صفحہ ۳۱ میں تحریر کرتے ہیں۔

Imam Malik said that Abu Hanifa was the worst of people and that it would have been easier for him to raise his sword against Muslim.

الخطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ تاریخ بغداد و مدنیۃ الاسلام طبع ۱۳۱۷ھ دارالعلمیۃ بیروت، جلد ۱۳ صفحہ ۳۹۲ میں کہ ”امام مالک نے کہا کہ ابوحنیفہ کا فتنہ زیادہ نقصان دہ ہے بہ نسبت شیطان کے فتنہ کے“۔ کانت فتنۃ اُبی حنیفۃ أضر علی ہذہ الامۃ من فتنۃ ابلیس۔ تاریخ بغداد ۱۳: ۱۶: ۴۱ ط . دارالکتب العلمیۃ بیروت۔

عن الامام مالک بن انس، قال: ما ولد فی الاسلام مولود أضر علی اهل الاسلام من اُبی حنیفۃ۔ تاریخ بغداد ۱۳: ۱۵: ۴۱ ط . دارالکتب العلمیۃ بیروت۔

”امام مالک نے کہا کہ اسلام کو ابوحنیفہ سے زیادہ کسی نے نقصان نہیں پہنچایا“۔

اسی کتاب کے صفحہ ۳۹۸ ہے کہ ”امام شافعی نے کہا کہ امام ابوحنیفہ سے زیادہ کسی نے بھی دین میں فساد نہیں کیا“۔

اسی کتاب کے صفحہ ۴۱۱ میں امام شافعی کا قول کہ ”ابوحنیفہ کے فتوے مسلسل ایسے بدلتے ہیں جیسے گرگٹ کارنگ“۔

اسی کتاب کے صفحہ ۴۵۳، ۴۵۴ پر ہے کہ ابن مبارک کہتے ہیں جو شخص ابوحنیفہ کی کتاب ”الحیل“ پڑھے تو حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر سکتا ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ کتاب الحیل شیطان کے سوا کوئی اور تشکیل دے سکتا ہو۔ وہ مجلس جس میں نبی پر درود نہ بھیجا گیا ہو وہ ابوحنیفہ کی مجلس ہے۔

اسی کتاب کے صفحہ ۴۱۰ پر ہے کہ ”امام شافعی کہتے تھے کہ میں نے ابوحنیفہ کے پیروکاروں کی ایک کتاب دیکھی جس میں ۱۳۰ ورق تھے اس میں سے ۸۰ ورق قرآن اور سنت کے خلاف تھے۔“

امام شافعی:

مشہور حنفی عالم اور شام کے حاکم شرف الدین عیسیٰ ابی بکر متوفی ۶۲۴ھ انہوں نے کتاب ”الجامع البکیر“ عیسیٰ کتاب کی ضخیم شرح تحریر کی۔ انہوں نے شافعی مسلک ترک کر کے حنفی مذہب اختیار کر لیا۔ ایک دن اس کے باپ نے اس سے پوچھا: کہ تمہارا سارا خاندان شافعی ہے تم حنفی کیوں؟ تو انہوں نے جواب دیا: اترغبون عن اتکون فیکم رجل واحد مسلم۔ کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ تم میں ایک مرد مسلمان ہو جائے۔ الفوائد البہیہ طبع لکھنؤ ۶۲۔ اس بات سے واضح ہوا کہ شافعی تمام غیر مسلم ہیں۔ عالم دین فقیہ وقت محمد بن موسیٰ متوفی ۵۰۶ھ نے شافعی مذہب کے لوگوں سے متعلق یہ اظہار کیا: لو کان امر احزمت الجزیة من الشافعة۔ میزان الاعتدال ج ۲۲ ص ۵۲؛ سیر اعلام النبلاء ج ۱۹ ص ۲۴۹ حاشیہ ۳ طبع بیروت۔

فتاویٰ بزازیہ میں ہے لا ینبغی للحنفی ان یزوج بنته من شافعی المذہب ولکن یتزوج منهم کسی حنفی کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح کسی شافعی سے کرے لیکن حنفی مرد شافعی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے۔ بزازیہ بر حاشیہ الفتاویٰ الہدیہ ج ۴ ص ۱۲ طبع کوئٹہ۔ مطلب یہ کہ جس طرح یہود و نصاریٰ اہل کتاب سے نکاح جائز (اہل سنت کے ہاں) مگر مسلمان عورت کا نکاح اہل کتاب سے حرام ہے۔ شیخ ابو حاتم کا قول

ہے کہ من لم یکن حنبلیا فلیس بمسلم۔ سیر اعلام النبلاء ج ۱ ص ۶۲۴، اسی کتاب کی جلد ۱۸ ص ۵۰۸؛ تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۱۱۸۔

حنفلیوں نے شہر مرو میں شافعیوں کی مسجد جلاڈالی اور کئی جانبیں تلف ہوئیں بازار جلا دئے گئے، مدرسوں کو آک لگا دی گئی کثرت سے شافعی مارے گئے۔ مراۃ الجنان ج ۳ ص ۳۰۔ طبع حیدرآباد دکن، البدایہ والنہایہ ج ۱۱ ص ۱۶۲؛ تاریخ کامل ابن اثیر ج ۸ ص ۲۱۳۔ حافظ ابن حجر عسقلانی اپنی مشہور تصنیف الدرر الکامنه (ج ۱ ص ۱۴۴۔ ۱۶۰) میں ابن تیمیہ کے بارے میں یہ تحریر فرماتے ہیں: انہوں نے اپنے بارے میں یہ خیال کر لیا تھا کہ وہ مجتہد ہیں لہذا چھوٹے، بڑے قدیم و جدید سب ہی علماء پر رد و قدح کرنے لگے تھے حتیٰ کے وہ حضرت عمر تک بھی پہنچ گئے اور بعض امور میں ان کو خطا کا قرار دیا، حضرت علیؑ کے بارے میں کہا کہ آپؑ نے سترہ امور میں غلطی کی، نص کتاب اللہ کی مخالفت کی (معاذ اللہ) مذہب حنابلہ کے لئے متعصب تھا ابن تیمیہ مذہب اشاعرہ کی بھی توہین کرتے تھے حتیٰ کے انہوں نے امام غزالی کو بھی بڑا بھلا کہہ دیا کچھ لوگوں کو اس قدر ناگوار گذرا کہ ان کے قتل کے درپے ہو گئے تھے۔ آگے ابن حجر لکھتے ہیں: ابن تیمیہ کی اس قدر مذمت کی کہ لکھا کہ: حضرت علیؑ جہاں گئے بے یار و مددگار رہے، انہوں نے (معاذ اللہ) ریاست و حکومت کے لئے لڑائی کی تھی نہ کہ دین کے لئے، حضرت عثمان مال کی محبت رکھتے تھے اور حضرت ابو بکر بڑی عمر میں اسلام لائے تھے جو کچھ کہتے وہ خود سمجھتے نہیں تھے ”ابو بکر اسلم شیخا (لا) یدری ما یقول، و علیؑ اسلم صبیلا لا یصح اسلامہ۔ اور حضرت علیؑ پچپن میں اسلام لائے ان کا اسلام (معاذ اللہ) صحیح نہیں۔ کتاب

ابن تیمیہ منہاج السنۃ النبویہ ج ۱ ص ۶۰-۶۱۔

شاہ عبد العزیز کتاب فتاویٰ عربی کامل مطبع ایچ ایم سعید کراچی ص ۴۴۷۔
۴۴۸ لکھتے ہیں: ابن تیمیہ کا کلام جو کہ منہاج السنۃ وغیر کتابوں میں ہے اس کے بعض کلام سے وحشت ہوتی ہے۔ خصوصاً ان امور سے زیادہ وحشت ہوتی ہے کہ اس نے اہل بیت کے حق میں تفریق کی ہے اور آنحضرت ﷺ کی زیارت سے منع کیا اور صوفیائے کرام کی تحقیر کی، اس کے زمانے میں شام و مغرب اور مصر کے علماء کرام نے اس کے کلام کی رد کی۔ اس کے کلام کو علماء اہلسنت نے رد کیا۔

ابن تیمیہ نے امام غزالی اور امام الحرمین کو یہودی و نصاریٰ سے بڑھ کر کافر قرار دیا۔

ملاحظہ ہو: موافقہ المعقل لابن تیمیہ (انوار الباری شرح بخاری ج ۱ ص ۲۳۹ طبع ملتان پاکستان)

احمد ابن حرمکی اپنی کتاب الجواهر المنظم میں اور علامہ تقی الدین الحسینی نے ”دفع الشبه“ میں ابن تیمیہ کو گمراہ کہا ہے۔ معارف السنن ج ۳ ص ۳۳۱۔

تمام مذاہب نے جمع ہو کر ابن تیمیہ کے عقائد کی وجہ سے یہ اعلان کیا کہ: ثم نودی بدمشق و غیرہا من کان علی عقیدۃ ابن تیمیہ حل مالہ و دمہ مرآۃ الجنان امام یافعی ج ۲ ص ۶۳۳، ج ۴ ص ۲۴۰ طبع حیدرآباد دکن۔ جو شخص بھی ابن تیمیہ کے دین پر ہے اس کی جان اور مال مباح ہے (یعنی یہ لوگ کافر ہیں اور ان سے ان ہی جیسا برتاؤ کیا جانا چاہئے)۔

علامہ شیخ ابو بکر المقرئ متوفی ۶۷۱ھ کا یہ اعلان عام تھا کہ تمام حنبلی مذہب والے

کافر ہیں۔ شذرات الذہب ج ۳ ص ۵۳۳ بیروت۔

طبقات الشافعیہ۔ امام سبکی ج ۴ ص ۲۳۴ شافعی اور حنبلیوں میں بہت بڑا فساد ہوا اور بہت سارے لوگ قتل کئے گئے، حنبلیوں نے محمد بن محمد ابو منصور الفقیہ متوفی ۵۶۷ھ کو حنبلیوں نے محض تعصب کی بنا پر زہر دے کر مار ڈالا۔ تاریخ کامل ج ۱۱ ص ۳۷۶ مرآۃ الجنان ج ۳ ص ۳۸۲

قاضی حارث بن مسکین مالکی نے مصر میں یہ حکم جاری کیا تھا کہ حنفیوں اور شافعیوں کو مسجد سے نکال دیا جائے اور ان کے مصلے چھین لئے جائیں، بیت الحرام کعبہ میں الگ الگ مصلے تھے لوگ الگ الگ نماز ادا کرتے تھے یہ ۸۰ھ سے تھا اس کو سعودی و ہابیوں نے ۱۳۶۲ھ صرف ۷۰ سال قبل ختم کیا۔

محمد بن عبد الوہاب کے ماننے والے دیگر مسلمانوں کے نزدیک خارجی نظریہ کے حامل ہیں۔ علامہ ابن عابدین رد مختار معروف فتاویٰ شامی لکھتے ہیں ج ۳ ص ۴۲۷۔ نجدی کا یہ عقیدہ ہے کہ صرف وہی مسلمان ہیں جو ان کا جیسا عقیدہ رکھتے ہیں جو بھی ان کے عقیدہ کا مخالف ہے وہ مشرک ہے (مخالف اعتقاد ہم مشرکوں و اسبحوا و بذالک قتل اهل السنة و قتل علماء ہم)۔ اور انہوں نے اہل سنت اور ان کے علماء کا قتل مباح قرار دیا۔

دیوبندیوں کے نزدیک تمام بریلوی سنی گمراہ اور مشرک، (کنز الایمان پر پابندی کیوں؟ ص ۳ طبع ادارہ اشاعت المعارف فیصل آباد، آج انٹرنیٹ پر

U Tube یوٹیوب پر تلاش فرمائیں تو ایک تماشہ نظر آئے گا۔

اسرائیلیات

جہاں شیعوں پر بے بنیاد الزامات لگائے جاتے ہیں وہیں یہ بھی الزام ہے کہ: یہود اور روافض اور نام نہاد مسلمانوں کی سازش سے امت مسلمہ بدعات و خرافات میں کھو گئی ہے کہ اسلام جس کی رات بھی دن کی مانند تابندہ درخشندہ ہے اس کی صحیح و سچی تعلیمات بدعتوں کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں چھپ کر رہ گئی ہیں بدعتوں کا ایسا سیاہ غلاف چڑھا دیا گیا ہے جس میں اسلام کا صحیح چہرہ نظر نہیں آتا ہے۔ حقیقت ملاحظہ ہو:-

ذو نواس یہودی نے بعض قطععات حجاز و عرب کے فتح کر کے بکثرت عرب قبائل کو یہودی بنالیا تھا حتیٰ کے بنی تیم (حضرت ابو بکر کا قبیلہ) اور بنی عدی (حضرت عمر کا قبیلہ) اور بنی امیہ تک یہودی ہو گئے تھے (تفصیل کے لئے دیکھئے تاریخ طبری جلد اول حالات ”اصحاب الاغود“)۔ اسی وجہ سے اصحاب کو یہودیت سے رغبت و الفت ہو گئی تھی اس لئے قرآن میں یہ آیت نازل ہوئی یا ایہا الذین امنوا لاتتخذوا الیہود والنصارى اولیاء (سورہ المائدہ آیت ۵۱۔ اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو سرپرست مت بناؤ ان میں سے بعض دوست ہیں بعض کے اور تم میں سے جو کوئی دوست رکھے گا تو وہ بیشک ان

deobandi vs ahl-e-hadeeth

http://www.youtube.com/results?search_query=deobandi&aq=f

http://www.youtube.com/watch?v=t_FMeCA42W4

بریلوی سنی حضرات کے نزدیک دیوبندی کافر اور مرتد ہیں۔

Ahmad Raza Khan Kafir - Barelvi Ullama K Fatwa

http://www.youtube.com/results?search_query=Barelvi+kafir

ان کا قول ہے کہ دیوبندی وغیرہ کے بارے میں کہ نہ ان کی نماز، نماز ہے اور نہ ان کے پیچھے نماز جائز ہے، بالفرض وہی جمعہ یا عیدین کا امام ہو اور کوئی مسلمان امامت کے لئے نہ ملے تو جمعہ و عیدین کا ترک فرض ہے جمعہ کے بدلے ظہر پڑھے۔

فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۱۹۱۔ وہابیوں کی بنوائی ہوئی مسجد، مسجد ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں ہے کہ کفار کی مسجد مثل گھر کے ہے خلیل احمد، رشید احمد، اشرف علی کے کفر میں جو شک کرے وہ خود کافر من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر (ملفوظات حصہ اول ص ۹۵ طبع حسنی پریس دہلی)

میں سے ہوگا بیشک اللہ ہدایت نہیں دیتا ظالم لوگوں کی۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت عمر کو میلان و رغبت تورات سے ہوگئی تھی اسی لئے انہی لوگوں حضرت عمر کو فاروق کا خطاب دیا تھا۔ ملاحظہ ہوتا تاریخ طبقات البیہود ج ۳ ص ۲۷۰؛ تاریخ ابن عساکر ج ۴ ص ۵۱؛ أسد الغابہ ج ۴ ص ۵۷؛ تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۶۷۔

حدثنا أبو يحيى الرازي، حدثنا سهل بن عثمان، حدثنا علي بن مسهر، عن داود عن الشعبي، قال قال عمر بن الخطاب: كنت آتي اليهود عند دراستهم التوراة فأعجب من موافقة التوراة للقرآن وموافقة القرآن للتوراة هداية الحيارى في أجوبة اليهود والتصاريح ج ۱ ص ۷۷ عمر ابن خطاب نے کہا کہ میں یہودیوں کے ہاں جاتا تھا جب کہ ان کے ہاں درس تورات ہوتی تھی۔

حدثنا أبو يحيى الرازي، حدثنا سهل بن عثمان، حدثنا علي بن مسهر، عن داود عن الشعبي، قال قال عمر بن الخطاب: كنت آتي اليهود عند دراستهم التوراة فأعجب من موافقة التوراة للقرآن وموافقة القرآن للتوراة یہی مضمون ہے کہ میں یہودیوں کے ہاں جاتا تھا جب کہ ان کے ہاں درس تورات ہوتی تھی اور تعجب کرتا تھا کہ قرآن اور تورات میں کتنی موافقات ہیں۔

ثم حدث فقال: إني كنت أغشى اليهود يوم دراستهم فقالوا: ما من أصحابك أحد أكرم علينا منك لأنك تأتينا. قلت: وما ذاك إلا أنني أعجب من كتب الله كيف يصدق بعضها بعضاً، كيف تصدق التوراة الفرقان والفرقان التوراة. قلت: والله يا رسول الله ما قمت من عند اليهود إلا إليك

لأخبرك بما قالوا لي، وقلت لهم فوجدت الله قد سبقني الدر المنثور ج ۱ ص ۱۶۷ (عربی)۔ (اردو) ج ۱ ص ۲۵۴ تفسیر طبری ج ۲ ص ۳۸۲ میں یہودیوں کے ہاں جاتا تھا جب کہ وہ تورات کا درس ہوتا تھا اور مجھے اس پر تعجب ہوتا تھا کیسے تورات قرآن کی تصدیق کرتا اور قرآن تورات کی تصدیق کرتا ہے۔

جب میں نے ایک دن آ کر رسول اللہ کو بتلایا کہ میں وہاں سے اس لئے آیا ہوں کہ آپ کو بتلاؤں جو بات میں نے وہاں سنی ہے اور رسول اللہ نے میرے کہنے سے قبل مجھے وہ سب باتیں سنائیں۔ اور تعجب ہوا کہ اللہ نے اپنے نبی کو آگاہ فرما دیا۔

حدثنا أبو يحيى الرازي، حدثنا سهل بن عثمان، حدثنا علي بن مسهر، عن داود عن الشعبي، قال قال عمر بن الخطاب: كنت آتي اليهود عند دراستهم التوراة أعجب من موافقة التوراة للقرآن وموافقة القرآن للتوراة ثم حدث فقال: إني كنت أغشى اليهود يوم دراستهم فقالوا: ما من أصحابك أحد أكرم علينا منك لأنك تأتينا. قلت: وما ذاك إلا أنني أعجب من كتب الله كيف يصدق بعضها بعضاً، كيف تصدق التوراة الفرقان والفرقان التوراة، فمر النبي صلى الله عليه وسلم يوماً وأنا أكلهم فقلت: أنشدكم بالله وما تعلمون أنه رسول الله؟ قالوا: نعم. فقلت: هل كنتم والله، تعلمون أنه رسول الله ثم لا تتبعونه؟ فقالوا: لم نهلك ولكن سألناه من يأتيه نبوته فقال: عدونا جبريل، لأنه ينزل بالغلظة والشدة والحرب والهلاك ونحو هذا، فقلت فمن سلمكم من الملائكة؟ فقالوا: ميكائيل ينزل بالقطر

والرحمة وكذا. قلت: وكيف منزلتھما من ربھما؟ فقالوا: أحدهما عن يمينه والآخر من الجانب الآخر. قلت: فإنه لا يحل لجبریل أن یعادی میکائیل، ولا یحل لمیکائیل أن یسالم عدو جبریل، وإنی أشھد أنھما وربھما سلم لمن سالموا وحرب لمن حاربوا، ثم أتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وأنا أرید أن أخبره، فلما لقیته قال: ألا أخبرک بآیات أنزلت علی؟ قلت: بلی یا رسول اللہ فقرأ (من كان عدو الجبریل) حتی بلغ (الکافرین) قلت: واللہ یا رسول اللہ ما قمت من عند الیھود إلا الیک لأخبرک بما قالوا لی، وقلت لهم فوجدت اللہ قد سبقنی. صحیح الإسناد ولكن الشعبي لم یدرک عمر «الدر المنثور ج ۶ ص ۶۷۷ تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۶۸ سورۃ یوسف منذ احمد سے ایک حدیث کہ عمر ابن خطاب کو کسی اہل کتاب سے ایک کتاب ہاتھ لگی وہ اسے لے کر رسول اکرم کے پاس آئے اور آپ کے سامنے پڑھ کر سنانے لگے آپ سخت غضبناک ہو گئے اور فرمانے لگے خطاب کے بیٹے! کیا تو بہک گیا؟۔ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ایک روشن دلیل لے کر آیا ہوں۔ اگر آج موسیٰ ہوتے تو بجز میری تابعداری کو ان کو بھی نجات نہ ہوتی۔ دوسری روایت ہے کہ فرمایا حضرت عمر نے کہ: بنو قریظہ قبیلہ کے میرے دوست نے تورات میں سے چند باتیں لکھ دیں تاکہ میں آپ (آنحضرت) کو سناؤں۔ یہ سنتے ہی آپ کا چہرہ اقدس متغیر ہو گیا یہ دیکھ کر عبد اللہ بن ثابت نے کہا اے عمر! تو دیکھ نہیں رہا ہے آنحضرت کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ آپ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس ذات پاک کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی

جان ہے اگر تم میں موسیٰ ہوتے اور تم ان کی پیروی کرتے یقیناً تم سب گمراہ ہو جاتے۔ عمر ابن خطاب کہتے ہیں میں نے جا کر اہل کتاب کی ایک کتاب لی پھر اسے چمڑے میں لیکر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے پوچھا تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟ میں نے کہا ایک کتاب ہے اہل کتاب کی اس لئے لکھ کر لے آیا ہوں تاکہ ہمارے علم میں اضافہ ہو۔ اس پر آپ اس قدر غضبناک ہوئے کہ آپ نے اپنے لوگوں کو جمع ہونے کا اعلان کروایا۔ فرمایا اس ذات پاک کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اگر تم میں موسیٰ ہوتے اور تم ان کی پیروی کرتے یقیناً تم سب گمراہ ہو جاتے۔ پس لوگ ہتھیار لگا کر آئے تاکہ کہ جس نے رسول کو ناراض کیا ہے اس کی خبر لیں۔ اور منبر نبی کے قریب ہتھیار باندھ کر بیٹھ گئے۔ جب سب بیٹھ گئے تو آپ نے فرمایا میں نے جامع کلمات لے کر آیا ہوں۔ میں دین کی باتیں واضح اور روشن لے آیا ہوں۔ خبردار تم بہک نہ جانا۔ یہ سن کر حضرت عمر کھڑے ہوئے اور اللہ اور رسول کے اور اس کے دین سے راضی ہوئے۔

عمر ابن خطاب فرماتے ہیں کہ میں غیبی گمراہوں کے ایک یہودی کی باتیں مجھے بہت پسند آئیں میں نے اس سے درخواست کی کہ وہ ان باتوں کو لکھ دے۔ چنانچہ میں وہ کتاب لے کر خوشی خوشی چلا آیا اور رسول اللہ کے سامنے وہ پڑھنے لگا۔ جب میں سر اٹھا تو دیکھا آپ کو غضب ناک پایا۔

چنانچہ علامہ شبلی نعمانی اپنی شہرہ آفاق کتاب ”الفاروق“ صفحہ ۳۷۳ طبع مکتبہ رحمانیہ لاہور میں لکھتے ہیں:

یہ امر بھی صحیح روایتوں سے ثابت ہے کہ یہودیوں کے ہاں جس دن درس تورات

ہوا کرتا تھا، حضرت عمرؓ اکثر شریک ہوتے تھے اور ان کا بیان ہے کہ میں یہودیوں کے دن ان کے ہاں جایا کرتا تھا۔ چنانچہ یہودی کہا کرتے تھے کہ تمہارے ہم مذہبوں میں ہم تم کو سب سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ فقال: إني كنت أغشى اليهود يوم دراستهم، حضرت عمر نے کہا: میں یہودیوں کے پاس ان کے درس کے دن جاتا تھا۔ تفسیر الدر المنثور جلد ۱ ص ۹۰۔ (کنز العمال بروایت بیہقی وغیرہ جلد اول صفحہ ۲۳۳)

چنانچہ جب سورہ توبہ کی یہ آیت نازل ہوئی رَجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَّطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ ۱۰۸

امام احمد، ابن خزیمہ طبرانی، حاکم، ابن مردویہ نے ذکر کیا کہ عویم بن ساعدہ انصاری نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ان کے پاس مسجد قبا میں تشریف لائے رسول اللہ ﷺ ان سے اس طہارت کے بارے میں پوچھا کہ جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف فرمائی؟ تو انہوں نے عرض کی: ہم بخدا یا رسول اللہ کچھ بھی نہیں جانتے سوائے اس کے کہ ہمارے پڑوس میں یہودی رہتے ہیں اور قضائے حاجت سے فارغ ہونے کے بعد اپنی شرم گاہوں کو پانی سے دھوتے ہیں۔ پس ہم بھی ان ہی کی طرح دھوتے ہیں۔

یہ یاد رہے تزیل کے حساب سورہ برات آخری سورہ ہے: آخر سورة نزلت كاملة برائة۔ صحيح بخارى ج ۵ ص ۱۱۵ يفسير جامع البيان طبرى ج ۶ ص ۵۶؛ تفسير در المنثور ج ۲ ص ۲۵۱ اس روایت سے یہی نتیجہ اخذ ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ اور نہ صحابہ کرام کو آخر زمانے تک پانی سے طہارت کا علم نہیں تھا، اسی لئے

بالخصوص مسجد قبا کے اطراف رہنے والوں کی تعریف مذکور ہوئی اور طہارت پانی سے کرنا مسلمانوں نے یہودیوں سے سیکھا۔ نہ تو اللہ کو ہی (معاذ اللہ) طہارت کا خیال ہوا اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے تعلیم دی۔ (معاذ اللہ)

عبد اللہ بن سلام بن حارث یہودی تھے ان کا تعلق یثرب کے یہودی قبیلے بنو قیقاع سے تھا۔ بعد ہجرت نبی کریم ﷺ اسلام لائے اور مدینہ منورہ ہی میں مقیم رہے انہوں نے بعد وفات رسول ﷺ اسلامی روایات کے لباس میں یہودیت کو خوب پھیلایا۔ اسلامی شریعت میں یہودی تحریفات اور مسخ روایات کو شامل کرنے کی انتہائی کوشش کی ان کی وفات ۴۳ھ میں معاویہ کے دور حکومت میں ہوئی۔

عمود البوریہ جو عصر حاضر کے علماء مصر سے ہیں اور محقق عالم دین مانے جانتے ہیں اپنی کتاب "اضواء على السنة المحمدية اور دفاع من الحديث ص ۱۴۵ طبع دار المعارف مصر بعنوان الاسرائيلات في الحديث میں لکھتے ہیں: جب دعوت اسلام کی طاقت و شوکت میں اضافہ ہو گیا اور اس کے سامنے ہر قوت مغلوب ہو گئی تو مخالفین اسلام کے لئے کوئی چارہ نظر آیا سوائے اس کے نہ رہ گیا کہ خود کو مسلمان ظاہر کر کے اسلام میں مختلف عقائد کو داخل کریں۔ چنانچہ علامہ ابن خلدون نے لکھا کہ تقاسیر میں ہر طرح کی مقبول اور غیر مقبول روایات علمائے یہود کعب الاحبار و وہب بن منبہ اور عبد اللہ بن سلام وغیرہ جیسے لوگوں سے روایات لی گئیں۔ چنانچہ تفسیر ان کے منقولات سے بھر گئی۔ مقدمہ ابن خلدون ج ۱ ص ۴۳۹ تا ۴۴۰۔ اور تفسیر المنارج ج ۹ ص ۲۱ طبع دار المار مصر۔ اور ڈاکٹر احمد امین المصری صحیح الاسلام ج ۲ ص ۱۳۹ الفصل الرابع الحديث والتفسير

بیروت میں تحریر فرماتے ہیں: بعض صحابہ کرام، وہب بن منبہ، کعب الاحبار اور عبد اللہ بن سلام سے روایات اخذ کرتے رہے اس لئے کہ ان کے ہاں تورات، انجیل کے شواہد موجود تھے۔ ان کے سبب کے بنیاد پر ان سب یہودی علماء (وہب بن منبہ، کعب الاحبار اور عبد اللہ بن سلام) نے غلط اور متروک روایات کی خوب نشر و اشاعت جاری رکھی۔ کبھی یہ کہتے کہ یہ ان کی کتابوں میں ہے اور کبھی یہ دعویٰ کرتے کہ یہ باتیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہیں، حالانکہ درحقیقت یہ ان کی من گھڑت باتیں تھیں۔ صحابہ ان یہودیوں کے اقوال میں سے بچ اور جھوٹ کی تمیز کرنے سے قاصر تھے اس لئے کہ وہ عبرانی زبان سے واقف نہیں تھے۔ اس طرح صحابہ اور تابعین نے فریب کاروں سے بغیر تنقید اور تحقیق کے ان تمام روایات کو قبول کر لیا اس بھروسے پر کہ وہ قابل اعتماد ہیں۔

کعب الاحبار اس کا مکمل نام کعب بن متع حمیری ہے اور کعب الاحبار یا کعب الجبر کے لقب سے مشہور یمن کا رہنے والا تھا یہودی مذہب کا ممتاز عالم تھا۔ حضرت عمر کے زمانہ خلافت میں اسلام لایا اور حضرت عمر کی شفقتوں کی بدولت مدینہ ہی میں رہنے لگا اور حضرت عثمان کے دور میں وہ شام میں مقیم ہو گیا اس لئے کہ ایک تو یہ معاویہ کی کشفیتیں حاصل تھیں اور دوسرے یہ کہ یہاں یہود و نصاریٰ کثیر تعداد میں تھے۔ حمص جو ناصبیت کا مرکز تھا رہائش پذیر ہوا اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ بنی امیہ زیر سرپرستی اسلامیات کے خلاف کام کریں۔

چنانچہ اپنے سابقہ ہم وطن ابو ہریرہ کی اکثر احادیث کا ذریعہ یہی کعب الاحبار ہیں۔ چنانچہ روایات میں ہے کہ ابو ہریرہ کعب الاحبار سے روایت کرتے تھے: فحدثت

بہ کعبا (یعنی کعب الاحبار) تحفة الاحرصى المبارک پوری ج ۶ ص ۱۰۲؛ تہذیب الکمال المزی ج ۲۴ ص ۱۹۳ کے حاشیہ اور تہذیب التہذیب ابن حجر عسقلانی ج ۸ ص ۲۹۴؛ الاصابة ج ۵ ص ۳۸۳۔ تاریخ طبری ج ۱ ص ۱۸۶ ابو ہریرہ کی اکثر احادیث کا ذریعہ یہی کعب الاحبار ہیں اکثر روایات میں یہ عن ابو ہریرہ عن کعب الاحبار ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے کعب الاحبار کا یہ قول ملتا ہے کہ: مارأیت لم یقرء التوراة اعلم بما فیہا من ابی ہریرة۔ میں نے ایسا شخص نہیں دیکھا جس نے تورات پڑھے بغیر اس کا مطلب کا علم ابو ہریرہ سے زیادہ حاصل کر لیا ہو۔ ذہبی تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۳۶

یہ یہودی عالم اپنے مقصد کو آگے بڑھانے کے لئے جس حد تک ممکن ہوا خلفاء اور حکمرانوں کے دلوں میں جگہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہے۔ چنانچہ حضرت عمر سے ملاقات کے دوران کعب الاحبار نے کہا: انا لنجدک فی کتاب اللہ علی باب من ابواب جہنم تمنع الناس ان یقعوا فیہا فاذا امت لم یز لو ا یقتمحوں فیہا الی یوم القیامة: یعنی ہم نے آپ (حضرت عمر) کے نام کو کتاب اللہ (توریت) میں دیکھا کہ آپ جہنم کے دروازہ پر کھڑے ہوئے ہیں اور لوگوں کو اس میں جانے روک رہے ہیں لیکن آپ کی وفات کے بعد قیامت تک لوگ ہمیشہ دوزخ میں جاتے رہیں گے۔ الطبقات ابن سعد ج ۳ ص ۲۴۰ طبع بیروت۔ اس کا مطلب یہ ہی ہے کہ یہ فضیلت نبی اکرم ﷺ کو ملی اور نہ حضرت ابو بکر کو کہ باوجود اعمال بد کے لوگوں کو جہنم کے متحق تھے جہنم سے بچا رہے ہیں۔ اور پھر حضرت عمر کے مرنے کے بعد وہ دیوار جہنم

سے روک رہی تھی ہنٹادی گئی۔

اسی طرح حضرت عمر، زخمی ہوئے تو کعب نے کہا: لئن سال عمر رہہ لیبقینہ اللہ: اگر عمر چاہیں کہ وہ ہمیشہ زندہ رہیں تو اللہ ان کو طویل حیات عطا کرے گا طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۳۳۲

تاریخ طبری حالات وفات حضرت عمر میں ہے کہ کعب الاحبار نے حضرت عمر سے کہا کہ ان کا ذکر تو ریت میں ہے۔ ص ۳ ص ۲۳۱
کعب کی تعریف بزبان معاویہ: ألا ان کعب الاحبار احد العلماء۔ واضح رہے کہ کعب الاحبار علماء میں سے ایک ہے۔ الطبقات ابن سعد ج ۲ ص ۳۵۸ (عربی) بیروت۔
”حضرت ابو بکرؓ کے زمانے تک مسائل کے جواب میں قرآن مجید، حدیث اور اجماع سے کام لیا جاتا تھا۔ قیاس کا وجود نہ تھا۔ (مسند دارمی صفحہ ۳۲)۔“

دور خلافت حضرت عثمان میں ایک دن حضرت عثمان نے: فقال عثمان أترون بأسأ أن تاخذمالا من بيت المال المسلمین فقال کعب: لا بأس بذلك، فرفع ابو ذر رضی اللہ عنہ العصا فدفع بها فی صدر کعب قال: یا بن الیہود ما أجزاک علی القول فی دیننا۔ حضرت عثمان نے سوال کیا کہ: کیا اس میں کوئی حرج ہے کہ ہم مسلمانوں کے بیت المال سے کچھ لے لیں اور اس کو اپنے کاموں میں خرچ کریں؟ (personal use) کعب الاحبار نے جواب دیا: کوئی حرج نہیں۔ حضرت ابو ذرؓ جو اس وقت موجود تھے اپنا عصا کعب کے سینہ پر رکھ کر ڈھکیلا اور کہا: تم کتنی لاپرواہی سے ہمارے دین کے بارے میں فتویٰ دیتے ہو۔ مروج الذهب ج ۲ ص

۳۳۹ طبع بیروت ۱۹۶۵۔

غور طلب ہے کہ حضرت ابو ذرؓ جیسے جلیل القدر صحابی کی موجودگی میں خلیفہ وقت فتویٰ لے رہے ہیں ایک چند برسوں کے بظاہر مسلمان سے۔ چنانچہ اس جرم میں حضرت ابو ذرؓ جیسے جلیل القدر صحابی کو سزا کے طور پر معاویہ کے پاس بھیج دیا گیا۔

ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ ایک دن وہ معاویہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اسی اثنا میں سورہ کہف کی آیت ۸۶ کی تلاوت کی گئی تو ابن عباس فرماتے ہیں انہوں نے اس پر اعتراض کیا تو معاویہ نے اس سلسلہ میں عبد اللہ بن عمرؓ سے تصدیق چاہی اس نے معاویہ کی قرأت کی تائید کی تو ابن عباسؓ نے فرمایا قرآن ہمارے گھر نازل ہوا ہے نہ کہ تمہارے گھر۔ اس مشکل کو حل کرنے کے لئے معاویہ نے ایک شخص کو کعب الاحبار کے پاس بھیجا تا کہ تصدیق ہو سکے۔ تفسیر در المنثور ج ۴ ص ۲۴۸

سب سے زیادہ خطرناک بات یہ ہے کہ یہودی احادیث، مسلم معاشرے اور تاریخ و تفسیر میں سرائت کر گئیں اور بدعتیں شروع ہو گئیں۔ علامہ حافظ جلال الدین السیوطی کتاب تاریخ الخلفاء طبع نفیس اکیڈمی کراچی ص ۱۴۰ بعنوان ”اولیت اور ایجادات حضرت عمرؓ“

ہو اول من سن قیام شہور رمضان۔ حضرت عمرؓ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے ماہ رمضان مبارک میں تراویح کی ایجاد کی۔

اس کا بدعت ہونا خود حضرت عمرؓ نے فرمایا ہی یہ **نعمت البدعة** ہے۔ جناب

شاہ ولی اللہ اذ النہ الخلفاء جلد سوم ص ۳۴۹

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: آنحضرت ﷺ نے رمضان میں اور غیر رمضان میں کبھی گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ صحیح بخاری کتاب التہجد باب قیام النبی باللیل فی رمضان وغیرہ۔ تیسیر الباری جلد دوم ص ۱۷۱ میں اس روایت کی تشریح علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔

اب جو لوگ رمضان کے مہینے میں ۲۰ رکعت تراویح کی پڑھتے ہیں یہ سنت نبوی نہیں ہے البتہ بیس رکعت تراویح کی خلفائے راشدین سے منقول ہیں تو یہ سنت خلفاء ہوگی۔

هو اول من ضرب فی الخمر ثمانین حضرت عمر پہلے بزرگ ہیں شراب پینے کی جو سزا پہلے تھی ۴۰ دزے اس کو ۸۰ کر دیا۔ الفاروق۔ ۲۱۴

و هو اول من حرم المتعة۔ آپ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے متعہ کو حرام کیا۔
و اول من نہی عن بیع امہات الاولاد۔ اولاد والی کینروں کی خرید و فروخت کو منع کیا۔

هو اول من سمی امیر المؤمنین۔ آپ ہی نے سب سے پہلے اپنے آپ کو امیر المؤمنین کہلانے کا حکم دیا۔

و اول من جمع الناس فی صلاة الجنائز علی اربع تکبیرات۔ نماز جنازہ میں صرف چار تکبیر کہنے کا حکم جاری کیا۔

و اول من اعال الفریض۔ پہلے شخص ہیں جنہوں نے میراث میں عول کی صورت (تقسیم حصہ والوں کو تقسیم برابر نہ ہو سکے) راجح کی۔

روایت کیا عمر سے کہ مجھے نبی ﷺ نے دیکھا کہ میں کھڑا ہو کر پیشاب کر رہا ہوں تو

فرمایا: یا عمر لا قبل قائما۔ اے عمر! کھڑے ہو کر پیشاب نہ کر۔ (متدرک حاکم ج ۱ ص ۱۸۵؛ ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۱۲ باب البول؛ ترمذی ج ۱ ص ۱۰؛ کنز العمال ج ۹ ص ۵۰۹ سلسلہ ۲۷۱۸۹)۔ از الذہبی ج سوم ص ۳۱۶

ابوبکر، یسار بن نمیر سے روایت کرتے ہیں: کان عمر اذا بال مسح ذکوره

بحائط او حجر ولم یمہسه ماء (المصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۷۲، کنز العمال ج ۹ ص ۵۱۸ سلسلہ ۲۷۲۳۶) قلت اجمع علی ذلک علماء اهل السنة و لیس فیہما حدیث مرفوع وانما هو مذهب عمر قیاسا علی الا

استنجا من الحائط اطبق علی علی تقلید العلماء۔ عمر جب پیشاب کرتے تو اپنے ذکر کو دیوار یا پتھر سے صاف کرتے اور پانی کو چھوتے تک نہیں تھے۔ میں (شاہ ولی اللہ محدث) کہتا ہوں کہ اس پر (یعنی ڈھیلے سے استنجا پر) علماء اہل سنت نے اجماع کیا ہے اور اس بارے میں کوئی حدیث مرفوع نہیں ہے اور وہ صرف عمر کا مذہب ہے۔ دیوار سے استنجا کرنے پر قیاس کرتے ہوئے اس کی تقلید پر علماء نے ڈھیلے سے مطابقت کی ہے۔ از الذہبی ج سوم ص ۳۱۶

حضرت عمر ابن خطاب تیمم بدل غسل نہیں کرتے اور جب تک پانی نہیں ملتا تھا نماز قضا کر دیتے تھے (تشریح مترجم: حضرت عمر کو جنب کے واسطے تیمم کا جائز ہونا معلوم نہیں تھا اور وہ جنب کے لئے غسل کو ضروری جانتے تھے)۔ سنن ابی داؤد ص ۱۶۴

کیا شیخین قریشی تھے؟

۱	مالک	شجرہ ابا و اجداد سرور کائنات
۲	فہر	محمد مصطفیٰ ﷺ
۳	غالب	قصی بنی کو قریش کا لقب دیا گیا تھا
۴	لوی	اسلئے کہ آپ بنی نے تمام اولاد
۵	کعب	اسماعیل جو ہر طرف بس گئے تھے
۶	مرہ	مکہ میں جمع کیا تھا۔ اس کے ثبوت
۷	کلاب	میں سیر اور تاریخ کے حوالے آئندہ
۸	قصی	صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔
۹	عبدمناف (مغیرہ)	چنانچہ:-
۱۰	حضرت ہاشم علیہ السلام	النبی بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن
۱۱	حضرت عبد المطلب علیہ السلام	ہاشم بن عبد مناف (مغیرہ) بن
۱۲	حضرت عبد اللہ علیہ السلام	قصی بنی قریش میں اور دوسرا
۱۳	حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم	سلسلہ حسنین علیہما السلام بن علی بن
۱۴	حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا	ابن طالب بن عبد المطلب ہے۔
۱۵	حضرت حسنین علیہما السلام	

فُصِّی نے قبیلہ قریش کے اُن لوگوں کو مکے بلایا جو دوسرے شہروں منتشر تھے اور اُن کے بارہ قبیلے بنا دیے۔ چونکہ فُصِّی نے قریش کے ادھر ادھر کے بکھرے ہوئے لوگوں کو ایک جگہ جمع کر دیا تھا اس لئے اس کو 'مُجَمِّع' جمع کرنے والا بھی کہا جاتا ہے۔ بعض مورخین نے اس طرح روایت کی ہے کہ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے قصی کو مجمع کا نام دیا۔ سیرت الحلبيہ (اردو) ج اول ص ۵۷۔

ایک قول یہ ہے کہ قصی قریش کو جمع کرنے والے ہیں اس لئے اس سے پہلے لوگوں میں کسی کی اولاد کو قریش نہیں کہا جاتا۔ مقصد یہ ہے کہ ابو بکر اور عمر کے متعلق یہ ثابت کریں کہ وہ قریش میں سے نہیں تھے۔ اس لئے ان دونوں حضرات کو امامت عظمیٰ یعنی خلافت پر کوئی حق نہیں تھا۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان تھا امام یعنی قوم کا سردار ہمیشہ قریش سے ہونا چاہئے۔ سیرت الحلبيہ (اردو) ج اول ص ۷۴ (فتح الباری جلد ۶ ص ۲۸۸؛ طبقات ابن سعد (اردو) جلد اول ص ۹۲، عربی جلد اول ص ۶۹؛ طبری (اردو) جلد اول ص ۷۴، عربی جلد ۲ ص ۲۲ تا ۲۳؛ تیسیر الباری شرح صحیح البخاری باب مناقب قریش میں یہ مذکور ہے کہ قصی بنی پہلی مرتبہ قریش کے نام سے موسوم ہوئے؛ سیرۃ النبی اردو علامہ شبلی نعمانی جلد اول ص ۱۱۰ طبع الفیصل ناشران لاہور میں علامہ شبلی لکھتے ہیں: علامہ ابن عبد ربہ نے عقد الفرید میں لکھا ہے قریش کا لقب قصی بنی کو ملا اور یہ بھی تصریح کی ہے کہ قصی نے چونکہ خاندان کو جمع کر کے کعبہ کے آس پاس بسایا اس لئے ان کو قریش کہتے ہیں کیونکہ تقریباً جمع کرنے کے ہیں اسی بنا پر اُن کو مجمع بھی کہتے تھے؛ تاریخ ابن خلدون جلد دوم ص ۵۰۸ فصل ۲۸ میں قصی کو قریش

ابطح لکھا ہے۔

علامہ ابن عبد ربیہ جو قدیم نسب دال تھے لکھتے ہیں فجمعہم قصی بن کلاب فسموا قریشا۔ قصی بن کلاب نے جمع کیا عرب کو اسی وجہ سے وہ قریش کہے گئے۔

عقد فرید ج ۲ ص ۳۸

طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۳۶ تا ۴۲ قصی نے لوگوں کو ایک جگہ منسلک کیا اس لئے قریش کہلائے گئے۔

تاریخ کامل ج ۲ ص ۱۰ علامہ ابن اثیر جزری: قبیل لما جمعہم قصی قبیل لہم قریش۔ کہتے ہیں کہ جب قصی نے عرب کو جمع کیا تب ان لوگوں کو قریش کہنے لگے۔

تاریخ طبری (عربی) ج ۲ ص ۱۸۸ المانزل قصی الحرم وغلب علیہ فعل افعالا جمیلة فقیل لہ القرشی فهو اول من سمع بہ۔ جب قصی حرم (مکہ) میں آکر مقیم ہوئے اور اس پر غالب ہوئے اور وہاں بڑے اچھے اچھے کام کئے تو سب لوگ ان کو قرشی کہنے لگے۔

فقال عبد الملك بن مروان ما سمعت هذا ولكن سمعت ان قصيا كان يقال له القرشي ولم تسمه قريش قبله۔ عبد الملك بن مروان نے جواب میں کہا کہ: میں آج تک یہ نہیں سنا بلکہ یہ سُننا آتا ہوں کہ قصی کو قرشی کہتے ہیں اور ان کے پہلے کسی کا نام قریش ہوا ہی نہیں۔

اس سلسلہ میں دور رسالت پناہ ﷺ میں جو ایک واقعہ ہوا تھا قابل توجہ ہے:-

أخبرنا أبو البركات إسماعيل بن أبي سعيد الصوفي ببغداد ا

خبر ناروح ياسين بن سهل القاضي اخبرنا ابو الحسن رشأبن نظيف بن ماشاء الله المقري أخبرني ابو عبد الوهاب بن جعفر بن علي الميداني حدثنا أبو سليمان محمد بن عبد الله بن زبر الربيعي اخبرنا ابى ثنا عبد الكريم بن الهيثم بن العاقولي وأحمد بن السري بن سنان وهذا لفظ أحمد قال حدثنا إسماعيل بن مهران السكوني حدثني أحمد بن محمد بن أبي نصر السكوني حدثني أبان بن عثمان الأحمر عن ابن تغلب عن عكرمة عن عبد الله بن عباس حدثني علي بن أبي طالب رضي الله عنه قال: لما أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم بأن يعرض نفسه على القبائل من العرب خرج وأنا معه وأبو بكر رضي الله عنه فدفعنا إلى مجلس من مجالس العرب فتقدم أبو بكر وسلم وكان أبو بكر مقدما في كل خير وكان رجلاً نساباً فسلم فردوا عليه فقال: ممن القوم؟ قالوا: من ربيعة، قال وائى دبيعة انتم: آمن هامتها أم من لها زمها؟ قالوا: بل من هامتها العظمى، قال: وأي هامتها العظمى أنتم؟ قالوا: ذهل الأكبر، قال لهم ابو بكر أفمنكم عوف الذي كان يقال لا حر بوادي عوف؟ قالوا: لا، قال: أفمنكم الوفزان بن شريك قاتل الملوک وسالها أنفسها؟ قالوا: لا، قال: أفمنكم المزدلف صاحب العمامة الفردة؟ قالوا: لا، قال: أفانتم أخوال الملوک من كندة؟ قالوا: لا، قال: أفانتم أصحاب الملوک من لحم؟ قالوا: لا، قال: فلستم بذهل الأكبر بل أنتم من ذهل الأصغر، قال فوثب اليه منعم غلام يدعى دغفل بن حنظلة الذهلي حين نقل وجهه فاخذ بزمام ناقة ابى بكر وهو

نقول فقال:

إن علي سائلنا أن نسأله

والعبء لا تعرفه أو تحمله

يا هذا إنك سألتنا فلم نكتمك شيئاً، ونحن نريد أن نسائل فمن انت؟ قال:
رجل من قريش، قال: بنح بنح أهل الشرف والرئاسة! فمن أي قريش أنت؟ قال:
من تيم بن مرة، قال: أمكنت والله الرامي من صفاء الثغرة، أفمنكم قصي بن
كلاب الذي جمع القبائل من فھر فکان يدعی مجمعاً؟ قال: لا، قال: أفمنكم
هاشم الذي هشم الثريد لقومه ورجال مكة مستنون عجاف؟ قال: لا، قال:
أفمنكم شبيبة الحمد مطعم طير السماء الذي كان وجهه قمر يضيء ليل الظلام
الداجلي؟ قال: لا، قال: أفمن المفيضين أنت؟ قال: لا، قال: أفمن أهل الندوة
أنت؟ قال: لا، قال: أفمن أهل الرفادة أنت؟ قال: لا، قال: أفمن أهل الحجابة
أنت؟ قال: لا، قال: أفمن أهل السقاية أنت؟ يسأل عنهما قال: لا، قال: واجتذب
أبو بكر زمام ناقته فرجع إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال دغفل:

صادف دَرَّ السيل دَرَّ يدفعه

يهيضة طوراً أو طوراً يصدعه

والله لو ثبت لأخبرتك أنك من زمعات قريش أو ما أنا بدغفل، فتبسم النبي
صلى الله عليه وسلم، قال علي رضي الله عنه فقلت له: يا أبا بكر! لقد وقعت من
الأعرابي علي باقعة، قال: أجل يا أبا الحسن! إن لكل طامة طامة والبلاء موكل

بالمنطق. قال علي رضي الله عنه: ثم دفعنا إلى مجلس آخر - وذكر قصة
عرض النبي صلى الله عليه وسلم نفسه على القبائل. الانساب السمعاني
ج ۱ ص ۳۷؛ البداية والنهاية ج ۳ ص ۱۷۵ (عربی)۔

تاریخ ابن کثیر (اردو ترجمہ یہ واقعہ نکال دیا گیا ہے)؛ السیرة النبوة ابن کثیر ج ۲ ص ۱۶۵؛
ابن عساکر ج ۱ ص ۲۹۸؛ سیرة الحلبیة جلد ۲ ص ۱۵۲ (اردو جلد ۳ ص ۲۱)؛ کتاب
سبائک الذهب مطبوعہ بمبئی ہندوستان ص ۶

اور ابو نعیم نے شاہد کے طور پر قصہ عامر بن صعصہ اور اس کی ردّ قبیح پر کعب بن
مالک کی حدیث پیش کی ہے اور اس سے بھی نادر اور طولانی وہ روایت ہے جسے ابو نعیم،
حاکم اور بیہقی نے پیش کیا ہے۔ ابان بن عبد اللہ بکلی کی حدیث سے جسے انھوں نے ابان
بن تغلب اور انھوں نے عکرمہ اور انھوں نے ابن عباس سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ
مجھ سے بیان کی علی ابن ابی طالب نے انھوں نے فرمایا: کہ جب اللہ نے اپنے رسول کو یہ
حکم دیا کہ وہ خود کو قبائل عرب تک پہنچائیں تو میں ان کے ساتھ روانہ ہوا اور ابو بکر منیٰ میں
تھے یہاں تک کہ ہم عرب کی مجلسوں میں سے ایک مجلس میں گئے۔ ابو بکر آگے بڑھے اور
انھوں نے سلام کیا۔ اور ابو بکر ہر خیر میں آگے رہتے تھے اور نسب کے ماہر تھے۔ انھوں
نے سوال کیا تمہارا تعلق کس قبیلہ سے ہے تو انھوں نے جواب دیا ربیعہ سے، انھوں نے
سوال کیا تمہارا تعلق کس ربیعہ سے ہے کیا ان عالی ہمت بہادر اور سخی لوگوں سے یا شکست
خوردہ رسوائے زمانہ لوگوں سے۔ انھوں نے جواب دیا کہ ہمارا تعلق جری، سخی میں
با عظمت لوگوں سے ہے۔ تو ابو بکر نے کہا تم کس با عظمت گروہ باہمت سے تعلق رکھتے ہو۔ تو

انہوں نے جواب دیا ذہل الاکبر سے۔ ابو بکر نے اُن سے کہا کہ تم سے اس ”عوف“ کا تعلق ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ عوف کی وادی میں گرمی کا گذر نہیں۔ انہوں نے جواب دیا نہیں۔ تو ابو بکر نے کہا تم میں برطام بن قیس تھا۔ پرچم کا مالک اور زندہ لوگوں کی منتہا۔ انہوں نے کہا نہیں۔ ابو بکر نے پوچھا کیا تم میں حوفزان بن شریک تھا جو بادشاہوں کا قاتل اور اپنے نفوس کو اُن سے بچانے والا تھا۔ انہوں نے جواب دیا نہیں۔ ابو بکر کہا کیا تم میں جسساس بن مزہ بن ذہل اہل حرم کا محافظ اور پڑوسیوں کا بچانے والا تھا۔ انہوں نے کہا نہیں۔ ابو بکر نے کہا کیا تم میں مزدلت تھا جس کا عمامہ سب سے منفرد ہوتا تھا۔ انہوں نے کہا نہیں۔ تو ابو بکر نے کہا کیا تم لوگ بادشاہان کندہ کے احوال میں سے ہو؟ انہوں نے جواب دیا نہیں۔ ابو بکر نے کہا کیا تم احوال میں سے ہو؟ انہوں نے جواب دیا نہیں۔ ابو بکر نے کہا کیا تم لُحْم کے بادشاہوں کے اصہار (داماد۔ رشتہ دار) میں سے ہو۔ پھر ابو بکر نے کہا تم ذہل ابر سے تعلق نہیں رکھتے ہو بلکہ تمہارا تعلق ذہل اصغر سے ہے۔ علیؑ ابن ابی طالب نے فرمایا ان میں سے ایک لڑکا اچک کر آگے آیا اس کا نام دغفل بن حنظلہ الذہلی تھا۔ جب اس کا چہرہ نظر آیا تو اس نے آگے بڑھ کر ابو بکر کے ناقے کی مہار کو تھام لیا اور یہ شعر پڑھا جس کا ترجمہ یوں ہے:

جس نے ہم سے سوال کیا ہم بھی اس سے پوچھنے کا حق رکھتے ہیں۔ ہم نہیں جانتے اس کا بوجھ کتنا ہوگا۔ ہوگا اور نہ ہو ہم اس سے اٹھانے والے ہیں۔ پھر اس لڑکے نے سوال کیا:

اے شخص! تم نے ہم سے پوچھا وہ ہم نے بتا دیا۔ اور کچھ بھی نہیں چھپایا۔ اب ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ بتلاؤ تو تم کون ہو؟ ابو بکر نے جواب دیا کہ میں قریش کا ایک فرد ہوں۔ تو

اس لڑکے نے کہا مبارک ہو مبارک ہو صاحبان سیادت و ریاست، عرب کے قائد اور رہنما آپ کا قریش کے کس خاندان سے تعلق ہے؟ ابو بکر نے جواب دیا بنی تیم بن مزہ۔ تو اس لڑکے کا تیر پھینکنے والے نے برابر کا دزہ میرے لئے مہیا کر دیا ہے۔ پھر کہا کیا تم میں قصی بن کلاب تھا۔ اور انہوں نے ہر طرف سے اپنی قوم کو اکٹھا کیا اور انہیں مکے میں بسا دیا اور پھر گھروں پر قبضہ کیا اور قریش کو اُن کے گھروں میں بسایا اسی وجہ سے عرب کے لوگوں نے اُن کا نام مجتمع رکھا۔ اور اُن کے بارے میں شاعر نے کہا۔ کیا وہ تمہارا باپ نہیں جسے مجمع کہا جاتا ہے۔ اسی کے ذریعہ اللہ نے فہر کے قبائل کو یکجا کیا۔ ابو بکر نے جواب دیا نہیں۔ اس لڑکے نے کہا کیا تم میں سے عبدمناف ہے جس تک وصیتوں کی تکمیل ہوتی ہے جو شفاء الاستیاء سرداروں کا باپ تھا۔ تو ابو بکر نے جواب دیا نہیں۔ تو جوان گویا ہوا کیا تم میں سے عمر بن عبدمناف ہاشم تھا جس نے اپنی قوم اور اہل مکہ کے لئے ”ثرید“ کا اہتمام کیا تھا۔ (ثرید روٹیوں کو بکڑے کر کے شوربے میں ڈال کر لوگوں کو کھلانا)۔ اس لڑکے نے چھ اشعار کہے حضرت ہاشم کی شان میں۔ ابو بکر نے جواب دیا نہیں۔ تو اس لڑکے نے پوچھا کیا تم میں عبدالمطلب شیبۃ الحمد اور کاروان مکہ کا والی تھا، جو اسمان کے پرندوں، جنگلی جانوروں اور صحرا کے درندوں کو تک کھانا کھلایا کرتا تھا، جس کا چہرہ تاریک رات میں چودھویں کے چاند طرح چمکتا تھا، ابو بکر نے جواب دیا نہیں۔ اس لڑکے نے کہا کیا تمہارا تعلق فیاضی کرنے والوں سے ہے؟ ابو بکر نے کہا نہیں، اس لڑکے نے کہا کیا تم اُن لوگوں میں سے ہو جنہیں کعبہ کی دربانی کی خدمت سونپی گئی تھی؟۔ ابو بکر نے کہا نہیں۔ اس لڑکے نے پوچھا کیا تم اہل ندوہ (لوگوں کو اپنی آواز سے اعلان

کے ذریعہ ایک جمع کرنے والا۔ یہ بھی ایک اعزاز تھا اس زمانے میں) سے ہو؟ ابو بکر کہا نہیں۔ اس لڑکے نے کہا کیا تم اہل سقایہ (مکے میں پانی پلانے والے) سے ہو؟۔ ابو بکر نے جواب دیا نہیں۔ تو اس نے کہا کیا تم ان لوگوں میں سو ہو جو حاجیوں کے مہمان نوازی کیا کرتے تھے؟۔ ابو بکر نے جواب دیا نہیں۔ تو اس لڑکے نے پوچھا کیا تمہارا تعلق ان لوگوں سے ہو جو دوسروں کو فیض پہنچاتے ہیں۔ تو ابو بکر نے جواب دیا نہیں۔ اس کے بعد ابو بکر نے اس لڑکے کے ہاتھ سے اپنے ناقے کی مہار چھڑائی۔ تو نوجوان نے ابو بکر سے کو یہ شعر سنایا: سیلاب کے موتی سے موتی بکرا رہا ہے اور اس اٹھا کر پھینک رہا ہے۔ کبھی تو اسے پستی میں لے جاتا ہے اور کبھی بلندی میں لے آتا ہے۔ پھر اس لڑکے نے کہا: خدائی قسم اے قریشی بھائی اگر یہ بات متحقق ہو جائے تو میں تمہیں بتلاؤں کہ تمہارا تعلق قریش کے رذیل لوگوں سے ہے۔ تم ان کے (قریش کے) معزز اور شرفاء میں سے نہیں ہو۔ (المنجد لغات دارالاشاعت کراچی، حروف ”ز“ ص ۴۴۱ میں زمعات کے معنی رذیل لوگ، ناپسند لکھا ہے)۔

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ مسکرائے۔ علی فرماتے ہیں کہ میں نے ابو بکر سے کہا تمہارا پالاعرب کے ایک زیرک آدمی سے پڑا ہے۔ ابو بکر نے جواب دیا: ابوسن ایسا ہی ہے ارے یہ تو کوئی بڑی مصیبت نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر مصیبت یہ ہے کہ انسان بات کر کے بلاؤں میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ (یعنی اپنے ہی الفاظ سے مصیبت میں گھر جاتا ہے۔ اگر ابو بکر اس کے قبیلے کو ذلیل کرنے کے لئے سوالات نہ کرتے تو وہ ایک لڑکا ابو بکر کو بے بس نہ کر دیتا۔ دوسری بات یہ کہ اس لڑکے کو علم تھا کہ ابو بکر کون سے خاندان اور قبیلے سے ہیں

جب ابو بکر نے اپنے آپ کو قریشی بتلایا تو اس نے سوالات کے ذریعہ سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ قریش تو اولاد قصی سے ہیں اور بنی تیم کیسے قریشی ہو سکتے ہو۔ جب کہ تمہارے قبیلے کو کوئی اعزاز ہی نہیں ہے جس کی وجہ سے یہ قریشی کہلائے جاسکتے ہوں)۔

مصنف حلبی لکھتے ہیں: اس طرح گویا اس نوجوان کا مطلب یہ تھا کہ تمہارے نسب میں کوئی معزز اور بڑے لوگ نہیں ہے (یعنی جیسے تم نے ہماری کمزوریاں گنائی تھیں ایسے ہی تمہارے نسب میں بھی کمزوریاں ہیں)۔ انتہی سیرۃ حلبیہ ج ۳ ص ۲۱۔ الانساب السمعانی ج ۱ ص ۳۷؛ البدایة والنہایة ج ۳ ص ۴۵ (عربی)۔ تاریخ ابن کثیر اردو ترجمہ میں سے یہ واقعہ نکال دیا گیا ہے)؛ السیرة النبوة ابن کثیر ج ۲ ص ۱۶۵؛ ابن عساکر ج ۱ ص ۲۹۸؛ سیرة الحلبيہ جلد ۲ ص ۱۵۲؛ کتاب سبائک الذهب مطبوعہ بمبئی ہندوستان ص ۶؛ ریاض النضرۃ ص ۱۵۳ مزید یہ کہ اس لڑکے نے جب دیکھا کہ حضرت ابو بکر نے اپنے اونٹ کی مہار موڑ لی تو یہ کہا کہ: لو ثبت لاخبر تک انک من دعیان قریش اگر تم کچھ دیر رک جاتے تو یہ ثابت کرتا کہ تم کس خاندان سے ہو۔

اب جب کہ یہ ثابت ہو چکا کہ قصی ہی قریشی تھے اور ان کی نسل قریش کہلاتی تھی، اور بن تیم (حضرت ابو بکر کا قبیلہ) اور بن عدی (حضرت عمر کا قبیلہ) غیر قریشی تھے ہم آپ کی خدمت میں یہ مشہور اور معروف حدیث پیش کرتے ہیں۔ سمعت جابر بن سمرۃ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول یكون اثنا عشر امیرا فقال کلمة لم اسمعها فقال ابي انه قال کلهم من قریش۔ میرے بعد (۱۲) امیر ہوں گے (ایک

دوسری حدیث میں لایزال امر امتی صالحا حتی یمضی منہم اثنا عشر خلیفة کلہم من قریش ۱۲ خلفاء لکھا ہے۔ میری امت کا دین اُس وقت تک درست رہے گا جب تک اُس میں میرے بارہ خلیفہ ہوتے رہیں گے (جو سب قریش سے ہوں گے۔ یہ حدیث صحاح ستہ کے تمام کتابوں (تفسیر، وسیرت) میں موجود ہے۔

اب رہے نبی امیہ جو قرابت رسول کے دعویٰ دار میں ملاحظہ ہو: ان امیہ کان غلاما رومیا لعبد شمس فلما انفاه کیسا فطنا اعتقه وتبتاه فقیل امیہ ابن عبد شمس کما کانوا یقولون قبل نزول الایة زید ابن محمد (ﷺ) امیہ دراصل عبد شمس (فرزند عبد مناف آپ کا اصل نام مغیرہ تھا) کا ایک رومی (Roman) غلام تھا۔ جب انہوں نے اس کو ہوشیار اور با فہم پایا تو آزاد کر دیا اور بیٹا بنا لیا جس کی وجہ سے امیہ ابن عبد شمس کہا جانے لگا جیسا کہ آیت آنے سے قبل لوگ زیدؓ کو ”زید بن محمد“ کہا کرتے تھے۔ معاویہ کے دور میں ایک شخص آیا انہوں نے اس سے اس کی عمر پوچھی تو اس نے بتایا ۲۴۰ سال ہے۔ معاویہ نے اس سے پوچھا تم نے کیا کیا دیکھا۔ اُس نے کہا: مصیبت کے دور بھی اور فراغت کے دور بھی۔ اگر مرنے والے نہ مرتے تو یہ دنیا بھر جاتی اور اگر پیدا ہونے والے پیدا نہیں ہوتے تو آج دنیا ویران ہو جاتی۔ پھر معاویہ نے اس سے پوچھا تم نے عبدالمطلب کو دیکھا تھا۔ اُس نے کہا ہاں میں نے اُن کو اُن کے بڑھاپے کا زمانہ دیکھا ہے، جب کہ وہ بھاری بھر کم، باوقار اور شاندار آدمی تھے شیخا و سیماء منسما۔ جسیما۔ اُن کے دس بیٹے تھے جو اُن کے ارد گرد رہتے تھے جیسے چاند اور تارے ہوتے ہیں یحییٰ بہ عشرة من بنیہ کأنہم النجوم۔ پھر معاویہ نے اپنے جد امیہ بن عبد شمس کے بارے میں پوچھا کیا تم نے انہیں بھی دیکھا ہے۔ اُس نے کہا

دیکھا ہے وہ ایک نابینا کالے رنگ کے اور بد شکل آدمی تھے أخفش أزرق، ذمیما یقودہ عبدہ ذکوان (امیہ)۔ اُن کو ان کا غلام ذکوان راہبر کے طور ہاتھ پکڑ کر پھراتا تھا۔ معاویہ نے کہا تیرا بڑا ہو۔ خاموش ہو جا۔ تو ذکوان کو غلام کہتا ہے حالانکہ وہ ان کا بیٹا تھا۔ اس پر اس نے کہا یہ بات تم کہتے ہو (تاریخ ابن عساکر ج ۹ ص ۲۲۱، اور جلد ۳۸ ص ۲۰۲؛ شرح نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید ج ۱۵ ص ۲۳۲) سیرۃ الحلبیہ جلد ۴ ص ۵۴ (اردو) امیہ نے حضرت ہاشم کو مفاخرت (مفاخرت کے معنی دو آدمیوں کا ایک دوسرے پر اپنی بڑائی جتانانا اور تفاخر کرنا ہے۔ عربوں میں یہ دستور تھا کہ اس طرح کی شرط کرتے تھے کہ دونوں فریق ایک حکم کے سامنے اپنے مفاخر اور بڑائیاں بیان کرتے تھے قاضی جس کے حق میں فیصلہ دے وہ جیت جاتا تھا۔ مترجم)۔ ہاشم نے اپنی بلند مرتبہ حیثیت کی وجہ سے امیہ کی اس دعوت کو مسترد کر دیا تھا مگر قریش نے جب مجبور کیا تو اس شرط پر راضی ہوئے کہ پچاس سیاہ آنکھوں والے اونٹ پر جو مکہ میں ذبح کئے جائیں اور مکہ سے دس برس تک جلا وطنی۔ امیہ اس کے لئے راضی ہو گیا اور ایک کاہن خزاعی کو اپنا قاضی بنایا جو عسفان میں رہتا تھا یہ دونوں ایک جماعت کے ساتھ کاہن سے ملنے گئے جب یہ وہاں پہنچے تو ان کے کچھ بتانے سے پہلے ہی کاہن بول اٹھا ”قسم ہے چمکنے والے چاند کی، قسم ہے جھلملانے والے تاروں کی، قسم ہے برسنے والے بادلوں کی، قسم ہے فضا میں اڑنے والے پرندوں کی اور قسم ہے اس کی جس نے علماء کے ذریعہ مسافر کی رہنمائی کی کہ بڑائیوں اور مرتبوں میں ہاشم، امیہ پر بہتقت لے گئے“۔ سیرۃ الحلبیہ جلد اول ص ۱۴۹ اس طرح ہاشم کو امیہ پر فتح ہوئی، امیہ جلا وطن ہو کر شام چلا گیا اور دس سال تک وہیں رہا۔ یہ پہلی عداوت اور دشمنی تھی جو ہاشم اور امیہ میں قائم ہوئی پھر ان کی اولادوں نے یہ دشمنی وراشت میں پائی۔ سیرۃ الحلبیہ جلد اول ص ۵۰۔

ایمان حضرت ابوطالب علیہ السلام

سیاست اخبار حیدرآباد دکن ۱۹ جنوری ۲۰۰۳ء میں سوالات اور جوابات کے ذیل میں جناب مولانا رضوان القاسمی صاحب مدظلہ نے تحریر فرمایا کہ ”اسلام لانے کی حضرت ابوطالب کو سعادت نصیب نہیں ہو سکی۔ اگرچہ کہ وہ آپ (حضور اکرم) پر نہایت مشفق اور مہربان تھے ہر آڑے وقت میں کام آتے تھے آپ کی نصرت و اعانت کی بے نظیر مثال قائم کی۔ اس بنیاد پر آپ کی خواہش تھی کہ وہ حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں مگر آپ نے جب وہ دنیا سے رخصت ہو رہے تھے آخر وقت میں ان کے سامنے کلمہ شہادت کی تلقین کی تو انہوں نے چند اشعار کے ذریعہ اسلام کی خوبیوں کا اعتراف کیا مگر بعض سماجی احساسات اور معاشرتی بندشوں کو وجہ سے کلمہ ادا نہ کر سکے۔“

کسی روایت کو جانچنے کے لئے اُس کے راویان کی تحقیق ضروری ہے۔ اس سلسلے میں جو روایتیں ملیں اس کا مختصر تجزیہ حسب ذیل ہے:-

(۱) اسحاق بن ابراہیم نے عبد الرزاق سے، معمر، زہری، سعید بن المسیب اپنے باپ مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا جب ابوطالب کا وقت وفات آیا تو رسول اللہ ان کے پاس تشریف لائے اور وہاں ابو جہل اور عبد اللہ ابن ابی امیہ کو بیٹھے دیکھا۔

رسول اکرم نے فرمایا اے چچا! تم کہہ لو کلمہ لا الہ الا اللہ میں اللہ کے پاس اس کا گواہ رہوں گا تمہارے لئے۔ ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ بولے اے ابوطالب، عبدالمطلب کا دین چھوڑتے ہو؟ اور رسول اللہ برابر یہی بات اُن سے کہتے رہے اور ادھر ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ روکتے رہے۔ یہاں تک ابوطالب نے کہا کہ ”میں عبدالمطلب کے دین پر ہوں۔“ اور انکار کیا لا الہ الا اللہ کہنے سے تو رسول اللہ نے کہا قسم خدا کی میں تمہارے لئے دعا کروں گا (بخشش کی) جب تک منع کرنے کا حکم نہ آئے۔ اُس وقت یہ آیت اتری ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا ولی قریبی من بعد ما تبین لهم۔ انهم۔ اصحاب الجحیم۔ سورہ برأت آیت ۱۱۳۔ ترجمہ نبی کو مشرکین کے لئے استغفار کرنے کا حق نہیں ہے خواہ وہ کتنے ہی عزیز قریب کیوں نہ ہو اس لئے کہ وہ جہنمی ہیں۔ پھر جب رسول اللہ مغموم ہوئے تو ابوطالب کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی انک لا تھدی من احببت ولكن اللہ یھدی من یشاء وهو اعلم بالمہتدین۔ سورہ قصص آیت ۵۶۔ ترجمہ نبی اپنے پاس سے کسی کو ہدایت نہیں کر سکتا ہے۔ یہ تو صرف اللہ کا کام ہے وہ ہی بہتر جانتا ہے۔ صحیح مسلم جلد اول باب الدلیل علی صحة اسلام من حضرہ الموت۔ ص ۱۰۸ طبع نعمانی کتب خانہ لاہور۔

(۲) اسی روایت کو شعیب، زہری اور پھر سعید بن المسیب سے بیان کیا گیا ہے۔

(۳) اسی روایت کو حرملة بن یحییٰ، عبد اللہ اب وہب، یونس، ابن شہاب، سعید اور پھر مسیب سے نقل کیا گیا ہے۔

قبل اس کے کہ ہم راویوں پر روشنی ڈالیں اور ان کی حقیقت کو بے نقاب کریں یہ بتلانے پر مجبور ہیں کہ جس نے بھی یہ حدیث گھڑی اس کے ذہن ناقص میں سوروں کے ترمیم و تنزیل کا علم ہی نہیں تھا۔ اس لئے کہ اس روایت میں جو سب سے پہلے آیت نازل ہوئی وہ سورہ برات کی ہے پھر سورہ قصص کی آیت۔ سورہ برات متفقہ علیہ ہے کہ مدنی سورہ ہے چنانچہ اس سورہ کے ذیل میں وہ مشہور ترین واقعہ ہے کہ جس میں آنحضرتؐ نے ابو بکر کو یہ سورہ دیکر روانہ کیا تھا جا کر مکہ میں پڑھنا اور وہ راستے ہی میں تھے کہ جبرئیل امین نازل ہوئے اور کہا کہ یہ کام یا آپ کریں یا وہ جو آپ سے ہو۔ یہ واقعہ تمام معتبر تاریخ کی کتابوں میں منقول ہے۔ چنانچہ رسول اکرمؐ نے حضرت علیؓ کو روانہ کیا اور ابو بکر روتے ہوئے واپس آئے۔ کوئی یہ سوال کر سکتا ہے کہ پھر اس سورہ میں غار کا واقعہ ہے جو مکہ مدینہ کے راستے کا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یاد دلارہا ان مسلمانوں کو جو نصرت نبیؐ سے پیچھے ہٹ رہے تھے کہ ہم نے اپنے نبیؐ کی اس وقت مدد کی تھی جب وہ ایک غار میں تھے۔ تنزیل کے حساب سے سورہ برات کا نمبر ۱۱۳ ہے اور سورہ قصص کا نمبر ۳۸ ہے جو مکی ہے۔ پہلی حدیث میں جو نام لئے گئے ہیں انکی ترتیب کے لحاظ سے تجزیہ حسب ذیل ہے۔

الحق بن ابراہیم: دارقطنی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے ابن عدی اور **اددی** نے واضح حدیث اور کاذب قرار دیا ہے حاکم نے غیر قوی اور ضعیف کہا۔ امام نسائی نے غیر ثقہ، امام ابوداؤد نے لاشئ محض، محمد بن عوف طلائئ نے کاذب قرار دیا ہے، یہ وہ ہے جس کی احادیث منکر اور ناقابل عمل ہیں۔

میزان الاعتدال جلد ۱ ص ۱۸۱۔ عبد الرزاق۔ یہ عبد الرزاق بن عمر الشافعی ہے جو ضعیف،

غیر معتبر، منکر الحدیث اور بقول دارقطنی اور مسہری کے جب زہری کی روایات کی کتاب گم ہوگئی تو اس نے اپنے پاس سے دوسری روایتیں بنانا شروع کر دیا۔ میزان الاعتدال جلد ۲ سلسلہ نمبر ۵۰۴، ۶۰۸۰۔

معمر ابن راشد: اس کے بارے میں ہے کہ یہ کذاب، مجہول اور منکر روایات تھا۔ ذہبی کا قول ہے کہ اس کے اوہام مشہور ہیں اور ابو حاتم کا قول ہے کہ بصرہ کے اس کے تمام روایات مشکوک ہیں، ثابت نے اسے ضعیف قرار دیا ہے میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۱۵۴۔

شعیب: دوسری روایت میں جو لوگ آتے ہیں اس میں قابل ذکر شعیب ہیں۔ اس نام کے تقریباً ۳۰ افراد اس میزان الاعتدال میں موجود ہیں اور کمال کی بات یہ ہے ہر ایک نام کے آگے یہ لکھا ہوا ہے کہ کذاب، ضعیف، راوی منکرات اور مجہول۔ ان ناموں کی فہرست میں ایک نام قابل دید ہے اور وہ یہ ہے شعیب بن طلحہ بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی بکر بن ابی قحافہ جن کے بارے میں دارقطنی نے لکھا ان کے روایات قابل متردک ہیں میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۲۷۵، ۲۷۶۔

تیسری حدیث کے راویان:

حرمہ بن یحییٰ التمیمی: یہ انوکھی حدیثوں کا راوی تھا، ابو حاتم نے اسے قابل استدلال نہیں سمجھا، عبد اللہ بن محمد فرماؤں نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ میزان الاعتدال جلد ۱ ص ۷۳۔

یونس: اس نام کے کئی لوگ فہرست میں ہیں اور کمال یہ ہے کہ سب کے سب کاذب، بد بخت اور منکر الحدیث ہیں۔ میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۷۸۔

ان تینوں روایات میں سلسلہ آ کر ختم ہوتا ہے سعید بن المسیب اور ان کے باپ

مسید پر۔ مسید بن حزن اپنے باپ حزن کے ساتھ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے۔ جب حزن مسلمان ہوئے تو رسول اکرم نے ان سے اپنا نام بدلنے کہا تو انہوں نے انکار کیا۔ اور اس وقت مسید بہت کم سن تھے۔ سعید بن المسید یہ حضرت عمر کے مرنے کے ۲ سال بعد پیدا ہوئے تھے یعنی ۲۴ یا ۲۵ ہجری میں اس طرح سے یہ نام ممکن ہے کہ انہوں نے یا ان کے باپ نے حضرت ابوطالب کو دیکھا بھی ہوگا۔ مزید یہ کہ جب ان کو کسی وجہ سے سزا دی جا رہی تھی تو مروان ابن حکم نے اپنی سفارش سے ان کو چھڑا لیا تھا اور انہوں نے زندگی بھر کبھی بنی امیہ کی برائی میں کچھ نہیں کہا، (طبقات ابن سعد جلد ۵ ص ۱۵۳، تذکرۃ الحفاظ جلد ۱ ص ۶۲)۔

اسی سعید بن مسید سے روایت ہے کہ ایک روز عمر ابن خطاب اپنے دور خلافت میں اصحاب کے پاس گئے اور فرمایا آج میں نے ایک کام کیا ہے، مجھے اس کے بارے میں تم لوگ فتویٰ دو، اصحاب نے کہا اے امیر المؤمنین وہ کیا ہے، فرمایا میرے پاس سے ایک جاریہ (لوٹری) گزری تھی، مجھے وہ اچھی معلوم ہوئی میں نے اس سے جماع کیا حالانکہ میں روزہ دار تھا، سارے اصحاب نے اس کو سُن کر تعجب کیا۔ (طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۳۸۳)

اب ناظرین خود انصاف کریں کہ غلیفہ وقت، جانشین رسول اور وہ بھی ایسا کہ جس نے رسول اکرم کو وقت وفات گمراہی سے بچنے کا نوشتہ لکھنے سے روک دیا تھا کہ ہم کو آپ کی تحریر کی ضرورت نہیں ہمارے لئے قرآن کافی ہے۔ اور خود مسائل دینی میں اجتہاد بھی کرتا تھا وہ کیسے حالت روزہ میں کسی غیر کی کنیز سے زنا کیا ہو اور اس کا صل بھی پوچھا رہا ہو۔

تذکرۃ الحفاظ اور میزان الاعتدال کے مصنف محمد بن احمد بن عثمان شیخ الامام العلامة الحافظ شمس الدین ابو عبد اللہ الذہبی ولادت ۶۷۳ھ وفات ۷۴۸ھ۔ ان کے ہم عصر محمد بن شاہد بن احمد متوفی ۶۴۲ھ اپنی کتاب فوات الوفيات جلد ثانی ص ۱۸۴ میں لکھتے ہیں یہ حافظ بے بدل اور عالم بینظیر۔ انہوں نے علم حدیث اور اس کے رجال میں بدرجہ کمال حاصل کیا۔ احادیث کے اسباب و احوال پر غور کرتے تھے۔ راویوں کے احوال سے واقف تھے۔ تواریخ کے مبہم مقامات کی تشریح اور توضیح کی۔ دیگر علماء اور محققین نے بھی ان کی بہت عمدہ الفاظ کے ساتھ توثیق اور تصدیق کی ہے اور ان کے علم وثقہ کی تعریف کی ہے۔ جیسے طبقات الشافعیہ، تاج الدین سبکی۔ درر کامنہ ابن حجر عسقلانی، طبقات الحفاظ جلال الدین سیوطی، برتان المحدثین۔ شاہ عبدالعزیز تحفہ اشاعہ عشری۔ وغیرہ وغیرہ۔

سعید بن المسید کے تعارف میں ایک بات قابل تحریر ہے کہ یہ ابو ہریرہ کے واحد امداد تھے۔ حضرت علی اور خاندان حضرت علی سے ان کی دشمنی اور معاویہ کی و بنی امیہ کی دوستی اور سرپرستی اظہر من الشمس ہے۔

سعید ابن مسید سے ایک روایت نظر آتی ہے جس سے ان کے اعتقاد اور معاویہ پروری کا اظہار ہوتا ہے۔

ابن وہب نے مالک سے بحوالہ زہری بیان کیا ہے کہ میں نے سعید بن المسید سے رسول اللہ کے اصحاب کے متعلق پوچھا تو سعید بن المسید نے کہا زہری سنو جو شخص حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی کا محب ہونے کی حالت میں مرے گا اور عشرہ مبشرہ کے جنتی ہونے کی شہادت دے گا اور حضرت معاویہ کو رحمہ اللہ کہے

گا اللہ اس پر حساب میں روز قیامت سختی نہیں کرے گا۔ تاریخ ابن کثیر البدایہ والنہایہ جلد ہشتم ص ۹۹۰ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔

سعید بن مسیب کہتے ہیں ”معاویہ کے تمام کام فی اللہ تھے اس لئے مجھے امید ہے کہ اللہ اس پر عذاب نہیں کرے گا“ اعیان الشیعہ جلد ۳۵ ص ۸۰۔

اس سلسلے میں ایک واقعہ جس کو ابن ابی الحدید معتزلی نے اپنی کتاب شرح نبع البلاء جلد ۲ ص ۱۰۲ میں تحریر کیا ہے نقل کرتے ہیں:

عبد الرحمن بن الاسود نے ابو داؤد ہمدانی سے نقل کیا ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ میں سعید ابن مسیب کے پاس بیٹھا تھا کہ عمر ابن علی ابن ابی طالب آگئے، سعید نے ان سے کہا کہ ”آپ اپنے بھائیوں کی طرح مسجد میں کیوں نہیں آتے ان لوگوں کی آمد و رفت زیادہ ہے“ حضرت عمر ابن علی نے فرمایا ”کیا یہ بھی ضروری ہے کہ میں جب مسجد میں آؤں تو تم کو اس کا گواہ بناؤں؟“ سعید نے کہا ”ناراض نہ ہوں اس لئے کہ میں نے آپ کے والد سے سنا کہ میرے لئے (حضرت علیؑ) اور اولاد عبدالمطلب کے لئے ایک ایسا مرتبہ ہے جو پوری کائنات میں سب سے افضل ہے۔“

حضرت عمر ابن علی نے فرمایا ”میرے باپ نے یہ بھی کہا تھا ”اگر کوئی کلمہ حق کسی منافق کے دل تک پہنچ گیا ہے تو وہ مرنے سے پہلے ہی اس کو ظاہر کر دے گا۔“ سعید بن المسیب نے یہ سن کر کہا کہ ”آپ نے مجھ کو منافق بنا دیا۔“ حضرت عمر ابن علی نے فرمایا ”جو کچھ مجھ کو کہنا تھا وہ کہہ دیا۔“ یہ کہہ کر آپ وہاں سے چلے گئے۔

یہ ابن ابی الحدید جن کا اصلی نام عبد الحمید بن بختہ اللہ بن محمد بن محمد بن ابی الحدید

عبدالہس المدائنی ولادت ۵۸۶ھ اور وفات ۶۵۵ھ ان کا تعلق معتزلی فرقہ سے تھا۔ فرقہ معتزلہ کا بانی واصل بن عطاء تھا (متوفی ۱۳۱ھ) جن کا یہ عقیدہ تھا (معاذ اللہ) ”اگر علیؑ اور طلحہ اور زبیر میرے سامنے ترکاری کی ایک گٹھی پر بھی گواہی دے تو میں قبول نہ کروں، کیونکہ ان کے فاسق ہونے کا احتمال ہے“ خلافت و ملوکیت علامہ مودودی صفحہ ۲۱۹، الفرق بین الفرق ص ۱۰۰، الطہر ستانی جلد ۱ ص ۳۴۔ ان کے بارے میں محمد بن شاکر بن احمد متوفی ۶۴۲ھ اپنی کتاب فوات الوفيات جز اول ص ۲۴۸ میں لکھتے ہیں یہ بہت بڑے فاضل تھے۔ علامہ کمال الدین عبدالرزاق بن احمد بن محمد بن ابی المعالی الشیبانی اپنی کتاب مجمع الادب فی علم **الانساب** میں لکھتے ہیں کہ ابن ابی الحدید حکیم اصولی تھا اور بہت بڑا عالم اور فاضل تھا۔

مذکورہ حدیث میں چونکہ حضرت عبدالمطلب کا حوالہ دیا گیا ہے لہذا مختصراً حضرت ابوطالب اور حضرت عبدالمطلب کا ذکر بے جا نہ ہوگا۔ حضرت ابوطالب اور ان کے والد حضرت عبدالمطلب کو کسی نے غیر اسلامی کام کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ چنانچہ امام المورخین ابوالحسن مسعودی اپنی کتاب مروج الذهب میں لکھتے ہیں کہ ”عربوں میں جو لوگ توحید خداوندی کا اقرار کرنے والے، عہد میں ثابت قدم تھے ان میں ممتاز ترین شخصیت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف کی تھی۔“ مسعودی جلد دوم صفحہ ۸۶۔

”ابن الندیم نے لکھا ہے کہ میں نے مامون رشید کے کتب خانہ میں ایک دستاویز دیکھی تھی جو عبدالمطلب بن ہاشم، آنحضرت ﷺ کے جد امجد کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی۔ اس کے الفاظ یہ تھے: ”یہ عبدالمطلب بن ہاشم (جو مکہ کا باشندہ ہے) کا قرضہ فلاں

شخص پر ہے جو صنعا کارہنے والا ہے۔ یہ چاندی کے ہزار درہم ہیں۔ جب طلب کیا جائے گا وہ ادا کرے گا۔ اللہ اور دو فرشتے اس کے گواہ ہیں۔“ اس دتا ویز سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عبدالمطلب نے کسی حمیری شخص کو ہزار درہم قرض دئے تھے۔ خاتمہ میں اللہ اور دو فرشتوں کی گواہی لکھی ہے، جس سے ظاہر ہوتا کہ اُس زمانہ میں فرشتوں (اور شاید کراماً کاتبین کا) اعتقاد موجود تھا۔“ سیرت النبی جلد اول صفحہ ۷۷ علامہ شبلی نعمانی۔

آنحضرت نے جنین کی جنگ میں جو عفار کے خلاف ہو رہی تھی جو جڑ پڑھا (وہ اشعار جو جنگ میں فخر آ پڑھے جاتے ہیں) ”میں بیٹا ہوں عبدالمطلب کا“ صحیح مسلم باب جنین جلد ۵ صفحہ ۵۲۔ تاریخ طبری جلد اول صفحہ ۴۱۴۔ کیا کوئی کافر کے مقابل میں فخر آ اپنے کافر آباؤ اجداد کا نام لے سکتا ہے؟۔

فرمایا رسول اللہ نے ”میں زمانہ جاہلیت کی کسی برائی سے ملوث نہیں ہوا حتیٰ کہ میں ہمیشہ اسلامی نکاح سے ہی پیدا ہوا۔ میں نکاح سے پیدا ہوا۔ آدم سے لیکر اب تک میرے ماں باپ کبھی جاہلیت کے زنا سفاحت کے قریب تک نہیں گئے۔ میں ہمیشہ اصلا ب طیبہ سے ارحام مطہرہ، مصفا مہذبہ میں منتقل ہوا۔“ مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۱۶۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی۔

عقد رسول اللہ پر جو خطبہ نکاح حضرت ابوطالب نے پڑھا اسکا ابتدائی کلمہ یہ ہے ”الحمد لله الذي اذهب عنا الكرب ورفع عنا الهموم“ مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۴۵۔

تاریخ ابن الخلدون جلد اول صفحہ ۳۶ میں اسی خطبہ نکاح کے سلسلے میں لکھا کہ جناب

ابوطالب نے یہ فرمایا ”الحمد لله الذي جعلنا من ذرية ابراهيم وزرع اسمعيل“۔ جب ایک سال خشک حالی ہوئی اور لوگوں کے جانوں پر آہنی تو دعائے استسقا کے لئے خواب میں دعا کرنے والے کے صفات بیان کئے گئے نہایت شریف خاندان کا ہو بلند بالا ہو بھاری بھر کم ہو سفید رنگ والا ہو تو یہ صفت سوائے حضرت عبدالمطلب کے کسی میں نہ پائی اور آپ ایک پہاڑ ابو قیس پر چڑھ گئے ساتھ میں رسول اکرم بھی تھے اور اُس وقت آپ بہت کم سن تھے اور حضرت عبدالمطلب نے یہ دعا کی: اللهم هولا عبیدک وبنو عبیدک واماؤک وبنات واماؤک وقد نزل بنا ماتری وبتابت علینا۔ الخ“ لوگ ابھی پلٹے بھی نہ تھے کہ اتنی بارش ہوئی کے ندیاں نالے بہنے لگے۔ اس پر رقیقہ بنت ابو یسفی بن ہاشم بن عبدمناف نے حمد باری کی وہ یہ:

بشبيبة الحمد اسقى الله بلدتنا: وقد فقدتنا الحياء واجلود المطر۔

منا من الله بالميمون طائره: وخير من بشرت يوماً به مضر۔

طبقات ابن سعد جلد اول ص ۱۲۸۔

جب حضرت عبدالمطلب ابرہہ سے ملنے گئے تو آپ کا جو تعارف کرایا وہ ان الفاظ سے کیا گیا ”اے بادشاہ تیرے حضور میں ایسا شخص آیا ہے جو تمام عرب کا سردار، فضل و عظمت و شرف میں سب پر فائق ہے۔ طبقات ابن سعد جلد اول ص ۱۳۱۔

جب ابرہہ نے حملہ کرنا چاہا کعبہ پر حضرت عبدالمطلب نے اللہ کی بارگاہ میں ان الفاظ سے دعا کی

شہرہ آفاق کتاب طبقات الکبیر یا الطبقات الکبریٰ کے نام سے موسوم ہے۔ اس کتاب کا مصنف دور ہارون الرشید اور مامون الرشید کا عالم ہے۔ یہ کتاب ۲۰۷ھ اور ۲۲۷ھ کے درمیان بیس سال کے عرصہ میں لکھی گئی۔ مصنف کے دور حیات ہی میں اہل ذوق نے اس کی نقلیں حاصل کر لی تھیں۔ علامہ شبلی نعمانی اس کے متعلق لکھتے ہیں: ”نہایت ثقہ اور معتمد مورخ ہے۔“ الفاروق ص ۷۔ سیرۃ النبی جلد اول ص ۱۸۔ ابن خلکان دقیات الاعیان میں لکھتے ہیں یہ ثقہ اور صدوق تھا۔ حصہ چہارم ص ۶۹۶

لاہم ان المرء یمنع رحلہ	فامنع حلالک
لا یغبلن صلیبہم ومحالہم	غدوٰ ومحالک
ان کنت تارکھم وقبلتنا	فأمر ما بادلک

یا اللہ انسان اپنے سامان کی حفاظت کرتا ہے تو اپنے متاع و سامان کعبہ کی حفاظت کر اور ان کے صلیب اور ان کے فریب و مکر تیری قدرت پر غالب نہیں آسکتے: جب اللہ نے اپنا عذاب نازل کیا تو حضرت عبدالمطلب نیچے اتر آئے اور جو دو شخص دشمن کی فوج سے بچ گئے تھے آئے اور حضرت عبدالمطلب کے سر کو بوسہ دیا کہا آنت کنت اعلم تو بہت جاننے والا ہے طبقات ابن سعد جلد اول ص ۱۳۲۔

تمام عرب میں سوائے اولاد حضرت عبدالمطلب کے کسی ایک باپ کی ایسی اولاد نہیں تھی۔ جو ان سے زیادہ شریف اور جماعت والا ہو۔ طبقات ابن سعد جلد اول ص ۱۳۴ جب آنحضرت کی ولادت باسعادت کی اطلاع حضرت عبدالمطلب کو ملی تو آپ نے ارشاد فرمایا: ساری تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے پاکدامن لڑکا عنایت عطا کیا یہ وہ ہے جو جو گوارہ ہی میں سب پر سردار ہوگا میں اس کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔“

طبقات ابن سعد جلد اول ص ۱۷۴

حضرت ابوطالب جب کئی سال شعب ابوطالب میں محصور رہے تو آپ اپنے خاندان کے ساتھ ایک دن کعبہ میں گئے اور دعائی ”اے اللہ! ہماری مدد کر اس شخص سے جو ہم پر ظلم کرے یا ہم سے قطع رحم کرے“ طبقات ابن سعد جلد اول ص ۲۷۸۔

طبقات ابن سعد کے مصنف ابو عبد اللہ محمد بن سعد البصری المتوفی ۲۳۰ھ کی

قاتل

امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام

امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی شہادت کے چھ مہینے کے بعد امام حسن علیہ السلام نے حکومت سے دست برداری اختیار کر لی اور اس کی وجہ مسلمانوں کو مزید خون ریزی سے بچانا تھا۔ چنانچہ جن شرائط پر صلح ہوئی ان میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ معاویہ کے مرنے کے بعد خلافت (ظاہری) پھر امام حسن کی طرف واپس ہوگی۔ (تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی (اردو) ص ۱۹۲ نفیس اکیڈمی کراچی) معاویہ والی الامر الی اللہ فارسل الیہ الحسن یبذلہ لتسليم الامر الیہ علی ان تکون له الخلافة من بعده۔

یہ حقیقت ہے کہ جب کسی کا قتل پوشیدہ طور پر ہوتا ہے تو پہلے Motive Beneficiary and معلوم کیا جاتا ہے۔ شرائط صلح سے یہ ثابت ہے اگر معاویہ مرجائے تو حکومت امام حسن کو واپس آجاتی۔ اور یہ امکان بھی تھا اس لئے کہ امام حسن اس وقت صرف ۴۷ کے تھے ان کے زندہ رہنے کی توقع زیادہ تھی بہ نسبت معاویہ کے جو

اس وقت ۶۷ سال کے تھے۔ چنانچہ ذیل میں اہل سنت کے اکابر اور ”معتبر“ علماء کی ”معتبر اور ثقہ“ کتابوں سے یہ ثابت ہے کہ قتل امام حسن میں بلا شگ و شبہہ معاویہ کا ہاتھ تھا۔ وقال قتادة وأبو بكر بن حفص سم الحسن بن علي سمتہ امرأته جعدة بنت الأشعث بن قيس الكندي. وقالت طائفة كان ذلك منها بتدسيس معاوية إليها وما بذل لها من ذلك منع من ذلك مروان بن حكم في خبر بطول ذكره الاستيعاب ج ۱ ص ۱۱۵ باب حنظلة

قتاؤہ اور ابو بکر بن حفص فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسن کو زہر دیا گیا تھا، آپ کو آپ کی زوجہ جعدہ بنت الاشعث الکندی نے زہر دیا، محدثین کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ جعدہ نے آپ کو اس لئے زہر دیا کہ معاویہ نے اسے پوشیدہ طور سے کہا تھا کہ وہ امام حسن کو زہر دے اور اس مقصد کے لئے مال خرچ کیا تھا مروان بن حکم نے رسول اللہ ﷺ کے پاس دفن ہونے سے روک دیا تھا۔ الاستيعاب في معرفة الاصحاب ابن عبد البر ج ۱ ص ۱۱۵۔

جعدہ بنت اشعث کون تھی؟: اشعث بن قیس الکندی صحابی رسول تھا۔ خلافت ابو بکر کے دور میں یہ مرتد ہو گیا تھا اور جب حضرت ابو بکر کی فوج کے لوگ اسے قید کر کے لے آئے تو اس نے حضرت ابو بکر سے کہا کہ آپ مجھے معاف کر دیں میں آپ کے لئے مفید ثابت ہوں گا۔ آپ اپنی بہن ام فروہ بنت ابی قحافہ کا عقد مجھ سے کر دیں۔ چنانچہ حضرت ابو بکر اپنی بہن ام فروہ کو اشعث بن قیس کے عقد میں دیدیا۔ جس سے ایک بیٹی جعدہ پیدا ہوئی اور دوسرا محمد بن اشعث جو حضرت مسلم ابن عقیل کا قاتل تھا اور کربلا

میں قاتلان امام حسینؑ میں سے تھا۔ اشعث بن قیس یہ وہی شخص ہے جس نے صفین میں معاویہ کے ساتھ مل کر قرآن نیزوں پر بلند کئے گئے تھے تو جناب امیرؑ کے لشکر میں بغاوت کروادی تھی۔

اسلم مولیٰ عمر ابن خطاب کا قول ہے کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں اشعث بن قیس کی طرف جب کہ وہ زنجیروں میں بندھا ہوا تھا اور وہ فعلت و فعلت کہہ رہا تھا (یعنی میں نے ایسے کام کئے اور بھی کئے) اپنے جرائم کا اقرار خود کر رہا تھا۔ یہاں تک آخر کلام میں نے سنا اشعث کہہ رہا تھا ابو بکر سے کہ: آپ مجھ کو باقی رکھنے اپنی جنگ کے لئے اور اپنی بہن کا مجھ سے نکاح کر دیجئے تو ابو بکر نے ایسا ہی کیا۔ ابو عمر کہتے ہیں ابو بکر کی بہن ام فروہ بنت ابی قحافہ تھیں اور یہ ماں ہیں محمد بن اشعث کی۔ از النہ الخفاء، شاہ ولی اللہ محدث جلد سوم ص ۱۴۶

مسعودی اپنی کتاب مروج الذهب میں لکھتے ہیں: حضرت ابو بکر نے لوگوں سے خطاب کر کے کہا ”میں نے تین خطائیں کیں۔ ایک تو یہ خطا کہ میری زندگی میں فاطمہؑ بنت رسول اللہ کا دروازہ توڑا گیا دوسری یہ کہ میں نے فجاہۃ کو قتل کر دیا ہوتا، تیسری بات یہ کہ میں نے یوم سقیفہ کی ذمہ داری کو ایک ایسے شخص پر چھوڑ دی جو خود امیر تھا اور میں اس کا نائب تھا۔ (ترجمہ میں غلطی ہے اصل میں کہا تھا ”زندہ جلایا نہ ہوتا اور سقیفہ میں کسی کا نائب ہوتا“) ان کے علاوہ تین باتیں اور ہیں جن پر مجھ کو افسوس رہے گا۔ ایک بات تو یہ ہے کہ جب اشعث بن قیس کو قید کر کے سامنے لایا گیا تو میں نے فوراً بغاوت کے الزام میں اس کی گردن مروادی ہوتی کیونکہ وہ بانی شر تھا۔“ مروج الذهب تاریخ مسعودی

حصہ اول ص ۲۳۶ نفیس اکیڈمی کراچی (ابو عبیدہ فی کتاب الاموال، العقیلی، فضائل الصحابة الخشيمة بن سليمان الطرابلسی، العجم الكبير الطبرانی، ابن عساکر، السنن لسعيد بن منصور) کتاب کنز العمال کے مترجم مولانا احسان اللہ شائق اتاذ و معین، مفتی جامعہ الرشید احسن آباد کراچی) اس حدیث کے بعد لکھتے ہیں:-
فائدہ: یہ حدیث حسن ہے مگر اس میں حضور ﷺ سے مروی کوئی بات نہیں۔ اس کو امام بخاریؒ نے کلام الصحابة میں تخریج کیا ہے۔

و ذکر أن امرأته جَعْدَةُ بنت الأشعث بن قيس الكندي سقته السم، وقد كان معاوية دَسَّ إليها: إنك إن احتلَّيت في قتل الحسن و جَهِت إليك بمائة ألف درهم، و زَوَّجتك من يزيد، فكان ذلك الذي بعثها على سَمِّه، فلما مات و فَي لها معاوية بالمال، و أرسل إليها: إنا نحب حياة يزيد، و لولا ذلك لو فینا لك بتزويجه۔ مروج الذهب مسعودی ج ۱ ص ۳۴۶ باب ذکر الذي سمه۔ بات یہ ہے کہ حضرت امام حسنؑ کی بیوی جعدہ بنت الاشعث ابن قیس الکندی نے آپؑ کو زہر پلایا تھا اور معاویہ نے ہی اسکو اکسایا تھا اور اس سے یہ وعدہ کیا تھا کہ: اگر تو کسی طرح سے حسنؑ کو ہلاک کر دے تو میں تجھ کو ایک لاکھ درہم دوں گا اور تیرا بیاہ یزید سے کر دوں گا۔ پس اسی بات پر اس عورت نے امام حسنؑ کو زہر دیا۔ جب امام حسنؑ شہید ہو گئے تو معاویہ نے ایک لاکھ درہم تو دے دیا مگر بیاہ کے متعلق اس کو یہ پیغام بھیج دیا کہ ہم کو یزید کی زندگی عزیز ہے اگر اس کے ساتھ تیری شادی ہو جائے گی تو تیرے ہاتھوں اس کی جان بھی جاسکتی ہے۔ (مروج الذهب تاریخ مسعودی حصہ دوم ص ۳۶۶ نفیس

(اکیڈمی کراچی)

مورخ مسعودی کے بارے میں دور جدید کے مشہور محدث علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب الفاروق کے دیباچہ میں صفحہ ۸ میں یوں لکھتے ہیں: امام المورخین ابوالحسن بن حسین المسعودی متوفی ۳۲۶ھ مطابق فوات الوفیات ابن شاكرن تاریخ کا امام ہے۔ اسلام میں آج تک اس کے برابر کوئی وسیع النظر مورخ پیدا نہیں ہو۔

علامہ محمد بن شاكر ابن احمد اپنی کتاب فوات الوفیات الجزء الثانی صفحہ ۴۵ پر تحریر کرتے ہیں کہ ”علی بن حسین بن علی ابوالحسن مسعودی اولاد عبد اللہ ابن مسعود میں سے تھا۔ نہایت زبردست علامہ، مورخ اور بہت سے نادر علوم والا انسان تھا۔ اور مولانا مودودی اپنی کتاب خلافت و ملکیت میں صفحہ ۳۱۰ میں مسعودی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ”وہ بلا شبہ معتزلی تھا اور ثقہ تھا۔“ مشہور فرانسسی مستشرق اسکالیر Scaliger نے علم التاریخ میں مسعودی کی عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا ”تاریخ نگاری میں اس کے نظریات حروف باحرف مستند اور صحیح ہیں۔ رہا عام تفصیلات کا معاملہ تو وہاں بھی اس کے خلوص سے انکار نہیں کیا جاسکتا، وہ سراپا خلوص تھا اور بہر حال مخلص“ جعل معاویة لجدعة بنت الأشعث امرأة الحسن مائة ألف حتى سمته، معاویہ نے حضرت امام حسن کی زوجہ جدہ بنت اشعث کو ایک لاکھ دیا اور اس نے اسی لئے زہر دیا تھا۔ ربیع الابرار زمخشري ج ۱ س ۴۳۸ باب الموت وما يتصل به من ذكر القبر: وقد سمعت بعض من يقول: كان معاوية قد تلطف لبعض خدمه أن يسقيه سما. اور بعض یہ کہتے ہیں کہ معاویہ ہی نے آپ کو بعض خادموں کے ذریعہ امام حسن کو زہر دلوا یا۔

تہذیب الکمال فی اسماء الرجال المزی ج ۲ ص ۲۵۲

باب من اسماء الحسن؛ سير أعلام النبلاء ذہبی ج ۴ ص ۳۷۷، تاریخ دمشق ابن عساکر ج ۱۳ ص ۳۱۸؛ البداية والنهاية ابن کثیر ج ۸ ص ۳۳ باب الحسن ابن علی سن تسع واربعین (عربی)؛ تاریخ ابن کثیر جلد ہشتم ۷۹۷ نفیس اکیڈمی کراچی)

وتوفي الحسن من سم سقته زوجته جعدة بنت الأشعث، قيل فعلت ذلك بأمر معاوية، وقيل بأمر يزيد بن معاوية، ووعدها أنه يتزوجها إن فعلت ذلك، فسقته السم وطالبت يزيد أن يتزوجها فأبى المختصر في اخبار البشر ج ۱ ص ۱۲۷ باب اخبار معاوية بن ابي سفيان امام حن کی زہر سے وفات جس کو ان کی زوجہ جدہ بنت اشعث نے معاویہ کے حکم پر دیا تھا بعض کہتے ہیں حکم یزید دیا تھا۔ اور مزید اجلہ علماء اہل سنت نے جیسے تذکرہ خواص الامة لسبط ابن جوزی فقال معاوية سمى الحسن وازوجك الحسن۔ علی ما نقل از علامہ ابوالحسن مدائنی؛ دس اليه معاوية سما علی يد جعدة بنت الاشعث؛ حسن السيرة از علامہ عبدالقادر ابن محمد طبری (یہ محب طبری صاحب ریاض النضرۃ کے بھانجے تھے اور یہ اہل سنت کے نہایت ہی جید اور ”معتبر“ علماء سے ہیں؛ شواہد النبوة از ملا جامی؛ مشہور آنست کہ وی (یعنی حضرت امام حسن) را خاتون وی جدہ زہر دادہ بفرمودہ معاویہ؛ محتاج النجات از مرزا محمد معتمد لکھتے ہیں وقد جاء الخبر الى معاوية بموت الحسن بن علی رضی اللہ عنہما فسجد شكر الله تعالى وبان السرور في وجهه؛ جب معاویہ کو

امام حسن بن علی (علیہ السلام) کے مرنے کی اطلاع ملی تو اس نے شکر خداوندی کا سجدہ کیا اور خوشی اس کے چہرے سے ظاہر ہوئی۔

قال ابن خلکان: لما مرض الحسن رضي الله تعالى عنه، كتب مروان بن حكم إلى معاوية بذلك، فكتب إليه معاوية أن أقبل المطي إلي بخبر الحسن، فلما بلغ معاوية موته سبعم تكبيرة من الخضراء، فكبر أهل الشام لذلك التكبير، فقالت فاختة بنت قريظة لمعاوية: أقر الله عينك ما الذي كبرت لأجله؟ فقال: مات الحسن، فقالت أعلى موت ابن فاطمة تكبر. فقال: وَاللَّهِ مَا كَبُرَتْ شِمَاتَةَ بَمَوْتِهِ، وَلَكِنْ اسْتَرَأَحَ قَلْبِي وَدَخَلَ عَلَيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فَقَالَ لَهُ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ هَلْ تَحْرِي مَا حَدَّثَ فِي أَهْلِ بَيْتِكَ؟ فَقَالَ: لَا أَثْرِي مَا حَدَّثَ. إِلَّا أَنِّي أَرَاكَ مُسْتَبْشِرًا وَقَدْ بَلَغَنِي تَكْبِيرُكَ، فَقَالَ: مَاتَ الْحَسَنُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَرْحَمُ اللَّهُ أَبَا مُحَمَّدٍ ثَلَاثًا، وَاللَّهِ يَا مَعْأُوِيَةَ لَا تَسُدُّ حَفْرَتَهُ حَفْرَتِكَ، وَلَا يَزِيدُ عَمْرَهُ فِي عَمْرِكَ، وَلَنْ كُنَّا قَدْ أَصَبْنَا بِالْحَسَنِ، فَلَقَدْ أَصَبْنَا بِإِمَامِ الْمُتَّقِينَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ، فَجَبَرَ اللَّهُ تَعَالَى تِلْكَ الصَّدْعَةَ، وَسَكَنَ تِلْكَ الْعَبْرَةَ، وَكَانَ اللَّهُ الْخَلْفَ عَلَيْنَا مِنْ بَعْمِهِ. ابْنُ خَلْكَانٍ كَهْتَمِي هُنَّ كَبُرَتْ إِيمَانِي وَأَمَامِ الْحَسَنِ، فَلَمَّا بَلَغَ ذَلِكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ، الْإِمَامَةَ السِّيَاسَةَ، إِمَامَ أَبِي مُحَمَّدٍ دِينَورِي ج ۱ ص ۲۲۹ ترجمہ وہ ہی ہے جو اس کے قبل کے مذکور ہو چکا، مزید یہ کہ معاویہ نے موت کی خبر سن کر سجدہ شکر کیا۔

المؤمنین کو خوش رکھے یہ کوئی خبر تھی جس کو سن کر آپ اس قدر مسرور ہیں، معاویہ نے جواب دیا خبر موت حسن ابن علی ہے، اس کو سن کر فاختہ نے کہا: انا لله وانا اليه راجعون۔ پھر جی بھر کر روئی۔ پھر جب ابن عباسؓ معاویہ کے پاس آئے معاویہ نے کہا: ابن عباس! حسنؓ نے وفات پائی تو ابن عباسؓ نے پوچھا کیا تو نے اسی لئے تکبیر بلند کی تھی؟۔

وكان الحسن رضي الله تعالى عنه قد سم، سمته امرأته جعدة بنت الأشعث، فمكث شهرين يرفع من تحته في اليوم كذا وكذا مرة طست من، وكان رضي الله تعالى عنه يقول: سقيت السم مرارا ما أصابني فيها ما أصابني في هفة المرة- حياة الحيوان باب خلافة معاوية ج ۱ ص ۵۵

مرض الحسن بن علي مرضه الذي مات فيه، فكتب عامل المدينة إلى معاوية يخبره بشكايه الحسن، فكتب إليه معاوية: إن استطعت ألا يمضي يوم يمر بي إلا يأتيني فيه خبره فافعل، فلم يزل يكتب إليه يحاله حتى توفي. فكتب إليه بذلك، فلما أتاه الخبر أظهر فرحا وسرورا، حتى سجد وسجد من كان معه، فبلغ ذلك عبد الله بن عباس، الإمامة السیاسة امام أبي محمد دینوری ج ۱ ص ۲۲۹ ترجمہ وہ ہی ہے جو اس کے قبل کے مذکور ہو چکا، مزید یہ کہ معاویہ نے موت کی خبر سن کر سجدہ شکر کیا۔

جمرة اطفالها الله: یہ معاویہ نے شہادت امام حسنؓ کے بعد کہا کہ اللہ نے ایک آگ کی چنگاری کو بجھا دیا۔ النصائح الكافية لمحمد بن عقیل ص ۱۲۳؛ تاریخ ابن عساکر ج ۶۸ ص ۹۳؛ سیر اعلام النبلاء ذہبی ج ۳ ص ۱۵۸؛ سنن ابی داؤد کتاب لباس

ج ۲ ص ۲۷۵ لغات الحدیث مولانا وحید الزمان حرف ”ج“ ص ۸۸

وتوفي الحسن من سم سقته زوجته جعدة بنت الأشعث قیل فعلت ذلك بأمر معاوية وقیل بأمر یزید بن معاوية ووعدها أنه يتزوجها إن فعلت ذلك فسقته السم وطالبت یزید أن يتزوجها فأبى. وكان الحسن قد أوصى أن یدفن عند جدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما توفي أرادوا ذلك وكان علی المدینة مروان بن الحکم من قبل معاوية فممنع من ذلك وكاد يقع بین بني أمية وبنی بنی هاشم بسبب ذلك فتنة فقالت عائشة رضي الله عنها:

البيت بيتي ولا آذن أن یدفن فيه فدفن بالقیع ولما بلغ معاوية موت الحسن خر ساجداً . تاریخ أبي الفداء ج ۱ ص ۲۸۴ باب اخبار الحسن ابنه مختصر

في اخبار البشر ابو الفداء أخبار معاوية ج ۱ ص ۱۲۷

ترجمہ وہی ہے جو پہلے مذکور ہو چکا ہے مزید اس میں یہ کہ جب امام حسن کو آن کی وصیت کے بنا پر روضہ رسول کے پاس لایا گیا تو حضرت عائشہ نے روک دیا کہ یہ مکان میرا مکان ہے اور اجازت نہ دینے پر جنت التتبع میں دفن کر دیا گیا۔ معاویہ نے موت کی خبر سن کر سجدہ شکر کیا۔

فلما رأَت عائشة السلاح والرجال، قالت: البيت بيتي ولا آذن أن یدفن فيه أحد۔ انساب الاشراف، بلاذری۔ باب وفاة الحسن ج ۱ ص ۳۸۹۔

حضرت عائشہ صلح لوگوں کے ساتھ وارد ہوئیں دفن امام حسن کو آن کے جد کے پاس دفن کرنے سے یہ کہہ کر روک دیا کہ یہ میرا مکان ہے۔

حضرت عائشہ کا یہ دعوی غلط تھا اس لئے کہ امام حسن پچپن سے اسی گھر میں اپنے نانا کے ساتھ گزارے تھے، اگر انہیں یہ معلوم رہتا کہ یہ مکان حضرت عائشہ کا ہے تو وہ کبھی بھی اپنے دفن کے لئے وصیت نہ کرتے اور نہ امام حسین دفن کے لئے لے آتے۔ آل محمد علیہم السلام ہمیشہ لوگوں کو عطا کرتے رہے کبھی کسی سے لیا کچھ نہیں۔ دلیل یہ ہے کہ جب امام حسین وارد کر بلا ہوئے تو سب سے پہلے آپ نے زمین کر بلا کو آن کے مالکوں سے خرید لیا اور انہیں دوبارہ ہبہ کر دیا۔ امام حسین انہیں چاہتے تھے کہ وہ غیر کی زمین میں دفن ہوں۔

لَعَنَ اللَّهُ أُمَّةً قَتَلَتْكَ، وَلَعَنَ اللَّهُ أُمَّةً ظَلَمَتْكَ، وَلَعَنَ اللَّهُ

أُمَّةً سَمِعَتْ بِذَلِكَ فَرَضِيَتْ بِهِ.

بسمہ سبحانہ و بذکر ولیہ

دفن رسول اللہ

چو صحابہ حُب دنیا داشتند

مصطفیٰ را بے کفن انداختند

مولانا رومؒ

دفن رسول اکرم ﷺ میں صحابہ کی غیر حاضری۔

۱۔ عن عروۃ ان ابا بکر وعمر لم يشهدوا دفن النبي و كانا في الانصار فدفن قبل ان يرجعها - عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ ابو بکر اور عمر آنحضرت ﷺ کے دفن میں شریک نہیں ہوئے کیونکہ یہ دونوں انصار کے پاس تھے اور ان دونوں کے واپس آنے سے پہلے آنحضرت ﷺ دفن ہو چکے تھے۔ کنز العمال ج ۵ ص ۶۵ سلسلہ ۱۳۹، جامع المسانید سیوطی ج ۱۳ ص ۲۶ سلسلہ ۱۰۳۵۔ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۸ ص ۵۲۔ صرف پارلوگ تھے۔ وولی دفن الرسول اخفاء ہ دون الناس أربعة، علیؑ والعباس، والفضل وصالح۔ المطالب عالیہ ابن حجر

باب وفاة سيدنا رسول ج ۲ ص ۲۹۰ سلسلہ ۴۴۴۔ ازلۃ الخفاء جلد اول ص ۱۷: صحابہ کی توجہ آنحضرت ﷺ کے دفن سے بھی پہلے خلیفہ کے تعین و تقرر کی طرف مائل ہوئی۔

ب۔ اعلم ايضا ان الصحابة رضوان الله عليهم اجمعين اجمعوا على أن نصب الامام بعد انقراض زمن النبوة واجب بل جعلوه أهم الواجبات حيث اشتغلوا به عن دفن رسول الله صواعق محرقة ابن حجر مکی مقدمہ ثانیہ جلد ۱ ص ۲۵۔ جان لو کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے اس بات پر اجماع کیا کہ زمانہ نبوت کے ختم ہونے پر امام کا مقرر کرنا واجب ہے بلکہ اس کو ان لوگوں نے سب سے زیادہ اہم اور واجب سمجھا اس حد تک کہ اس میں مشغول ہونے کی وجہ سے ان لوگوں دفن رسول کو بھی چھوڑ دیا۔

ملا علی قاری اپنی تصنیف شرح فقہ اکبر ص ۱۷۵: ما اخرجہ مسلم من حدیث ابن عمر بلفظ من مات بغير امام مات ميتة جاهلية ولان صحابة جعلوا اهم المهمات نصب الامام حتى قدموه على دفنه عليه الصلوة والسلام ملا علی قاری اپنی تصنیف شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۷۵ تحریر کرتے ہیں کہ امام مسلم کے حوالے سے کہ عبد اللہ ابن عمر کی یہ حدیث جہ جو کوئی مر جائے بغیر امام کے وہ جہالت کی موت مرا اس لئے اصحاب نے امام کے انتخاب کو مقدم کیا دفن رسول ﷺ پر۔

ج۔ عن عائشة قالت دخلت ابى بكر فقال فى كم كفنتم النبى قالت فى ثلاثة اثوب بيض صحولية ليس فيهما قميص و عمامة۔ قال لها اى يوم توفى رسول

شجاعت حضرت عمر فاروق

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے ☆☆ یہ بازو بڑے آزمائے ہوئے ہیں
 ۱۶۸۳۸۔ جبار فی الجاهلیة و خواری فی الاسلام۔ ابو بکر نے یہ عمر سے
 کہا کہ تو جہالت کے زمانے میں بڑا سرکش تھا اور اسلام لانے کے بعد ناتواں اور کمزور
 ہو گیا۔ کنز العمال ج ۶ ص ۵۲۷، ج ۱۲ ص ۴۹۴
 حدثنا یحییٰ بن سلیمان قال: حدثنی ابن وھاب قال حدثنی عمر بن
 محمد قال: فأخبرنی جدی زید بن عبد اللہ بن عمر عن ابیہ قال: بینما هو فی
 الدار خائفًا۔ الخ کتاب المناقب باب اسلام عمر ابن خطاب
 زید بن عبد اللہ ابن عمر ابن خطاب نے اپنے والد عبد اللہ ابن عمر بن خطاب سے
 روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا اسلام قبول کرنے کے بعد عمر ابن خطاب ڈرے
 ہوئے گھر میں بیٹھے رہتے تھے جب عاص بن وائل نے دیکھا کہ یہ خوف زدہ ہیں تو پوچھا کہ
 تیرا یہ حال کیوں ہے تو کہا لوگ کہتے ہیں کہ اگر میں مسلمان ہوا تو مجھ کو مار ڈالیں گے۔ جب

لوگ عمر کے گھر آئے تو عاص نے لوگوں سے پوچھا کیوں آئے ہو تو لوگوں نے جواب دیا
 ”خطاب کے بیٹے کی خبر لینے آئے ہیں۔“ اس پر عاص نے کہا تم عمر کو مت متاؤ۔ یہ سنتے ہی
 لوگ چلے گئے۔

تیمیر البار ی، ج ۵، باب اسلام عمر بن خطاب، ح ۲۰۴، ص ۱۶۰۔
 عن عروة فی نزول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحدیثیة قال: وفزعت قریش
 لنزوله علیہم وأحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أن یبعث إلیہم رجلاً من
 أصحابہ فدعا عمر بن الخطاب لیبعثہ إلیہم فقال: یا رسول اللہ إني لألعنہم
 ولیس أحد بمکة من بنی کعب یغضب لی إن أوذیت فأرسل عثمان
 ۳۰۰۲۵۔ حدیثیہ کے وقت آنحضرتؐ نے عمر ابن خطاب سے کہا کہ جا کر شرفاء
 قریش کو مطلع کرو کہ ہم لڑنے نہیں آئے ہیں، بلکہ زیارت کعبہ کے لئے آئے ہیں تو عمر ابن
 خطاب نے کہا کہ وہ لوگ مجھے قتل کر دیں گے یا ایذا دیں گے آپ عثمان بن عفان کو بھیجئے
 کہ بنی امیہ کے لوگ وہاں ہیں ان کی حفاظت کریں گے۔ کنز العمال ج ۱۰ ص ۴۸۱
 ۴۲۹۱۔ کان یوم أحد هزمتنا ففررت حتى صعدت الجبل عمر ابن
 خطاب کہا کہ جب ہم کو احد کے دن ہزیمت اٹھانی پڑی تو ہم سب بھاگ گئے یہاں تک
 کہ میں پہاڑ پر چڑھ گیا۔ وہاں میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ اس طرح اچھل کود رہا ہوں
 جیسے بکری کودتی ہے۔ تفسیر درمنثور سیوطی ج ۲ ص ۸۸؛ جامع البیان طبری ج ۴ ص ۱۹۳؛
 کنز العمال ج ۲ ص ۷۶۔ ۳۔

بعث عمر و بعث الناس الى مدنيتهم او قصرهم فقاتلوهم فلم يلبثوا
ان هزموا عمر واصحابه فجاؤا يجنونه ويجنهم۔ مستدرک الصحيحين
ج ۳ ص ۳۷؛ مجمع الزوائد ج ۶ ص ۱۵۱؛ كنز العمال ج ۱۰ ص ۴۶۲
سلسله ۳۰۱۱۹؛ ابن عساکر ج ۴۲ ص ۹۳؛ طبری (عربی) ج ۲ ص ۳۰۰
(اردو) جلد اول ص ۳۵۹۔ رسول اللہ ﷺ غیبر کو روانہ ہوئے۔ جب وہاں پہنچے تو
حضرت عمر کو بھیجا اور ان کے ساتھ لوگوں کو روانہ کیا ان یہودیوں کے شہر یا قصر کی طرف تو زیادہ
دیر نہ گزری تھی کہ حضرت عمر اور ان کے اصحاب شکست کھا کر پپا ہو کر واپس آئے ان کے
ساتھی ان پر زدلی کا الزام لگا رہے تھے اور حضرت عمر ان ساتھیوں پر زدلی کا الزام لگا رہے
تھے۔ اس کو حاکم نے روایت کیا ہے اور لکھا ہے کہ حضرت مرقیٰ نے ایک مبلغ کلام فرمایا ہے۔
چونکہ یہاں مقصد جنگ میں (اپنے نقصان کی پرواہ کئے بغیر) گھس جانا تھا تو اس کے ترک
کو لفظ جبن (نامردی) سے تعبیر کیا۔ از لہ الخفاء شاہ ولی اللہ محدث جلد ۳ ص ۱۷۸
جنگ حنین میں آنحضرتؐ کو چھوڑ کر سب بھاگ گئے۔ صحیح بخاری
ج ۲، ب ۵۲۴، ح ۱۴۴۵؛ ان بھاگنے والوں میں عمر ابن خطاب تھے (معہم بعمر
بن خطاب۔ صحیح بخاری ج ۲، ب ۵۲۴، ح ۱۴۴۸، تیسیر الباری شرح صحیح البخاری
جلد ۵ ص ۴۸۱۔
۳۵۸۸۸۔ فوطئہ وطأ شدیداً و هو غضبان الیہ أخته تحجزہ عن زوجها
ففخها عمر بیدہ فشحها۔ فلم رأت الدم

جب حضرت عمر کو یہ معلوم ہوا کہ ان کی بہنوئی اور بہن دونوں مسلمان ہو چکے
ہیں یہ ان کے گھر گئے اور اپنے بہنوئی کو خوب بیٹا اور بہن کو اتنا مارا کہ چہرہ زخمی ہو گیا
اور خون بہنے لگا۔ جب عمر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت
عمر کی قمیض اور چادر پکڑ کر جھٹکا دیا اور فرمایا: اے عمر! تو باز نہ آئے گا جب تک تجھ پر بھی
وحی نازل ہو جیسا ولید بن مغیرہ پر نازل ہوا: مثل ما انزل بالولید بن المغیرة یعنی
الخزی والنکال۔

طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۲۶۹ باب اسلام عمر (عربی) اردو ص ۳ ص ۵۶
: تاریخ الخلفاء اردو ص ۱۱۴؛ کنز العمال ج ۱۲ ص ۶۰۹

۳۵۷۴۱۔ عن جابر بن عبد اللہ: قال لی عمر: کان أول إسلامی أن ضرب
أختی المنخاض فأخرجت من البيت۔ الخ حضرت جابر سے روایت ہے کہ: حضرت
عمر نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے اسلام لانے کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ میں اپنی بہن کو
مار کر گھر سے باہر نکال دیا تھا۔ اس کا ذکر اور کتابوں میں ہے جیسے ابن عساکر تاریخ ج ۴ ص
۲۹؛ تاریخ اسلام الذہبی ج ۱ ص ۱۷۳؛ السیرة الحلبيہ ج ۲ ص ۱۸

۴۲۹۱۱۔ عن سعید بن المسيب قال: لما مات أبو بكر بكى عليه
فقال عمر: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إن الميت يعذب ببكاء
الحي، فأبو إلا أن يبكو، فقال عمر لهشام بن الوليد: قم فأخرج النساء فقاتل
عائشة: أخرجك، فقال عمر: ادخل فقد أذنت لك! فدخل، فقالت عائشة:
أمنحرجي أنت يا بني! فقال: أما لك، فقد أذنت لك، فجعل يخرجهن امرأة

امراة وهو يضربهن بالدرّة حتى خرجت أم فروة و فرقة بينهن۔

۳۲۹۱۱۔ سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ جب ابو بکر کا انتقال ہوا تو ان پر رویا گیا مغرب اور عشاء کے درمیان ہم لوگ صبح کر دی اسی حالت میں (یعنی صبح تک روتے رہے)۔ عمر ابن خطاب نے ہشام بن ولید کو حکم دیا کہ ان عورتوں کو باہر نکالو۔ حضرت عائشہ نے کہا میں تمہیں باہر نکال دوں گی، حضرت عمر نے ہشام سے کہا اندر جاؤ میں نے تمہیں اجازت دی ہے چنانچہ پھر وہ ایک ایک عورتوں کو باہر نکالنے لگے اور درے سے مارنے لگے ان میں ابو بکر بہن ام فروہ بھی تھیں۔

۴۲۹۰۶۔ عن نصر بن ابی عاصم أن عمر سمع نواحة بالمدينة ليلا

فأتاها فدخل عليها، ففرق النساء، فأدرك النائحة فجعل يضربها بالدرّة، فوقع خمارها فقالوا: شعرها يا أمير المؤمنين! فقال: أجل، فلا حرمة لها.

۴۲۹۰۶۔ نصر بن ابی عاصم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رات کے وقت مدینہ میں نوے کی آواز سنی تو آپ اس کے گھر میں گئے اور عورتوں کو منتشر کیا اور نوہ کرنے والیوں کو درے سے مارنے لگے اس میں کسی عورت کا حجاب گر گیا تو لوگوں نے کہا: یا امیر المؤمنین اس کے بال نظر آرہے ہیں۔ حضرت عمر نے جواب دیا: ہاں مجھے بھی نظر آرہے ہیں جو شریعت کے خلاف ورزی کرے اس کی عورت و حرمت نہیں۔

کیا خلیفہ دوم عمر بن خطاب زمانہ جاہلیت میں اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کیا کرتے تھے؟

زمانہ جاہلیت میں لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے کی تاریخ، انسان کو آج بھی پریشان کر دیتی ہے۔ جاہل عرب بے عورتی اور مظلومی کے ڈر سے کہ شاید لڑکی کبھی جنگ میں دشمنوں کے ہاتھ لگ جائے، لڑکیوں کو کھنسی میں زندہ درگور کر دیتے تھے اور ان افراد میں سے جو لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے خلیفہ دوم عمر بن خطاب بھی تھے طبرانی نے معجم کبیر جلد ۱۸ ص ۳۳۷ سلسلہ ۸۶۳ میں صحیح کے ساتھ نقل کیا ہے کہ عمر بن خطاب نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کے سامنے یہ اعتراف کیا ہے کہ وہ اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کیا کرتے تھے:

863 حدثنا عبدان بن أحمد ثنا الحسين بن مهدي الأبلبي ثنا عبد

الرزاق أنا إسرائيل ثنا سيماء بن حبيب قال سمعت النعمان بن بشير يقول سمعت عمر بن الخطاب يقول وسئل عن قوله وإذا المؤمنة سئلت قال جاء قيس بن عاصم إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إني وأذت ثمانى بنات لي في الجاهلية قال اعتق عن كل واحدة منها رقبة قلت إني صاحب إبلي قال اهد إن شئت عن كل واحدة منهن بدنة.

نعمان بن بشير کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن خطاب سے سورہ التکویر آیت ۸: وإذا المؤمنة سئلت کی تفسیر سنی کہ وہ کہتے ہیں کہ: قیس بن عاصم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سے سوال کیا کہ: میں نے زمانہ جاہلیت میں 8 بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیا تھا اب کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا: ہر ایک لڑکی کے بدلے ایک غلام

آزاد کرو۔ میں (عمر ابن خطاب) نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ سے سوال کیا کہ: میں چوبان ہوں اور اونٹ میرے پاس ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہر ایک لڑکی کے بدلے ایک اونٹ ہدیہ دو

الطبرانی، ابوالقاسم سلیمان بن أحمد بن ایوب (متوفی 360ھ)، المعجم الكبير، ج 18 ص 337، تحقیق: حمدی بن عبدالمجید السلفی، ناشر: مکتبۃ الزہراء۔ الموصول، الطبع: الثانية، 1404، 1983 م۔
بیٹھی اس سند روایت کی بارے میں کہتے ہیں:

رواہ البزار والطبرانی ورجال البزار رجال الصحيح غير حسين بن مهدي الأيلي وهو ثقة

اس روایت کو بزار اور طبرانی نے نقل کیا ہے اور اسکے تمام راوی صحیح روایت کے راوی ہیں سوائے حسین بن مہدی کہ وہ ثقہ ہے۔

الہیثمی، ابوالحسن نور الدین علی بن ابی بکر (متوفی 807ھ)، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ج 7 ص 134، ناشر: دار الریان للتراث / دار الكتاب العربی۔ القاہرہ، بیروت 1407 ھ۔

نوی شافعی نے کتاب المجموع میں لکھا ہے:

وَرُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي وَأَذْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ: أَعْتَقَ عَنْ كُلِّ مَوْؤُودٍ رَقَبَةٌ. وَالْمَوْؤُودَةُ الْبَنْتُ الْمَقْتُولَةُ عِنْدَمَا تَوَلَّدَ، كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَفْعَلُونَ ذَلِكَ مَخَافَةَ الْعَارِ وَالْفَقْرِ.

عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ: وہ کہتے ہیں: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ میں نے زمانہ جاہلیت میں، اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیا تھا {اب کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا: ہر زندہ دفن کی جانے والی بیٹی کے بدلے ایک غلام آزاد کرو۔

”موؤدۃ“ سے مراد وہ لڑکی ہے جسے ولادت کے وقت قتل کر دیا جاتا تھا۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ بے عزتی اور فقر کے خدشہ کی وجہ سے یہ کام کرتے تھے۔

النووي الشافعي، محيي الدين أبو زكريا يحيى بن شرف بن مر بن جمعة بن حزام (متوفی 676ھ)، المجموع، ج 19، ص 187، ناشر: دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، التكملة الثانية.

ماوردی بصری شافعی نے بھی کتاب الحاوی الكبير جلد ۱۳ ص ۱۳۸ باب خفارة میں لکھا ہے:

وَرُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي وَأَذْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ. فَقَالَ: أَعْتَقَ عَنْ كُلِّ مَوْؤُودٍ رَقَبَةٌ. وَذَلِكَ أَنَّ الْعَرَبَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَتْ تَحْفَرُ تَحْتَ الْحَامِلِ إِذَا صَرَبَهَا الطَّلُقُ خَفِيرَةً يَسْقُطُ فِيهَا وَلَدُهَا إِذَا وَضَعَتْهُ، فَإِنْ كَانَ ذَكَرًا أَخْرَجُوهُ مِنْهَا، وَإِنْ كَانَ أُنْثَى تَرَكْتُ فِي حَفْرِ تَهَا، وَطَمَّ التُّرَابَ عَلَيْهَا حَتَّى تَمُوتَ، وَهَذَا قَتْلُ عَمْدٍ، وَقَدْ أَوْجِبَتْ فِيهِ الْكَفَّارَةُ.

عمر بن خطاب سے نقل ہوا ہے کہ: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ میں نے زمانہ جاہلیت میں، اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیا تھا۔ اب کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا: ہر لڑکی کے عوض ایک غلام آزاد کرو اس کی وجہ یہ تھی کہ جاہلیت میں عرب،

حاملہ عورت کے بچے گڑھا بناتے تھے جب عورت وضع حمل کرتی تھی وہ مولود اس میں جا گرتا تھا اگر گڑھا ہوتا تھا تو اسے باہر نکال لیتے تھے اور اگر لڑکی ہوتی تو اسے اسی میں دفن کر دیتے تھے تاکہ مر جائے یہ کام قتل عمد شمار ہوتا ہے اور دوسرے احکام کے ساتھ ساتھ کفارے کا باعث بنتا ہے۔

الماوردي البصري الشافعي، أبو الحسن علي بن محمد بن حبيب (متوفى 450هـ)، الحاوي الكبير في فقه مذهب الإمام الشافعي وهو شرح مختصر المزني، ج 13 ص 67، تحقيق الشيخ علي محمد معوض - الشيخ عادل أحمد عبد الموجود، ناشر: دار الكتب العالمية - بيروت - لبنان، الطباعة: الأولى، 1419هـ - 1999م.

محمد امين شقيقى متوفى 1393 هـ نے اضواء البيان میں اور تیسری جلد میں متوفى 1225 هـ نے الفواکه العذاب میں لکھا ہے:

وقد جائى عن عمر رضي الله عنه قوله: أمران في الجاهلية. أحدهما: يبيكني والآخر يضحكني. أما الذي يبيكني: فقد ذهب بابنة لي لو أدها، فكنت أحفر لها الحفرة وتنفض التراب عن ليختيني وهي لا تدري ماذا أريد لها، فإذا تدكرت ذلك بكيت. والأخرى: كنت أصنع إلهًا من التمر أصغعه عند رأسي يحز سني ليلاً، فإذا أضبحت مغافى أكلته، فإذا تدكرت ذلك ضحكك من نفسي.

عمر بن خطاب سے نقل ہوا ہے کہ زمانہ جاہلیت کی دو یادیں ایسی ہیں کہ ایک

مجھے رلاتی ہے اور دوسری ہنساتی ہے وہ یاد جو رلاتی ہے وہ یہ ہے کہ میں اپنی بیٹی کو زندہ درگور کر رہا تھا اور وہ میری داڑھی پر مٹی جو لگ گئی تھی اپنے ہاتھ سے صاف کر رہی تھی لیکن اسے معلوم نہیں تھا کہ میں اسکے ساتھ کیا کرنے والا ہوں جب بھی اسے یاد کرتا ہوں رو پڑتا ہوں اور دوسری یاد جسے میں یاد کر کے ہنستا ہوں وہ یہ ہے میں خدا کے بت کو کھجور سے بناتا تھا اور رات میں اپنے سر ہانے رکھ لیا کرتا تھا جب صبح بھوکا اٹھتا تھا تو اسے کھا لیتا تھا جب بھی اس بات کو یاد کرتا ہوں تو ہنسے بغیر نہیں رہ پاتا ہوں۔

كتاب عبقرية عمر بن خطاب تالیف عباس محمود العقاد ص ۲۲۲؛
الحکمی الشنقيطی، محمد الأمين بن محمد بن المختار (متوفى 1393هـ).
أضواء البيان في إيضاح القرآن بالقرآن، ج 8 ص 439، تحقيق: مكتب
البحوث والدراسات، ناشر: دار الفكر للطباعة والنشر. - بيروت. - 1415هـ
- 1995م. التميمي الحنبلي، حمد بن ناصر بن عثمان آل معمر (متوفى
1225هـ)، الفواکه العذاب في الرد علي من لم يحكم السنة والكتاب، ج 9 ص
80، طبق بر نامه الجامع الكبير.

عمر اپنی بیوی کی پٹائی کرتے ہیں:

عمر کی ایک بری صفت یہ بھی تھی کہ ہمیشہ اپنی بیوی کی پٹائی کیا کرتے تھے۔ ابن
ماجن نے سنن میں جو کہ صحاح ستہ میں شمار ہوتی ہے لکھا ہے:
اشعث بن قیس سے نقل ہے وہ کہتا ہے:

ضيفت غمرَ ليلةً فلما كان في جوف الليل قام إلى امرأته يضر بها

فَحَجَزَتْ بَيْنَهُمَا.

ایک رات میں عمر کا مہمان تھا جب آدھی رات ہو گئی تو عمر نے اپنی بیوی کی پٹائی شروع کر دی تب میں نے جا کر بیچ بچاؤ کروایا اور دونوں کو الگ کر دیا۔ جب عمر میرے پاس آئے تو کہا: فلما روى إلى فزأشبه قال لي يا أشعث اأخفظ عني شيئا سمعته عن رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يسأل الرجل فيم يضرب امرأته۔

اے اشعث! ایک قول رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے اسے یاد رکھو! وہ یہ ہے کہ مرد سے اپنی بیوی کو مارنے کے بارے میں کوئی سوال وجواب نہیں کیا جائے گا۔

القرويني، محمد بن يزيد ابو عبد الله (متوفى 275هـ)، سنن ابن ماجه، ج 1، ص 639 ح 1986، باب ضَرْبِ النِّسَاءِ، تحقيق محمد فواد عبد الباقي، ناشر: دار الفكر - بيروت، المقدسي الحنبلي، ابو عبد الله محمد بن عبد الواحد بن احمد (متوفى 643هـ)، الا حادith المختارة، ج 1، ص 189، تحقيق عبد الملك بن عبد الله بن دهب، ناشر: مكتبة النهضة الحديثة - مكة المكرمة، الطباعة: الاولى، 1410هـ؛ المزني، يوسف بن الزكي عبد الرحمن ابو الحجاج (متوفى 742هـ)، تهذيب الكمال، ج 18 ص 31، تحقيق د. بشار عواد معروف، ناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: الاولى، 1400هـ 1980م؛

القرشي الدمشقي، اسماعيل بن عمر بن كثير، الفداء (متوفى 774هـ)، تفسير القرآن العظيم، ج 1 ص 493، ناشر: دار الفكر -

بيروت 1401هـ.

اسی روایت سے مشابہ منذ احمد بن حنبل میں روایت ہے: الشيباني، احمد بن حنبل ابو عبد الله (متوفى 241هـ)، مسند الإمام احمد بن حنبل، ج 1 ص 20، ناشر: مؤسسة قرطبة مصر۔ ان تمام روایات سے ثابت ہوتا ہے حضرت عمر فاروق کا جناب محسن کو شہید کرنا، ناممکن بات نہیں ہے۔

کیا معاویہ کاتب و وحی تھا؟

جو چیز ہمیں روایات اور تاریخی کتب سے ملتی ہے اور ثابت شدہ ہے، وہ یہ ہے امیر المومنین علی علیہ السلام، ابی بن کعب، زید بن ثابت کاتب وحی تھے لیکن معاویہ بن ابوسفیان کا بھی کاتب وحی ہونا ثابت نہیں ہے اور اہل سنت کے بزرگ علماء نے اس بات کو بنوامیہ کا شاخسانہ قرار دیا ہے۔

اہل سنت کے کتابوں میں اہم ترین روایت جو معاویہ کو کاتب وحی ہونا بتاتی ہے وہ صحیح مسلم نیشاپوری کی روایت ہے۔

روایت یہ ہے:

حدثني عَبَّاسُ بن عبد العَظِيمِ العَنَبَرِيُّ وَاحْمَدُ بن جَعْفَرِ المَعْقِرِيُّ قَالَا
 حَدَّثَنَا النَّضْرُ وَهُوَ بن مُحَمَّدِ اليمَامِيِّ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ حَدَّثَنَا ابو زَمَيْلٍ حَدَّثَنَا بن
 عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ المُسْلِمُونَ لَا يَنْظُرُونَ إِلَى ابِي سَفْيَانَ وَلَا يَقَاعِدُونَ فَقَالَ لِلنَّبِيِّ
 صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا نَبِيَّ اللهُ ثَلَاثَ اَعْطَيْتَهُنَّ قَالَ نَعَمْ قَالَ عِنْدِي احْسَنُ العَرَبِ
 وَاجْمَلُهُ اُمُّ حَبِيْبَةَ بِنْتُ ابِي سَفْيَانَ اَزْوَجُهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَمَعَاوِيَةُ تَجْعَلُهُ كَاتِبًا
 بَيْنَ يَدَيْكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَثَوَمِيْرُ بنِي حَتَّى اَقَاتِلَ الكُفَّارَ كَمَا كُنْتَ اَقَاتِلُ

المُسْلِمِيْنَ قَالَ نَعَمْ قَالَ ابو زَمَيْلٍ وَ لَوْلَا اِنَّهُ طَلَبَ ذَلِكَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ مَا اَعْطَاهُ ذَلِكَ لِاِنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُسْأَلُ شَيْئًا اِلَّا قَالَ نَعَمْ.

ابن عباس ؓ کہتے ہیں: مسلمین ابوسفیان کا احترام نہیں کرتے تھے اور اس کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے اجتناب کرتے تھے تو ابوسفیان نے بنی اکرم ﷺ سے عرض کی کہ: میں آپ سے تین چیزوں کا طلبگار ہوں اور خواہش ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہو ابوسفیان نے کہا: میرے پاس میری بیٹی ام حبیبہ عرب کی خوبصورت اور جمیل ترین عورت ہے میں اس کی شادی آپ سے کرتا ہوں

آپ نے فرمایا قبول ہے۔ کہا اور معاویہ کو اپنے لئے کاتب قرار دیں۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے مجھے امیر قرار دیں تاکہ کفار سے جنگ کروں جس طرح مسلمانوں سے جنگ کیا کرتا تھا آپ نے فرمایا منظور ہے ابو زمیل کہتا ہے اگر ابوسفیان بنی صلی اللہ علیہ والہ سے طلب نہیں کرتا تو اسے عطا نہ کرتے اس لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ سوال کو رد نہیں کرتے ہیں۔

النيسابوري، مسلم بن الحجاج ابو الحسين القشيري (متوفى
 261 هـ)، صحيح مسلم، ج 4 ص 1945، ح 2501، كتاب فضائل
 الصحابة، 40 باب من فضائل ابى سفيان بن حرب، تحقيق: محمد فواد
 عبد الباقي، ناشر: دار احياء التراث العربى- بيروت، نوى (متوفى 676 هـ)
 اس روایت کی شرح میں لکھتے ہیں:

واعلم ان هذا الحديث من الاحاديث المشهورة بالاشكال ووجه

الاشكال ان ابا سفیان إنما اسلم يوم فتح مكة سنة ثمان من الهجرة وهذا مشهور لا خلاف فيه وكان النبي صلى الله عليه وسلم قد تزوج ام حبيبة قبل ذلك بزمان طويل. قال ابو عبيدة وخليفة بن خياط وابن البرقي والجمهور: تزوجها سنة ست وقيل سنة سبع. ...

قال القاضي: والذي في مسلم هنا انه تزوجها ابو سفیان غريب جداً وخبرها مع ابي سفیان حين ورد المدينة في حال كفره مشهور ولم يزد القاضي على هذا وقال ابن حزم هذا الحديث وهم من بعض الرواة؛ لانه لا خلاف بين الناس ان النبي صلى الله عليه وسلم تزوج ام حبيبة قبل الفتح بدهر وهي بارض الحبشة وابوها كافر وفي رواية عن ابن حزم ايضاً انه قال: موضوع. قال: والافه فيه من عكرمة بن عمار الراوي عن ابي زميل. ...

یہ حدیث ان احادیث میں سے ہے جس پر اعتراض اور اشکال مشہور و معروف ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ یقیناً ابوسفیان فتح مکہ ۸ ہجری میں مسلمان ہوا ہے جبکہ رسول اکرم ﷺ نے ام حبیبہ سے فتح مکہ سے بہت پہلے شادی کر رکھی تھی۔

ابوعبیدہ، خلیفہ بن خياط، ابن برقي اور جمهور نے کہا ہے رسول اکرم ﷺ نے ام حبیبہ سے ۶ ہجری میں شادی کی تھی اور کہا گیا ہے سات ہجری میں۔ قاضی نے کہا ہے کہ: مسلم کی یہ روایت انتہائی عجیب و غریب ہے اور ابوسفیان کا مدینہ میں کفر کی حالت میں آنا مشہور ہے۔

ابن حزم نے کہا ہے: یہ حدیث بعض راویوں کا وہم ہے اس لئے اس میں اختلاف نہیں

ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ام حبیبہ سے عام الفتح سے قبل شادی کی تھی اور ام حبیبہ حبشہ کے مہاجرین میں سے تھیں جبکہ آپ کا باپ کافر تھا اور ابن حزم سے دوسری روایت ہوئی ہے کہ یہ حدیث بناوٹی اور جعلی ہے اور اسکی مشکل اس لئے ہے کہ اس حدیث کا راوی عکرمہ بن عمار ہے جس نے ابوزمیل سے روایت کی ہے۔

النووي، ابوزكريا يحيى بن شرف بن مري، شرح النووي على صحيح مسلم، ج 16، ص 63، ناشر: دار احياء التراث العربي - بيروت، الطبعة الثانية، 1392 هـ.

شمس الدين ذہبی (متوفی 748ھ) نے میزان الاعتدال میں لکھا ہے:

وفي صحيح مسلم قد ساق له اصلا منكرا عن سماك الحنفي عن ابن عباس في الثلاثة التي طلبها ابو سفیان وثلاثة احاديث اخر بالاسناد.

اس حدیث اور دوسری تین احادیث صحیح مسلم میں منکرات نقل ہوئی ہیں۔ ...

الذهبي، شمس الدين محمد بن احمد بن عثمان ابو عبد الله، ميزان الاعتدال في نقد الرجال، ج 5، ص 116، تحقيق: الشيخ علي محمد معوض والشيخ عادل احمد عبد الموجود، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة

و ابن ملقن ثافعي (متوفی ۸۰۴ھ) نے بھی اس روایت پر تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے:

هذا من الاحاديث المشهورة بالاشكال المعروفة بالاعضال، ووجه الاشكال: ان ابا سفیان إنما اسلم يوم الفتح، والفتح سنة ثمان، والنبي كان

قد تزوجها قبل ذلك بزمن طويل. قَالَ خليفة بن خياط : والمشهور على انه تزوجها سنة ست ، ودخل بها سنة سبع. وقيل : تزوجها سنة سبع ، وقيل : سنة خمس .

یہ حدیث ان احادیث میں سے ہے جو اشکال اور اعتراض میں مشہور ہیں اور کراہیت میں معروف ہیں اعتراض یہ ہے کہ ابوسفیان یوم فتح کو مسلمان ہوا ہے اور وہ ۸ ہجری ہے جبکہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ام حبیبہ سے ایک زمانہ قبل شادی کر لی تھی خلیفہ بن خياط نے کہا ہے مشہور ہے شادی ۵ ہجری میں ہوئی اور زفاف ۶ ہجری میں کیا بعض نے سات اور بعض نے پانچ ہجری کہا ہے

الانصاري الشافعي، سراج الدين ابي حفص عمر بن علي بن احمد المعروف بابن الملقن، البدر المنير في تخريج الاحاديث والاثار الواقعة في الشرح الكبير، ج 6، ص 731، تحقيق : مصطفى ابو الغيط و عبد الله بن سليمان وياسر بن كمال، ناشر : دار الهجرة للنشر والتوزيع-

الرياض-السعودية ، الطبعة : الاولى، 1425 هـ-2004 م . ابن قيم الجوزية (متوفى 751 هـ) ابن تيمية کے خاص شاگرد نے اس روایت پر تفصیلی اعتراض کیا ہے بعض کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

وقد اشكل هذا الحديث على الناس فإن ام حبيبة تزوجها رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل اسلام ابي سفيان كما تقدم. تزوجها اياه النجاشي، ثم قدمت على رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل ان يسلم ابوها فكيف يقول بعد الفتح

ازوجك ام حبيبة. فقالت طائف : هذا الحديث كذب لا اصل له. قال ابن حزم: كذبه عكرمة بن عمار وحمل عليه.

واستعظم ذلك اخرون وقالوا : انى يكون في صحيح مسلم حديث موضوع وإنما وجه الحديث انه طلب من النبي (ص) ان يجدد له العقد على ابنته ليبقى له وجه بين المسلمين وهذا ضعيف؛ فإن في الحديث ان النبي (ص) وعده وهو الصادق الوعد ولم ينقل احد قط انه جدد العقد على ام حبيبة. ومثل هذا لو كان، لنقل ولو نقل واحد عن واحد فحيث لم ينقله احد قط، علم انه لم يقع ولم يزد القاضي عياض على استشكله فقال: والذي وقع في مسلم من هذا غريب جداً عند اهل الخبر وخبر همام ابي سفيان عند وروده إلى المدينة بسبب تجديد الصلح ودخوله عليها مشهور.

وقالت طائفة لم يتفق اهل النقل على ان النبي (ص) تزوج ام حبيبة رضي الله تعالى عنها وهي بارض الحبشة بل قد ذكر بعضهم ان النبي (ص) تزوجها بالمدينة بعد قدمها من الحبشة حكاها ابو محمد المنذري وهذا من اضعف الاجوبة لوجوه:

احدها : ان هذا القول لا يعرف به اثر صحيح ولا حسن ولا حكاها احد ممن يعتمد على نقله.

الثاني: ان قصة تزويج ام حبيبة وهي بارض الحبشة قد جرت مجرى التواتر كترويضه (ص) خديجة بمكة وعائشة بمكة وبنائه بعائشة بالمدينة

وتزويجه حفصة بالمدينة وصفية عام خيبر وميمونة في عمرة القضية ومثل هذه الوقائع شهرتها عند اهل العلم موجبة لقطعهم بها فلو جاء سند ظاهره الصحة يخالفها عدّوه غلطاً ولم يلتفتوا إليه ولا يمكنهم مكابرة نفوسهم في ذلك.

الثالث: انه من المعلوم عند اهل العلم بسيرة النبي (ص) واحواله انه لم يتاخر نكاح ام حبيبة إلى بعد فتح مكة ولا يقع ذلك في وهم احد منهم اصلاً.

الرابع: ان اباسفيان لما قدم المدينة دخل على ابنته ام حبيبة فلما ذهب ليجلس على فراش رسول الله (ص) طوّته عنه، فقال: يا بنية ما ادري ا رغبت بي عن هذا الفراش؟ ام رغبت به عني؟ قالت: بل هو فراش رسول الله (ص).

قال: والله لقد اصابك يا بنية بعدي شر. وهذا مشهور عند اهل المغازي والسير.

الخامس: ان ام حبيبة كانت من مهاجرات الحبشة مع زوجها عبيد الله بن جحش ثم تنصّر زوجها وهلك بارض الحبشة ثم قدمت هي على رسول الله (ص) من الحبشة وكانت عنده ولم تكن عند ابائها، وهذا مما لا يشك فيه

احد من اهل النقل ومن المعلوم ان اباهما

لم يسلم إلا عام الفتح فكيف يقول: عندي اجمل العرب لزوجهك اياها؟ وهل كانت عنده بعد هجرتها وإسلامها قط؟ فإن كان، قال له هذا القول قبل إسلامه، فهو محال؛ فإنها لم تكن عنده ولم يكن له ولاية عليها اصلاً وإن كان قاله بعد إسلامه فمحال ايضاً؛ لان نكاحها لم يتاخر إلى بعد الفتح. ...

وقال ابو الفرج بن الجوزي: في هذا الحديث هو وهم من بعض الرواة لا شك فيه ولا ترد وقد اتهموا به عكرمة بن عمار راوي الحديث.

قال: وإنما قلنا إن هذا وهم؛ لان اهل التاريخ اجمعوا على ان ام حبيبة كانت تحت عبيد الله بن جحش وولدت له وهاجر بها وهما مسلمان إلى ارض الحبشة ثم تنصرت وثبتت ام حبيبة على دينها فبعث رسول الله (ص) إلى النجاشي يخطبها عليه فزوجه اياها واصدقها عن رسول الله (ص) اربعة الاف درهم وذلك في سنة سبع من الهجرة وجاء ابو سفيان في زمن الهدنة فدخل عليها فثنت بساط رسول الله (ص) حتى لا يجلس عليه ولا خلاف ان اباسفيان ومعاوية اسلما في فتح مكة سنة ثمان ولا يعرف ان رسول الله (ص) امر اباسفيان اخر كلامه...

وقالت طائفة منهم البيهقي والمنذري رحمهما الله تعالى يحتمل ان تكون مسالة ابي سفيان النبي (ص) ان يزوجه ام حبيبة وقعت في بعض خرجاته إلى المدينة وهو كافر حين سمع نعي زوج ام حبيبة بارض الحبشة والمسالة الثانية والثالثة وقعتا بعد إسلامه فجمعها الراوي.

وهذا ايضاً ضعيف جداً فان اباسفيان إنما قدم المدينة انما بعد الهجرة في زمن الهدنة قبيل الفتح وكانت ام حبيبة إذ ذاك من نساء النبي (ص) ولم يقدم ابوسفيان قبل ذلك إلا مع الاحزاب عام الخندق ولولا الهدنة والصلح الذي كان بينهم وبين النبي (ص) لم يقدم المدينة فمتى قدم وزوج النبي

(ص) ام حبیبہ فہذا غلط ظاہر۔

وایضا فإنه لا یصح ان یکون تزویجہ ایہا فی حال کفرہ إذ لا ولایۃ لہ علیہا
ولا تاخر ذلك إلی بعد إسلامہ لما تقدم فعلی التقديرین لا یصح قوله ا
زوجک ام حبیبہ

وایضا فإن ظاہر الحدیث يدل علی ان المسائل الثلاثة وقعت منه فی وقت
واحد وانه قال ثلاث اعطینہن الحدیث ومعلوم ان سوالہ تامیرہ واتخاذ
معاویۃ کاتباً إنما یتصور بعد إسلامہ فکیف یقال بل سال بعض ذلك فی حال
کفرہ وبعضہ وهو مسلم وسیاق الحدیث یردہ ...

وبالجملة فہذہ الوجوہ وامثالہا مما یعلم بطلانہا واستکراہہا وغثائہا ولا
تفید الناظر فیہا علما بل النظر فیہا والتعرض لابطالہا من منارات العلم واللہ
تعالی اعلم بالصواب

فالصواب ان الحدیث غیر محفوظ بل وقع فیہ تخلیط واللہ اعلم۔

یعنی

یہ حدیث عوام کے لئے مورد اعتراض واقع ہوئی ہے اس لئے کہ ام حبیبہ نے
ابوسفیان کے مسلمان ہونے سے پہلے رسول اکرم ﷺ سے شادی کی تھی اور یہ شادی حبشہ
میں نجاشی نے کروائی تھی لہذا کیسے ہو سکتا ہے کہ فتح مکہ کے بعد ابوسفیان پیغمبر اکرم صلی اللہ
علیہ والہ سے کہے کہ میں اپنی بیٹی کا نکاح آپ سے کرنا چاہتا ہوں ایک جماعت نے کہا کہ
یہ حدیث جھوٹی اور کذب ہے اور ابن حزم نے کہا اس حدیث کو عمرہ بن عمار نے رسول اکرم

پر جھوٹ باندھا ہے۔

لیکن بعض نے اس حدیث کا دفاع کیا ہے اور کہا ہے کہ صحیح مسلم میں جعلی اور
گھڑی ہوئی احادیث نہیں ہے لہذا اس کی توجیہ کی ہے اور کہا کہ : ابوسفیان نے رسول
اکرم صلی اللہ علیہ والہ سے درخواست کی وہ دوبارہ ام حبیبہ سے نکاح کریں تاکہ اس کی
عزت مسلمانوں میں پیدا ہو لیکن توجیہ صحیح نہیں ہے اس لئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ نے
اس کی درخواست کو قبول کیا ہے اور رسول صلی اللہ علیہ والہ وعدہ خلافتی نہیں کیا کرتے
ہیں جبکہ کسی نے نہیں کہا ہے کہ دوبارہ نکاح کیا گیا اور ایسی کوئی بات ہوتی تو ضرور نقل
ہوتی پس معلوم ہوتا ہے کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

بعض نے یہ کہا ہے کہ محدثین اور مورخین حبشہ میں ہونے والی ام حبیبہ کی شادی
کو قبول نہیں کرتے ہیں بلکہ مدینے میں ام حبیبہ کے لوٹنے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ
علیہ والہ ام حبیبہ سے شادی کرتے ہیں اس قول کو ابو محمد مننری نے نقل کیا ہے لیکن
یہ توجیہ ضعیف ترین قول ہے۔

ضعیف ہونے کے دلائل یہ ہے

اول : اس توجیہ اور جواب کو کہیں نہیں دیکھا گیا ہے اور نہ مورد اطمینان شخص نے نقل کیا ہے
دوم : ام حبیبہ کا نکاح حبشہ میں تو اتر سے نقل ہوا ہے جس طرح سے ام المؤمنین حضرت
خدیجہ سلام اللہ علیہا و عانتہ کا مکہ میں اور حفصہ، صفیہ، اور مسمونہ کا مدینہ میں ہونا متواتر ہے اور
اتنا مشہور ہے کہ جو یقین اور قطع تک پہنچ گیا ہے اور اگر کوئی اسکے خلاف مانگتا ہوتا بھی تو
اس کو غلط قرار دیا جائے گا اور اس کی طرف توجیہ بھی نہیں کی جائے گی

سوم : جو کوئی بھی سیرت اور تاریخ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ سے آشنا ہے وہ جانتا ہے کہ ام حبیبہ کی شادی فتح مکہ کے بعد نہیں ہوئی ہے اور کوئی ایسا گمان بھی نہیں کر سکتا ہے چہرام : ابوسفیان مدینے آتا ہے اور ام حبیبہ کے ہاں جا کر جب مندر رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ پر بیٹھنا چاہتا ہے تو ام حبیبہ مندر کو ہٹا دیتی ہیں ابوسفیان کہتا ہے کہ : بیٹی! کیا یہ مندر میرے لئے لائق نہیں ہے یا میں اسکا لائق نہیں ہوں؟ : ام حبیبہ کہتی ہیں یہ مندر رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ کی مندر ہے (اشارہ اس بات کی طرف ہے تم کافر اس کے لائق نہیں ہو) ابوسفیان نے کہا : تم میرے بعد شہر اور بد بختی میں چلی گئیں۔

پنجم : ام حبیبہ نے اپنے شوہر عبد اللہ بن حش کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی چونکہ انکا شوہر مرتد اور عیسائی ہو گیا تھا اور اسی جگہ مر گیا تھا ام حبیبہ حبشہ سے آنے کے بعد مدینے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ کے گھر جاتی ہیں اور اپنے باپ کے گھر میں نہیں تھی اس میں کسی کو بھی شک و شبہ نہیں ہے اور ساتھ میں ابوسفیان فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوا ہے پس ابوسفیان کیسے اس حدیث میں کہتا ہے کہ میری بیٹی سے نکاح کر لو جو عرب کی خوبصورت ترین اور جمیل ترین عورت ہے کیا ام حبیبہ حبشہ کے بعد اور اسکے مسلمان ہونے سے پہلے اپنے ابوسفیان کے گھر تھی؟ جو محال ہے اس لئے انکی شادی فتح مکہ سے پہلے ہوئی تھی اور ابوسفیان فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوا۔

ابن جوزی کہتا ہے کہ یہ روایت بلاشبہ اشتباہ ہے جو بعض راویان حدیث سے ہو اور وہ عکرمہ بن عمار ہے اس لئے مورخوں کا اجماع ہے کہ ام حبیبہ عبد اللہ بن حش کی بیوی تھی اور ان سے ایک اولاد بھی تھی اور حبشہ ہجرت کی لیکن عبد اللہ عیسائی

ہو گیا اور ام حبیبہ مسلمان رہیں رسول خدا ﷺ نے نجاشی کو پیغام بھیجا کہ ام حبیبہ کا نکاح مجھ سے کر دو اور ہزار درہم مہر رکھیں یہ واقعہ 7 ہجری میں پیش آیا لیکن ابوسفیان صلح کے زمانے میں مدینہ آیا اور اپنی بیٹی ام حبیبہ کے گھر گیا مندر رسول اکرم ﷺ کو ام حبیبہ نے ہٹا دیا یا تاکہ ابوسفیان نہ بیٹھے ابوسفیان اور معاویہ کا مسلمان ہونا بلا اختلاف ۸ ہجری فتح مکہ کے بعد ہے۔

ایک دیگر گروہ نے جیسے یہ تھی اور منبری کہتے ہیں کہ : احتمال پایا جاتا ہے ابوسفیان نے اپنے مدینے آنے کے بعد جب ام حبیبہ کا شوہر فوت ہو چکا تھا شادی کی پیشکش کی ہو اور دو پیشکش مسلمان ہونے کے بعد کی ہو اور راوی نے تینوں کو جمع کر دیا ہو۔ لیکن یہ احتمال بھی ضعیف ہے اور بے بنیاد ہے اس لئے کہ ابوسفیان ہجرت اور فتح مکہ سے پہلے صلح کے زمانے میں مدینے آیا تھا جب ام حبیبہ رسول اکرم ﷺ کے گھر میں تھیں اور اس سے پہلے جنگ احزاب کے علاوہ مدینے نہیں آیا تھا اس کے علاوہ ابوسفیان کافر تھا اور کافر مسلمان پر ولایت نہیں رکھتا ہے پس ابوسفیان کی خواہش کہ میں اپنی بیٹی کی آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں جھوٹ اور باطل ہے۔

ساتھ میں حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ یہ تینوں خواہش ایک ساتھ طلب کی گئی ہیں اور دوسری طرف یہ کہا جا رہا ہے کہ کتابت و جی معاویہ اور امیر ہونے کی خواہش مسلمان ہونے کے بعد کی گئی ہیں جبکہ بعض خواہش کفر کے زمانے میں کی تھی کیا یہ قابل جمع ہیں؟ نتیجہ : وہ تمام دلائل جو اس حدیث کے بارے میں کبھی گئیں ہیں سب باطل اور بے بنیاد ہیں اور علمی لحاظ سے اسکا کوئی فائدہ نہیں ہے اور یہ کہنا بالکل درست ہے کہ اس حدیث

میں بہت شہادتیں ہیں۔

الزرعي دمشقي، محمد بن ابي بكر ايوب (معروف به ابن قيم الجوزية)،
جلاء الافهام في فضل الصلاة على محمد خير الانام، ج 1، ص 243-249،
تحقيق: شعيب الارناؤوط - عبدالقادر الارناؤوط، ناشر: دار العربية
معاوية كاتب وحي ہونا اور علماء اہل سنت:-

معاویہ معمولی خطوط کا کاتب تھا:

بہت سے اہل سنت کے بزرگ علماء یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ معاویہ فقط معمولی خطوط
رسول اکرم ﷺ لکھتا تھا۔

ایک واقعہ کے سلسلہ میں خلفہ صحابی معاویہ کے دربار میں گئے۔ معاویہ نے اقرار کیا کہ
خلفہ کتابت کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کی اور وہ (یعنی معاویہ) خلفہ کی کتابت کرتے تھے
کان یکتب للنبي ﷺ وأکتب له انساب الاشراف ج ۱۳ ص ۶۶۔ وکان
معاویة یکتب للنبي ﷺ فيما بينه وبين العرب تطهير الجنان (عربی قلمی
ص ۸-۹) اردو تنویر الجنان ص ۲۵

اور مدائنی نے کہا کہ زید بن ثابت کاتب وحي تھے اور معاویہ ان تحریرات کو لکھتے
تھے جو آنحضرت ﷺ کے اور اہل عرب کے درمیان میں ہوتی تھیں۔

شمس الدین ذہبی (متوفی 748ھ) سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۱۲۳؛ دفع
شبه التشبيه لابن جوزی ص ۲۲۳۔ میں لکھتے ہیں:

ونقل المفضل الغلابي عن ابي الحسن الكوفي قال كان زيد بن ثابت كاتب
الوحي وكان معاوية كاتباً فيما بين النبي صلى الله عليه وسلم وبين العرب.
زيد بن ثابت كاتب وحي تھے اور معاویہ عرب لوگوں کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ کی طرف
سے خط لکھتا تھا۔

الذهبي، شمس الدين محمد بن احمد بن عثمان ابو عبد الله، سير اعلام
النبلاء، ج 3 ص 123، تحقيق: شعيب الارناؤوط، محمد نعيم
العرفقوسي، ناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: التاسعة،
1413ھ۔

ابن حجر عسقلاني (متوفی 852ھ) نے بھی الإصابة میں لکھا ہے کہ:

وقال المدائني كان زيد بن ثابت يكتب الوحي وكان معاوية يكتب للنبي صلى
الله عليه وسلم فيما بينه وبين العرب.

مدائنی کہتے ہیں: زید بن ثابت کاتب وحي تھے اور معاویہ رسول صلی اللہ علیہ والہ کی جانب
سے عرب کو خطوط لکھتا تھا۔

العسقلاني، احمد بن علي بن حجر ابو الفضل الشافعي، الإصابة في تمييز
الصحاب، ج 6، ص 153، تحقيق: علي محمد البجاوي، ناشر: دار
الجيل - بيروت، الطبعة: الاولى، 1992 - 1412
ابن ابی الحدید شافعی (متوفی 655ھ) لکھتے ہیں کہ:

واختلف في كتابته له كيف كانت، فالذي عليه المحققون من اهل السير قا

ن الوحي كان يكتبه علي عليه السلام وزيد بن ثابت، وزيد بن ارقم، وان حنظلة بن الربيع التيمي و معاوية بن ابي سفيان كانا يكتبان له إلى الملوك وإلى رؤساء القبائل، ويكتبان حوائجهم بين يديه، ويكتبان ما يجبي من اموال الصدقات وما يقسم في اربابها.

تاریخ اور سیرت پیامبر گرامی ﷺ کے محققین لکھتے ہیں کہ علی علیہ السلام اور زید بن ثابت اور زید بن ارقم وحی کو لکھا کرتا تھے جبکہ حنظلہ بن ربیع تیمی اور معاویہ وہ خطوط لکھا کرتے تھے جو دیگر ممالک اور قبائل کو لکھے جاتے تھے اور انکی حوائج کو لکھتے تھے اسی طرح بیت المال کا حساب کتاب۔

ابن ابي الحديد المعتزلي، ابو حامد عز الدين بن هبة الله، شرح نهج البلاغة، ج 1، ص 201-202، تحقيق: محمد عبد الكريم النمري، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت / لبنان، الطبعة: الاولى، 1418 هـ 1998 م. محمود اباوربة مصري (متوفى 1385 هـ) اهل سنت کے عالم ہیں، معاویہ کے کاتب وحی ہونے کے بارے میں لکھتے ہیں:-

ذلك انهم ارادوا ان يزلفوا إلى معاوية فجعلوه من (كتاب الوحي) وامنوا في هذا الازدلاف، فرووا انه كتب اية الكرسي بقلم من ذهب جاء به جبريل هدية لمعاوية له من فوق العرش، وقد فشا هذا الخبر بين كثير من الناس على حين انه في نفسه باطل، تاباه البداهة ويدفع من صدره العقل! إذ كيف يا من النبي صلى الله عليه واله لمثل معاوية على ان يكتب له ما ينزل في القرآن! وهو

وابوه وامه ممن اسلموا كرها . ولما يدخل الايمان في قلوبهم ! إن هذا مما لا يمكن ان يقبله العقل السليم ! واما من ناحية النقل فإنه لم يات فيه خبر صحيح يويده، ولقد كان على الذين (وضعوا) هذا الخبر ان يسندوه ببرهان يويده وذلك بان ياتوا ولو باية واحدة قد نزلت في القرآن وكتبها معاوية ! على اننا لا نستعبد ان يكون قد كتب للنبي صلى الله عليه واله في بعض الاغراض التي لا تتصل بالوحي، لان هذا من الممكن، اما ان يكتب شيئا من القرآن فهذا من المستحيل . قال المدائني كان زيد بن ثابت يكتب الوحي وكان معاوية يكتب للنبي صلى الله عليه واله فيما بينه وبين العرب .

ایک گروہ نے معاویہ کی چاپلوسی اور تقرب کے لئے اس کے لئے کاتب وحی کا لقب گھڑا ہے اور کہتے ہیں معاویہ نے آیت الکرسی کو اس سونے کے قلم سے لکھا ہے جسے جبرئیل آسمان سے معاویہ کے لئے ہدیہ کے طور پر لاتے تھے اور یہ بات لوگوں میں مشہور ہو گئی جب کہ یہ جھوٹ اور باطل ہے اور عقل اسے تسلیم نہیں کرتی ہے اس لئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسے اطمینان ہو کہ جو معاویہ لکھ رہا ہے وہ وحی ہے اسلئے وہ خود اور اسکا باپ اور اسکی ماں نہیں چاہتے ہوئے مجبوراً اسلام قبول کیا تھا اور ان کے دلوں میں ایمان داخل بھی نہیں ہوا تھا اسے عقل سلیم قبول نہیں کرتی ہے جہاں تک نقل کا تعلق ہے تو کوئی بھی خبر صحیح اس کی تائید نہیں کرتی ہے اور مدین کاتب وحی معاویہ پر لازم ہے کہ وہ مثال لائیں ایک آیت کی جسے معاویہ نے لکھا ہو وہ بتلائیں یا دیکھائیں۔ لیکن ممکن ہے غیر وحی کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے لکھا ہو لیکن قرآن لکھا ہو یہ محال ہے۔ مدائنی نے لکھا

ہے زید بن ثابت وحی لکھتے تھے اور معاویہ خطوط عرب کے لئے لکھتا تھا
 محمود ابوریہ، شیخ المضیرۃ ابو ہریرۃ، ص 205، ناشر: منشورات
 مؤسسة الاعلمی للمطبوعات، بیروت، الثالثة.
 کتابت وحی، گناہ سے معصوم نہیں بناتی ہے:
 کاتب وحی کا مرتد ہو جانا:

اگر ہم فرض بھی کر لیں کہ معاویہ کاتب وحی تھا پھر بھی اس کے لئے فضیلت ثابت
 نہیں ہوتی ہے اور یہ باعث نہیں بنتا ہے کہ وہ گناہ سے بری ہو جائے اس لئے کہ عبد اللہ
 بن ابی سرح شیعہ سنی کے بالاتفاق قول کے مطابق کاتب وحی تھا لیکن زمانہ رسول اکرم
 صلی اللہ علیہ والہ میں مرتد ہو گیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم دیا
 اگرچہ وہ کعبہ کے پردے کو تھامے ہوئے ہو۔

ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، نسائی نے المجتبیٰ میں، ذہبی نے تاریخ
 الاسلام میں، ابن کثیر دمشقی نے البدایہ والنہایہ میں اور دیگر علمائے اہل سنت نے نقل کیا
 ہے کہ:-

عن مصعب بن سعد عن ابيه قال : لَمَّا كَانَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ لَمَنْ رَسُوْلُ
 اللّٰهِ النَّاسِ اِلَّا اَرْبَعَةٌ نَفَرٍ وَاَضْرَاطَيْنِ وَقَالَ اَقْتُلُوْهُمْ وَاِنْ وَجَدْتُمْوَهُمْ مَّتَعَلِقِيْنَ
 بِاسْتَارِ الْكَعْبَةِ : عِكْرِمَةُ بَنِ اَبِي جَهْلٍ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بَنِ حَنْظَلٍ، وَمَقِيْسُ بَنِ صَبَابَةَ،
 وَعَبْدُ اللّٰهِ بَنِ سَعْدِ بْنِ اَبِي سَرْحٍ----

فتح مکہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ نے حکم صادر فرمایا کہ اہل مکہ کو چھوڑ دیا جائے سوائے

چار افراد کے اور دو عورتوں کے: اور انہیں قتل کر دو اگرچہ انہیں کعبہ کے غلاف سے لپیٹا
 ہوا پاؤں روہ عکرمہ بن ابی جہل، عبد اللہ بن حنظل، مقیس بن صبابہ اور عبد اللہ بن ابی سرح
 تھے۔

ابن ابی شیبہ الکوفی، ابو بکر عبد اللہ بن محمد، الكتاب المصنف في
 الاحاديث والاثار، ج ۱، ص ۱۷، تحقيق: كمال يوسف الحوت، ناشر:
 مكتبة الرشد-الرياض، الطبعة: الاولى، 1409.

النسائي، احمد بن شعيب ابو عبد الرحمن، المجتبي من السنن، ج 7، ص
 105، تحقيق: عبدالفتاح ابو غدة، ناشر: مكتب المطبوعات الإسلامية
 -حلب، الطبعة: الثانية، 1986 - 1406.

الذهبي، شمس الدين محمد بن احمد بن عثمان ابو عبد الله، تاريخ
 الإسلام ووفيات المشاهير والاعلام، ج 2، ص 552، تحقيق: د. عمر
 عبد السلام تدمري، ناشر: دار الكتاب العربي - لبنان/بيروت، الطبعة:
 الأولى، 1407 هـ - 1987 م. ابن كثير القرشي، إسماعيل بن عمر ابو
 الفداء، البداية والنهاية، ج 4، ص 298، ناشر: مكتبة المعارف بيروت
 سمرقندي (متوفى 367 هـ) تفسير آية 93 سورة انعام میں لکھتے ہیں

«وَمَنْ قَالَ سَلَنْزِلُ مِثْلَ مَا نَزَلَ اللّٰهُ» یعنی عبد اللہ بن ابی سرح کان کاتب الوحی
 فكان النبي صلى الله عليه وسلم إذا املى عليه «سميماً عليماً» يكتب عليماً
 حكيماً وإذا املى عليه «عليماً حكيماً» كتب هو سميماً بصيراً أو شك وقال

إن كان محمد صلى الله عليه وسلم يوحى إليه فقد أوحى إلي وإن كان ينزل إليه فقد انزل إلي مثل ما انزل إليه فلحق بالمشر كين وكفر

جس نے کہا کہ میں عنقریب جو خدا نازل کرتا ہے میں بھی نازل کرونگا یہ عبد اللہ بن ابی سرح نے کہا تھا جو کاتب وحی تھا جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ اسے کہتے تھے لکھو سمیعاً علیماً، وہ لکھتا تھا : سمیعاً حکیماً اور جب فرماتے تھے لکھو علیماً حکیماً، وہ لکھتا تھا : سمیعاً بصیر اسی دوران اپنے عمل کی توجیہ میں کہتا تھا اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر وحی نازل ہوتی ہے تو مجھ پر بھی وحی نازل ہوتی ہے اس کے بعد مشرکین سے جا ملا۔

السمرقندی، نصر بن محمد بن احمد ابو اللیث، تفسیر السمرقندی المسمی بحر العلوم، ج 1، ص 487، تحقیق : د. محمود مطر جی، ناشر : دار الفکر - بیروت.

کاتب وحی کی میت کو زمین نے قبول نہیں کیا۔

قابل توجہ بات یہ ہے ایک کاتب وحی مرتد ہو گیا اور عیسائیوں کے پاس جا کر پناہ گزین ہوا جب مرا تو زمین نے اس کی لاش قبول نہیں کی مسلم نیشابوری (متوفی 261ھ) لکھتے ہیں

حدثني محمد بن زافع حدثنا ابو النضر حدثنا سائيمان وهو بن المغيرة عن ثابت عن ائس بن مالك قال كان مئار رجل من بني النجار قد قرأ البقرة وآل عمران وكان يكذب لرسول الله صلى الله عليه وسلم فأنطلق هارباً حتى لحق باهل الكتاب قال فرغوه قالوا هذا قد كان يكذب لمحمد فلا عجبوا به فما لبث

إن قصم الله عنقه فيهم فحفروا له فوازوه فلا صحبت الأرض قد نبذته على وجهها ثم عادوا فحفروا له فوازوه فلا صحبت الأرض قد نبذته على وجهها فتزكوه منبوذاً.

انس بن مالک کہتے ہیں: بنو نجار کا ایک شخص جس نے سورہ بقرہ اور آل عمران کو پڑھا اور رسول صلی اللہ علیہ والہ کے لئے لکھا تھا بھاگ گیا اور اہل کتاب سے جا ملا اہل کتاب کا اس شخص کو پناہ دینا فائدہ مند تھا اسی لئے اس کا احترام کرتے اور اسے عورت دیتے تھے پھر عرصے میں ہی اس کا انتقال ہو جاتا ہے قبر بنائی گئی اور اسے دفن کرتے تو لاش فوراً باہر واپس آجاتی درحقیقت اسکی لاش کو زمین قبول نہیں کر رہی تھی تین مرتبہ کوشش کی گئی لیکن ناکام ہوئے اور لاش کو ایسے ہی چھوڑ دیا۔

النيسابوري، مسلم بن الحجاج ابو الحسين القشيري (متوفى 261هـ)، صحيح مسلم، ج 4، ص 2145، ح 2781، كتاب صفات المنافقين وَاخْتِكَا مِهِمْ، تحقيق : محمد فواد عبد الباقي، ناشر : دار احياء التراث العربى بيروت.

معاویہ کی علی علیہ السلام سے دشمنی

کاتب وحی ہونا جب عبد اللہ بن ابی سرح کے بنا لئے کوئی فائدہ مند ثابت نہیں ہوا اور اسے واصل جہنم ہونے سے نہ بچا سکے تو معاویہ کو کیسے گناہ سے پاک کر سکتا اور اسے کیسے گناہ سے مانع ہو سکتا ہے۔

کیا کاتب وحی ہونا اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ والہ پر خروج کرے اور ایک لاکھ مسلمانوں کے قتل کرے؟؟۔

کیا علیؑ علیہ السلام کو گالیاں دینے رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ کو گالیاں دینے کے مترادف نہیں ہیں؟ کیا اس کا کاتب وحی ہونا اس عظیم گناہ سے پاک کر سکتا ہے؟

ابن تیمیہ حورانی نے اعتراف کیا ہے کہ معاویہ بن ابوسفیان نے سعد بن ابی وقاص کو حکم دیا تھا کہ علیؑ علیہ السلام کو گالیاں دیں:

واما حدیث سعد لما امره معاوية بالسب فابي فقال ما منعك ان تسب علي بن ابي طالب فقال ثلاث قالهن رسول الله صلى الله عليه وسلم فلن اسبه لان يكون لي واحدة منهم احب الي من حمر النعم الحديث فهذا حديث صحيح رواه مسلم في صحيحه۔

معاویہ نے سعد بن ابی وقاص کو حکم دیا کہ علیؑ (علیہ السلام) کو گالیاں دے لیکن انہوں نے یہ کام نہیں کیا۔ معاویہ نے کہا تم کو کس چیز نے روکا ہے علیؑ گالیاں دینے سے؟۔ سعد نے کہا تین فضیلتیں علیؑ کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ سے سنی ہے انکی بناء پر کبھی بھی سب و شتم نہیں کرونگا اگر ایک بھی فضیلت ان تین میں سے میرے لئے رسول صلی اللہ علیہ والہ فرماتے تو میرے نزدیک سرخ اونٹوں سے گران بہا ہوتی یہ حدیث صحیح ہے اور مسلم نے اسے صحیح میں نقل کیا ہے۔

ابن تیمیہ الحرانى، احمد بن عبد الحليم ابو العباس، منهاج السنة النبوية، ج 5، ص 42، تحقيق: د. محمد رشاد سالم، ناشر: مؤسسة قرطبة، الطبعة

:الاولی، 1406

احمد بن حنبل نے مسند میں، نسائی نے خصائص امیر مومنین علیہ السلام میں اور ذہبی نے تاریخ الاسلام میں صحیح سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ امیر المومنین علی بن ابیطالبؑ کو سب و دشنام دینا رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ کو سب و دشنام دینے کے برابر ہے

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْجَدَلِيِّ قَالَ : دَخَلْتُ عَلَى اِمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ لِي لَيْسَتْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيْكُمْ قُلْتُ مَعَاذَ اللّٰهِ اَوْ سُبْحَانَ اللّٰهِ اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّيْنِي۔

عبداللہ جدلی کہتے ہیں کہ میں (ام المومنین) ام سلمہ کے پاس آیا تو انہوں نے کہا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ کو گالیاں دی جا رہی ہیں؟ میں نے کہا: معاذ اللہ۔ ام المومنین ام سلمہ نے کہا میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ سے سنا ہے کہ جس نے علیؑ کو گالی دی گو یا اس نے مجھے گالی دی ہے۔

الشيباني، احمد بن حنبل ابو عبد الله (متوفي 241هـ)، مسند احمد بن حنبل، ج 6، ص 323، ح 26791، ناشر: مؤسسة قرطبة مصر. النسائي، احمد بن شعيب ابو عبد الرحمن، خصائص امير المؤمنين علي بن ابي طالب، ج 1، ص 111، ح 91، باب ذكر قول النبي صلى الله عليه وسلم من سب عليا فقد سبني، تحقيق: احمد ميرين البلوشي، ناشر: مكتبة المعلا - الكويت، الطبعة: الاولى، 1406.

الذهبي، شمس الدين محمد بن احمد بن عثمان ابو عبد الله، تاريخ

الإسلام ووفيات المشاهير والاعلام، ج 3، ص 634، تحقيق: د. عمر عبد السلام تدمري، ناشر: دار الكتاب العربي - لبنان / بيروت، الطبعة: الاولى، 1407ھ - 1987م.

حاکم بیضاپوری اس روایت کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

اسکی سند صحیح ہے لیکن بخاری اور مسلم نے اپنی صحیحین میں ذکر نہیں کی ہے

الحاكم النيسابوري، محمد بن عبدالله ابو عبدالله، المستدرک علی الصحیحین، ج 3، ص 130، تحقيق: مصطفى عبدالقادر عطا، ناشر: دارالکتب العلمیة - بیروت، الطبعة: الاولى، 1411ھ - 1990م.

یہ بھی کہتے ہیں: رواه احمد ورجالہ رجال الصحیح غیر ابی عبد اللہ الجدلّی وهو ثقة

اسی روایت کو احمد نے نقل کیا ہے اور اسکے تمام راوی صحیح کے راوی ہیں

سوائے عبد اللہ جدلی کے وہ ثقہ ہے

الهیثمی، علی بن ابی بکر الہیثمی، مجمع الزوائد ومنیع الفوائد، ج 9، ص 130، ناشر: دارالریان للتراث / دارالكتاب العربي - القاهرة، بیروت - 1407

معاویہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل (معاذ اللہ)

بنی امیہ کا معاویہ کے بارے میں جعلی روایت سازی کی کہنی یہاں تک ترقی کر

گئی تھی کہ معاویہ کو اولوالعزم انبیاء سے بھی افضل بنا دیا
ابوسعدا بنی (متوفی 421ھ) محاضرات میں اور صیرفی حنبلی (متوفی 500ھ)
الطیورات میں لکھتے ہیں۔

ان ثلاثة من المشايخ حضرو الجامع. فقال واحد لاخر: جعلت فداك
، ايهما افضل: معاوية بن ابي سفيان ام عيسى بن مريم؟ فقال: لا والله ما ادري.

فقال الثالث: يا كشيخان، تقيس كاتب الوحي إلى نبي النصرى؟

مشائخ کے تین افراد جامع مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے ایک نے کہا معاویہ افضل
ہے یا حضرت عیسیٰ (علیہ السلام)؟ دوسرے نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ تیسرے نے کہا
کاتب وحی کو عیسائیوں کے نبی سے تقابل کرتے ہو؟۔

الابى، ابو سعد منصور بن الحسين، نشر الدر في المحاضرات، ج 7، ص
209، تحقيق: خالد عبد الغني محفوظ، ناشر: دارالکتب العلمیة -
بیروت / لبنان، الطبعة: الاولى، 1424ھ - 2004م.

الصيرفي الحنبلي، ابو الحسين المبارك بن عبد الجبار الطيوري بن عبد الله
، الطيوريات من انتخاب الشيخ ابي طاهر السلفي، ج 1، ص 113، تحقيق
: دسمان يحيى معالي، عباس صخر الحسن، ناشر: اضواب السلف -
الرياض / السعودية، الطبعة: الاولى، 1425ھ - 2004م.

تقی الدین جموی (متوفی 838ھ) طیب المذاق میں لکھتے ہیں

ومن ذلك ان رجلاً سال بعضهم وكان من الحمق على الجانب عظيم

فقال ايما افضل عندك؟ معاوية او عيسى بن مريم؟ فقال ما رايت سائلا
جهل منك، ولا سمعت بمن قاس كاتب الوحي، الى نبي النصرى!!!
ايك احمق نے دوسرے سے پوچھا معاویہ افضل ہے یا عیسیٰ بن مریم : اس نے کہا میں
نے تم سے بڑا احمق نہیں دیکھا ہے اس لئے میں آج تک کسی کو نہیں دیکھا ہے کہ کاتب
وحی کا مقابلہ عیسائیوں کے نبی سے کرے۔

الحموي، تقي الدين ابي بكر بن علي بن عبد الله التقي المعروف ابن حجة،
طيب المذاق من ثمرات الاوراق، ج 1، ص 157، تحقيق: ابو عمار
السخاوي، ناشر: دارالفتح - الشارقة 1997 - م.

معاویہ ازلی انسان

انہی فضائل سازی کہاں تک پہنچ گئی تھیں کہ لوگ گمان کرتے تھے معاویہ بن
ابوسفیان ازلی ہے اور مخلوق خدا نہیں ہے (معاذ اللہ) ابوالقاسم اصفہانی (متوفی 502
) محاضرات الادب میں لکھتے ہیں:

وقال بعض عوام الناصبة معاوية ليس بمخلوق. فقيل: كيف؟ قال: لانه

كاتب الوحي والوحي ليس بمخلوق و كاتبه منه

بعض ناصبی عوام یہ کہتے ہیں کہ معاویہ مخلوق نہیں یعنی (اللہ نے اسے پیدا) نہیں
کیا ہے اس لئے کہ وہ کاتب وحی تھا اور وحی مخلوق نہیں ہے پس کاتب بھی مخلوق نہیں ہے۔

الاصفہانی، ابوالقاسم الحسین بن محمد بن المفضل، محاضرات الادب
ومحاورات الشعراء والبلغاء، ج 2، ص 500، تحقيق: عمر الطباع، ناشر

دار القلم - بيروت 1420 - هـ - 1999م.

ابو اسحق برهان الدين معروف الوطواط (متوفی 718ھ) غرر الخصائص
میں لکھتے ہیں

وسئل بعضهم ما تقول في خلق القران؟ فقال: دعونا من القران وهو مخلوق
غير مخلوق. وسئل اخر وكان ناصبياً عن معاوية؟ فقال: معاوية ليس
بمخلوق لانه كاتب الوحي والوحي ليس بمخلوق و كاتبه الوحي من
الوحي.

بعض نے سوال کیا: تم قرآن کے بارے میں کیا کہتے ہو مخلوق ہے یا نہیں اس نے کہا
ہمیں قرآن سے کیا کام مخلوق ہو یا غیر مخلوق ایک ناصبی سے سوال کیا گیا معاویہ بارے میں
اس نے کہا معاویہ پیدا نہیں کیا گیا ہے بلکہ ہمیشہ سے تھا اس لئے کہ کاتب وحی تھا اور وحی
مخلوق نہیں ہوتی پس کاتب بھی مخلوق نہیں ہے بلکہ وحی کا حصہ ہے۔

الوطواط، ابو اسحق برهان الدين محمد بن إبراهيم بن يحيى بن علي، غرر
الخصائص الواضحة، ج 1، ص 124

عیسائی اور کاتب وحی

اگر ہم فرض بھی کر لیں کہ معاویہ کاتب وحی تھا تب بھی اسکی فضیلت نہیں بنتی ہے اس لئے کہ
اہل سنت کے عقیدہ کے مطابق عیسائی افراد بھی کاتب وحی تھے یہ اس وجہ سے کہ لکھنے
والے کم تھے۔

ابوالقاسم بغوي (متوفی 317ھ) «محيي السنة» کے لقب سے نوازا گیا گیا وہ

لکھتے ہیں

وسال رجل احمد وانا اسمع، بلغني ان نصارى يكتبون المصاحف فهل يكون ذلك؟ قال: نعم، نصارى الحيرة كانوا يكتبون المصاحف وإنما كانوا يكتبونها لقلّة من كان يكتبها
ایک شخص نے امام احمد بن حنبل سے سوال کیا میں نے سنا ہے کہ عیسائی بھی قرآن لکھا کرتے تھے کیا یہ بات صحیح ہے؟ امام احمد نے کہا بالکل صحیح ہے حیرہ کے عیسائی قرآن لکھا کرتے تھے اس لئے کہ لکھنے والوں کی کمی تھی۔

البغوي، ابو القاسم عبد الله بن محمد بن عبد العزيز، جزء في مسائل عن الإمام احمد بن حنبل، ج 1، ص 21
ابن قيم الجوزية (متوفى 751هـ) نے بدائع الفوائد میں اور شمس الدين زكريا (متوفى 772هـ) نے شرح مختصر الخرقم میں اور ابوالقاسم اصفهانی (متوفى 502) نے محاضرات الابداء میں لکھا ہے::

وقال رجل لا حمد بلغني ان نصارى يكتبون المصاحف فهل يكون ذلك؟ قال: نعم، نصارى الحيرة كانوا يكتبون المصاحف وإنما كانوا يكتبون لقلّة من كان يكتبها فقال رجل: يعجبك ذلك؟ فقال لا يعجبني
ایک شخص نے امام احمد بن حنبل سے سوال کیا: کیا عیسائی قرآن لکھا کرتے تھے یہ بات صحیح ہے؟

کہاجی ہاں صحیح بات ہے حیرہ کے نصاریٰ قرآن لکھا کرتے تھے اور وہ اس وجہ سے تھا لکھنے

والوں کی کمی تھی دوسرے شخص نے پوچھا کیا تمہیں تعجب ہوا ہے؟ اس نے کہا نہیں مجھے تعجب نہیں ہوا ہے۔

الزرعي الدمشقي، محمد بن ابي بكر ايوب ابو عبد الله (مشهور به ابن القيم الجوزية) بدائع الفوائد، ج 4، ص 851، تحقيق: هشام عبد العزيز عطا - عادل عبد الحميد العدوي - اشرف احمد، اشر: مكتبة نزار مصطفى الباز - مكة المكرمة، الطبعة: الاولى، 1416-1996.

الزر كشي المصري الحنبلي، شمس الدين ابي عبد الله محمد بن عبد الله، شرح الزر كشي على مختصر الخرقى، ج 1، ص 49، تحقيق: قدم له ووضع حواشيه: عبد المنعم خليل إبراهيم، ناشر: دار الكتب العلمية - لبنان/ بيروت، الطبعة: الاولى، 1423هـ-2002م.

اس بناء پر کتاب وحی ہونا کوئی انوکھی فضیلت نہیں معاویہ کے لئے اگر ہے تو نصاریٰ اور عبد اللہ بنی ابی سرح کے لئے بھی ہونی چاہئے تھی؟

معاویہ کے مسلمان ہونے کی تاریخ۔

ثیبعہ سنی کا اتفاق ہے کہ معاویہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ کی رسالت کے پہلے بیس سالوں میں مشرک تھا اور مسلمانوں کا کٹر دشمن تھا 8 ہجری فتح مکہ کے وقت اسلام کے دوسرے بڑے دشمنوں کے ساتھ تلوار سے ڈر کر اسلام لایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ نے ان لوگوں کا لقب طلقاء رکھا۔ امیر المؤمنین علی علیہ السلام کا عقیدہ تھا کہ یہ لوگ اسلام نہیں لائے ہیں بلکہ تسلیم ہوئے ہیں آپ نبج البلاغ نامہ ۱۶ میں فرماتے ہیں:

فَوَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأ النَّسْمَةَ مَا اسْلَمُوا وَلَا كُنِ اسْتَسْلَمُوا وَلَا سَرَوْا الْكُفْرَ
فَلَمَّا وَجَدُوا اَعْوَانًا عَلَيْهِ اَظْهَرُوهُ

خدا کی قسم جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور جاندار اشیاء کو پیدا کیا یہ لوگ کبھی اسلام
نہیں لائے لیکن تسلیم ہوئے اور کفر کو چھپا رکھا اور جب ساتھی مل گئے تو اپنے کفر کا اظہار کر دیا۔
عمار یا سر بھی امام علیہ السلام کی پیروی کرتے ہوئے ان لوگوں کے بارے
میں کہتے ہیں:

فَقَالَ وَاللَّهِ مَا اسْلَمُوا، وَلَكِنْ اسْتَسْلَمُوا وَالسَّرَوْا الْكُفْرَ فَلَمَّا رَأَوْا عَلَيْهِ اَعْوَانًا
عَلَيْهِ اَظْهَرُوهُ
خدا کی قسم یہ لوگ کبھی اسلام نہیں لائے لیکن تسلیم ہوئے اور کفر کو چھپا رکھا اور جب ساتھی مل
گئے تو اپنے کفر کا آشکارا اظہار کر دیا

الهیثمی، علی بن ابی بکر الہیثمی، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ج 1 ص
113، ناشر: دار الریان للتراث / دار الکتب العربی - القاہرہ، بیروت -
1407

ابن ابی الحدید معتزلی لکھتے ہیں

لما نظر علی علیہ السلام إلی رایات معاویة واهل الشام، قال: والذي فلق
الحبة، وبرأ النسمة، ما اسلموا ولكن استسلموا، واسروا الكفر؛ فلما
وجدوا عليه اعدواناً، رجعوا إلی اعداوتهم لنا

جب امام علی علیہ السلام نے معاویہ اور اہل شام کے پرچم دیکھے تو فرمایا:

خدا کی قسم جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور جاندار اشیاء کو پیدا کیا یہ لوگ کبھی اسلام
نہیں لائے لیکن تسلیم ہوئے اور کفر کو چھپا رکھا اور جب ساتھی مل گئے تو وہ ہماری عداوت
پر دوبارہ لوٹ آئے۔

ابن ابی الحدید المعتزلی، ابو حامد عبدالدین بن ہبہ اللہ، شرح نہج البلاغہ، ج 4 ص 18،
تحقیق: محمد عبدالکریم النمری، ناشر: دار الکتب العلمیہ - بیروت / لبنان، الطبعة:
الاولی، 1418، 1998 -

اس بنا پر کیسے ایسے شخص پر اعتماد کرتے اور اسے کاتب وحی قرار دیتے؟
اس بات سے توقع نظر کہ معاویہ بن ابوسفیان فتح مکہ میں اسلام لایا اور اسی مکہ
میں رہا اور رسول اکرم ﷺ مدینے لوٹ گئے اس بناء پر کوئی خاص موقع نہیں ملا کہ
معاویہ وحی کو لکھتا۔

کتابت وحی معاویہ کتب شیعہ میں

کتب شیعہ میں بھی روایت پائی جاتی ہے معاویہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ
کے لئے لکھتا تھا لیکن اس روایت سے ثابت نہیں ہوتا ہے کہ وہ وحی کو لکھتا تھا۔
شیخ صدوق (متوفی 381ھ) معانی الاخبار میں لکھتے ہیں

عَنْ أَبِي حَمْزَةَ الثَّمَالِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ (عَلَيْهِ السَّلَامُ) يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
(صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) وَمَعَاوِيَةُ يَكْتُبُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُوَ يَبْدُوهُ إِلَى خَاصِرَتِهِ
بِالسَّيْفِ مَنْ اذْرَكَ هَذَا يَوْمًا امِيرًا فَلْيَبْقُرْ خَاصِرَتَهُ بِالسَّيْفِ فَرَأَهُ رَجُلٌ مِمَّنْ
سَمِعَ ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ يَوْمًا وَهُوَ يَخْطُبُ بِالشَّامِ عَلَى النَّاسِ فَاخْتَرَطَ سَيْفَهُ

ثُمَّ مَشَىٰ إِلَيْهِ فَحَالَ النَّاسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فَقَالُوا يَا عَبْدَ اللَّهِ مَا لَكَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ مَنْ أَدْرَكَ هَذَا يَوْمًا مِيرَافًا لِيَنْقُرَ خَاصِرَتَهُ بِالسَّيْفِ قَالَ فَقَالَ اتَّذِرِي مَنْ اسْتَعْمَلَهُ قَالَ لَا قَالُوا الْمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ غَمَزَ فَقَالَ الرَّجُلُ سَمِعًا وَطَاعَةً لِامِيرِ الْمُؤْمِنِينَ .

ابو حمزہ ثمالی کہتے ہیں : میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا ہے کہ : معاویہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لکھنے میں مشغول تھا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی تلوار سے معاویہ کے پیٹ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا : جو کوئی اس آدمی کو حاکم دیکھے لازم ہے کہ اس کا پیٹ تلوار سے پارا کر دے ایک شخص جس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کی یہ حدیث سنی تھی جب شام میں معاویہ کو دیکھا کہ لوگوں سے خطاب کر رہا ہے تو تلوار لیکر معاویہ کی طرف دوڑا لیکن لوگوں نے اسے روک دیا اور معاویہ تک جانے نہیں دیا لوگوں نے کہا اے اللہ کے بندے کیا کر رہے ہو اس نے کہا میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے جو کوئی اسے حاکم دیکھے اس کا پیٹ تلوار سے پھاڑ دے لوگوں نے کہا معلوم ہے معاویہ کو کس نے امیر بنایا ہے؟ کہا معلوم نہیں ہے لوگوں نے کہا : اسے امیر المؤمنین عمر نے بنایا ہے تب اس شخص نے کہا میں دل و جان سے عمر کا مطیع ہوں۔

الصدوق، ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین، معانی الاخبار، ص 347،
ناشر : جامعہ مدرسین، قم، اول، 1403 ق

نتیجہ:

اولا : معاویہ کا کاتب و جی ہونا ثابت نہیں بلکہ شدت سے اس کی نفی کی گئی ہے۔

ثانیاً : فرض بھی کر لیا جائے معاویہ پر کاتب و جی ہونے کا عنوان آتا ہے تب بھی اسے کوئی امتیاز اور فضیلت نہیں ہے اس لئے اس نے اپنی زندگی میں ایسے کام انجام دیئے ہیں اور بدعات کی ہیں جو کاتب و جی کا عنوان کا ختم کر دیتا ہے۔

معاویہ کے فضائل

آیا خال المؤمنین (مؤمنین کے ماموں جان) کے لئے کوئی فضیلت یا منقبت معرض وجود میں آئی ہے یا نہیں؟

جلال الدین سیوطی کتاب "اللآلی المصنوعہ" ج ۲ ص ۴۲ میں اس طرح فرماتے ہیں: قال الحاكم سمعت ابا العباس محمد بن يعقوب بن يوسف يقول سمعت ابي يقول سمعت اسحاق بن ابراهيم الحنظلي يقول "لا يصح في فضل معاوية حديث"۔

اسحاق ابن ابراہیم حنظلی کا بیان ہے کہ معاویہ کی فضیلت اور منقبت میں کوئی بھی صحیح حدیث موجود نہیں ہے۔

"اللآلی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعۃ، اسم المؤلف: جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی، دار النشر: دار الکتب العلمیہ -

بیروت - 1417ھ - 1996م، الطبعة: الاولى، تحقیق: ابو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عویضة"

*عجلونی اپنی کتاب "کشف الخفاء" ج 2 ص 565 میں اس طرح لکھتے ہیں:

"وباب فضائل معاوية ليس فيه حديث صحيح"

معاویہ کے فضائل میں کوئی بھی صحیح حدیث موجود نہیں ہے۔

"كشف الخفاء ومزيل الإلباس عما اشتهر من الاحاديث على السنة الناس، اسم المؤلف: إسماعيل بن محمد العجلوني الجراحي الوفاة: 1162، دار النشر: مؤسسة الرسالة - بيروت 1405 - الطبعة: الرابعة، تحقيق: احمد الفلاش"

ابن تیمیہ اپنی کتاب "منہاج السنہ" ج 4 ص 440 میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں:

"وطائفة وضعوا معاوية فضائل ورووا احاديث عن النبي ﷺ في ذلك كلها كذب"

بعض لوگوں نے معاویہ کے لئے کچھ فضائل تراشے ہیں اور ان کو حدیث پیغمبر کی طرف نسبت دیتے ہیں۔ یہ تمام حدیثیں جھوٹی ہیں۔

"منہاج السنہ النبویہ، اسم المؤلف: احمد بن عبد الحليم بن تيمية الحراني ابو العباس الوفاة: 728، دار النشر: مؤسسة قرطبة 1406 - الطبعة: الاولى، تحقيق: د. محمد رشاد سالم"

سیوطی نے اپنی کتاب "تاریخ الخلفاء" ص 199 اور ابن حجر مکی نے "الصواعق المحرقة" ج 2 ص 374 نے اس طرح بیان کیا ہے

"واخرج السلفي في الطيوريات عن عبد الله بن احمد بن حنبل قال سالت ابي عن علي ومعاوية فقال اعلم ان عليا كان كثير الاعداء ففتش له اعداؤه عيبا

فلم يجدوا فجاوا إلى رجل قد حاربته وقتله فاطروه كياداً منهم له"

عبداللہ بن احمد کہتا ہے: میں نے اپنے والد احمد بن حنبل سے علی (علیہ السلام) اور معاویہ کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا: یاد رکھو علی (علیہ السلام) کے دشمن بہت زیادہ ہیں، ان کے دشمنوں نے بہت کوششیں کیں کہ علی میں کوئی عیب مل جائے لیکن وہ علی میں کوئی عیب نکالنے میں کامیاب نہ ہو سکے لہذا یہ دشمن معاویہ کے پاس چلے گئے جس نے علی (علیہ السلام) کا مقابلہ کیا اور ان سے جنگ کی، اور انہوں نے اس کو حیلے اور مکاری سے علی (علیہ السلام) کے خلاف آکسایا۔

"تاريخ الخلفاء، اسم المؤلف: عبد الرحمن بن ابي بكر السيوطي الوفاة: 911، دار النشر: مطبعة السعادة - مصر 1371 - هـ 1952 - م، الطبعة: الاولى، تحقيق: محمد محي الدين عبد الحميد"

"الصواعق المحرقة على اهل الرفض والضلال والزندقه، اسم المؤلف: ابو العباس احمد بن محمد بن علي ابن حجر الهيتمي الوفاة: 973 هـ، دار النشر: مؤسسة الرسالة - لبنان - 1417 هـ - 1997 م، الطبعة: الاولى، تحقيق: عبد الرحمن بن عبد الله التركي - كامل محمد الخراط"

"بخاری اپنی کتاب "صحیح بخاری" میں جب معاویہ کی فضیلت میں کوئی حدیث نہ لاسکے تو انہوں نے اس جگہ پر جہاں صحابہ کے مناقب کا ذکر کیا ہے ایک باب بنام "باب ذکر معاویہ رضی اللہ عنہ" قائم کیا"

* ابن حجر اپنی کتاب "فتح الباری" ج 7 ص 104 میں اس طرح تحریر

کرتے ہیں:

"فهذه النكتة في عدول البخاري عن التصريح بلفظ منقبة اعتمادا على قول شيخه"

یعنی: "بخاری نے (معاویہ) کے لئے لفظ "منقبت" اس لئے استعمال نہیں کیا کہ انہوں نے اپنے استاد (ابن راہویہ) کے قول پر عمل کیا ہے" ابن حجر بحث کو مسلسل رکھتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فاشار بهذا الى ما اختلقوه لمعاوية من الفضائل مما لا اصل له وقد ورد في فضائل معاوية احاديث كثيرة لكن ليس فيها ما يصح من طريق الإسناد وبذلك جزم إسحاق بن راهويه والنسائي وغيرهما والله اعلم"

یعنی: "یہ خود ایک دلیل ہے کہ معاویہ کی فضیلت میں جو بھی حدیث نقل ہوئی ہے وہ جعلی ہے (اس کی کوئی صحت اور بنیاد نہیں ہے) اور معاویہ کی فضیلت میں جو کثرت سے احادیث وارد ہیں ان میں کوئی بھی صحیح سند نہیں رکھتی، اور اس بارے میں اسحاق بن راہویہ، نسائی اور دوسرے لوگ ہم عقیدہ ہیں۔"

"فتح الباری شرح صحيح البخاري، اسم المؤلف: احمد بن علي بن حجر ابو الفضل العسقلاني الشافعي الوفاة: 852، دار النشر: دار المعرفة- بيروت، تحقيق: محب الدين الخطيب"

بدرالدین عینی اپنی کتاب "عمدہ القاری" ج 16 ص 249 تحریر کرتے ہیں:

"فإن قلت: قد ورد في فضيلته احاديث كثيرة. قلت: نعم، ولكن ليس

فيها حديث يصح من طريق الإسناد نص عليه إسحاق بن راهويه والنسائي

وغيرهما، فلذلك قال: باب ذكر معاوية، ولم يقل: فضيلة ولا منقبة"

یعنی: اگر تم یہ کہو کہ معاویہ کی فضائل میں بہت زیادہ حدیثیں وارد ہوئی ہیں، تو ہم جواب میں یہی کہیں گے، کہ یہ صحیح ہے کہ بہت زیادہ حدیثیں وارد ہوئی ہیں، لیکن ان میں ایک حدیث بھی صحیح طریقے (یعنی صحیح راوی) سے وارد نہیں ہوئی اور (سند) کے اعتبار سے صحیح نہیں ہے۔ اسحاق بن راہویہ، نسائی اور دوسروں نے بھی اسی مطلب کو بیان کیا ہے۔ اور یہ یہودہ بات نہیں ہے کہ بخاری نے (معاویہ کے بارے میں اپنی کتاب بخاری میں) "باب ذکر معاویہ" عبارت ذکر کی ہے اور "فضیلت یا منقبت معاویہ" کی عبارت استعمال نہیں کی۔

"عمدة القاری شرح صحيح البخاري، اسم المؤلف: بدر الدين محمود بن احمد العيني الوفاة: 855 هـ، دار النشر: دار إحياء التراث العربي- بيروت"

حاکم نیشابوری نے "معرفہ علوم الحدیث" ص 83 اور ابوالفرج ابن جوزی نے "المنظوم" ج 13 ص 156؛ میں اور یاقوت حموی نے "معجم البلدان" ج 5 ص 282 میں اور یوسف المزنی نے "تہذیب الکمال" ج 1 ص 339 میں اور ذہبی نے "سیر اعلام النبلاء" ج 14 ص 132 میں اور یافعی نے "مرآة الجنان" ج 2 ص 241 میں، اور ابن کثیر سلطینی نے "البدایہ والنہایہ" ج 11 ص 124 میں اور دوسرے بزرگ علماء اہل سنت نے ترجمہ نسائی میں (اہل سنت کی چھ

معتبر کتابوں میں) اس طرح بیان کیا ہے:

حافظ (امام) نسائی، دمشق میں داخل ہوئے اور وہاں کے لوگوں نے خواہش ظاہر کی کہ وہ معاویہ کے فضائل بیان کریں، اور کہا: کہ کیا اتنا کافی نہیں ہے کہ کوئی آئے اور اس کے فضائل کو بیان کرے؟۔ یہ سن کر سب کھڑے ہو گئے اور اس قدر ہنگامہ کیا کہ حافظ نسائی کو جامع مسجد سے باہر نکال دیا۔

وہ خود نقل کرتے ہیں "مجھے مکہ لے گئے اور مجھے وہاں سے باہر نکال دیا" وہ وہاں بیمار ہو گئے اور اسی جگہ انہیں قتل کر دیا گیا"

ایک دوسری روایت میں (جس کی طرف یافعی نے بھی اشارہ کیا ہے) نسائی نے کہا:

"ما اعرف له فضيلة الا لاشبع بطنك"

"یعنی میں معاویہ کے بارے میں کسی فضیلت کو نہیں جانتا سوائے اس کے کہ پیٹمبھر نے اس کے بارے میں فرمایا: اللہ اس کے شکم کو کبھی سیر نہ کرے۔"

حوالاجات:

معرفة علوم الحديث، اسم المؤلف: ابو عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري الوفاة: 405، دار النشر: دار الكتب العلمية - بيروت -

1397ھ - 1977 م، الطبعة: الثانية، تحقيق: السيد معظم حسين"

"المنتظم في تاريخ الملوك والامم، اسم المؤلف: عبد الرحمن بن علي بن محمد بن الجوزي ابو الفرج الوفاة: 597، دار النشر: دار صادر -

بيروت 1358 -، الطبعة: الاولى"

"معجم البلدان، اسم المؤلف: ياقوت بن عبد الله الحموي ابو عبد الله الوفاة:

626، دار النشر: دار الفكر - بيروت"

"تهذيب الكمال، اسم المؤلف: يوسف بن الزكي عبد الرحمن ابو الحجاج

المزى الوفاة: 742، دار النشر: مؤسسة الرسالة - بيروت - 1400 -

1980، الطبعة: الاولى، تحقيق: د. بشار عواد معروف"

"سير اعلام النبلاء، اسم المؤلف: محمد بن احمد بن عثمان بن قايماز

الذهبي ابو عبد الله الوفاة: 748، دار النشر: مؤسسة الرسالة - بيروت -

1413، الطبعة: التاسعة، تحقيق: شعيب الارناؤوط، محمد نعيم

العرقوسى"

"مرآة الجنان وعبرة اليقظان، اسم المؤلف: ابو محمد عبد الله بن اسعد بن

علي بن سليمان اليافعي الوفاة: 768هـ، دار النشر: دار الكتاب الإسلامي

-القاهرة 1413 - 1993 م - ."

البداية والنهاية، اسم المؤلف: إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي ابو الفداء

الوفاة: 774، دار النشر: مكتبة المعارف بيروت

قال المطرف بن المغيرة بن شعبة: دخلت مع ابي علي معاوية فكان ابي ياتيه

فيتحدث معه ثم ينصرف إليّ فيذكر معاوية وعقله ويعجب بما يرى منه، إذ

جاء ذات ليلة فامسك عن العشاء، ورايته مغتماً فانتظرت ساعة وظننت انه لا

مر حدث فينا، فقلت: مالي اراك مغتما منذ الليلة؟ فقال: يا بني، جئت من

عنداكفر الناس واخبثهم ! قلت: وما ذاك؟ ! قال: قلت له وقد خلوت به: إنك قد بلغت سنأيا امير المؤمنين فلو اظهرت عدلاً وبسطت خيراً، فإنك قد كبرت . ولو نظرت إلى اخوتك من بني هاشم فوصلت ارحامهم، فوالله ما عندهم اليوم شيء تخافه، وإن ذلك مما يبقى لك ذكره وثوابه. فقال: هيهاث هيهاث! أي ذكر ارجو بقاءه؟! ملك اخوتيم فعدل وفعل ما فعل فما عدا ان هلك حتى هلك ذكره، إلا ان يقول قائل: ابو بكر ! ثم ملك اخو عدي، فاجتهد وشمر عشر سنين، فما عدا ان هلك حتى هلك ذكره، إلا ان يقول قائل: عمر . وإن ابن ابي كبشة ليصاح به كل يوم خمس مرات: ا شهد ان محمداً رسول الله ! فاي عمل لي بيقى، واي ذكر يدوم بعد هذا الا بالاً لك ! لا والله إلا دفناً دفناً! انتهي.

زبير بن بكار نے اپنی کتاب ”الموفقیات“ میں مطرف بن المغیرہ بن شعبہ (یہ مغیرہ وہ شخص ہے جس نے معاویہ کو مشورہ دیا کہ اس کی زندگی ہی میں یزید کی خلافت کی بیعت لی جائے) سے روایت ہے کہ میں اپنے باپ مغیرہ کے ساتھ معاویہ کے دربار میں جاتا تھا۔ میرا باپ ہمیشہ معاویہ کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کیا کرتا تھا اور واپسی پر مجھے اس کی ذہانت و ذکاوت کی داستانیں سنایا کرتا تھا۔ لیکن ایک رات جب واپس آیا تو اس قدر رنجیدہ تھا کہ شام کا کھانا بھی نہیں کھایا۔ میں نے تھوڑی دیر انتظار کیا اس کے بعد میں نے محسوس کیا کہ شاید کوئی حادثہ ہو گیا ہے۔ میں دریافت کیا کہ آج آپ رنجیدہ کیوں ہیں؟ کہا: بیٹا آج میں ایک ایسے شخص کے پاس سے آیا ہوں جو انتہائی کافر اور غیث

ہے۔ میں نے وجہ پوچھی تو کہا: میں تنہائی میں معاویہ سے مصروف گفتگو تھا۔ میں نے کہا اے امیر! اب آپ کا سن کافی ہو گیا ہے کاش آپ انصاف سے اور خیر سے کام لیتے اور اپنے برادران بنی ہاشم کے ساتھ کچھ صلہ رحمہ کر دیتے۔ اب تو ان کے پاس (بنی ہاشم) کوئی طاقت بھی نہیں رہ گئی جس سے کوئی خطرہ ہو اور اس طرح آپ کا ذکر بھی باقی رہ جاتا۔ تو معاویہ نے جواب دیا: افسوس صد افسوس! تو کس ذکر خیر کی بات کر رہا ہے، برادر بنی تیم (ابوبکر) نے انصاف کیا اور خیر کیا لیکن ان کے مرتے ہی ان کا ذکر ختم ہو گیا۔ اور صرف لفظ ابو بکر رہ گیا۔ یہی حال برادر عدی (عمر بن خطاب) کا ہوا ہے کہ لوگ صرف عمر بن خطاب کہہ رہے ہیں۔ اس کے برخلاف ابن ابی کبشہ (رسول اللہ) کہ اس کا نام روزانہ پانچ مرتبہ بلند ہوتا ہے کہ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ کیا اس کے بعد بھی کوئی عمل باقی رہ جانے والا اور کوئی ذکر خیر دوام پیدا کرنے والا ہے۔ واللہ میں اس کو دفن، دفن کر کے رہوں گا۔ الاخبار الموفقیات تالیف الزبیر بن بکار متوفی ھ ص طبع العالم الکتب بیروت لبنان۔

وروی احمد بن ابی طاہر فی کتاب (اخبار الملوک) ان معاویة سمع الموذن يقول (اشهد ان لا اله الا الله)، فقالها ثلاثاً، فقال: اشهد ان محمدا رسول الله! فقال: لله ابو بكر يا بن عبد الله! لقد كنت عالي الهمة، مارضيت لنفسك إلا ان يقرن اسمك باسم رب العالمين!

احمد بن ابی طاہر نے کتاب "اخبار الملوک" میں روایت کی ہے کہ معاویہ نے موذن کو (اشهد ان لا اله الا الله) کہتے سنا تو معاویہ نے تین بار دہرایا اور جب موذن

بسمہ سبحانہ و بذكر ولیہ

حضرت عثمان کے قتل

کے

اسباب اور قاتل

ابوسفیان جو تمام زندگی اسلام کے خلاف جنگ کرتا رہا اور بعد فتح مکہ ۹ ہجری میں جان بچانے کی خاطر اسلام لے آیا۔ جب حضرت عباسؓ عم رسول اکرم ابوسفیان کو لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے تو ابوسفیان کلمہ پڑھنے کے بہانے بنانے لگا۔ جس پر حضرت عباسؓ نے ابوسفیان سے کہا فوراً کلمہ شہادت پڑھ قبل اس کے کہ تیرا سر کٹ جائے۔ ویلک اشهد شہادة الحق قبل ان تضرب عنقک۔ الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ج ۴ ص ۲۴۰ طبع دار الکتب العلمیة بیروت اور بعد رسول اکرم ﷺ ثقیفہ کی کاروائی کے بعد جب ابو بکر خلیفہ بن گئے ابوسفیان حضرت علیؓ کے پاس آیا اور کہا: أغلبکم علی هذا الأمر اقل بیت فی قریش أما والله لا ملأه خيلا ورجالا إن شئت: ایک ذلیل طبقے کے شخص کو امیر بنا دیا گیا و اللہ اگر آپ حکم دیں تو مدینے کی گلیوں کو آدمیوں اور فوج سے بھر دوں گا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا

نے کہا: اشهد ان محمدا رسول الله! تو معاویہ کہنے لگا اے عبد اللہ کے بیٹے تیری بڑی ہمت تھی تمہیں اپنا نام رب العالمین کے ساتھ جوڑے بغیر سکون نہیں ملا؟ شرح نہج البلاغہ ج ۳ ص المولف: عبد الحمید بن ہبہ اللہ بن محمد بن الحسین بن ابی الحدید، ابو حامد، عزالدین (المتوفی 656: ھ)

دور ہوا دشمن اسلام! تجھ کو اسلام سے کب محبت رہی۔ الاستیعاب فی معرفة الاصحاح ج ۴ ص ۲۴۰ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت یحییٰ البوسفیان خلافت عثمان میں آیا اور عثمان سے کہنے لگا: بعد تیم و عدی فادرھا کالکرة واجعل اناھا بنی أمیة هو الملك ولا أدري ماجنة ولا نار: حکومت تمہارے پاس بنی تیم (یعنی ابو بکر) بنی عدی (یعنی عمر ابن خطاب) کے بعد آئی ہے پس اس کو گیند کی طرح لڑکھاؤ اور بنی أمیہ کو اس کی بنیادیں قرار دو، یہ تو فقط بادشاہی ہے، میں نہیں جانتا کہ جنت کیا ہے اور دوزخ کیا ہے۔

الاستیعاب فی معرفة الاصحاح ج ۴ ص ۲۴۰ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

اس بنی امیہ کے سردار کی نصیحت کے بعد جو کارنامے حضرت عثمان نے کیے وہ حسب ذیل ہیں۔

وكان من جملة ما انتقم به على عثمان، أنه أعطى ابن عمه مروان بن الحكم مائة ألف وخمسين أوقية، وأعطى الحارث عشر ما يباع في السوق: أي سوق المدينة، وأنه جاء إليه أبو موسى بكيلىة ذهب وفضة فقسهما بين نسائه وبناته، وأنه أنفق أكثر بيت المال في عمارة ضياعه ودوره، وأنه حمى لنفسه دون إبل الصدقة، وأنه حبس عبد الله ابن مسعود وهجره، وحبس عطاء وأبي بن كعب، ونفى أبا ذر إلى الربذة، وأشخص عبادة بن الصامت من

الشام لما شكاه معاوية، و ضرب عمار ياسر و كعب بن عبدة، ضربه عشرين سوطا و نفاه إلى بعض الجبال، وقال لعبد الرحمن بن عوف: إنك منافق، وإنه أقطع أكثر أراضي بيت المال، وأن لا يشتري أحد قبل و كيله وأن لا تسيير سفينة في البحر إلا في تجارة، وأنه أحرق الصحف التي فيها القرآن، وأنه أتم الصلاة بمنى ولم يقصرها لما حج بالناس، وأنه ترك قتل عبید اللہ و قد قتل الهرمزان، عثمان پر جو الزامات لگائے گئے اس میں یہ ہے کہ عثمان نے اپنے چچازاد بھائی و (داماد) مروان کو دیڑھ لاکھ اوقیہ مال دے دیا تھا، اس طرح مدینہ میں جو بازاروں میں مال بکتا تھا اس کا دس فیصدی الحارث (بن حکم بن عاص) کو دیدیا، اسی طرح ایک دفعہ ابو موسیٰ ایک کچھال بھروسنا لائے تھے جسے حضرت عثمان نے اپنی بیٹیوں اور بیویوں میں تقسیم کر دیا، اس طرح بیت المال کا بہت حصہ اپنے مکانات کی تعمیر اور ان کی زیبائش میں خرچ کر دیا تھا۔ اسی طرح انہوں نے اپنے لئے صدقہ حلال کر لیا تھا۔ عبد اللہ ابن مسعودؓ کو قید میں ڈال دیا تھا، اسی طرح عطاء اور ابی بن کعب کو قید کر دیا تھا، ابو ذرؓ کو جلاوطن کر کے ربذہ کے مقام بھیج دیا تھا، عمار یاسرؓ کو بیس بیس کوڑے لگائے اور کعب بن عبدة کو جلاوطن کر دیا تھا، عبد الرحمن بن عوف کو کہا کہ تم منافق ہو، اس طرح بیت المال کی اکثر زمینیں قطعاً کر کے فروخت کر دی گئیں اور حکم دیا کہ ان فروخت شدہ زمینوں کو ان کے نمائندوں اور وکیل سے پہلے کسی اور کو فروخت نہ کیا جائے، سمندر میں کوئی سفینہ تجارت ان کے مال کے سوا کسی اور کا مال نہیں جاسکتا، اسی طرح قرآن کے اوراق کو جلا ڈالا، جب

نفیس اکیڈمی کراچی

حکم بن ابی العاص جس کو رسول اللہ کا دھتکارا ہوا کہا جاتا تھا اور جو عثمان کے سگے چچا تھے عثمان نے اس کو واپس بلا لیا تھا۔ سیرۃ حلبیہ جلد سوم ص ۲۰۱

آنحضرت ﷺ کی یہ حدیث کہ اے عثمان! تم اس حالت میں قتل ہو گے کہ تم سورہ بقرہ کی تلاوت کر رہے ہو گے اور تمہارے خون کا ایک قطرہ آیت فسیکفیکھم اللہ پر گرے گا۔ یا عثمان تقتل وأنت تقرأ سورة البقر۔ قال الذہبی انہ حیث موضوع۔ ذہبی نے کہا کہ یہ موضوع ہے۔ سیرۃ حلبیہ جلد سوم ص ۲۰۵: الدر المنثور سیوطی جلد ۱ ص ۳۳۹: الصواعق المحرقة ابن حجر (عربی) جلد ۱ ص ۳۲۵: الخصائص الكبرى سیوطی ج ۲ ص ۲۰۸

عائشہ سے مروی ہے کہ جس وقت عثمان قتل ہوئے تو انہوں نے کہا کہ: تم لوگ انہیں میل پکچیل سے پاک صاف کپڑے کی طرح کر دیا (یعنی پہلے گندے تھے اور اب پاک صاف ہو گئے تھے) ان کو مینڈھے کی طرح ذبح کر دیا۔ مسروق نے کہا کہ یہ آپ ہی کا عمل ہے آپ نے لوگوں کو لکھ کر ان پر خروج کرنے کا حکم دیا۔ عائشہ نے قسم کھائی کہ میں نے ایک لفظ نہیں لکھا۔ اعمش نے کہا کہ لوگ گمان کرتے ہیں عثمان پر خروج کیا جائے ہ حضرت عائشہ کے حکم سے لکھا گیا تھا۔ طبقات ابن سعد (اردو) جلد دوم ص ۱۷۷۔ انساب الاشراف جلد ۶ ص ۲۷۷۔

جب عثمان کے قتل کی اطلاع حضرت عائشہ کو ملی تو انہوں نے روتے ہوئے کہا

حج کو گئے تو انہوں نے منیٰ میں نماز میں قصر نہیں کیا بلکہ پوری نماز پڑھی، عبید اللہ ابن عمر سے قصاص قتل ہرمزان نہیں لیا۔ سیرۃ حلبیہ جلد سوم ص ۲۰۶، الصواعق المحرقة جلد ۲ ص ۳۳۴ (عربی)، اردو ص ۳۹۱ تا ۳۹۵، تاریخ خمیس ج ۲ ص ۲۷۱

عثمان کی مخالفت کے اسباب۔ عثمان کی مخالفت کا سبب یہ بھی ہے کہ خلافت سنبھالنے کے بعد انہوں نے تمام بڑے بڑے صحابہ کو ان کے عہدوں سے معزول اور بکدوش کر دیا تھا۔ سیرۃ حلبیہ جلد سوم ص ۲۰۰

وكان بين عثمان وعائشة منافرة وذلك أنه نقصها مما كان يعطيها عمر ابن الخطاب، وصيرها أسوة غيرها من نساء رسول الله، فإن عثمان يوما ليخطب إذ دلت عائشة قميص رسول الله، ونادت: يا معشر المسلمين! هذا جلباب رسول الله لم يبل، وقد أبلى عثمان سنته! فقال عثمان: رب اصرف عني كيدهن إن كيدهن عظيم

اور حضرت عثمان اور حضرت عائشہ کے درمیان نفرت تھی اس لئے کہ عثمان نے عائشہ کو جو عیٹے حضرت عمر نے مقرر کئے تھے تم کر کے دیگر ازواج النبی کے برابر کر دئے تھے۔ چنانچہ ایک روز جب عثمان خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک حضرت عائشہ آئیں اور رسول اللہ ﷺ کی قمیص لٹکائی اور اعلان کیا اے گروہ مسلمین یہ رسول ﷺ کا کرتا ہے اور ابھی بوسیدہ بھی نہیں ہوا اور عثمان نے رسول اللہ ﷺ کی سنت کو بوسیدہ کر دیا۔ جس پر عثمان نے کہا یہ مکاری ہیں اللہ مجھ کو انکی مکاری سے بچائے۔ تاریخ یعقوبی جلد ۲ ص ۲۸۴

عثمان پر اللہ رحم کرے وہ قتل ہو گئے۔ حضرت عمارؓ بن یاسرؓ نے کہا تم ہی لوگوں کو ان کے (عثمان) کے خلاف ورغلائی تھیں اور آج رو رہی ہو۔ فقال لها عمار یاسر: أنت بالأمس تحرضین علیہ ثم انت الیوم تبکینہ۔ الامامة والسیاسة دینوری جلد اول ص ۴۷ اور ص ۶۶؛ انساب الاشراف البلاذری ج ۵ ص ۷۰، ۷۵، ۹۱؛ طبقات ابن سعد طبع لیدن ج ۵ ص ۲۵؛ طبری ج ۵: ۱۴۰، ۱۶۶، ۱۷۲، ۱۷۶۔ اور ایک روایت ہے کہ یہ عمارؓ نے نہیں بلکہ حضرت ام المومنین ام سلمہ سے فرمایا تھا شرح نہج البلاغہ جلد ۱ ص ۲۱۷۔

جب حضرت عثمان محصور ہو گئے تو حضرت عائشہ نے حج کا ارادہ کیا مروان، زید بن ثابت اور دیگر لوگ حضرت عائشہ کے پاس آئے اور کہا آپ (عائشہ) حج کا ارادہ ملتوی کر دیتیں تو بہتر ہوتا اس لئے کہ آپ دیکھ رہی ہیں امیر المومنین (عثمان) محصور ہیں اور آپ کی موجودگی میں ان سے محاصرہ دور ہو جائے گا۔ اس پر حضرت عائشہ نے کہا میں اپنی سواری میں بیٹھ چکی ہوں میں اب رکنے والی نہیں ہوں۔ انہوں نے پھر درخواست کی حضرت عائشہ نے وہی جواب دیا اس پر مروان نے کہا: وحق قیس علی البلاد: حتی اذا ما استعرت اجلنا یعنی قیس نے شہروں کو آگ لگا دی یہاں تک کہ جب آگ بھڑک جائیگی تو اسے بجھا دے گا۔ (یعنی خود ہی آگ لگایا اور خود ہی بجھائے گا)۔ اس پر حضرت عائشہ نے کہا اس اشعار کو مجھ پر صادق کرنے والے اگر تمہارے اور تمہارے ان ساتھی (عثمان) کے جن کے معاملے نے تمہیں مشقت میں ڈالا ہے دونوں کے پاؤں میں اگر چکی بندھی ہو اور تم دونوں کو میں سمندر میں ڈوبتا ہوا دیکھوں تب بھی مجھے

مکہ جانا پسند ہے۔ طبقات ابن سعد (ج ۵ ص ۵۴ اردو)؛ عربی ج ۵ ص ۳۷؛ تاریخ مدینہ عمر بن شہبہ النعمیری متوفی ۲۶۲ھ ص ۱۱۷۲؛

قال عثمان اللهم اكفني طلحة بن عبيد الله فإنه حمل علي هؤلاء و آلهم والله إني لأرجو أن يكون منها صفر أو أن يسفك دمه إنه انتهك مني ما لا يحل له۔ حضرت عثمان نے کہا کہ اے اللہ تو مجھے طلحہ بن عبید اللہ سے نجات دے کیونکہ اسی نے باغیوں کو میرے خلاف بھڑکایا ہے اور انہیں جمع کیا ہے واللہ وہ میرا خون بہائے بغیر نہ جائے گا۔ طبری حصہ سوم ص ۴۵۹ نفیس اکڈمی

نائلة ابنة الفرافصة امراته فقالت أتكلم أو أسكت فقال تكلمي فقالت قد سمعت قول علي لك وإنه ليس يعاودك وقد أطعت مروان يقودك حيث شاء قال فما أصنع قالت تتقي الله وحده لا شريك له وتتبع سنة صاحبك من قبلك فإنك متى أطعت مروان قتلك ومروان ليس له عند الناس قدر ولا هيبه ولا محبة وإنما تر كك الناس لمكان مروان فأرسل إلى علي فاستصلحه فإن له قرابة منك وهو لا يعصى قال فأرسل عثمان إلى علي فأبى أن يأتيه وقال قد أعلمته أني لست بعائد۔

عثمان کی زوجہ نائلہ آئیں اور عثمان سے پوچھا کیا میں خاموش رہوں یا کچھ کہوں؟ عثمان نے کہا بولو!۔ نائلہ نے کہا: میں نے حضرت علیؓ کی گفتگو سنی اور آپ کے جواب دینے کے بعد وہ اب یہاں نہیں آئیں گے آپ مروان کے مشورے کو مان

رہے ہیں جہاں وہ لے جانا چاہتا ہے۔ عثمان نے کہا میں کیا کروں؟ تو نائلہ نے کہا: آپ اللہ سے ڈریں جو یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور اپنے صاحبوں (ابوبکر اور عمر) کے نقش قدم پر چلیں۔ اگر آپ مروان کے مشورہ پر چلیں گیں تو وہ آپ کو مروا دے گا۔ آپ حضرت علی کو بلوائیں اور ان کے مشورے پر عمل کریں۔ طبری اردو حصہ سوم ص ۷۳۷ نفیس اکیڈمی

و كانت عند عمرو وأخت عثمان لأمه أم كلثوم بنت عقبة بن أبي معيط ففارقتها عمرو عاص نے ام کلثوم جو عثمان کی بہن تھی طلاق دے دیا اس لئے کہ عثمان نے انہیں معزول کر دیا تھا۔ طبری اردو حصہ سوم ص ۷۳۰ نفیس اکیڈمی

فلما نفر عثمان أشخص معاوية وعبدالله بن سعد إلى المدينة ورجع ابن عامر وسعيد معه ولما استقل عثمان رجز الحادي قد علمت ضوامر المطي وضامرات عوج القسي أن الأمير بعده علي وفي الزبير خلف رضي وطلحة الحامي لها ولي فقال كعب وهو يسير خلف عثمان الأمير والله بعده صاحب البغلة وأشار إلى معاوية كتب إلى السري عن شعيب عن سيف عن بدر بن الخليل بن عثمان بن قطبة الأسدي عن رجل من بني أسد قال ما زال معاوية يطمع فيها بعد مقدمه على عثمان حين جمعهم فاجتمعوا إليه بالموسم ثم ارتحل فحدا به الراجز إن الأمير بعده علي وفي الزبير خلف رضي قال كعب كذبت صاحب الشهباء بعده يعني معاوية فأخبر معاوية فسأله عن الذي

بلغه قال نعم أنت الأمير بعده ولكنها والله لا تصل إليك حتى تكذب بحديثي هذا فوقعت في نفس معاوية وشار كهم في،

ایک ثنا خواں یہ اشعار پڑھ رہا تھا: تمام لاغر سواریاں اور لوگ جانتے ہیں کے عثمان کے بعد حضرت علی خلیفہ ہوں گے۔ حالانکہ زبیر اور طلحہ بھی حقدار ہیں، کعب جو عثمان کے پیچھے چل رہے تھے تو یہ سنا اور کہا واللہ عثمان کے بعد یہ نخر والا خلیفہ ہوگا اشارہ کیا معاویہ کی طرف۔ عثمان کے جانے کے بعد معاویہ خلافت کی تمنا کرنے لگے۔، طبری اردو حصہ سوم ص ۷۱۲ نفیس اکیڈمی

اقتلوا نعتلاً فقد كفر۔ یہ عائشہ کہتی تھیں عثمان بن عفان کے بارے میں کہ اس یہودی کو قتل کر دو یہ کافر ہو گیا ہے۔ حوالے حسب ذیل ہیں:-

طبری واقعات ۳۶ ہجری ج ۳ ص ۷۷۷؛ الامامة والرياسة ابن قتيبيه دینوری ج ۱ ص ۵۱، ۷۲؛ ابن عساکر ترجمہ الامام الحسن ص ۱۹۷؛ النهایة فی غریب الحدیث ج ۵ ص ۸۰؛ لسان العرب ۱۲ الامام العلامة ابن منظور متوفی ۶۳۰ھ ص ۷۷۰؛ تاج العروس ج ۸ ص ۱۲۱؛ أسد الغابة فی معرفة الصحابة ابن الاثیر جلد ۳ حالات صخر بن قیس طبع الخغب؛ المحصول فی علم اصول الفقہ فخر الدین رازی جلد ۴ ص ۳۴۳ طبع موسسة الرسالة بیروت، الفتنة وقعة الجمل ص ۱۵ اسیف بن عمر الضبی متوفی ۲۰۰ھ طبع دار النفائس بیروت؛ انسان العیون فی سیرة الامین المامون تالیف علی بن برهان الدین الحلبي

الشافعی متوفی ۹۷۵ھ جلد الثالث طبع مصطفی البابی الحبلی بمصر ص ۳۵۶، اعلام النساء فی عالمی العرب والاسلام ص ۳۲ الجز الثالث تالیف عمر رضا کحالہ طبع الهاشمیة دمشق؛ الکامل فی التاریخ ابن الاثیر الجزری متوفی ۶۳۰ھ ص ۱۰۰ جلد ثالث طبع دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان؛ روضتہ الاحباب جلد سوم ص ۶۱؛ التمهید و البیان فی مقتل الشہید عثمان تالیف محمد بن یحیی بن ابی بکر الاشعری متوفی ۶۷۲ھ طبع دارالثقافہ بیروت لبنان ص ۲۲۸۔

امام ذہبی کتاب میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۱۰۷ میں حالات زید بن وہب میں اور المزنی کتاب تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۱۱۳ کے حالات زید بن وہب لکھتے ہیں: عن حذیفہ: ان خرج الدجال تبعه من كان يحب عثمان حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ واکہ نے کہ جب دجال خروج کرے گا تو اس کے پیروی وہ کریں گے جو عثمان سے محبت رکھتے ہوں۔ (زید بن وہب کے بارے میں ذہبی من أجله التابعین وثقاتہم. و متفق علی الاحتجاج به: لکھتے ہیں کہ یہ اجل تابعین اور ان میں سب سے زیادہ ثقہ تھے)۔

مذکورہ کتابوں مورخین کے بارے:-

ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری صاحب کتاب امامتہ والیاستہ ولا دت ۲۱۳ھ اور وفات ۲۷۶ھ کتاب امامتہ والیاستہ مطبع الفتوح ادبیہ مصر دو اجزاء میں شائع ہوئی اور اس کے دیباچہ میں ابن قتیبہ کی نسبت لکھا ہے کہ فاضل تھا

ثقہ تھا اسکی ساری تصانیف نہایت عمدہ ہیں عرصہ تک دینور میں قاضی رہا اور اس ہی نسبت سے اس کو دینوری کہتے ہیں علامہ شلی نعمانی اپنی کتاب الفاروق حصہ اول دیباچہ ص ۶ پر لکھتے ہیں یہ نہایت نامور اور مستند مصنف ہے محدثین بھی اسکے اعتماد اور اعتبار کے قائل ہیں۔ ابن خلکان اپنی دقیات اعیان میں لکھتے ہیں ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری یامرزی نحوی بغوی انکی بہت سی تصانیف ہیں جن میں ایک معارف ہے فاضل عالم تھے ثقہ قابل اعتبار تھے بغداد میں سکونت اختیار کی اور وہاں حدیث کی روایت اسحق بن راہویہ ابو اسحق بن ابراہیم بن سفیان بن سلیمان بن ابی بکر بن عبد الرحمن بن زبیدی و ابی حاتم السجستانی سے کی اور ان سے ان کے لڑکے احمد اور ابن درستوری الفارسی نے کی ان کی تمام تصانیف نہایت مفید ہیں مولانا مودودی خلافت و ملوکیت صفحہ ۳۰۹ پر لکھتے ہیں ابن قتیبہ کے متعلق یہ خیال غلط ہے کہ وہ شیعہ تھا وہ ابو حاتم السجستانی اور اسحاق ابن راہویہ جیسے کٹر کا شاگرد اور دینور کا قاضی تھا! ابن کثیر اسکے متعلق لکھتے ہیں کہ ثقہ اور صاحب فضل و شرف آدمی تھا! حافظ ابن حجر کہتے ہیں یہ نہایت سچا آدمی تھا! مسلمہ بن قاسم کہتے ہیں نہایت سچا آدمی اور اہلسنت سے تھا! ابن حزم کہتے ہیں اپنے دین و علم میں بھروسہ کے قابل تھا! مصطفی کہتے ہیں ابن قتیبہ ثقہ اور اہلسنت سے تھا!

ابن ابی الحدید اصلی نام عبد الحمید بن ہبہ اللہ بن محمد بن محمد بن ابی الحدید عز الدین المدائنی ولادت ۵۸۶ھ اور وفات ۶۵۵ھ ان کا تعلق معتزلی فرقہ سے تھا فرقہ معتزلہ کا بانی و اصل بن عطار تھا (متوفی ۱۳۱ھ) جن کا یہ عقیدہ تھا (معاذ اللہ) ”اگر علیؑ اور طلحہ اور زبیر میرے سامنے ترکاری کی ایک ٹوکری پر بھی گواہی دے

تو میں قبول نہ کروں، کیونکہ اُن کے فاسق ہونے کا احتمال ہے“۔ خلافت و ملوکیت علامہ مودودی صفحہ ۲۱۹۔ محمد بن شاکر بن احمد متوفی ۶۴۲ھ اپنی کتاب فوات الوفيات جز اول ص ۲۳۸ میں لکھتے ہیں یہ بہت بڑے فاضل تھے۔ علامہ کمال الدین عبدالرزاق بن احمد بن محمد بن ابی المعالی الثیبانی اپنی کتاب مجمع الادب فی معجم الاقاب میں لکھتے ہیں: کہ ابن ابی الحدید حکیم اصولی تھا اور بہت بڑا عالم اور فاضل تھا۔ ابن ابی الحدید اپنے اعتقاد کے بارے میں لکھتے ہیں:

اتفق شیوخنا كافة رحمهم الله المتقدمون منهم والمتأخرون البصريون والبغداديون على ان بيعة ابي بكر الصديق بيعة صحيحة شريعة وانها لم تكن عن نص وانما كانت بالا اختيار الذي ثبت بالا جماع۔ شرح نهج البلاغة ابن ابی الحدید جلد اول ص ۷۔

ہمارے تمام شیوخ اللہ اُن پر رحم فرمائے، چاہے وہ متقدمین میں سے ہوں یا متاخرین میں سے چاہے وہ بصری ہوں یا وہ بغدادی ہوں سب اس بات پر متفق ہیں کہ ابو بکر صدیق کی بیعت صحیح اور شرعی تھی اور وہ بے شک کسی نص کے بنیاد پر نہیں تھی بلکہ اسے اس اختیار کی بنیاد پر ہے جو اجماع سے ثابت ہے۔

اسی کتاب اور صفحہ پر مزید تحریر فرماتے ہیں کہ:

ان ابا بكر افضل من على عليه السلام وهو لا يجعلون ترتيب الاربعة في الفضل كترتيبهم في الخلافة۔

ابو بکر علیؓ سے افضل تھے اور یہ تمام ہمارے شیوخ ان چاروں خلفاء کی ترتیب

کے حساب سے اُن کی فضیلت کے قائل ہیں۔

مزید آگے صفحہ ۹ پر تحریر فرماتے ہیں۔ ان الامامة اختيار من الامة و ذلك ان الله عزوجل لم ينص على رجل بعينه ولا رسوله ولا اجتمع المسلمون عنده على رجل بعينه وان اختيار ذلك مفوض الى الامة سواء كان قريشا او غير من اهل ملة الاسلام وسائر فرق الشيعة والروافضة والروانديه ان الامامة في قريش۔

امامت امت کے اختیار سے ہے اور وہ اس لئے کہ اللہ عزوجل کی جانب سے کسی شخص معین کے لئے کوئی نص نہیں ہے اور نہ ہی اس کو رسول کی طرف سے کوئی معین ہوا اور نہ ہی مسلمانوں نے پیغمبرؐ کی حیات میں کسی خاص شخص کے لئے اجماع کیا البتہ یہ اختیار امت کو دے دیا گیا۔ چاہے وہ قریشی ہو یا کوئی غیر۔ پس ملت اسلام سے ہونا چاہئے۔ فرق یہ ہے کہ شیعہ رافضی اور رواندیہ کا یہ نصب العین ہے کہ امامت قریش میں رہے گا۔

کیا حضرت عثمان (رض) کے قاتل صحابہ کرام (رض) تھے

کیا یہ درست ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل بھی صحابہ کرام ہی تھے؟

قاتلان حضرت عثمان

افروه بن عمرو انصاری جو بیعت عقبہ میں بھی موجود تھے۔ استیعاب: ۳: ۵۲۳؛ اسد الغابہ ۴: ۷۵۳۔ قال ابن وضاح: انما سكت مالک في الموطا عن اسمه لانه كان ممن اعان على قتل عثمان۔

۲۔ محمد بن عمرو بن حزم انصاری۔ یہ وہ صحابی رسول ہیں جن کا

نام بھی پیغمبر (ﷺ) ہی نے رکھا تھا۔ استعیاب ۲۳۴: ۳ و لد قبل وفا رسول اللہ بستین... فکتب الیہ ای الی والدہ رسول اللہ سمہ محمد۔ و کان اشد الناس علی عثمان المحمّدون: محمد بن ابی بکر، محمد بن حذیفہ، و محمد بن عمرو بن حزم..

۳۔ جلد بن عمرو ساعدی انصاری بدری۔ یہ وہ صحابی رسول (ص) تھے جنہوں نے حضرت عثمان (رض) کے جنازہ کو قیام میں دفن نہیں ہونے دیا تھا۔ انساب ۴۱: ۴؛ تاریخ المدینہ ۲۱۱: ۱۔ ہو اول من اجترأ علی عثمان.. لما ارادوا دفن عثمان، فانتھوا الی البقیع، فمنهم من دفنه جبل بن عمرو فانطلقوا الی حش کو کب دفن ہوئی،

۴۔ عبد اللہ بن بدیل بن ورقائی خزاعی۔ یہ فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے تھے امام بخاری اپنی تاریخ اسلام لکھتے ہیں کہ یہ وہی صحابی ہیں جنہوں نے حضرت عثمان (رض) کا گلا کاٹا۔ تاریخ الاسلام (الخلفاء) (۲۵: ۷)۔ اسلم مع ابیہ قبل الفتح وشهد الفتح وما بعدہ... انہ ممن دخل علی عثمان فطعن عثمان فی ودجہ...

۵۔ عمرو بن حمق: یہ بھی صحابی پیغمبر (ﷺ) تھے جنہوں نے امام مزنی لکھتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر پیغمبر (ﷺ) کی بیعت کی تھی اور امام ذہبی نے لکھا کہ یہ وہی صحابی ہیں جنہوں نے حضرت عثمان (رض) پر خنجر کے پے در پے نو (۹) وار پلاتے ہوئے کہا: تین خنجر خدا کے لئے مار رہا ہوں اور چھ اپنی طرف سے۔ تہذیب الکمال ۴۰۲: ۴۱؛ تہذیب التہذیب ۲۲: ۸۔ بایع النبی فی حج الوداع وصحبہ..، کان احد

من اب علی عثمان بن عفان وقال الذہبی ان المصریین اقبلوا یریدون عثمان... وکان رؤؤسائهم اربع..: و عمرو بن حمق الخزاعی.. تاریخ الاسلام الخلفاء: و وثب علیہ عمرو بن الحمق وبہ عثمان رمق و طعنه، تسع طعنات وقال: ثلاث لله وست لمانی نفسی علیہ.

۶۔ عبد الرحمن بن عدیس: یہ اصحاب بیعت شجرہ میں سے ہیں اور قرطبی کے بقول مصر میں حضرت عثمان کے خلاف بغاوت کرنے والوں کے لیڈر تھے یہاں تک کہ حضرت عثمان کو قتل کر ڈالا۔ استعیاب ۳۸۳: ۲؛ تاریخ الاسلام الخلفاء: ۴۵۔ عبد الرحمن بن عدیس مصری شہد الحدیبی و کان ممن بایع تحت الشجر رسول اللہ وکان امیر علی الجیش القادمین من مصر الی المدین الذین حصر و عثمان وقتلوه.

تصویر کے دورخ

۱۔ حدثنا أبو الیمان أخبرنا شعیب عن الزهري قال أخبرني أبو سلمة بن عبد الرحمن أن أبا سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه قال بينما نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يقسم قسما أتاه ذو الخويصرة وهو رجل من بني تميم فقال يا رسول الله اعدل فقال ويلك ومن يعدل إذا لم أعدل قد خبت وخسرت إن لم أكن أعدل فقال عمر يا رسول الله انزلني فيه فأضرب عنقه فقال دعه فإن له أصحابا يحقر أحدكم صلاته مع صلاتهم وصيامه مع صيامهم يقرؤون القرآن لا يجاوز تراقيهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية ينظر إلى نصله فلا يوجد فيه شيء ثم ينظر إلى رصافه فما يوجد فيه شيء ثم ينظر إلى نضيه وهو قد حده فلا يوجد فيه شيء ثم ينظر إلى قدذه فلا يوجد فيه شيء قد سبق الفرت والدم آيتهم رجل أسود إحدى عضديه مثل ثدي المرأة أو مثل البضعة تدردر ويخرجون على حين فرقة من الناس قال أبو سعيد فأشهد أني سمعت هذا الحديث من رسول الله صلى الله عليه وسلم وأشهد أن علي بن أبي طالب قاتلهم وأنا معه فأمر بذلك الرجل فالتمس فأتي به حتى نظرت إليه على نعت النبي صلى الله عليه وسلم الذي نعتته:-

ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا کہا کہ ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے، کہا مجھ کو ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے خبر دی کہ ابو سعید خدریؓ نے کہا: ایک بار ہم آنحضرت ﷺ کے پاس موجود تھے آپ حنین کا مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے اتنے میں ایک شخص ذو الخويصرة، بنی تمیم کے قبیلے کا تھا آیا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! عدل کرو (انصاف کرو) آپ نے فرمایا: اے تم بخت! اگر میں انصاف نہ کروں گا تو دنیا میں کون انصاف کرے گا؟ اگر میں ظالم ہوں تو تیری تباہی اور بربادی ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر نے کہا: یا رسول اللہ! حکم دیجئے تو اس کی گردن اڑادوں۔ آپ نے فرمایا: جانے دو اس کے ساتھیوں میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے تم میں کوئی اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابل حقیر جانے گا، اور اپنے روزے کو ان کے روزوں کے مقابل ناچیز سمجھے گا وہ قرآن پڑھیں گے (یعنی ہمیشہ یہ اپنے بیان کی دلیل میں قرآن کے حوالے سے دیں گے) مگر قرآن ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا۔ یہ لوگ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر جانور سے پار ہو جاتا ہے۔ ان لوگوں کی نشانی یہ ہوگی کہ ان میں ایک سیہ فام شخص ہوگا جس کے سینہ کا ایک حصہ عورت کے پستان کی طرح ہوگا اور یہ لوگ اس وقت ظاہر ہوں گے جب انسانوں میں تفریق ہو جائے گی۔ ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں میں اللہ کی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی ابن ابی طالب نے ان لوگوں کو قتل کیا اور میں اس جنگ آپ کے ساتھ تھا انہوں نے حکم دیا تھا کہ مقتولوں کو تلاش کرو لوگوں نے تلاش کیا تو اسی صفت ایک کا شخص ملا۔ صحیح بخاری (اردو) کتاب المناقب ج ۲، باب ۳۷۸، حدیث ۸۱۶-۸۱۷۔ (علامہ وحید الزمان مترجم اور شارح صحیح بخاری اپنی شرح تیسیر

البحاری جلد ۸ کتاب الادب باب ماجاء فی قول الرجل کے ذیل میں ص ۱۱۵ تحریر فرماتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبادت اور تقویٰ اور زہد کچھ کام نہیں آتا نہ خدا کی بارگاہ میں اس کی وجہ سے وہ مقبول ہو سکتا ہے جب تک اللہ اور اس کے رسول اور اہل بیت سے محبت نہ رکھے۔ محبت ہی تو چیز ہے جو تھوڑی سی عبادت پر آدمی کو ولایت کے درجہ پر پہنچا دیتی ہے۔ محبت ہی میں سب کچھ ہوتا ہے)

اسی مضمون کے ذیل میں صحیح مسلم سے تین احادیث پیش ہیں۔ جس میں خوارج

کا طریقہ بھی بتلا دیا گیا ہے:-

باب ذکر الخوارج و صفاتہم

۱۔ حدثنا محمد بن رمح بن المهاجر أخبرنا الليث عن يحيى بن سعيد عن أبي الزبير عن جابر بن عبد الله قال أتى رجل رسول الله صلى الله عليه وسلم بالجعرانة منصرفه من حنين وفي ثوب بلال فضة ورسول الله صلى الله عليه وسلم يقبض منها يعطي الناس فقال يا محمد اعدل قال ويلك ومن يعدل إذا لم أكن أعدل لقد خبت وخسرت إن لم أكن أعدل فقال عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه دعني يا رسول الله فأقتل هذا المنافق فقال معاذ الله أن يتحدث الناس أني أقتل أصحابي إن هذا وأصحابه يقرؤون القرآن لا يجاوز حناجرهم يمرقون منه كما يمرق السهم من الرمية۔

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جعرانہ میں تھے جب کہ ہم جنگ حنین سے واپس ہو رہے تھے حضرت بلالؓ کے کپڑے میں چاندی

تھی اور رسول اللہ ﷺ مٹھی سے لے لے کر تقسیم کر رہے تھے ایک شخص آیا اور اس نے کہا اے محمد! (ﷺ) انصاف سے کام لو۔ آپ نے ارشاد فرمایا اگر عدل نہ کروں تو پھر کون کرے گا۔ اس پر حضرت عمر نے کہا حکم دیں تو میں اس منافع کو قتل کر دوں۔ آپ نے فرمایا اللہ کی پناہ! لوگ کہیں گے میں اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہوں۔ یہ وہ ہے جس کے اصحاب قرآن پڑھیں گے اور قرآن ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا (وحید الزمان لکھتے ہیں کہ قرآن گلے سے نہیں اترنے سے مراد، سوائے لفظوں کی تلاوت کے یعنی معانی یہ مطالب اپنے دل سے نکال لیں گے)۔ اور دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے آر پار ہو جاتا ہے۔

۲۔ حدثنا هناد بن السري حدثنا أبو الأحوص عن سعيد بن مسروق عن عبد الرحمن بن أبي نعم عن أبي سعيد الخدري قال بعث علي رضي الله تعالى عنه وهو باليمن بذهبية في تربتها إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقسمه رسول الله صلى الله عليه وسلم بين أربعة نفر الأقرع بن حابس الحنظلي وعيينة بن بدر الفزاري وعلقمة بن علاثة العامري ثم أحد بنى كلاب وزياد الخير الطائي ثم أحد بنى نبهان قال فغضبت قريش فقالوا أيعطي صنديد نجد ويدعنا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إني إنما فعلت ذلك لأتألفهم فجاء رجل كثر اللحية مشرف الوجنتين غائر العينين ناتيء الجبين محلوق الرأس فقال اتق الله يا محمد قال فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم فمن يطع الله إن عصيته أيأمنني على أهل الأرض ولا تأمنوني قال ثم أدبر الرجل فاستأذن رجل من

القوم في قتله يرون أنه خالد بن الوليد فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن من ضئضيء هذا قوما يقرأون القرآن لا يجاوز حناجرهم يقتلون أهل الإسلام ويدعون أهل الأوثان يمرقون من الإسلام كما يمرق السهم من الرمية لئن أدركتهم لأقتلنهم قتل عاد۔

۳۔ حدثنا قتيبة بن سعيد حدثنا عبد الواحد عن عمارة بن القعقاع حدثنا عبد الرحمن بن أبي نعم قال سمعت أبا سعيد الخدري يقول بعث علي بن أبي طالب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم من اليمن بذهبة في أديم مقروظ لم تحصل من ترابها قال فقسماها بين أربعة نفر بين عيينة بن حصن والأقرع بن حابس وزيد الخيل والرابع إما علقمة بن علاثة وإما عامر بن الطفيل فقال رجل من أصحابه كنا نحن أحق بهذا من هؤلاء قال فبلغ ذلك النبي صلى الله عليه وسلم فقال ألا تأمنوني وأنا أمين من في السماء يأتيني خبر السماء صباحا ومساء قال فقام رجل غائر العينين مشرف الوجنتين ناشز الجبهة كثر اللحية محلوق الرأس مشمر الإزار فقال يا رسول الله اتق الله فقال ويلك أو لست أحق أهل الأرض أن يتقي الله قال ثم ولي الرجل فقال خالد بن الوليد يا رسول الله ألا أضرب عنقه فقال لا لعله أن يكون يصلي قال خالد وكم من مصل يقول بلسانه ما ليس في قلبه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إني لم أومر أن أنقب عن قلوب الناس ولا أشق بطونهم قال ثم نظر إليه وهو مقف فقال إنه يخرج من ضئضيء هذا قوم يتلون كتاب الله رطبا لا يجاوز حناجرهم يمرقون من الدين

کما يمرق السهم من الرمية قال أظنه قال لئن أدرکتهم لأقتلنهم قتل ثمود۔
 ابوسعید خدری روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ سونا بھیجا ایک چمڑے کے تھیلے میں۔ تو آپ نے چار آدمیوں میں اس کو بانٹا عیینہ بن بدر و الاقرع بن حابس و زید بن الخیل و علقمة بن علاثة یا عامر بن طفیل۔ تو ایک نے اصحاب میں سے کہا کہ ہم اس کے زیادہ حقدار تھے۔ آپ جب اس علم ہو تو آپ نے فرمایا : کیا تم مجھ کو امانت دار نہیں جانتے جب کہ میں اس کا امانت دار ہوں جو آسمانوں کا مالک ہے اور۔ پھر ایک شخص کھڑا ہوا جس کی دونوں آنکھیں ذہینی ہوئیں پیشانی ابھری ہوئی، گہری داڑھی، سر منڈا ہوا اور تھمبند (پاجاما) (تاریخین! یہ علیہ اور نظریہ کس سے ملتا ہے وہ غور طلب ہے) اٹھا ہوا اور کہنے لگا۔ یا رسول اللہ! اللہ سے ڈرو۔ آپ نے فرمایا تیری خرابی ہو اللہ سے ڈرنے کا تو مستحق ہے۔ پھر جب وہ جانے لگا تو خالد بن ولید کہا اجازت ہو تو اس کا سر قلم کر دوں۔ آپ نے فرمایا نہیں شاید یہ نمازی ہو۔ خالد نے سوال کیا: کیا نمازی لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں؟، آپ نے فرمایا: مجھے کسی کا دل چیر کر دیکھنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ اور نہ کسی کا پیٹ پھاڑنے کا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا: اس کے قوم میں ایسے لوگ نکلیں گے جو اللہ کی کتاب پڑھیں گے مگر گلے سے نہیں اترے گی، دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔ اگر ان کو میں پاؤں تو ثمود کی طرح قتل کروں۔ شرح صحیح مسلم کتاب الزکاة صفت خوارج۔ اردو جلد سوم ص ۸۱ تا ۸۳۔

ذو الثدية له ذكر فيمن قتل مع الخوارج في النهروان ويقال هو ذو الخويصرة الآتي وقال أبو يعلى في مسنده رواية بن المقري عنه حدثنا محمد

بن الفرع حدثنا محمد بن الزبرقان حدثني موسى بن عبيدة أخبرني هو د بن عطاء عن أنس قال كان في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم رجل يعجبنا تعبه واجتهاده وقد ذكرنا ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم باسمه فلم يعرفه فوصفناه بصفته فلم يعرفه فبينما نحن نذكره إذ طلع الرجل فلنا هو هذا قال إنكم لتخبروني عن رجل إن في وجهه لسفعة من الشيطان فأقبل حتى وقف عليهم ولم يسلم فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم فأنشدك الله هل قلت حين وقفت على المجلس ما في القوم أحد أفضل مني أو خير مني قال اللهم نعم ثم دخل يصلي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من يقتل الرجل فقال أبو بكر أنا فدخل عليه فوجده يصلي فقال سبحان الله أقتل رجلا يصلي وقد نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن قتل المصلين فخرج فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما فعلت قال كرهت أن أقتله وهو يصلي وأنت قد نهيت عن قتل المصلين قال من قتل الرجل قال عمر أنا فدخل فوجده واضعا جبهته فقال عمر أبو بكر أفضل مني فخرج فقال له النبي صلى الله عليه وسلم مه قال وجدته واضعا وجهه لله فكرهت أن أقتله فقال من يقتل الرجل فقال علي أنا فقال أنت إن أدر كته فدخل عليه فوجده قد خرج فخرج إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له مه قال وجدته قد خرج قال لو قتل ما اختلف من أمتي رجلا كان أولهم وآخرهم قال موسى فسمعت محمد بن كعب يقول الذي قتله علي ذو الثدية - الاصابة ابن حجر ج ۲ ص ۳۲۱ سلسله ۲۴۵۳؛ مسند أبي يعلى

ج ۱ ص ۹۰ و ج ۷ ص ۱۶۹؛ سنن دار قطنی ج ۲ ص ۲۱ - تاریخ دمشق (مختصر) ج ۸ ص ۵۱۶۔

انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے کے زمانے میں ایک شخص تھا جس کی عبادت و اجتهاد پر ہمیں بے حد تعجب ہوا کرتا تھا۔ ہم نے ایک مرتبہ رسول اللہ سے اس کا نام لے کر ذکر کیا گیا رسول اللہ ﷺ نے نہیں پہچانا۔ ہم نے اس کی صفیں بیان کیں۔ تب بھی آپ نہ پہچانا، ہم اس کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے کہ ناگاہ وہ شخص آتا دکھائی دیا۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ یہی وہ شخص ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تم لوگ مجھ سے ایسے شخص کا ذکر کر رہے ہو جس کے چہرے پر شیطان کی رنگت ہے۔ اتنے میں وہ شخص بالکل سامنے آگیا اور کھڑا رہا اور سلام نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے سوال کیا: میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ جب تم مجمع میں تھے تو تم نے یہ بات کہی کہ پوری قوم میں مجھ سے بہتر یا افضل کوئی شخص نہیں؟۔ اس نے کہا: ہاں۔ پھر وہ شخص وہاں سے چلا اور چل کر نماز پڑھنے لگا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون ہے جو جا کر اس کو قتل کر دے؟۔ حضرت ابو بکر نے کہا: میں اس خدمت کے لئے حاضر ہوں یا رسول اللہ!۔ وہ اس کے پاس گئے دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے۔ انہوں نے عذر پیش کیا کہ: سبحان اللہ! وہ نماز پڑھ رہا ہے میں ایک نمازی کو کیسے قتل کروں۔ جب پلٹ کر واپس آئے تو رسول اللہ نے پوچھا کہو کیا کر آئے؟ انہوں نے جواب دیا کہ: میں نے پسند نہیں کیا کہ نماز پڑھتے والے کو قتل کروں اس لئے کہ آپ نے نمازیوں کو قتل کرنے سے منع کیا تھا۔ رسول اللہ نے پھر سوال

کیا کہ کون ہے جو اسے قتل کر دے؟ حضرت عمر بولے میں حاضر ہوں یا رسول اللہؐ۔ وہ بھی اس کے پاس پہنچے اور دیکھا کہ وہ اپنی پیشانی زمین پر رکھے ہے یعنی سجدے میں ہے۔ حضرت عمر نے سوچا کہ ابو بکر جو مجھ سے افضل ہیں (جب انھوں نے قتل نہیں کیا، تو میں کیسے کروں) چنانچہ وہ واپس چلے آئے۔ رسول اللہؐ نے پوچھا کہ جو کیا کر آئے؟ حضرت عمر نے جواب دیا: میں اسے اس حال میں پایا کہ وہ اپنی پیشانی اللہ کے سجدے میں رکھے ہوئے ہے، مجھے اس کا قتل گوارا نہ ہوا۔ پھر رسول اللہؐ نے آواز دی کون ہے جو اس کو قتل کرے؟ حضرت علیؑ نے کہا: میں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا ہاں بشرطیکہ وہ تمہارے ہاتھ بھی لگے۔ حضرت علیؑ اس کی طرف روانہ ہوئے مگر وہاں پہنچ کر دیکھا تو وہ جاچکا تھا۔ چنانچہ حضرت علیؑ واپس آئے۔ رسول اللہؐ نے پوچھا: کہو کیا خبر ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا: یا رسول اللہؐ وہ جاچکا تھا۔ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: اگر یہ شخص آج قتل ہو جاتا تو میری امت کے کوئی دو شخص آپس میں اختلاف نہ کرتے۔

ایسی ہی ایک اور روایت ہے الفاظ ذرا مختلف ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے ذوالشہداء یا ذوالخویرہ کو دیکھا کہ سجدہ میں ہے۔ آپ نماز پڑھ کر جب فارغ ہو گئے مگر وہ سجدہ ہی میں پڑا رہا۔ آپ نے فرمایا کہ کون ہے جو اس کو قتل کرے حضرت ابو بکر نے کہا: میں جا کر قتل کرتا ہوں۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئے اور کہا کہ میں ایک شخص کو جب کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے قتل نہیں کر سکتا۔ آپ نے حضرت عمر کو بھیجا۔ وہ بھی پلٹ کر واپس آگئے یہی عذر کیا کہ میں ایک نمازی کو کیسے قتل کروں۔ آپ نے حضرت علیؑ کو روانہ کیا۔ جب حضرت علیؑ وہاں پہنچے وہ وہاں سے چلا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا اگر وہ قتل ہو جاتا تو

فقتلہ دب جاتا۔ وہ اس کا گروہ کافر تھا جو دین سے اس طرح نکل گیا جیسے تیر کمان سے۔
حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا بکر بن عيسى ثنا جامع بن مطر الحبطي ثنا أبو روية شداد بن عمران القيسي عن أبي سعيد الخدري ان أبا بكر جاء إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله إني مررت بوادي كذا وكذا فإذا رجل متخشع حسن الهيئة يصلي فقال له النبي صلى الله عليه وسلم اذهب إليه فاقتله قال فذهب إليه أبو بكر فلما رآه على تلك الحال كره ان يقتله فرجع إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فقال النبي صلى الله عليه وسلم لعمر اذهب فاقتله فذهب عمر فرآه على تلك الحال التي رآه أبو بكر قال فكره أن يقتله قال فرجع فقال يا رسول الله إني رأيتته يصلي متخشعا فكرهت أن أقتله قال يا علي اذهب فاقتله قال فذهب علي فلم يره فرجع علي فقال يا رسول الله انه لم يره قال فقال النبي صلى الله عليه وسلم ان هذا وأصحابه يقرؤون القرآن لا يجاوز تراقيهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية ثم لا يعودون فيه حتى يعود السهم في فوقه فاقتلوهم هم شر البرية۔ مسند احمد ابن حنبل جلد ۳ ص ۳۱۔

ایک اور حدیث ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر ایک روز رسول اللہ ﷺ کی خدمت آئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! میرا گدرفلاں وادی سے ہوا میں نے وہاں ایک خوشنما شکل و شمائل اور بہت ہی خضوع و خشوع والے انسان کو نماز پڑھتے دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فوراً جاؤ اور اس کو قتل کر ڈالو۔ حضرت ابو بکر گئے مگر جب اس شخص کو نماز پڑھتے ہوئے پایا تو انھیں اچھا نہیں معلوم ہوا

کہ اسے قتل کریں، واپس رسولؐ کی خدمت آئے۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ کو بھیجا کہ جاؤ اسے قتل کرو۔ وہ گئے اور انھیں بھی گوارا نہ ہوا کہ اسے حالت نماز میں قتل کریں پلٹ کر آئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اسے بہت خشوع اور خضوع سے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اس لئے مجھے اچھا معلوم نہیں ہوا کہ میں اس قتل کرتا۔ اب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ تم جاؤ اور جا کر اسے قتل کر ڈالو۔ حضرت علیؓ گئے اور نہیں پایا۔ حضرت علیؓ خدمت رسولؐ میں واپس آئے اور عرض کیا کہ: میں گیا تو وہ جاچکا تھا، میں نے اسے نہیں پایا۔ رسالت ﷺ نے فرمایا۔ اس شخص اور اس کے اصحاب کی حالت یہ ہوگی کہ وہ قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے گلے سے نہیں اترے گا۔ دین سے یوں نکل جائیں گے جس طرح تیرہ دن کے پار ہوجاتا ہے۔ ان کا دین میں واپس آنا اسی طرح ناممکن ہوگا جس طرح چلا ہوا تیرکمان میں پلٹ آئے، انھیں یہ تیغ کر ڈالو کہ یہ بدترین خلائق ہیں۔

مسند امام احمد ابن حنبل جلد ۳ ص ۳۱

مذکورہ روایتوں سے یہ واضح ہے اصحاب رسولؐ حیات رسولؐ ہی میں حکم پیغمبرؐ بجا لانے میں اپنی رائے پر عمل کتنا بہتر سمجھتے تھے حکم پیغمبرؐ کی ان کے نزدیک کوئی وقعت نہ تھی۔ بس جو کچھ تھا ان کا اجتہاد، ان کی رائے تھی اور ان کا قیاس تھا۔

تفترق امتی علی فرقتین تمرق بینہما فرقة محلقون رؤوسہم محفون شواربہم ازہم الی انصاف سوقہم یقرؤن القرآن لایتجاوز تراقیہم یقتلہم احبہم الی واحبہم الی اللہ تعالیٰ۔ تاریخ بغداد خطیب ج ۱ ص ۱۷۲

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میری امت دو فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی اور ان دو

میں سے ایک فرقہ نکل کھڑا ہوگا اس فرقہ کے لوگ سرمنڈوائیں گے اور مونچھیں باریک کٹوائیں گے اور آدھی پنڈلیوں تک تہبند باندھے ہوں گے۔ وہ قرآن کی تلاوت کریں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، انہیں وہ شخص قتل کرے گا جو مجھے اور اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔ (غور فرمائے یہ علیہ کس سے ملتا ہے؟)

امرت بقتال الناکثین، والقاسطین والمارقین: حضرت علیؓ نے فرمایا مجھ کو اس امر کا حکم دیا گیا کہ میں قتال کروں بیعت توڑنے والوں سے، اور بے انصاف ظالموں سے اور دین سے باہر ہوجانے والوں سے۔ بیعت توڑنے والے اصحاب جمل جو حضرت علیؓ سے بیعت کر کے پھر گئے، قاسطین معاویہ اور ان کے ساتھ والے، جو ظالم اور باغی تھے اور خلیفہ وقت سے لڑے، اور مارقین سے مراد جو دین سے باہر ہو گئے تھے وہ خارجی تھے جو مومنوں کے سردار کو کافر کہہ کر خود کافر بن گئے۔ النہایۃ فی غریب الحدیث ابن الاثیر ج ۴ ص ۶۰، ج ۵ ص ۱۱۲؛ لسان العرب ج ۲ ص ۱۹۶؛ مستدرک الصحیحین ج ۳ ص ۱۳۹؛ کنز العمال ج ۱۱ ص ۲۹۲؛ البدایۃ والنہایۃ ابن کثیر ذکری مدح حضرت علیؓ فی قتل خوارج ج ۷ ص ۱۳۳۔

حدثنا مالک بن اسماعیل: حدثنا ابن عیینہ، عن عمرو: سمع جابر بن عبد اللہ

قال: أتى النبي ﷺ وآله عبد الله بن أبي بعد ما دفن فأخبره فنفت فيه من ريقه و البسه قميصه۔ ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں جابرؓ سے سنا، انہوں نے کہا آنحضرت ﷺ عبد اللہ بن ابی منافق کی قبر پر اس وقت آئے جب وہ دفن ہو چکا تھا۔ آپ نے اس کی لاش نکوائی اور اپنا لعاب اس پر

ڈالا اور اپنا کرتہ اس کو پہنایا۔ صحیح بخاری کتاب الجنائز تیسیر الباری ج ۲ ص ۲۵۳۔

کان یوم أحد هز منا ففررت حتى سعدت العجل عمر ابن خطاب کہا کہ جب ہم کو احد کے دن ہزیمت اٹھانی پڑی تو ہم سب بھاگ گئے یہاں تک کہ میں پہاڑ پر چڑھ گیا۔ وہاں میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ اس طرح اچھل کود رہا ہوں جیسے بکری کودتی ہے۔ تفسیر درمنثور سیوطی ج ۲ ص ۸۸؛ جامع البیان طبری ج ۴ ص ۱۹۳؛ کنز العمال ج ۲ ص ۳۶۶۔ (شائد اسی وجہ سے لفظ ”بز دل“ پیدا ہوا۔ بکری کا دل)

لما كره قوله الارجل ياتيني بخبر القوم يكون معي يوم القيامة ولم يجيبه احد قال ابو بكر يا رسول قل حذيفة: خندق کے وقت جب رسول اللہ نے بار بار لوگوں سے کہا: کیا کوئی بھی جا کر خبر لاسکتا ہے؟ تو ابو بکر نے کہا یا رسول اللہ آپ حذیفہؓ سے کہتے صحیح مسلم باب غزوة احزاب جلد ۵ ص ۱۷۷؛ تاریخ ابن عساکر ج ۱۲ ص ۲۷۸ و ۲۸۱؛ کنز العمال ج ۱۰ ص ۴۴۶؛ فتح الباری ج ۷ ص ۳۰۷

علامہ جلال الدین سیوطی نے لکھا کہ قال رسول الله يا ابو بكر قال استغفر الله ورسوله ثم قال ان شئت ذهبت فقال يا عمر قال استغفر الله ورسوله ثم قال رسول الله يا حذيفة فقلت ليبيك فقامت حتى اتيت۔ آنحضرتؐ نے نام لیکر فرمایا اے ابو بکر تم کیوں نہیں جاتے؟ تو ابو بکر نے کہا میں اللہ اور رسولؐ سے معافی مانگتا ہوں اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا اگر تم چاہو تو ضرور جا سکتے ہو۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا اے عمر تم جا کر خبر لے آؤ۔ عمر نے بھی یہ کہا کہ میں اللہ اور رسولؐ سے معافی مانگتا ہوں اب

آنحضرتؐ نے فرمایا اے حذیفہ! تو۔ حضرت حذیفہؓ نے کہا بلیک۔ الدر المنثور ج ۵ ص ۱۸۵؛ تاریخ ابن عساکر ج ۱۲ ص ۲۷۸۔

حذیبیہ کے وقت آنحضرتؐ نے حضرت عمر ابن خطاب سے کہا کہ جا کر شرفا سے قریش کو مطلع کرو کہ ہم لڑنے نہیں آئے ہیں، بلکہ زیارت کعبہ کے لئے آئے ہیں تو حضرت عمر ابن خطاب نے کہا کہ: وہ لوگ مجھے قتل کر دیں گے یا ایذا دیں گے آپ عثمان بن عفان کو بھیجنے کہ بنی امیہ کے لوگ وہاں ہیں ان کی حفاظت کریں گے۔ کنز العمال ج ۱۰ ص ۴۸۱؛ جامع البیان طبری ج ۲۶ ص ۱۱۱؛ ابن عساکر ج ۳۹ ص ۷۶ و ۷۸؛ اردو تاریخ طبری ج ۱ ص ۳۳۳، عربی تاریخ طبری ج ۲ ص ۲۷۸؛ البدایہ والنہایہ باب حدیبیہ ج ۴ ص ۱۹۱؛ سیرة ابن ہشام باب حدیبیہ ج ۳ ص ۷۸۰۔

جب آنحضرتؐ نے صلح حدیبیہ کی تو حضرت عمر ابن خطاب بہت ناراض ہوئے اور کہا۔ واللہ ماشککت منذ اسلمت الا یومئذ فأتیت النبی۔ اللہ کی قسم آج سے زیادہ اسلام لانے کے بعد نبی کے بارے میں اتنا کبھی شک نہیں ہوا۔ تفسیر درمنثور ج ۶ ص ۷۷؛ صحیح ابن حبان ج ۱۱ ص ۲۲۴؛ الاحکام ابن حزم ج ۳ ص ۴۲۴؛ تاریخ ابن عساکر ج ۵ ص ۲۲۹؛ جامع البیان ابن جریر طبری جلد ۲۶ ص ۳۳۹۔ المصنف عبدالرزاق الصنعائی جلد ۵ ص ۳۳۹۔

حدثنا عثمان بن أبي شيبة وزهير بن حرب وإسحاق بن إبراهيم الحنظلي قال إسحاق أخبرنا وقال الآخرون حدثنا جرير عن الأعمش عن أبي وائل عن سلمان بن ربيعة قال قال عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه قسم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسما فقلت واللہ یا رسول اللہ لغير هؤلاء کان
 أحق بہ منهم قال إنہم خیرونی أن یسألونی بالفحش أو یخلونی فلست بیاخل
 - صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ - جب رسول اللہ ﷺ مال غنیمت تقسیم کر رہے تھے
 حضرت عمر ابن خطاب نے کہا یا رسول اللہ! آپ جس کو دینا چاہئے انہیں نہیں دے
 رہے ہیں۔ (اللہ کے رسول پر خیانت کا الزام!)۔ وما کان لنبی ان یغل۔ سورہ ال
 عمران آیت ۱۶۱ سبب نزول میں تفسیر در المنثور، تفسیر طبری کے حوالے سے اس کی تفسیر
 یوں ہے کہ: نبیؐ کی شان نہیں کے وہ خیانت کرے کسی صحابی نے نبی اکرم پر
 خیانت کا الزام لگایا تھا۔ تفسیر الدر المنثور سیوطی (اردو) جلد ۲ ص ۲۵۰
 اب تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ ہو۔ یہاں بھی صحابی ہے مگر بے عمل، فاسق ہے
 مگر محب رسولؐ ہے!

باب ما یکرہ من لعن شارب الخمر وإنہ لیس بخارج من الملة حدثنا
 یحییٰ بن بکیر حدثنی اللیث قال حدثنی خالد بن یزید عن سعید بن أبی ہلال
 عن زید بن أسلم عن أبیہ عن عمر بن الخطاب أن رجلا علی عهد النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کان اسمه عبد اللہ وکان یلقب حمارا وکان یضحک رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد جلدہ فی الشراب فأتی
 بہ یوما فأمر بہ فجلد فقال رجل من القوم اللهم العنه ما أكثر ما یؤتی بہ فقال
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تلعنوه فواللہ ما علمت إلا أنه یحب اللہ ورسولہ۔
 بخاری کتاب الحدود جلد ۶ سلسلہ ۶۳۹۸ (عربی)

زید بن اسلم نے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت عمر سے کہ
 ایک شخص (جو صحابی) تھا آنحضرت ﷺ کے زمانے میں لوگ اس کو عبد اللہ حمار کہا
 کرتے تھے وہ آنحضرت ﷺ کو جب کہ وہ کسی بات پر ناراض اور غمگین رہتے ہنسانے کی
 کوشش کرتا تھا۔ اس کو رسول اللہ ﷺ نے شراب کے پینے کو وجہ سے مد بھی لگائی تھی
 ایک بار لوگ اس کو شراب کی حالت میں لے آئے تو (حضرت عمر) بول اٹھے یا اللہ!
 اس پر لعنت کر یہ کئی بار شراب کی علت میں آچکا ہے۔ یہ سننا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے
 فرمایا: اس پر لعنت نہ کرو خدا کی قسم میں تو یہی جانتا ہوں کہ یہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے
 محبت رکھتا ہے۔ (علامہ وحید الزمان مترجم اور شارح صحیح بخاری لکھتے ہیں: اللہ اور اس
 کے رسولؐ کی محبت پر ایمان کا مدار ہے اور رسولؐ کی محبت تمام علیوں اور گناہوں کا کیمیا
 ہے)۔ (اردو) تیسیر الباری جلد ۸ ص ۵۳۳ حدیث ۷۹۔ فتح الباری ابن حجر ج ۱۲
 ص ۶۷، السنن الکبریٰ البیہقی ج ۱ ص ۱۰۳۔ اور کئی متعدد کتابوں میں مذکور ہے۔
 ایسا ہی واقعہ نفع یمان صحابی رسولؐ کا ہے جب انہیں اُن کے گناہوں پر لعنت
 ملامت کی گئی تو آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا: اسے بڑا مت کہو، اس لئے کہ یہ شخص اللہ اور اس
 کے رسولؐ سے محبت کرتا ہے۔ احیاء العلوم امام غزالی (عربی) ج ۲ ص ۳۳۲، (اردو) طبع
 دارالاشاعت کراچی جلد ۴ ص ۴۹۷۔
 یہاں وہ شخص ہے جو زندگی بھر رسولؐ کی صورت نہیں دیکھی تھی، مگر عاشق رسولؐ
 تھے۔ ان کا عمل کیا تھا جب نبی کریم ﷺ کے زخمی ہونے اور دندان مبارک کے شہید ہونے
 کی اطلاع ملی تو انہوں نے اپنے دانت توڑ ڈالے اور شدت غم سے اپنے چہرے کو زخمی کر لیا تھا۔

حضرت اویس قرنیؓ کے بارے میں ہے کہ آپ، رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی ماں کی خدمت کی وجہ نہیں آسکے اور نہ ہی جنگ میں شریک ہوئے۔ فلذلک لم یجتمع بالنبی ﷺ مگر آپؐ نے فرمایا: واللہ ما کسرت رباعیتہ واللہ علیہ حتی کسرت رباعتی ولا شجح وجهہ الشریف حتی شجح وجهی میرے سامنے کے دانت ٹوٹ گئے جب آنحضرت ﷺ کے دانت سامنے ٹوٹے اور میرے چہرے پر زخم آیا جب آنحضرت ﷺ کا چہرہ زخمی ہوا۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ: یہ خیر التابین ہیں۔ اور فرمایا کہ میری امت کے لئے اس کی شفاعت اتنے بیشمار لوگوں کے لئے ہوگی جتنے بیشمار آدمی قبیلۂ ربيع اور مضر کے ہیں اور فرمایا: کہ تم میں سے جو شخص اس سے ملے وہ اس سے درخواست کرے کہ وہ تمہارے لئے دعائے مغفرت کرے۔ اور یہ حضرت اویسؓ صفین کی جنگ میں حضرت علیؓ کے ساتھیوں میں تھے اور شہید ہوئے۔ سیرۃ الحلبيۃ (اردو) جلد ۳ ص ۲۲۷ تا ۲۲۹۔

صحیح مسلم کتاب الفضائل باب اویس قرنیؓ میں فمن لقيه منكم فليستغفر لكم کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب تم کو (صحابہ کرام اور وہ صحابہ جن کے لئے کہتے ہیں ”عشر مبشرہ“ ہیں جنت کی بشارت ملی تھی) وہ (اویس قرنیؓ) ملیں تو اپنے لئے مغفرت کی دعا کروائے۔ چنانچہ جب حضرت اویسؓ، خلافت ثانی کے زمانے میں مدینہ آئے تو حضرت عمرؓ نے ان سے التجا کی کہ وہ ان کی مغفرت کی دعا کریں۔ صحیح مسلم جلد ششم ص ۱۹۲ تا ۱۹۳۔

آپ کے سامنے تصویر کے دورخ میں نتیجہ فکر کے ذمہ دار آپ کا ذہن عالی ہے۔

وما علينا الا البلاغ

بسمہ سبحانہ و بذكر وليہ

مسند احمد بن حنبل سے

امام احمد بن حنبل کو محمد بن اسمعیل بخاری کا استاد کہا جاتا ہے ان کی کتب احادیث کا مطالعہ کیا جائے تو بعض حیرت انگیز روایتیں نظر آتی ہیں۔ زیر نظر مقالہ میں چند کا ذکر پیش خدمت ہے۔

661 حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا خلف ثنا قيس عن الأشعث بن سوار عن عدی بن ثابت عن أبي ظبيان عن علي رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي إن أنت وليت الأمر بعدني فاخرج أهل نجران من جزيرة العرب حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ: یا علی! تم میرے بعد خلیفہ بنو تو اہل نجران کو جزیرہ عرب سے نکال دینا۔ مسند احمد بن حنبل جلد ۱ ص ۸۷ (عربی)

19306 حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا محمد بن جعفر ثنا عوف عن ميمون أبي عبد الله عن زيد بن أرقم قال قال كان لنفر من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم أبواب شارعة في المسجد قال فقال يوما سدوا هذه الأبواب الاباب عليه قال فتكلم في ذلك الناس قال فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم فحمد الله

تعالیٰ و اثنیٰ علیہ ثم قال أما بعد فإني أمرت بسد هذه الأبواب إلا باب علي وقال فيه قائلكم وإني والله ما سددت شيئاً ولا فتحتة ولكني أمرت بشيء فاتبعته

زید بن ارقم صحابی نے کہا کہ چند اصحاب رسول ﷺ کے دروازے مسجد نبوی میں کھلتے تھے۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ علیؑ کے دروازے کے علاوہ سارے دروازے بند کر دو۔ اس حکم سے لوگوں میں ناگواریاں ظاہر ہوئیں۔ پس رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا: اما بعد! پس میں نے حکم دیا کہ سارے دروازے بند کر دئے جائیں سوائے علیؑ کے دروازے کے اور اس سلسلے میں تم سے کہنے والوں نے کچھ کہا (اعتراض کیا) واللہ! میں نے تو نہ کوئی چیز بند کی اور نہ کھولی، مگر جس وقت جب مجھے اس بات کا حکم دیا گیا تو میں نے اس کی تعمیل کی۔ منذ احمد بن حنبل ج ۴ ص ۳۶۹

(اس سلسلہ میں ایک جھوٹی حدیث گھڑی کی گئی جو صحیح بخاری جلد ۱ ص ۵۱۶ میں ہے کہ سارے دروازے جو مسجد میں کھلتے ہیں بند کر دئے جائیں سوائے ابوبکر کے دروازے۔ اس کے جھوٹے ہونے کا ایک ثبوت یہ کہ حضرت ابوبکر کا کوئی گھر مسجد نبوی کے قریب ہی نہیں تھا بلکہ یہ ہجرت کے بعد سے اپنی خلافت تک مدینہ کے نواح میں ایک مقام السنخ میں رہتے تھے۔ بیشتر حوالے موجود ہیں مثلاً سیرۃ نبیؐ ابن ہشام، تاریخ طبری وغیرہ۔ اور اس حدیث کا راوی فتح بن سلیمان ہے کہ جو روایت کرتا ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے ”کسی کی مال اور صحبت کا احسان مجھ پر اتنا نہیں جتنا ابوبکر کا ہے کسی کا دروازہ کھلا مت رکھو مسجد میں سوائے ابوبکر کے دروازہ کے۔ (اس راوی کے بارے

مشہور ہے کہ یہ قابل بھروسہ نہیں تھا تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص ۱۸۵) تیسیر الباری جلد اول الخوخة والممر فی المسجد، ۳۵۵ ص ۳۲۵ تا ۳۲۶۔ ملاحظہ ہو امام نووی کا تبصرہ جس میں اس راوی کے بارے میں لکھا گیا۔

ایسی ہی ایک حدیث کا راوی عکرمہ ہے جو ابن عباس کا غلام تھا اور خارجی تھا امام مالک اور امام مسلم دونوں نے ان سے قطع تعلق رکھا تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص ۹۵۔ ابن خلکان حصہ سوم ص ۲۱۳ طبقات ابن سعد۔ ایضاً تیسیر الباری، ایضاً، ۳۵۶، ۳۲۶، ۳۲۷۔)

3062 - حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا يحيى بن حماد ثنا أبو عوانة ثنا أبو بلج ثنا عمرو بن ميمون قال - إني لجالس إلى بن عباس إذ أتاه تسعة رهط فقالوا يا أبا عباس أما ان تقوم معنا واما أن تخلونا هؤلاء قال فقال بن عباس بل أقوم معكم قال وهو يومئذ صحيح قبل أن يعمى قال فابتدئوا فتحدثوا فلا ندري ما قالوا قال فجاء ينفض ثوبه ويقول أف وتف وقعوا في رجل له عشر وقعوا في رجل قال له النبي صلى الله عليه وسلم لأبعثن رجلاً لا يخزيه الله أبدا يحب الله ورسوله قال فاستشرف لها من استشرف قال أين علي قالوا هو في الرحل يطحن قال وما كان أحدكم ليطحن قال فجاء وهو أرمداً لا يكاد يبصر قال فنفت في عينيه ثم هز الراية ثلاثاً فأعطاها إياه فجاء بصفية بنت حبي قال ثم بعث فلانا بسورة التوبة فبعث عليا خلفه فأخذها منه قال لا يذهب بها إلا رجل مني وأنا منه قال وقال لبني عمه أياكم يو الي بني في الدنيا والآخرة قال وعلي معي جالس فأبوا فقال علي أنا أو اليك في الدنيا والآخرة قال أنت ولي في الدنيا

والآخرة قال فتركه ثم أقبل على رجل منهم فقال أيكم يواليني في الدنيا والآخرة فأبوا قال فقال علي أنا أو اليك في الدنيا والآخرة فقال أنت وليي في الدنيا والآخرة قال وكان أول من أسلم من الناس بعد خديجة قال وأخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم ثوبه فوضعه على علي وفاطمة وحسن وحسين فقال إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيراً قال وشري علي نفسه لبس ثوب النبي صلى الله عليه وسلم ثم نام مكانه قال وكان المشركون يرمون رسول الله صلى الله عليه وسلم فجاء أبو بكر وعلي نائم قال وأبو بكر يحسب أنه نبي الله قال فقال يا نبي الله قال فقال له علي ان نبي الله صلى الله عليه وسلم قد انطلق نحو بئر ميمون فأدر كه قال فانطلق أبو بكر فدخل معه الغار قال وجعل علي يرمى بالحجارة كما كان يرمى نبي الله وهو يتصور قد لف رأسه في الثوب لا يخرج وجه حتى أصبح ثم كشف عن رأسه فقالوا انك للنبيم كان صاحبك نراميه فلا يتصور وأنت تتصور وقد استنكرنا ذلك قال وخرج بالناس في غزوة تبوك قال فقال له علي أخرج معك قال فقال له نبي الله لا فبكي علي فقال له أما ترضى أن تكون منى بمنزلة هارون من موسى الا أنك لست بنبي انه لا ينبغي أن أذهب الا وأنت خليفتي قال وقال له رسول الله أنت وليي في كل مؤمن بعدي وقال سدوا أبواب المسجد غير باب علي فقال فدخل المسجد جنباً وهو طريقه ليس له طريق غيره قال وقال من كنت مولاه فإن مولاه علي :

عمر بن ميمون کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابن عباسؓ کے پاس بیٹھا تھا کہ نو افراد پر مشتمل لوگوں کا ایک وفد آیا اور کہنے لگا :

اے ابو العباس! آپ ہمارے ساتھ چلیں یا یہ لوگ یہاں جو بیٹھے ہیں وہ چلے جائیں ہم کو آپ سے کچھ پوچھنا ہے۔ ابن عباسؓ سے نے فرمایا میں خود چلتا ہوں یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ آپ کی بینائی جا چکی تھی۔ ان لوگوں نے گفتگو کا آغاز کیا لیکن ہمیں نہیں معلوم کیا کہا۔ تھوڑی دیر بعد ابن عباسؓ اپنے کپڑے جھاڑتے ہوئے آئے اور کہنے لگے تف ہے ان لوگوں پر کہ یہ لوگ ایک ایسے آدمی پر عیب نکال رہے ہیں جس کی دس خوبیاں اور خصوصیات ایسی ہیں جو کسی میں نہیں ہے۔ یہ لوگ ایسے انسان کی برائی کر رہے ہیں جس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے (خیبر) میں فرمایا: اب میں ایسے مرد کو بھیج رہا ہوں جس سے اللہ اور رسول محبت کرتے ہیں اور وہ اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے لوگ جستجو میں رہے لیکن نبی ﷺ نے فرمایا: علیؑ جہاں ہیں؟ لوگوں نے بتلایا کہ وہ چکی میں آٹا پیس رہے ہوں گے نبیؐ نے فرمایا تم میں سے کوئی آٹا کیوں نہیں پیتا؟ پھر جب وہ نبیؐ کے پاس آئے تو پتہ چلا کہ انہیں (حضرت علیؑ) کو آشوب چشم ہے اور کچھ دکھائی نہیں دے رہا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور تین بار علم (جھنڈا) ہلا کر انہیں دیا۔

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو بکر کو سورہ توبہ (سورہ رات) کا اعلان کرنے مکہ روانہ کیا۔ بعد ان کے پیچھے حضرت علیؑ کو روانہ کیا اور اس کے اعلان کرنے کی ذمہ داری حضرت علیؑ کو دی اور پھر نبی اکرم نے فرمایا یہ کام ایسا تھا جسے کوئی ایسا شخص ہی

کر سکتا تھا جو مجھ سے ہو۔

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے چچا زاد بھائیوں سے فرمایا دنیا و آخرت میں تم میں سے کون ہے جو میری نصرت کرے؟ سب نے انکار کیا سوائے حضرت علیؑ کے اور فرمایا کہ میں آپ کے ساتھ اس دنیا اور آخرت میں موالات قائم رکھوں گا مدد کروں گا۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم میرے بعد اس دنیا میں اور آخرت میں میرے ولی ہو۔ تمام لوگوں میں حضرت خدیجہؓ کے بعد جس نے اسلام قبول کیا وہ حضرت علیؑ ہی تھے، پھر ایک دن نبی اکرم ﷺ نے ایک چادر کے نیچے حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو لیا جس پر یہ آیت بازل ہے کہ اے اہل بیت! اللہ نے تم سے ہر قسم کے رخص کو دور رکھا ہے۔ پھر حضرت علیؑ نے اپنا نفس بیچ دیا اور انھوں نے نبی اکرم ﷺ کا لباس زیب تن کیا اور ہجرت کی رات نبیؐ کے بستر پر سو گئے۔ مشرکین اس وقت حضرت علیؑ کو نبی سمجھ کر تیروں کی بوچھاڑ کر رہے تھے۔ جب نبی ﷺ غزوہ تبوک کے لئے نکلے حضرت علیؑ نے پوچھا کیا میں بھی چلوں آپ نے فرمایا نہیں جس کو سن کر حضرت علیؑ رونے لگے اس پر نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تم اس بات راضی نہیں ہو کہ تمہیں مجھ سے ویسی ہی نسبت ہے جیسے ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ سے تھی البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یا علیؑ تم میرے بعد ہر مومن کے ولی ہو۔ نیز جب مسجد نبوی کے تمام دروازے بند کر دئے گئے سوائے حضرت علیؑ کے دروازے کے۔ نیز نبی ﷺ اکرم نے ارشاد فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں یہ علیؑ بھی اس کا مولا ہے۔ مسند احمد بن حنبل جلد ۱ ص ۳۳۱

۱۲۹۶۔ حدیثنا عبد اللہ ثنا محمد بن سلیمان لوین ثنا محمد بن جابر

عن سماک عن حنش عن علی رضی اللہ عنہ قال لما نزلت عشر آیات من براءة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم أبا بکر رضی اللہ عنہ فبعثه بها ليقراها علی أهل مكة ثم دعاني النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لي أدرک أبا بکر رضی اللہ عنہ فحیثما لحقته فآخذ الكتاب منه فاذهب به إلى أهل مكة فاقرأه علیهم فلحقته بالجحفة فأخذت الكتاب منه ورجع أبو بکر رضی اللہ عنہ إلى النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ نزل فی شیء قال لا ولكن جبریل جانی فقال لن یؤدی عنک الا أنت أو رجل م نک

حضرت علیؑ نے فرمایا کہ جب نبی اکرم ﷺ پر سورہ براءت کی دس آیتیں نازل ہوئیں تو آپ نے ابو بکر کو بلوایا اور مکے روانہ کیا کہ ان آیتوں کو مکہ والوں کو پڑھ کر سنا دیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلوایا اور فرمایا کہ جاؤ اور ابو بکر سے وہ آیتیں لے لو اور تم خود مکہ جا کر اہل مکہ کو وہ آیتیں سنا دینا۔ حضرت علیؑ فرمایا کہ چنانچہ میں روانہ ہوا اور ابو بکر سے جحفہ میں ملا اور ان آیتوں کو لے لیا۔ ابو بکر واپس مدینہ لوٹے اور نبی اکرم ﷺ سے کہا کہ یا رسول اللہ! کیا میرے متعلق کچھ نازل ہوا فرمایا نہیں بلکہ جبریل میرے پاس آئے اور کہا کہ اللہ کا حکم ہے کہ آپ کی جگہ کوئی دوسرا قائم نہیں ہو سکتا یا تو آپ خود جائیں یا وہ جو آپ میں سے ہو۔ مسند احمد جلد ۱ ص ۱۵۱۔ (یہ روایت ثابت کرتی ہے ابو بکر راجل منک میں نہیں تھے)۔ مسند احمد جلد ۱ ص ۵۱۱

۲۔ حدیثنا عبد اللہ قال حدثني أبي قال ثنا وكيع قال قال إسرائيل قال

أبو إسحاق عن زيد بن يسيع عن أبي بكر أن النبي صلی اللہ علیہ وسلم بعثه

ببرائة لأهل مكة لا يحج بعد العام مشرك ولا يطوف بالبيت عريان ولا يدخل الجنة إلا نفس مسلمة من كان بينه وبين رسول الله صلى الله عليه وسلم مدة فأجله إلى مدته والله بريء من المشركين ورسوله قال فسار بها ثلاثاً قال قال لعلي رضي الله تعالى عنه ألحقه فرد علي أبو بكر وبلغها أنت قال ففعل قال فلما قدم علي النبي صلى الله عليه وسلم أبو بكر بكى قال يا رسول الله حدث في شيء قال ما حدث فيك إلا خير ولكن أمرت أن لا يبلغه إلا أنا وأورجلمني

ابو بکر نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ نے انہیں سورہ برأت کا یہ اعلان کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک نہ توجح کرنے کے لئے آئے اور نہ برہنہ خانہ کعبہ کا طواف کرے۔ جنت میں مسلم کے علاوہ کوئی داخل نہ ہوگا وہ شخص جس کے درمیان کسی مدت کا معاہدہ ہے تو معاہدہ اس کی مدت تک باقی ہے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول مشرکین سے بری ہے۔ جب ابو بکر تین روز کا راستہ طے کر چکے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ جاؤ اور جا کر ابو بکر کو میرے پاس بھیج دو اور تم (یعنی حضرت علیؑ) اس اعلان کو مکہ والوں تک پہنچا دو، پس حضرت علیؑ نے ایسا ہی کیا اور جب ابو بکر واپس نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو روئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا میرے بارے میں کوئی نئی بات ہوئی ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں تمہارے بارے میں خیر ہے لیکن مجھے حکم دیا گیا کہ ان کو کوئی اور نہ پہنچائے مگر میں یا وہ شخص جو مجھ سے ہو۔ مسند احمد جلد اص ۳۔

۳۹۹۔ حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا يحيى بن سعيد ثنا سعيد ثنا عوف ثنائيد يعني الفارسي قال ابي أحمد بن حنبل وثنا محمد بن جعفر ثنا عوف عن

يزيد قال قال لنا بن عباس رضي الله عنه قلت لعثمان بن عفان ما حملكم على ان عمدتم إلى الأنفال وهي من المثنائي والى براءة وهي من المائين فقرنتم بينهما ولم تكتبوا قال بن جعفر بينهما سطرًا بسم الله الرحمن الرحيم ووضعتموها في السبع الطوال ما حملكم على ذلك قال عثمان رضي الله عنه ۷ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان مما يأتي عليه الزمان ينزل عليه من السور ذوات العدد وكان إذا أنزل عليه شيء يدعو بعض من يكتب عنده يقول ضعوا هذا في السورة التي يذكر فيها كذا وكذا وينزل عليه الآيات فيقول ضعوا هذه الآيات في السورة التي يذكر فيها كذا وكذا وينزل عليه الآية فيقول ضعوا هذه الآية في السورة التي يذكر فيها كذا وكذا وكانت الأنفال من أوائل ما أنزل بالمدينة وبرائة من آخر القرآن فكانت قصتها شبيها بقصتها فقبض رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم يبين لنا انها منها وظننت انها منها فمن ثم قرنت بينهما ولم أكتب بينهما سطرًا بسم الله الرحمن الرحيم قال بن جعفر ووضعتهما في السبع الطوال

عبد اللہ ابن عباسؓ نے کہا کہ: میں نے عثمان سے پوچھا کہ اس کا کیا سبب ہے کہ آپ نے انفال جو مثنائی (مثنائی وہ سورہ جس میں سو (۱۰۰) سے کم آیات ہوں) میں سے ہے اور سورہ برأت جو مائین (مائین وہ سورہ جس میں دو سو (۲۰۰) یا اس سے زائد آیات ہوں) میں سے ہے ملادیا اور ان کے درمیان ایک سطر بسم اللہ الرحمن الرحیم بھی نہیں لکھی اور اس کو سبع الطوال (سات بڑے سورے) میں رکھ دیا آپ کو ایسا کرنے کی

کس نے آمادہ کیا؟ عثمان نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ پر بعض اوقات کئی کئی سورتیں نازل ہوتی تھیں اور جب بھی کوئی نازل ہوتی آپؐ کا تباہی و جی میں سے بلا کر فرما دیتے کہ اس کو اس سورۃ میں رکھ دو۔ سورۃ انفال قیام مدینہ کی ابتدائی زمانہ میں نازل ہوئی تھیں اور سورۃ برأت آخر قرآن میں ہے چونکہ دونوں کے احکام اور واقعات ملتے جلتے ہیں اسی اثنا میں رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی اور حضرت رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نہیں بتلایا کہ اس سورے کو کیا کرنا۔ میں نے گمان کیا (کہ براۃ سورہ انفال کا حصہ ہے) اس وجہ سے میں نے ملا دیا اور درمیان میں بسم اللہ الرحمن الرحیم بھی نہیں لکھی۔ راوی ابن جعفر نے یہ بھی اضافہ کیا: میں نے اس کو سبع الطوال میں رکھ دیا۔ احمد بن حنبل جلد ۱ ص ۵۷

۱۵۱۰۷۔ حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا يزيد أنا شريك بن عبد الله عن عبد الله بن محمد بن عقيل عن جابر بن عبد الله قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يطلع عليكم رجل أو قال يدخل عليكم رجل يريد رجل من أهل الجنة فجاء أبو بكر رضي الله عنه ثم قال يطلع عليكم أو يدخل عليكم شاب يريد رجل من أهل الجنة قال فجاء عمر رضي الله عنه ثم قال يطلع عليكم رجل من أهل الجنة اللهم اجعله عليا اللهم اجعله عليا قال فجاء علي رضي الله عنه

حضرت جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ایک شخص تمہارے سامنے نمودار ہو گیا ان کی مراد تھی داخل ہوگا، جس کا تعلق اہل جنت سے ہے ابو بکر آئے آپ ﷺ نے پھر فرمایا کہ نمودار ہو گیا آئے گا ایک جوان جو جنتی ہوگا پھر عمر آئے پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا اب وہ نمودار ہوگا

جو اہل جنت میں سے ہوگا اے اللہ! وہ علی ہوں، وہ علی ہوں۔ پھر حضرت علیؑ تشریف لائے۔
۲۵۱۸۔ حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا عفان ثنا حماد بن سلمة أنا علي بن زيد عن عدی بن ثابت عن البراء بن عازب قال: كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر فنزلنا بغدير خم فنودي فينا الصلاة جامعة وكسح لرسول الله صلى الله عليه وسلم تحت شجرتين فصلى الظهر وأخذ بيد علي رضي الله تعالى عنه فقال أستم تعلمون النبي أولى بالمؤمنين من أنفسهم قالوا بلى قال أستم تعلمون اني أولى بكل مؤمن من نفسه قالوا بلى قال فأخذ بيد علي فقال من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه قال فلقبه عمر بعد ذلك فقال هنيئا يا بن أبي طالب أصبحت وأمست مولى كل مؤمن ومؤمنة

برائے عازبؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم سفر تھے ہم غدیر خم کے پاس آتے اور جمع کرنے کے لئے الصلوٰۃ جامعہ کا اعلان فرمایا دو درختوں کے تحت رسول اللہ ﷺ کے لئے جگہ کی وہاں نماز ظہر ادا کی گئی اور نماز کے بعد آپ ﷺ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور لوگوں سے مخاطب کے ارشاد فرمایا: کیا تم کو علم نہیں ہے کہ میں تمام مومنین کے نفوس پر حق تصرف رکھتا ہوں؟ سب نے کہا: بیشک اس طرح آپ نے اس سوال کو کئی دفعہ دہرایا پھر آپ ﷺ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا جس کا میں مولا ہوں یہ علیؑ بھی اس کا مولا ہیں پھر آپ نے یہ دعائی اللہ تو اس کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے اور جو علیؑ سے دشمنی کرے تو اس کا دشمن بن جا۔ اس کے بعد حضرت عمر نے کہا یا علیؑ مبارک ہو تم مومنین اور مومنات کے مولا ہو گئے۔ مسند احمد بن حنبل ج ۴ ص

۲۸۱۔ (اس حدیث کو مسند احمد بن حنبل کے اردو ترجمہ سے نکال دیا گیا ہے)

۲۳۹۰۹۔ حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا يعقوب ثنا أبي عن محمد بن إسحاق قال حدثني عبد الله بن حسن عن بعض أهله عن أبي رافع مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال خرجنا مع علي حين بعثه رسول الله صلى الله عليه وسلم برأيته فلما دنا من الحصن خرج إليه أهله فقاتلهم فضر به رجل من يهود فطرح ترسه من يده فتناول علي بابا كان عند الحصن فترس به نفسه فلم يزل في يده وهو يقاتل حتى فتح الله عليه ثم ألقاه من يده حين فرغ فلقد رأتني في نفر معي سبعة أنا ثامنهم نجهد علي أن قلب ذلك الباب فلم نقله

ابورافعؓ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے (غیر) میں علم دے کر روانہ کیا ہم حضرت علیؓ کے ساتھ چلے جب ایک یہودی نے ایسا وار کیا کہ حضرت علیؓ کی ڈھال ہاتھ سے گر گئی اب حضرت علیؓ نے ایک دروازہ قلعہ کا اٹھالیا اور اس کو ڈھال بنایا دروازہ برابر آپ کے ہاتھ میں رہا جب تک اللہ نے فتح عطا نہ کی، فتح کے بعد حضرت علیؓ نے اس دروازے کو پھینک دیا۔ ابورافعؓ کہتے ہیں کہ میں اپنے سات (۷) ساتھیوں کے ساتھ جن کا میں آٹھواں تھا اس دروازے کو اٹھانے کی کوشش کی مگر وہ اٹھا نہیں۔ مسند احمد بن حنبل جلد ۶ (اردو ترجمہ سے یہ نکال دیا گیا)

۲۴۴۔ حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا أسباط بن محمد ثنا نعيم بن حكيم المدائني عن أبي مريم عن علي رضي الله عنه قال انطلقت أنا والنبي صلى الله عليه وسلم حتى أتينا الكعبة فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم

اجلس و صعد علي منكبي فذهبت لأنهض به فرأى مني ضعفا فنزل و جلس لي نبي الله صلى الله عليه وسلم وقال اصعد علي منكبي قال فصعدت علي منكبيه قال فنهض بي قال فإنه يخيل إلي أني لو شئت لنتل أفق السماء حتى صعدت علي البيت وعليه تمثال صفر أو نحاس فجعلت أزاوله عن يمينه وعن شماله وبين يديه ومن خلفه حتى إذا استمكنت منه قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم اقف به فقدفت به فتكسر كمامتكسر القوارير ثم نزلت فان طلقت۔

ابومریم کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں اور نبی اکرم ﷺ ایک ساتھ تھے اور جب ہم خانہ کعبہ کے قریب پہنچے تو آپؐ نے مجھ سے فرمایا بیٹھ جاؤ جب میں بیٹھ گیا آپ میرے کندھوں پر سوار ہوئے پھر میں آپ کو لے کر اٹھنے لگا مگر اٹھ نہ سکا۔ آپ یہ دیکھ کر اتر آئے اور آپ ﷺ مجھے لے کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ مجھے ایسے لگا اگر میں چاہوں تو آسمان کی بلندیوں کو چھو لوں۔ پھر میں خانہ کعبہ پر چڑھ گیا اور چھت پر تانبے یا پتیل کا بت تھا میں اس بت کو دائیں بائیں کر کے توڑا اور اس کو نیچے پھینک دیا اس طرح وہ بگڑے ہو گیا جیسے شیشہ پھر میں اوپر سے نیچے اتر آیا۔ مسند احمد بن حنبل جلد ۵ ص ۸۴

۲۷۲۲۔ حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا حسين بن محمد قال ثنا الفضيل يعني بن سليمان قال ثنا محمد بن أبي يحيى عن أبي أسماء مولى بني جعفر عن أبي رافع ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لعلي بن أبي طالب انه سيكون بينك وبين عائشة أمر قال أنا يا رسول الله قال نعم قال أنا قال نعم قال فانا أشقاهم يا رسول الله قال لا ولكن إذا كان ذلك فارددها إلي ما منها

ابورافعؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ یا علیؓ تمہارے اور عائشہ کے درمیان ایک معاملہ پیش آئے گا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: مجھ سے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ حضرت علیؓ پوچھا کیا میں زیادتی پر ہوں گا؟، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں لیکن تم اس کو (حضرت عائشہ) امن کی جگہ لوٹا دینا۔ مسند احمد بن حنبل جلد ۶ ص ۳۹۳

۲۲۲۹۹۔ حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا يحيى عن إسماعيل ثنا قيس قال لما أقبلت عائشة بلغت مياها بني عامر ليلان بحت الكلاب قالت أي ماء هذا قالوا ماء الحوآب قالت ما أظنني إلا أني راجعة فقال بعض من كان معها بل تقدمين فيراك المسلمون فيصلح الله عز وجل ذات بينهم قالت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لها ذات يوم كيف بأحدنا كن تنبح عليها كلاب الحوآب قيس کہتے ہیں کہ جب عائشہ بنو عامر کے تزائی پر پہنچیں تو ان پر کتے بھونکنے لگے۔ عائشہ نے دریافت: یہ کون سی جگہ ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: ماء الحوآب ہے۔ یہ سُن کر حضرت عائشہ نے کہا مجھے گمان ہوتا ہے مجھے واپس جانا چاہئے۔ لوگوں نے مشورہ دیا ایسا نہ کیجئے شائد آپ کی موجودگی سے صلح ہو جائے (ایک دوسری حدیث میں ہے عبد اللہ بن زبیر (ایک اور حدیث میں ہے خود زبیر) نے ۵۰ افراد سے جھوٹی قسم دلوائی کہ یہ حوآب نہیں ہے)۔ اس پر عائشہ نے کہا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ان سے فرمایا کہ تم میں وہ کون ہے جس پر الحوآب کے کتے بھونکیں گے۔ مسند احمد بن حنبل ج ۶ ص ۵۲۔ احمد بن حنبل اپنی ہی تصنیف کتاب ”الزهد“ ج ۲ ص ۴۵۰ سلسلہ ۹۲۰ کہ حدثنا من

سمع عائشة تقرأ ”وقرن في بيوتكن تبكي حتى تبل خمارها“ سورة الاحزاب آیت ۳۳) کی جب بھی تلاوت کرتیں تو اس قدر روئیں کہ ان کا آنچل آنسوؤں سے تر ہو جاتا تھا۔ مسند ابی شیبہ میں ہے کہ عائشہ کہا کرتی تھیں کہ: کاش میں آج سے ۲۰ سال پہلے نیست و نابود ہو گئی ہوتی۔ مستدرک حاکم میں لکھا ہے کہ: عائشہ کے یہ الفاظ ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد میں نے ایک گناہ کیا۔

557- حدثنا عبد الله حدثني سفيان بن وكيع حدثني قبيصة عن أبي بكر بن عياش عن عاصم عن أبي وائل قال قلت لعبد الرحمن بن عوف كيف بايعتم عثمان وتركتم عليا رضي الله عنه قال ما ذنبي قد بدأت بعلي فقلت أبايعك على كتاب الله وسنة رسوله وسيرة أبي بكر وعمر رضي الله عنهما قال فقال فيما استطعت قال ثم عرضتها على عثمان رضي الله عنه فقبلها ابو وائل کہتے ہیں کہ میں نے عبد الرحمن بن عوف سے پوچھا کہ آپ لوگوں نے حضرت علیؓ کو چھوڑ کر عثمان کی بیعت کیسے کر لی؟ اس پر عبد الرحمن بن عوف نے جواب دیا یہ میرا گناہ تھا کہ میں نے علیؓ سے کہا: میں آپ کے ہاتھ پر اس بات پر بیعت کرتا ہوں کہ آپ کتاب اللہ، سیرت رسولؐ اور سیرت ابو بکر اور سیرت عمرؓ جس پر علیؓ جواب دیا میری استطاعت تک پھر میں اسی کو عثمان کو پیش کیا انہوں پوری طرح قبول کر لیا۔ مسند احمد بن حنبل جلد ص ۵۷

۵۵۲۔ حدثنا عبد الله حدثني عبيد الله بن عمر القواريري حدثني القاسم بن الحكم بن أوس الأنصاري حدثني أبو عبادَةَ الزرقِي الأنصاري من

أهل المدينة عن زيد بن أسلم عن أبيه قال شهدت عثمان يوم حوصر في موضع الجنائز ولو ألقى حجر لم يقع الا على رأس رجل فرأيت عثمان أشرف من الخوخة التي تلي مقام جبريل عليه السلام فقال أيها الناس أفيكم طلحة فسكتوا ثم قال أيها الناس أفيكم طلحة فسكتوا ثم قال يا أيها الناس أفيكم طلحة فقام طلحة بن عبيد الله فقال له عثمان الا أراك ههنا ما كنت أرى أنك تكون في جماعة تسمع ندائي آخر ثلاث مرات ثم لا تجيبني أنشدك الله يا طلحة تذكريوم كنت انا وانت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم..... قال طلحة اللهم نعم ثم انصرف۔

اسلم روایت کرتے ہیں کہ عثمان کے محاصرے کے دن موضع جنازہ میں دیکھا کہ اس وقت مجمع (باغیوں) اتنا کثیر تھا اگر پتھر پھینکا جاتا تو وہ کسی کے سر پر گرتا (یعنی بقولے تل دھرنے تک کو جگہ نہ تھی) میں دیکھا عثمان نے اپنے مکان کے جھروکے سے جو مقام جبریل سے متصل تھا لوگوں کو آواز دیکر پوچھا: اے لوگو! کیا تم (باغیوں) میں طلحہ موجود ہیں؟ سارے لوگ خاموش رہے عثمان نے پھر آواز دی جب تیسری بار آواز دی تو طلحہ بن عبید اللہ مجمع سے نکل کر کھڑے ہوئے۔ عثمان نے تب نے ان سے کہا: میں نہیں سمجھتا کہ تم مجمع عام میں ہو اور تین مرتبہ میری پکار سن کر بھی جواب نہیں دے رہے ہو میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں اے طلحہ کیا تمہیں وہ دن یاد ہے جب تم اور میں رسول اللہ کے ساتھ تھے؟ طلحہ نے جواب دیا: ہاں اور پھر طلحہ وہاں سے پلٹ گئے۔ منذ احمد بن حنبل جلد ۱ ص ۷۴

۵۵۵۔ حدثنا عبد الله حدثني محمد بن أبي بكر بن علي المقدمي ثنا محمد بن عبد الله الأنصاري ثنا هلال بن حق عن الجريري عن ثمامة بن حزن القشيري قال شهدت الدار يوم أصيب عثمان رضي الله عنه فاطلع عليهم اطلاعة فقال ادعوا لي صاحببيكم اللذين ألباكم علي فدعيا له فقال نشدتكما الله أنعلمان.....إسناده حسن

ثمامة بن حزن القشیری بیان کرتے ہیں کہ جس روز عثمان کا قتل انھوں نے دیکھا کہ عثمان اپنے مکان پر سے لوگوں کو جھانک کر آواز دی اور کہا: بلاؤ و ان دو کو کہاں ہیں جنہوں نے تم لوگوں کو میرے خلاف اشتعال دلایا پس وہ دونوں طلحہ اور زبیر تھے۔ عثمان نے کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا کیا تمہیں معلوم نہیں؟۔ منذ احمد بن حنبل ج ۱ ص ۷۴ تا ۷۵

۱۶۹۸۔ حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا محمد بن أبي عدی عن داود عن عامر قال بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم جيش ذات السلاسل فاستعمل أبا عبدة على المهاجرين واستعمل عمرو بن العاص على الأعراب فقال لهم اتطاولوا عاقال و كانوا يؤمرون أن يغيروا على بكر فانطلق عمرو فأغار على قضاة لأن بكر أخواله فانطلق المغيرة بن شعبة إلى أبي عبدة فقال إن رسول الله صلى الله عليه وسلم استعملك علينا وإن بن فلان قدار تبع أمر القوم وليس لك معه أمر فقال أبو عبدة إن رسول الله صلى الله عليه وسلم أمرنا أن نتطاول فأننا أطيع رسول الله صلى الله عليه وسلم وإن عصاه عمرو رجاله ثقافات

رجال الصحيح إلا انه مرسل

عامر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ السلاسل کا لشکر بھیجا اور ابو عبیدہ کو مہاجرین کے لشکر کا افسر بنایا اور عمرو بن العاص کو اعراب کا امیر بنایا اور حکم دیا کہ یہ دونوں مل جل کر رہیں اور حکم دیا پہلے بنو بکر پر حملہ کرنا۔ چنانچہ عمرو بن العاص روانہ ہوئے اور انہوں نے بنو بکر کے بجائے بنو قضاة پر حملہ کیا کیونکہ بنو بکر سے عمرو بن العاص کا نہالی رشتہ تھا۔ مغیرہ بن شعبہ ابو عبیدہ کے پاس شکایت لے کر پہنچے اور کہا کہ یہ عمرو بن العاص قوم کے ایک حصہ کا امیر بنا اور آپ کو شریک نہ کیا۔ اس پر ابو عبیدہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ہم کو مل جل رہنے کا حکم دیا تھا۔ منذ احمد بن حنبل ج ۱ ص ۱۹۶ صحیح علی شرط مسلم 13820 - حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا عبد الصمد بن حسان قال أنا عمارة يعني بن زاذان عن ثابت عن أنس قال ۷ استأذن ملك المطران يأتي النبي صلى الله عليه وسلم فأذن له فقال لأم سلمة احفظي علينا الباب لا يدخل أحد فجاء الحسين بن علي رضي الله عنها فوثب حتى دخل فجعل يصعد على منكب النبي صلى الله عليه وسلم فقال له الملك أتجبه قال النبي صلى الله عليه وسلم نعم قال فإن أمتك تقتله وإن شئت أريتك المكان الذي يقتل فيه قال فضرب بيده فأراه ترابا أحمر فأخذت أم سلمة ذلك التراب فصرت في طرف ثوبها قال فكاننا نسمع يقتل بكر بلاء

انس روایت کرتے ہیں فرمایا ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کہ بارش کے فرشتے نے نبی اکرم ﷺ کے حجرے میں داخل ہونگی اجازت چاہی جو آپؐ نے دیدی اور میں

دروازے پر ٹھہر گئی تاکہ کوئی اندر نہ جاسکے۔ اتنے امام حسینؑ آئے اور اک دم حجرے میں چلے گئے اور داخل ہو کر نبی اکرم ﷺ کے کاندھے پر سوار ہو گئے۔ فرشتے نے سوال کیا: یا نبی اللہ کیا آپ اس کو محبوب رکھتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا: ہاں۔ اس پر فرشتے نے کہا: آپ ﷺ کی امت ان کو قتل کرے گی۔ اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ جگہ دکھاؤں جہاں یہ قتل کئے جائیں گے۔ پھر فرشتے نے ہاتھ مارا اور نبی اکرم ﷺ کو سرخ مٹی دکھائی۔ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ نے اس مٹی کو ایک کپڑے کے کنارے میں باندھ لیا۔ راوی کہتا ہے کہ ہم نے یہ سن رکھا تھا کہ حسینؑ بن علیؑ کربلا میں قتل ہوں گے۔ منذ احمد بن حنبل جلد ۳ ص ۲۶۵

۶۲۸ - حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا محمد بن عبيد ثنا شرحبيل بن مدرک عن عبد الله بن نجی عن أبيه انه سار مع علي رضي الله عنه و كان صاحب مطهرته فلما حاذى نينوى وهو منطلق إلى صفين فنادى علي رضي الله عنه اصبر أبا عبد الله اصبر أبا عبد الله بشط الفرات قلت وماذا قال دخلت على النبي صلى الله عليه وسلم ذات يوم وعيناها تفيضان قلت يا نبي الله أغضبك أحد ما شأن عينيك تفيضان قال بل قام من عندي جبريل قبل فحدثني ان الحسين يقتل بشط الفرات قال فقال هل لك إلى ان أشمك من تربته قال قلت نعم فمد يده فقبض قبضة من تراب فأعطانيها فلم أملك عيني أن فاضتا عبد الله بن نجی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ حضرت علیؑ کے ساتھ جا رہے تھے جب وہ نینوی کے محاذات میں (صفین کی جنگ کے لئے) پہنچے تو حضرت

علیؑ نے آواز دی عبد اللہؑ ٹھیر جاؤ..... دریائے فرات کے کنارے ٹھیر جاؤ!۔ سچی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ: کیا بات ہوئی؟۔ حضرت علیؑ فرمایا: میں اک دن نبیؐ کے پاس آیا اور آپؐ کے دونوں آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ میں عرض کیا: یا نبی اللہؐ اس نے آپ کو رلایا؟ جو آپ کے آنکھوں سے آنسو جاری ہیں؟، کہا: کسی نے نہیں بلکہ جبریلؑ ابھی ابھی میرے پاس تھے اور خبر دی کہ حمینؑ دریائے فرات کے کنارے قتل کئے جائیں گے۔ اور پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ: اگر آپؐ چاہیں تو ان کے قتل گاہ کی مٹی کو بوجھی سنگھادوں نبی اکرمؐ نے فرمایا ہاں۔ جبریلؑ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور ایک مٹھی لیکر مجھے دیدی اور اسی وجہ سے میں اپنے آنسو روک نہ سکا، مندا احمد بن حنبل جلد ص ۵۸۔

2165- حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا عبد الرحمن ثنا حماد بن سلمة عن عمار بن أبي عمار عن بن عباس قال رأيت النبي صلى الله عليه وسلم في المنام بنصف النهار أشعث أغبر معه قارورة فيها دم يلتقطه أو يتبع فيها شينا قال قلت يا رسول الله ما هذا قال دم الحسين وأصحابه لم أزل أتبعه منذ اليوم قال عمار فحفظنا ذلك اليوم فوجدناه قتل ذلك اليوم إسناده قوي على شرط مسلم

عمار بن ابی عمار، عبد اللہ ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ فرمایا عبد اللہ ابن عباسؑ نے کہ میں سے ایک دوپہر کو خواب میں دیکھا نبی اکرمؐ گرد آلودہ بال پریشان نظر آئے اور آپؐ کے دست مبارک میں ایک بوتل تھی جس میں خون بھرا ہوا تھا اور آپؐ اس کو اٹھاتے ہوئے تھے۔ عبد اللہ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ

اے رسول اللہ!ؐ یہ کیا ہے؟ فرمایا کہ یہ حمینؑ اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے آج میں پورا دن سے اٹھا رہا ہوں۔ عمار ابن ابی عمار کہتے ہیں ہم نے یہ دن یاد رکھا اور بعد کو معلوم ہوا کہ یہ وہی دن تھا جس روز حمینؑ شہید کئے گئے۔ مندا احمد بن حنبل جلد ۱ ص ۲۴۲

۲۵۵۳- حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا عفان ثنا حماد بن سلمة أنا عمار عن بن عباس قال رأيت النبي صلى الله عليه وسلم فيما يرى النائم بنصف النهار وهو قائم أشعث أغبر بيده قارورة فيها دم فقلت بأبي أنت وأمي يا رسول الله ما هذا قال هذا دم الحسين وأصحابه لم أزل ألتقطه منذ اليوم فأحصينا ذلك اليوم فوجدوه قتل في ذلك اليوم إسناده قوي على شرط مسلم

میں سے ایک دوپہر کو خواب میں دیکھا نبی اکرمؐ میں اور آپؐ کے دست مبارک میں ایک بوتل تھی جس میں خون بھرا ہوا اور وہ اُسے اٹھاتے ہوئے تھے۔ عبد اللہ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ اے رسول اللہ!ؐ یہ کیا ہے؟ فرمایا کہ یہ حمینؑ اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے جسے میں نے آج پورے دن اٹھایا ہے۔ عمار ابن ابی عمار کہتے ہیں ہم نے یہ دن یاد رکھا اور بعد کو معلوم ہوا کہ یہ وہی دن تھا جس روز حمینؑ شہید کئے گئے۔

۲۲۹۹۱- حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا زيد بن الحباب حدثني حسين ثنا عبد الله بن بريدة قال دخلت أنا وأبي علي معاوية فأجلسنا على الفرش ثم أتينا بالطعام فأكلنا ثم أتينا بالشراب فشرب معاوية ثم ناول أبي ثم قال ما شربته منذ حرمه رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال معاوية كنت

أجمل شباب قريش وأجوده ثغرا وما شيء كنت أجد له لذة كما كنت أجده
وأنا شاب غير اللبن أو إنسان حسن الحديث يحدثني

عبد اللہ بن بریدہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور میرے باپ، معاویہ کے پاس
گئے انہوں نے ہمیں فرش پر بٹھایا پھر کھانا پیش کیا جو ہم نے کھایا پھر پینے کے لئے شراب
لائی گئی جسے پہلے معاویہ نے پیا، پھر اس کو میرے والد کو پیش کیا تو میرے والد نے یہ کہہ
کر انکار کیا کہ جب سے رسول اللہ ﷺ نے حرام کیا میں نے نہیں پیا۔ مسند احمد جلد ۵ ص
۳۴۷؛ (اردو) جلد ۱۰ ص ۶۶۱ سلسلہ ۲۳۳۲۹؛ مجمع الزوائد المیشیمی ج ۵ ص ۲۲ معہ
رواہ احمد و رجالہ رجال الصحیح، حسن الحدیث حدیثی) تاریخ ابن عساکر ج ۲ ص ۱۷۷۔

۱۹۲۸۵۔ حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا إسماعيل بن إبراهيم عن أبي حيان
التيمي حدثني يزيد بن حيان التيمي قال انطلقت أنا وحصين بن سبرة وعمر
بن مسلم إلى زيد بن أرقم فلما جلسنا إليه قال له حصين لقد لقيت يزيد خيرا
كثيرا رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وسمعت حديثه وغزوت معه
وصليت معه لقد رأيت يزيد خيرا كثيرا حدثنا يزيد ما سمعت من رسول الله
صلى الله عليه وسلم فقال يا بن أخي والله لقد كبرت سني وقدم عهدي ونسيت
بعض الذي كنت أعي من رسول الله صلى الله عليه وسلم فما حدثتكم فاقبلوه
وما لا فلا تكلفوني ثم قال قام رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما خطيبا فبينا
بماء يدعي خمابين مكة والمدينة فحمد الله تعالى وأثنى عليه ووعظ وذاكر ثم
قال أما بعد الا يا أيها الناس إنما أنا بشر يوشك ان يأتيني رسول ربي عز وجل

فأجيب واني تارك فيكم ثقلين أو لهما كتاب الله عز وجل ففيه الهدى والنور
فخذوا بكتاب الله تعالى واستمسكوا به فحث على كتاب الله ورغب فيه قال
وأهل بيتي أذكر كم الله في أهل بيتي أذكر كم الله في أهل بيتي أذكر كم الله في
أهل بيتي فقال له حصين ومن أهل بيته يزيد أليس نساؤه من أهل بيته قال ان
نساءه من أهل بيته ولكن أهل بيته من حرم الصدقة بعده قال ومن هم قال هم آل
علي وآل عقيل وآل جعفر وآل عباس قال أكل هؤلاء حرم الصدقة قال نعم
قال يزيد بن حيان ثنا زيد بن أرقم في مجلسه ذلك قال بعث إلى عبيد الله بن
زيد فأتيته فقال ما أحاديث تحدثها وترويهما عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
لأنجدها في كتاب الله تحدث ان له حوضا في الجنة قال قد حدثنا رسول الله
صلى الله عليه وسلم ووعدهنا قال كذبت ولكنك شيخ قد خرفت قال اني قد
سمعتة أذناي ووعاه قلبي من رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من كذب
على متعمدا فليتبوأ مقعده من جهنم وما كذبت على رسول الله صلى الله عليه
وسلم وحدثنا زيد في مجلسه قال ان الرجل من أهل النار ليعظم للنار حتى
يكون الضر من أضر اسه كأحد۔

یزید بن حیان تمہنی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں، حصین بن سبر اور عمر بن مسلم کے
ساتھ زید بن ارقمؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جب ہم لوگ بیٹھ چکے تو حصین نے کہا:
اے زید! آپ نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے، ان کی احادیث سنی ہیں، ان کے ساتھ جہاد
میں شرکت کی ہے اور ان کی معیت میں نمازیں پڑھیں ہیں۔ لہذا آپ کو خیر نصیب ہوگی۔

آپ ہمیں کوئی ایسی حدیث سنائیے جو اپنے نبی ﷺ سے خود سنی ہو۔

زید بن ارقمؓ نے کہا: ہتھیجے! میں بوڑھا ہو چکا، میرا زمانہ پرانا ہو چکا اور میں نبی ﷺ کے حوالے سے جو باتیں محفوظ رکھتا تھا ان میں سے کچھ بھول بھی چکا، لہذا میں اپنے طور پر اگر کوئی حدیث بیان کر دیا کروں تو اسے یاد کر لیا کرو، ورنہ مجھے اس پر مجبور نہ کیا کرو۔ پھر فرمایا: ایک دن نبی ﷺ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک چٹنے کے قریب جسے خم کہا جاتا تھا، خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کر کے کچھ وعظ و نصیحت کی پھر فرمایا: اما بعد لوگو! میں بھی ایک انسان ہی ہوں، ہو سکتا ہے کہ جلد ہی میرے رب کا قاصد مجھے بلانے آئے اور میں اس کی پکار پر لبیک کہوں، یاد رکھو! میں تمہارے درمیان دو مضبوط چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، پہلی چیز کتاب اللہ جس میں ہدایت بھی ہے اور نور بھی ہے، لہذا کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھامے رہو، پھر نبی ﷺ نے کتاب اللہ پر عمل کرنے کی ترغیب دی اور توجہ دلائی اور فرمایا دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں اور تین مرتبہ فرمایا میں اپنے اہل بیت کے حقوق کے متعلق تمہیں اللہ کے نام نصیحت کرتا ہوں۔

حسین نے پوچھا: اے زید! نبی کریم ﷺ کے اہل بیت سے کون لوگ مراد ہیں؟ کیا ازواج نبی اس میں داخل نہیں ہیں؟ زید بن ارقمؓ نے جواب دیا ازواج تو اہل بیت میں ہیں مگر یہاں اہل بیت سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر صدقہ حرام ہو۔ حسین نے پوچھا وہ کون؟ تو زید ابن ارقم نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کے اہل بیت وہ ہیں جن پر صدقہ حرام کیا گیا اور وہ ہیں آل علیؓ اور آل عقیل و آل جعفر اور آل عباس۔ حسین نے پوچھا کیا ان سب پر صدقہ حرام ہے زیدؓ نے کہا: ہاں (مسند احمد ج ۴ ص ۳۶۷ سلسلہ

۱۹۲۸۵ (اردو) ۱۹۲۷۹۔

۲۶۶۰۷۔ حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا عبد الله بن محمد وسمعتُه أنا من عبد الله بن محمد بن أبي شيبَةَ قال حدثنا جرير بن عبد الحميد عن مغيرة عن أم موسى عن أم سلمة قالت والذي أحلف به أن كان علي لأقرب الناس عهدا برسول الله صلى الله عليه وسلم قالت عدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم غداة بعد غداة بقول جاء علي مراراً قالت وأظنه كان بعثه في حاجة قالت فجاء بعد فظنت أن له إليه حاجة فخر جنا من البيت فقعدنا عند الباب فكنت من أذناهم إلى الباب فأكب عليه علي فجعل يساره ويناحيه ثم قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم من يومه ذلك فكان أقرب الناس به عهدا

حضرت ام المؤمنین ام سلمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ساتھ میں حلف کرتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات سے قبل تمام لوگوں میں سب سے زیادہ قریب ترین علیؓ تھے آپ سے سب سے آخری ملاقات کرنے والے صرف علیؓ تھے۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کی عیادت کے لئے گئے تو آپ کو یہ فرماتے سنا: کیا علیؓ آگئے؟ کیا علیؓ آگئے؟ کئی مرتبہ تو حضرت فاطمہ نے فرمایا: وہ آپ کے کسی کام سے گئے ہوتے ہیں۔ پھر ذرا دیر بعد جب علیؓ آگئے۔ ام سلمہ نے کہا کہ میں نے یہ گمان کیا کہ آپ کو علیؓ سے کوئی خاص کام ہے تو ہم سب باہر آگئے اور دروازہ کے پاس بیٹھ گئے اور میں بہ نسبت دوسروں کے دروازہ سے زیادہ قریب تھی تو میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ علیؓ کی طرف جھکے ہوئے سرگوشی کر رہے تھے اور ان سے کچھ بات کر رہے

تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو گیا۔ چنانچہ آپ سے سب سے آخری ملاقات کرنے والے صرف علیؑ تھے۔

عن ام سلمة رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ وَالَّذِي أَحْلَفَ بِهِ أَنْ كَانَ عَلِيٌّ أَقْرَبَ النَّاسِ عَهْدًا بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَاللَّهِ ﷻ عِدَانًا رَسُولَ اللَّهِ ﷻ عِدَاةً وَهُوَ يَقُولُ جَاءَ عَلِيٌّ جَاءَ عَلِيٌّ مَرَارًا فَقَالَتْ فَاطِمَةُ السَّبِيحُ كَانَكَ بَعَثْتَهُ فِي حَاجَةٍ قَالَتْ فَجَاءَ بَعْدَ قَالَتْ أُمُّ سَلْمَةَ فَطَنَنْتُ أَنْ لَهُ إِلَيْهِ حَاجَةٌ فَخَرَجْنَا مِنَ الْبَيْتِ فَقَعَدْنَا عِنْدَ الْبَابِ وَكُنْتُ مِنْ أَدْنَاهُمْ إِلَى الْبَابِ فَكَبَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷻ وَجَعَلَ يَشَاوِرُهُ وَيُنَاجِيهِ ثُمَّ قَبِضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷻ مِنْ يَوْمِهِ ذَلِكَ فَكَانَ عَلِيٌّ أَقْرَبَ النَّاسِ عَهْدًا۔ حضرت ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے ساتھ میں حلف کرتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات سے قبل تمام لوگوں میں سب سے زیادہ قریب ترین علیؑ تھے آپ سے سب سے آخری ملاقات کرنے والے صرف علیؑ تھے۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کی عیادت کے لئے گئے تو آپ کو کئی مرتبہ یہ فرماتے تھے: کیا علیؑ آگئے؟ کیا علیؑ آگئے؟ حضرت فاطمہ نے فرمایا: وہ آپ کے کسی کام سے گئے ہوئے ہیں۔ پھر ذرا دیر بعد جب علیؑ آگئے۔ ام سلمہ نے کہا کہ میں نے یہ گمان کیا کہ آپ کو علیؑ سے کوئی خاص کام ہے تو ہم سب باہر آگئے اور دروازہ کے پاس بیٹھ گئے اور میں بہ نسبت دوسروں کے دروازہ سے زیادہ قریب تھی تو میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ علیؑ کی طرف جھکے ہوئے سرگوشی کر رہے تھے اور ان سے کچھ بات کر رہے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو گیا۔ چنانچہ آپ سے سب سے آخری ملاقات کرنے والے صرف علیؑ تھے۔ (مسند احمد

ج ۶ ص ۳۰۰ سلسلہ ۲۶۳۱۰ (اردو) سلسلہ ۲۷۱۰۰

عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ عثمان بن عفان خلیفہ سوم نے ایک مرتبہ وضو کے لئے پانی طلب کیا اور اس سے گلی کی، ناک میں پانی ڈالا، اور اپنے منہ کو تین بار دھویا، اور دونوں ہاتھوں کو تین بار دھویا اور اپنے سر اور پاؤں کے اوپر کے حصے کا مسح کیا پھر بے ساختہ ہنس پڑے اور کہا کیا تم لوگ مجھ سے میرے ہنسنے کی وجہ دریافت نہیں کرو گے؟ لوگوں نے کہا یا امیر المومنین! آپ کیوں ہنسے؟ تو عثمان بن عفان نے کہا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو ایسا ہی وضو کرتے دیکھا تھا۔ مسند امام احمد جلد اول ص ۵۸، اور ص ۳۴۲؛ مجمع الزوائد ایشمی ج ۱ ص ۲۲۴؛ المصنف ابن شیبہ ج ۱ ص ۱۸؛ کنز العمال حدیث ۲۶۸۶۳ ج ۹ ص ۴۲۷، اور ص ۴۴۲؛ سیر اعلام النبلاء ج ۱ ص ۱۳؛ ۳۰۱؛ المعجم الکبیر طبرانی ج ۳ ص ۲۸۱۔ اس کے علاوہ کئی مفسرین اور محدثین نے مختلف طریقوں سے پیر پر مسح کرنا بتلایا ہے مثلاً ابن ابی شیبہ الکوفی اپنی کتاب المصنف جلد اول ص ۳۰ پر باب فی المسح علی القدمین کے تحت آٹھ حوالوں سے پیر پر مسح کرنا لکھا ہے۔ فجعلنا نمسح علی ارجلنا: ہم پاؤں پر مسح کرنے لگے۔

منتخب کتاب کنز العمال

فی سنن الأقوال والأفعال

علامہ علاء الدین علی متقی بن حسام الدین ہندی متوفی ۹۷۵ھ

۱۲۵۲۱۔ اعوذ باللہ أن أعیش فی قوم لست فیہم یا أبا الحسن ص

۵۰۸ تا ۵۰۹۔ (اس واقعہ کو بخاری ج ۱، باب ۱۰۱۱، حدیث ۱۵۰۳؛ عبدالقادر جیلانی غنیۃ

الطالبین مکتبہ ابراہیمیہ لاہور صفحہ ۴۳۵، اور کنز العمال جلد ۵ ص ۷۸ سلسلہ ۱۲۵۲۱

حضرت عمر نے فرمایا: اے ابوالحسن (حضرت علی علیہ السلام)! میں اللہ کی پناہ

مانگتا ہوں اس بات سے کہ ایسی قوم میں زندہ رہوں جس میں آپ نہ ہوں۔

۱۲۱۸۰۔ یا ابن الخطاب انی انما استخلفتک نظر الما خلفت

ورائی۔ وحذرک هؤلاء النفر من اصحاب محمد ﷺ الذين قد انتفخت
اجوافهم وطمحت ابصارهم واحب كل امرئ منهم لنفسه وان لهم لخيرة
عندزلة واحدة منهم فايك ان تكون واعلم انهم لن يزلوا منك۔ جب عمر ابن
خطاب کو ابو بکر نے خلافت کے لئے نامزد کر دیا تو کہا: اے ابن خطاب! میں نے تم کو خلیفہ
بنایا اس کام پر نظر کرتے ہوئے جو تم نے میرے لئے کیا۔ میں تم کو اصحاب محمد ﷺ میں
سے ان لوگوں کے طریقہ سے بچانا چاہتا ہوں جن کے پیٹ پھول گئے ہیں اور ان لوگوں
کی نگاہیں اونچی ہو گئیں ہیں اور ان میں سے ہر ایک اپنے نفس کو پسند کرنے لگا ہے اور ہر
لغزش کو ایک خیر سمجھنے لگا ہے۔ خبردار کہ تم ایسے ہو جاؤ (تاریخ مدینہ ابن شہبہ التمیمی ج ۲
ص ۶۷۳؛ ابن عساکر ج ۳ ص ۴۱۶؛ کنز العمال ج ۵ ص ۷۹ سلسلہ ۱۴۱۸۰

۲۹۵۵۲۔ وأخرج البخاری فی تاریخہ عن ابن المسيب قال أول من

كتب التاريخ عمر بن الخطاب لستين ونصف من خلافته فكتب لست

عشرة من الهجرة بمشورة علي؛ كنز العمال ج ۱۰ ص ۳۱۰ سلسلہ

۲۹۵۵۲ و ۲۹۵۵۳؛

۲۹۵۵۲۔ حضرت عمر ابن خطاب نے حضرت علیؑ کے مشورہ سے سن بھری شروع

کی یہ ۱۶ھ میں ہوا۔ تاریخ الخلفاء بیوطی اردو ص ۱۴۲

۱۴۰۴۳۔ عن طارق بن شهاب عن رافع بن أبي رافع قال: لما

استخلف الناس أبا بكر، قلت: صاحبي الذي أمرني أن لا أتأمر على رجلين،

فارتحلث فانتهيت إلى المدينة فتعرضت لأبي بكر، فقلت له يا أبا بكر أتعرفني؟ قال: نعم؟ قلت: أتذكر شيئاً قلته لي أن لا أتأمر على رجلين، وقد وليت أمر الأمة؟ فقال إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قبض والناس حديث عهد بكفر فحفت عليهم أن يرتدوا وأن يختلفوا فدخلت فيها وأنا كاره، ولم يزل بي أصحابي، فلم يزل يعتذر حتى عذرت به ابن راهويه والعدني والبلغوي وابن خزيمة).

۱۴۰۴۳ یعنی رافع بن ابی رافع (صحابی) بیان کرتے ہیں کہ جب ابو بکر لوگوں نے خلیفہ بنایا تو ہم نے کہا: یہ تو ہمارا وہی صاحب ہے جس نے ہم کو حکم دیا تھا کہ کبھی دو آدمیوں پر بھی حکومت نہ کرنا۔ اسی خیال سے ہم نے گھر سے سفر کیا اور وارد مدینہ ہوئے۔ ابو بکر سے ملاقات کر کے ہم نے کہا: ہم کو پہچانتے ہو۔ کہا: ہاں۔ تب ہم نے کہا یہ بھی تم کو یاد ہے کہ ہم کو نصیحت کیا کرتے تھے کہ دو آدمیوں پر بھی حکومت نہ کرنا پھر یہ کیا ہو گیا جو تم ساری امت کے حاکم بن بیٹھے؟ ابو بکر نے کہا: آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد جو لوگ تازہ مسلمان تھے کافر ہونے لگے لہذا خوف ہوا کہ کہیں ارتداد اور اختلاف نہ پیدا ہو اس لئے ہم اس میں داخل ہوئے کراہت کے ساتھ اور ہمارے اصحاب بھی ہم کو سمجھاتے رہے۔ ابو بکر اس قسم کا عذر کرتے رہے یہاں تک کہ ہم نے ان کا عذر قبول کر لیا۔

۱۴۱۳۹۔ عن عروة ان ابا بكر وعمر لم يشهدوا دفن النبي و كانا في الانصار فدفن قبل ان يرجعها - عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ ابو بکر اور عمر آنحضرت ﷺ کے دفن میں شریک نہیں ہوئے کیونکہ یہ دونوں انصار کے پاس تھے اور ان

دونوں کے واپس آنے سے پہلے آنحضرت ﷺ دفن ہو چکے تھے۔ کنز العمال ج ۵ ص ۶۵۲ سلسلہ ۱۴۱۳۹

۳۱۶۹۳۔ عن حذيفة قال: لتعملن بعمل بني إسرائيل! فلا يكون فيهم شيء إلا كان فيكم مثله، فقال رجل: يكون فينا قردة وخنزير؟ قال: وما يبرئك من ذلك - لا أم لك؟ قالوا: حدثنا يا أبا عبد الله! قال: لو حدثتكم لافترقتم على ثلاث فرق: فرقة تقاتلني، وفرقة لا تنصرني، وفرقة تكذبني؛ أما! إنني سأحدثكم ولا أقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، أرأيتم لو حدثتكم أنكم تأخذون كتابكم فتحرقونه وتلقونه في الحشوش صدقتموني؟ قالوا: سبحان الله! ويكون هذا؟ قال: أرأيتم لو حدثتكم أنكم تكسرون قبلتكم صدقتموني؟ قالوا: سبحان الله! ويكون هذا؟ قال: أرأيتم لو حدثتكم أن أمكم تخرج في فرقة من المسلمين وتقاتلكم صدقتموني؟ قالوا: سبحان الله! ويكون هذا

۳۱۶۹۳۔ حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا انہوں نے: کہ تم بنی اسرائیل کی نقش قدم پر چلو گے ان میں جو باتیں پیش آئیں تم میں بھی پیش آئیں گی۔ ایک شخص نے پوچھا: کیا ہم میں بندر اور خنزیر بھی ہوں گے؟ فرمایا: تمہیں اس سے کون سی بری بات کر رہی تیری ماں مرے لوگوں نے کہا: اے ابو عبد اللہ! ہمیں حدیث سنائیے۔ تو فرمایا: اگر میں نے حدیث سنائی تو تم تین فرقوں میں منقسم ہو جاؤ گے، ایک فرقہ جو مجھ سے قتال کرے گا، ایک فرقہ جو میری مدد نہیں کرے گا، ایک فرقہ میری تکذیب کرے گا

میں حدیث بتاتا ہوں۔ اگر میں یہ حدیث بیان کروں کہ تم اپنی کتاب (قرآن کریم) کو لے کر جلا دو گے اور کوڑے میں ڈال دو گے، کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ لوگوں نے کہا سبحان اللہ! کیا ایسا ہونے والا ہے۔ پھر پوچھا اگر میں حدیث بیان کروں کہ تم کعبہ اللہ کو توڑ دو گے کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ لوگوں نے کہا سبحان اللہ! کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے پھر کہا اگر میں یہ حدیث بیان کروں کہ تمہاری ماں (ام المؤمنین) مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ خروج کرے گی اور تم لوگوں سے لڑائی ہوگی۔ کیا تم اس قول کی تصدیق کر سکتے ہو؟ تو لوگوں نے کہا سبحان اللہ! کیا ایسا ہو بھی سکتا ہے؟

کنز العمال جلد ۱۱ ص ۳۴۱ واقعہ جمل سلسلہ ۳۱۶۹۳؛

۳۳۰۴۵۔ قال رسول الله ﷺ وآله: من لم يقل: علي خير الناس، فقد كفر۔ فرمایا رسول اللہ صل اللہ علیہ وآلہ: اگر کوئی یہ نہیں کہے کہ علی تمام انسانوں میں افضل نہیں ہے تو اس نے کفر کیا۔ کنز العمال ج ۱۱ ص ۲۶۵ سلسلہ ۳۳۰۴۵

۲۴۴۹۲۔ وأخرج البيهقي عن الزهري قال: قلت لضمرة بن عبد الله بن أنيس، ما قال النبي صلى الله عليه وسلم لأبيك ليلة القدر؟ قال: كان أبي صاحب بادية، قال: فقلت يا رسول الله مرني بليلة أنزل فيها؟ قال: "أنزل ليلة ثلاث وعشرين"۔ عن ابراهيم قال كانت عائشة ترى ليلة القدر ثلاث وعشرون كنز العمال ج ۸ ص ۶۳۴ سلسلہ ۲۴۴۹۲۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ رمضان میں شب قدر ۲۳ کی رات ہے۔

۲۴۴۰۱۔ أن عمر بن خطاب صلى بالناس و هو جنب، فاعاد ولم

يأمرهم أن يعيدوا ۱۔ یعنی عمر بن خطاب نے حالت جنابت میں نماز جماعت کی امامت کی، جب یاد آیا تو نماز دوبارہ خود ادا کی مگر لوگوں کو جنہوں نے ان کے پیچھے نماز ادا کی تھی دوبارہ ادا کرنے کے لئے نہیں کہا۔ کنز العمال ج ۸ ص ۱۶۱ سلسلہ ۲۲۴۰۱ اور سلسلہ ۲۲۴۰۲؛ سنن الکبریٰ البیہقی باب امامت الجنب ج ۳ ص ۳۸۷ سلسلہ ۱۴۱۰۷؛ سنن الدر قطنی باب الصلاة الامام ج ۱ ص ۳۵۴ سلسلہ ۱۳۵۰؛ جامع المسانید والمرسل جلال الدین سیوطی ج ۱۴ ص ۱۷۰ سلسلہ ۲۶۸۶۔ المغنی کتاب الصلاة ج ۲ ص ۲۶۴۔ ایسی ہی روایت عبد اللہ ابن عمر کے بار میں ان ہی کتابوں میں موجود ہے۔

۲۴۴۰۶۔ أن عثمان بن عفان صلى بالناس و هو جنب، فاعاد ولم

يأمرهم أن يعيدوا ۱۔ یعنی حضرت عثمان بن عفان نے حالت جنابت میں نماز باجماعت کی، جب یاد آیا تو نماز دوبارہ خود ادا کی مگر لوگوں کو جنہوں نے ان کے پیچھے نماز ادا کی تھی دوبارہ ادا کرنے کے لئے نہیں کہا۔ کنز العمال ج ۸ ص ۱۶۱ سلسلہ ۲۲۴۰۶

۳۰۰۸۴۔ لما كرر قوله الارجل ياتيني بنخبر القوم يكون معي يوم القيامة ولم يجيبه احد قال ابو بكر يا رسول حذيفة: خندقك وقت جب رسول اللہ نے بار بار لوگوں سے کہا کیا کوئی بھی جا کر خبر لا سکتا ہے؟ تو ابو بکر نے کہا یا رسول اللہ آپ حذیفہ سے کہئے۔ صحیح مسلم باب غزوة احزاب جلد ۵ ص ۱۷۷؛ تاریخ ابن عساکر ج ۱۲ ص ۲۷۸ و ۲۸۱؛ کنز العمال ج ۱۰ ص ۴۴۶؛

۳۰۰۲۵۔ عن عروة في نزول النبي صلى الله عليه وسلم الحديدية قال:

وفزعت قریش لنزوله عليهم وأحب رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يبعث إليهم رجلاً من أصحابه فدعا عمر بن الخطاب ليعثه إليهم فقال: يا رسول الله إني لألعنهم وليس أحد بمكة من بني كعب يغضب لي إن أوذيت فأرسل عثمان

۳۰۰۲۵۔ حدیبیہ کے وقت آنحضرتؐ نے عمر ابن خطاب سے کہا کہ جا کر شرفائے قریش کو مطلع کرو کہ ہم لڑنے نہیں آئے ہیں، بلکہ زیارت کعبہ کے لئے آئے ہیں تو عمر ابن خطاب نے کہا کہ وہ لوگ مجھے قتل کر دیں گے یا ایذا دیں گے آپ عثمان بن عفان کو بھیجنے کہ بنی امیہ کے لوگ وہاں ہیں ان کی حفاظت کریں گے۔ کنز العمال ج ۱۰ ص ۴۸۱

۳۵۷۰۸۔ الفہ یا خلیفہ۔ جاء اعرابی فقال انت خليفة رسول الله فقال لا قال فما انت قال انا الخليفة بعده: ایک اعرابی حضرت ابو بکر کی خدمت میں آیا اور پوچھا کیا آپ رسول اللہ کے خلیفہ ہیں تو انہوں نے جواب دیا نہیں پھر اس نے پوچھا کہ آپ کیا ہیں؟ جواب دیا میں خالفہ ہوں۔ لسان العرب میں ہے کہ خالفہ وہ ہے جس سے لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں ہو اور اس میں کوئی خیر نہ ہو یعنی (Good For Nothing) تاریخ ابن عساکر جلد ۱۹ ص ۴۹۷؛ کنز العمال ج ۱۲ ص ۵۳۱ سلسلہ ۰۸۔ ۳۵۷۰۸۔

۴۲۹۱۔ کان یوم أحد هزمتنا ففردت حتى صعدت الجبل عمر ابن خطاب کہا کہ جب ہم کو احد کے دن ہزیمت اٹھانی پڑی تو ہم سب بھاگ گئے یہاں تک کہ میں پہاڑ پر چڑھ گیا۔ وہاں میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ اس طرح اچھل کود رہا ہوں جیسے بکری کودتی ہے۔ تفسیر درمنثور سیوطی ج ۲ ص ۸۸؛ جامع البیان طبری ج ۴

ص ۱۹۳؛ کنز العمال ج ۲ ص ۳۷۶۔

۴۴۲۲۰۔ حضرت رسول اکرمؐ نے فرمایا استکون من بعدی ولاة يستحلون الخمر بالنبيذ والخبس بالصدقة والسحت بالهدية والقتل بالموعة: عائشہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اکرمؐ نے میرے بعد بہت جلد مسلمان پر ایسے لوگ حکومت کرنے لگیں گے جو نبیذ کے بہانے سے شراب، کو صدقہ کے بہانے سے ناجائز مالوں کو، ہدیہ و تحفہ کے بہانے سے رشوت کو، اور پند و نصیحت کے بہانے سے قتل کو حلال سمجھ لیں گے۔ درمنثور جلد ۲ ص ۲۸۴؛ کنز العمال (یہی حضرت حدیث سے منقول ہے) ج ۱۱ ص ۲۳۴؛ اور جلد ۱۴ ص ۲۲۶۔

۴۱۷۰۔ عن سليمان بن يسار أن رجلاً من بني تميم، يقال له صبيغ بن عسل قدم المدينة، وكان عنده كتب، فجعل يسأل عن متشابه القرآن، فبلغ ذلك عمر، فبعث إليه، وقد أعد له عراجين النخل فلما دخل عليه قال: من أنت؟ قال: أنا عبد الله صبيغ، قال عمر وأنا عبد الله عمر وأوماً إليه، فجعل يضربه بتلك العراجين، فما زال يضربه حتى شجّه وجعل الدم يسيل على وجهه، فقال: حسبك يا أمير المؤمنين فقد والله ذهب الذي أجد في رأسي

(الدارمي ونصر والأصبهاني معافي الحجة وابن الأنباري واللالكائي كرو) ۴۱۷۰۔ دور عمر ابن خطاب میں ایک شخص مدینہ آیا اور لوگوں سے آیات متشابہات کا مطلب پوچھنا شروع کیا۔ جب اسکی خبر عمر ابن خطاب کو ملی تو انہوں نے اس کو

بلایا اور پوچھا کہ تو کون ہے اس نے کہا میرا نام عبد اللہ بن صلیح ہے چنانچہ اسکو کوڑوں سے پیٹا شروع کیا برابر مارتے رہے جب اسکی کھال ادھر گئی اور خون بہنے لگا تو اس آدمی نے کہا بس بس مجھے معلوم ہو گیا۔ تفسیر قرطبی ج ۴ ص ۱۵؛ درمنثور ج ۲ ص ۷؛ تاریخ ابن عساکر ج ۲ ص ۱۴۱؛ کنز العمال ج ۲ ص ۳۳۶

۲۲۴۱۔ ان عمر ابن الخطاب کان له حجر او عظم فی حجر فی حائط فی مکان فکان یاتیہ فیہ ثم یمسحہ بذلک الحجر او بذلک العظم ثم تیوضاء وما یمسحہ ماء: عمر ابن خطاب کا معمول تھا کہ ایک مکان کی دیوار میں کوئی پتھر تھا یا پتھر میں ہڈی (گڑی) تھی اسی مکان میں آتے اور پیشاب کر کے اسی پتھر یا ہڈی سے رگڑ دیتے تھے۔ غرض پانی کو چھوتے بھی نہیں تھے۔ کنز العمال ج ۹ ص ۵۱۹ سلسلہ ۲۲۴۱

۷۵۲۲۔ فرمایا آنحضرت نے ابو بکر سے کہ: □ الشکر اخفی فیکم من دیب النمل شرک تمہارے اندر چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی پایا جاتا ہے۔ منہ ابو یعلیٰ ج ۱ ص ۶۲؛ کنز العمال ج ۳ ص ۸۱ و ۸۱۶

۱۴۰۷۔ وکان منزله بالسنع (بالسنع: بضم السین والنون، وقیل بسکو نہا۔ موضع بعوالی المدینة فیہ بنی الحارث بن الخزرج۔

حضرت ابو بکر اپنے گھر سنع میں (مدینہ کے مضافات میں ایک مقام) پر تھے جہاں قبیلہ بنی حارث بن خزرج کی آپ کی بیوی حبیبہ بنت خارجہ بنت زبیر تھیں۔

خلافت سے قبل اور خلافت کے چھ ماہ بعد تک ابو بکر سنع میں ہی رہا کرتے تھے۔

۱۴۰۵۔ انا بشر ولست بخیر من احد منکم فراعونی فاذا رأیتمونی استقمتم فاتبعونی وان رأیتمونی زغت فقومونی واعلموا ان لی شیطانا یعتربنی فاذا رأیتمونی غضبت فاجتنبونی لا اوثر فی اشعارکم و ابشارکم۔ ابو بکر نے خلافت کے بعد جو خطبہ دیا اس میں انھوں نے ”کہا کہ آگاہ ہو کہ میں ایک بشر ہوں اور تم میں سے کسی سے بھی بہتر نہیں ہوں لہذا میری رعایت کرو جب مجھے دیکھو کہ میں راہ راست پر ہوں تو میری پیروی کرو، اور اگر دیکھو کہ میں ٹیڑھا ہو گیا ہوں تو سیدھا کرو۔ آگاہ ہو کہ میرے لئے ایک شیطان ہے جو مجھے گھیرے ہوئے ہے۔ جب بھی مجھے غضب میں دیکھو تو مجھ سے بچو، میں بالوں اور کھالوں پر کوئی اثر نہیں رکھتا۔“ الامامة والاسیاسة ج ۱ ص ۱۴، مجمع الزوائد الہیثمی ج ۵ ص ۸۳؛ کنز العمال ج ۵ ص ۶۳۱ حرف النخاء، خلافت ابو بکر

۱۶۸۳۸۔ جبار فی الجاہلیة و خوار فی الاسلام۔ ابو بکر نے عمر سے کہا کہ: تو جہالت کے زمانے میں بڑا سرکش تھا اور اسلام لانے کے بعد ناتواں اور کمزور۔ کنز العمال ج ۶ ص ۵۲، ج ۱۲ ص ۴۹۴

ثبوت: یہ روایت خود ان کی زبانی ہے، عن عمر رضی اللہ عنہ قولہ: امران فی الجاہلیة. أحدهما: بیکینی والآخر یضحکنی. أما الذی بیکنی: فقد ذهبت بابتة لی لوأدها، فکنت أحفر لها الحفرة وتنفض التراب عن لحتیتی

وهي لا تدري ماذا أريد لها، فإذا تذكرت ذلك بكيت. والأخرى: كنت أصنع إلهاً من التمر أضعه عند رأس يحرسني ليلاً، فإذا أصبحت أكلته، فإذا تذكرت ذلك ضحكت من نفسي. الكتاب: أضواء البيان المؤلف:

محمد الأمين الشنقيطي تفسير سورة التكويد صفحة ۸۳۴ جلد ۸

حضرت عمر سے روایت ہے کہ: دو امور زمانہ جاہلیت (اسلام لانے سے قبل) کے جب بھی مجھے یاد آتے ہیں تو ایک مجھے زلادیتا ہے اور دوسرا نہادیتا ہے۔ جو چیز مجھے رولادیتی وہ یہ کہ میں اپنی بیٹی کو زندہ دفن کرنے کے لئے زمین کھود رہا تھا، میری داڑھی مٹی لگ گئی تھی تو جس لڑکی کو میں دفن کرنے جا رہا تھا اس نے ہاتھ بڑھا کر میری داڑھی سے مٹی کو صاف کیا۔ اور دوسری بات جس پر نہیں آتی ہے وہ یہ کہ میں کھجور کا ایک بت بناتا تھا اور اُسے اپنے سرہانے رکھتا تھا جو رات کے وقت میری حفاظت کرتا تھا۔ اور صبح کو جب بیدار ہوتا تھا تو میں اُسے کھالیتا تھا۔ مجھے جب بھی یہ بات یاد آتی ہے تو میں ہسنے لگتا ہوں۔

۳۳۰-۷۵ فرمایا رسول اکرم نے کہ اگر تم علی کو خلیفہ بناؤ گے مگر تم ایسا کرینوالے نہیں ہو تو علی کو ہادی اور مہدی پاؤ گے اور راہ مستقیم پر سیدھا چلانے والا پاؤ گے مندا احمد ابن حنبل جلد اول ص ۱۰۹؛ مستدرک الصحیحین حاکم جلد ۳ ص ۷۰؛ کنز العمال ج ۱۱ ص ۶۳۰

۳۰۰۲۵۔ یوم احد کنت اول من فاء الی رسول: عائشہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ ابو بکر نے کہا کہ بروز جنگ احد میں رسول اللہ کے پاس بھاگ جانے کے بعد سب سے پہلے واپس آنے والوں میں تھا۔ مندا ابی داؤد باب

احادیث ابی بکر ص ۳؛ فتح الباری ج ۷، ص ۲۷۸، مستدرک حاکم ج ۳ ص ۲۸، کنز العمال ج ۱۰ ص ۴۲۵، سلسلہ ۵۲۳۰۰

۲۴۳۲۹۔ عن سعید بن المسیب قال: خرج عمر بن الخطاب على أصحابه فقال: أفتوني في شيء صنعته اليوم فقال: ما هو يا أمير المؤمنين؟ قال: مرت بي جارية فأعجبتني فوقعت عليها وأنا صائم، فعظم عليه القوم وعلي ساكت فقال: ما تقول يا ابن أبي طالب؟ قال: جئت حلالاً ويوم مكان يوم، فقال: أنت خيرهم فتوى

سعید بن مسیب سے روایت ہے ایک دن حضرت عمر آئے اور اصحاب سے کہا تم اس بارے میں کیا فتویٰ دیتے جو آج مجھ پر ہوا لوگو نے پوچھا: کیا ہوا امیر المؤمنین تو کہا: ایک کنواری جا رہی تھی اس نے مجھے لبھالیا میں اس پر چڑھ بیٹھا حالانکہ میں روزہ دار ہوں پس صحابہ کو یہ واقعہ سنا کر تعجب ہوا اور بڑی بڑی باتیں کرنے لگے جب کہ حضرت علی خاموش تھے۔ حضرت عمر نے پوچھا: اے ابن ابی طالب! تم کیا کہتے ہو؟ حضرت علی نے فرمایا آپ سے فعل حلال سرزد ہوا آج کے روزے کے بدلے دوسرا روزہ رکھ لو۔ اس پر حضرت عمر نے کہا: تم فتویٰ دینے والوں میں بہتر ہو۔ طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۳۸۳ اردو نئی ایڈیشن؛ کنز العمال جلد ۸ ص ۶۰۰ حدیث ۹۲۳۳۲؛

۲۷۲۳۶۔ عن عبد الرحمن بن أبي لیلی قال: رأيت عمر بن الخطاب بال، ثم مسح ذكره بالتراب، ثم التفت إلينا فقال: هكذا على من.

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کی روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر کو پیشاب کرتے دیکھا پھر آپ عضو مخصوص کو مٹی کے ساتھ پونچھا، پھر ہماری طرف مخاطب ہو کر کہا: ہمیں یہی تعلیم دی گئی ہے۔

(ایتادہ پیشاب کرنے یا دیوار و پتھر سے مسح کرنے کا جواز کی) کوئی حدیث رسول نہیں اور بیشک گو بر سے استنجا کرنا عمر ابن خطاب کا قیاسی مذہب ہے۔ مستدرک الصحیحین جلد اول ص ۱۸۵؛ صحیح ابن حبان جلد ۳ ص ۱۲۷

۲۷۲۳۷۔ عن زید بن وہب قال: رأیت عمر بن الخطاب یبول قائماً ففرج حتیر حمتہ. عب.)

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کی روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر کو کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھا اور وہ اپنی ٹانگوں کو اس طرح کھولتے تھے کہ دیکھنے والوں ترس آتا تھا۔

۲۷۲۳۸۔ عن عبدالرحمن بن أبی لیلی قال: کان عمر بن الخطاب یبول ثم یمسح ذکره بحجر أو بغيره، ثم إذا توضأ لم یمس ذکره المائی. عب.)

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کی روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر کو پیشاب کرتے دیکھا پھر عضو مخصوص کو پتھر سے صاف کرتے دیکھا پھر جب وضو کرتے تو عضو مخصوص کو پانی سے دھوتے نہیں تھے۔

۲۷۲۴۱۔ عن الحکم أن عمر بن الخطاب کان له حجر أو عظم فی

جحر فی حائط فی مکان، فکان یأتیہ فیبول فیہ، ثم یمسحه بذلک الحجر أو بذلک العظم، ثم یتوضأ و ما یمسہ ماء ص.)

حکم کی روایت ہے کہ حضرت عمر ایک دیوار کی سوراخ میں پتھر یا ہڈی رکھتے۔ آپ اس جگہ آتے تو سوراخ میں پیشاب کرتے پھر اس پتھر یا ہڈی سے صاف کرتے وضو کرتے پانی کو چھوتے تک نہیں تھے۔

۲۷۲۴۲۔ عن عمر قال: البول قائماً أحصن للدبر، والبول جالساً أرخی للدبر. عب.)

حضرت عمر کہتے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے دبر کی حفاظت رہتی ہے اور بیٹھ کر پیشاب کرنے سے دبر کی فراخی ہوتی ہے۔

۳۹۰۵۰۔ یصف الناس یوم القیامة صفوفا فیمر الرجل من أهل النار علی الرجل من أهل الجنة فیقول: یا فلان: أمتذکر یوم استسقیة فسقیة شربة؟ فیشفع له، ویمر الرجل علی الرجل فیقول: أمتذکر یوم ناولتک طهوراً؟ فیشفع له، ویقول: یا فلان! أمتذکر یوم بعثتني فی حاجة کذا و کذا فذهبت لک؟ فیشفعه له.

محمد بن عبداللہ بن نمیر، علی بن محمد و کعب، عمش یزید القراشی کہتے ہیں کہ انس بن مالک کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن اہل جنت کی صف بندی ہوگی اور ایک دوزخی کا ادھر سے گذر ہوگا یہ اُن لوگوں میں سے پہچان کر ایک جنتی کہے گا تمہیں یاد ہے یا نہیں میں نے فلاں وقت تجھے ایک گھونٹ پانی پلایا تھا؟ حضور

ﷺ فرماتے ہیں وہ جنتی اسی بات پر اس کی شفاعت کرے گا اور پھر دسرا دوزخی گذرے گا اور ایک شخص سے کہے گا تمہیں یاد ہے کہ نہیں ایک بار میں نے تمہیں وضو کرایا تھا تو جنتی اس دوزخی کی شفاعت کرے گا، تیسرا شخص گذرے گا تو ایک جنتی سے کہے گا تمہیں یاد ہے تم نے مجھے فلاں کام کے لئے بھیجا تھا جو میں نے پورا کیا تھا وہ جنتی اس دوزخی کی شفاعت کرے گا۔

۳۱۰۵۸۔ إذا بلغت بنو أمية أربعين رجلا اتخذوا عباد الله خولا
ومال الله دخلا وكتاب الله دخلا.

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: کہ جب بنو امیہ کی تعداد چالیس مردوں تک پہنچ جائے گی تو وہ اللہ کے بندوں کو غلام بنالیں گے اور اللہ کے مال کو ذاتی دولت اور اللہ کی کتاب کو فتنے کا ذریعہ بنالیں گے۔

۳۱۰۵۹۔ ویل لبني أمية ثلاث مرات. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے
تین بار: بنی امیہ ہلاک ہو۔

۳۱۶۰۱۔ قال رسول الله ﷺ يا معاذ! وأحص، قال فلما
بلغت خمسه قال: يزيد لا بارك الله في يزيد نعي الى الحسين وأتيت بترتته و
أخبرت بقاتله۔

۱۳۱۶۰۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اے معاذ! ٹھہر جاگن لے جب حاکم کی
تعداد پانچ ہو جائے گی تو پانچواں یزید ہوگا۔ اللہ یزید کی حکومت میں برکت نازل نہ کرے،
مجھے حسینؑ کی شہادت کی قبر دی گئی ہے اور میرے پاس اس کے مقتل کی مٹی بھی لائی گئی

ہے اور انکے قاتل کو بھی بتلایا گیا ہے۔

۳۱۰۷۰۔ لا يزال أمر أمية قائما بالقسط حتى يكون أول من يثلمه

رجل من بني أمية يقال له يزيد.

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: میری امت کا معاملہ انصاف سے چلتا رہے گا

یہاں تک ایک اس میں رخنہ ڈالے گا وہ بنی امیہ کا ایک مرد یزید ہوگا۔

۱۴۰۸۵۔ عن عبد الرحمن بن الأصبهاني قال: جاء الحسن

بن علي إلى أبي بكر وهو على منبر رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: انزل

عن مجلس أبي قال صدقت، إنه مجلس أبيك وأجلسه في حجره وبكى،

فقال علي: والله ما هذا عن أمري، فقال: صدقت والله ما اتهمتكمه.

ایک مرتبہ ابو بکر منبر پر خطبہ دے رہے تھے اسوقت آنحضرت ﷺ کے نواسے

حضرت حسن ابن علیؑ وہاں آگئے اور ابو بکر کو مخاطب ہو کر کہا: انزل عن مجلس (منبر) ابي

۔ فقال: مجلس أبيك والله لا مجلس لابي۔ میرے باپ کی جگہ سے اتر جا۔ اس پر

ابو بکر نے کہا کہ بیشک یہ تمہارے ہی باپ کی جگہ ہے واللہ میرے باپ کی جگہ نہیں ہے ص

۲۲۰ (اس حدیث کا ذکر کنز العمال ج ۵ ص ۶۱۶ سلسلہ ۱۴۰۸۳ اور ۱۴۰۸۵، ابن

عساكر ج ۳ ص ۷۰۳)

۳۷۶۲۳۔ عن أبي البخري قال: كان عمر بن الخطاب

يخطب على المنبر فقام إليه الحسين بن علي فقال: انزل عن منبر أبي، قال

عمر: منبر أبيك لا منبر أبي، من أمرك بهذا؟ فقام علي فقال: ما أمره بهذا

أحد، أما لأوجعنك يا غدر! فقال: لا توجع ابن أخي فقد صدق، منبر أه.

بو الجعتری کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمر منبر پر خطبہ دے رہے تھے حضرت امام حسینؑ کھڑے ہوئے اور کہا: میرے باپ کے منبر سے اتر! حضرت عمر نے کہا یہ منبر تمہارے باپ کا ہے میرے باپ کا نہیں مگر یہ بتاؤ یہ آپ سے کس نے کہا؟ حضرت علیؑ وہیں تھے فرمایا: اسے کسی نے نہیں کہا، پھر امام حسینؑ نے فرمایا: دور ہو یا غدار۔ حضرت عمر نے یہ سُن کر کہا: اے میرے بھائی کے بیٹے! آپ سچ کہہ رہے ہیں یہ منبر آپ کے باپ کا ہے مجھے کوئی نہیں مت مارو۔

۳۶۴۱۷ - عن عبد الرحمن بن أبي ليلى قال: خطب علي فقال: أنشد الله امرأ نشدة الإسلام سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم غدِير خَم أخذ بيدي يقول: أَلست أُولى بكم يا معشر المسلمين من أنفسكم؟ قالوا: بلى يا رسول الله! قال: من كنت مولاه فعلي مولاه، اللهم! وال من والاه وعاد من عاداه، وانصر من نصره واخذل من خذله - إلام فشهد! فقام بضعة عشر رجلاً فشهدوا وَاكتم قوم، فمافنوا من الدنيا إلا عمو اوبر صوا.

(خط) في الأفراد.

عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے لوگوں سے خطاب کیا اور فرمایا: میں اُس شخص کو اللہ تعالیٰ اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوں جس نے غدیر خم کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کو سنا ہو وہ ضرور گواہی دے کہ آپؐ نے میرا ہاتھ پکڑ کر یہ فرمایا: اے مسلمانوں کی جماعت! کیا میں تمہاری جانوں سے زیادہ تم پر حق رکھتا ہوں؟ تو لوگوں نے

کہا تھا: ہاں یا رسول اللہ۔ پھر آپؐ نے یہ ارشاد فرمایا: جس کا میں مولا یہ علیؑ بھی اُس کا مولا۔ یا اللہ! جو علیؑ کو دوست رکھتا ہو تو بھی اسے دوست رکھ جو علیؑ کا دشمن ہو تو، تو بھی اُس کا دشمن ہو جا، جو اس کی مدد کرے تو بھی اُس کی مدد کر اور جو علیؑ کو بے یار و مددگار چھوڑے تو بھی اُس کو بے یار و مددگار کر دے۔ چنانچہ دس (۱۰) لوگوں نے گواہی دی اور جو اپنے کو چھپا گئے گواہی دینے سے وہ دنیا ہی میں اندھے اور برص زدہ فنا ہوئے۔

۲۳۱۷۴ - عن بلال كان بلال يؤذن بالصبح فيقول: حي علي

خير العمل-

حضرت بلالؓ سے روایت ہے کہ وہ صبح کی اذان میں حی علی خیر العمل کہتے تھے۔

۳۳۰۰۶ - أناسيد ولد آدم وعلي سيد العرب. - عن عائشة قط

في الأفراد - عن ابن عباس؛ ك - عن جابر).

فرمایا رسول اللہ ﷺ وآلہ وسلم نے: میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں اور علیؑ تمام عرب کے سردار ہیں

۳۳۰۰۷ - یا أنس! انطلق وادع لي سيد العرب، قالت عائشة: أَلست

سيد العرب؟ قال: أنا سيد ولد آدم وعلي سيد العرب، فلما جاء قال: يا معشر

الأَنْصار! أَلأاد لكم علي ما إن تمسكتم به لن تضلوا بعده أبداً، هذا علي فأحبوه بحبي وأكرموا بكر امتي، فإن جبريل أمرني بالذي قلت لكم عن الله عز وجل.

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اے اُنس! جا کر میرے لئے عرب کے سردار کو بلا

لا۔ عائشہ نے پوچھا کیا آپ عرب کے سردار نہیں؟ تو فرمایا میں تمام اولاد آدم کا سردار

ہوں اور علیؑ عرب کے سردار ہیں۔ اور حضرت علیؑ تشریف لائے تو آپؑ نے ارشاد فرمایا اے گروہ انصار کیا میں تمہیں بتاؤں کہ اگر تم اس کو مضبوطی سے تھامے رہو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ یہ علیؑ ہیں ان سے محبت میری محبت ہے اور میرے اکرام کی وجہ سے اس کا اکرام کرو کیونکہ جبرائیل نے مجھے حکم دیا ہے کہ جو کچھ میں نے کہا وہ اللہ عزوجل کے حکم سے کہا ہے۔

۳۶۳۳۱ ایضاً ان علیا حمل الباب یوم خیبر حتی صعدا المسلمون

ففتحوها، وأنه جرب فلم يحمله إلا أربعون رجلاً. (ش) حسن.

ایضاً۔ خیبر کے دن حضرت علیؑ نے قلعہ کا دروازہ اٹھایا تاکہ لوگ قلعہ میں داخل ہوئیں۔ اور جب بعد میں تجربہ کیا گیا تو اس دروازے کو چالیس لوگ مل کر بھی اٹھانہ سکے۔

۴۵۵۸۶ عن عمر قال: والله إني لأكره نفسي على الجماع

رجاء أن يخروج الله مني نسمة تسبح. (ق).

حضرت عمر فرماتے ہیں کہ میں جماع سے اس لئے کراہت کرتا ہوں کہ جو منی کے قطرے اللہ کی تسبیح کرتے ہیں وہ خارج نہ ہو جائیں۔

۸۹۴۵۵ حضرت عمر نے کہا: گھر میں پڑی ہوئی چٹائی بہتر ہے اس عورت

سے جو بچے پیدا نہ کر سکے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا: محبت کرنے والی اور زیادہ بچے پیدا کرنے والی سے نکاح کرو تاکہ قیامت کے دن میں تمہاری کثرت پر فخر کر سکوں۔

۱۳۴۹۷۔ عن قسامة بن زهير قال: لما كان من شأن أبي بكرة

والمغيرة الذي كان، ودعا الشهود فشهد أبو بكرة وشهد ابن معبد ونافع بن

عبد الحارث فشق على عمر حين شهد هؤلاء الثلاثة، فلما قام زياد قال عمر: إني أرى غلاما كيسا لن يشهد إن شاء الله إلا بحق، قال زياد: أما الزنا فلا أشهد به، ولكن قدر أيت أمر اقبیحاً، قال عمر: الله أكبر حدودهم فجلدهم فقال أبو بكرة: أشهد أنه زان، فهم عمر أن يعيد عليه الحد فيها، فنهاه علي وقال: إن جلدته فارجم صاحبك (مغیره) فترکه ولم یجلده. (هق) (رواه البيهقي في السنن الكبرى كتاب الحدود 234/8 ص).

قسامتہ زہیر سے مروی ہے کہ جب ابو بکرہ اور مغیرہ کا واقعہ پیش آیا جس میں

ابو بکرہ نے مغیرہ پر زنا کا الزام لگایا تھا۔ جب گواہ بلوائے گئے تو سب سے پہلے ابو بکرہ نے گواہی دی پھر شبل بن معد اور نافع بن عبد الحارث نے بھی گواہی دیدی۔ جب چوتھے گواہ کی باری آئی جس کی گواہی پر زنا ثابت ہو جاتا اور حد جاری ہو جاتی تھی تو حضرت عمر کو گوارہ نہ ہوا کہ مغیرہ پر حد جاری ہو چنانچہ جب زیاد گواہی کے لئے اٹھا تو حضرت عمر نے کہا کہ کسی غلام جو ان کے لئے یہ زیبا نہیں کہ وہ حق کے سوا ہرگز کوئی گواہی نہ دے گا۔ چنانچہ زیاد نے کہا: میں گواہی نہیں دیتا لیکن میں نے پھر بھی ایک بڑی بات دیکھی تھی۔ حضرت عمر خوش ہو کر نعرہ تکبیر بلند کیا اور حکم دیا کہ: جو تین لوگوں نے زنا کی گواہی دی ہے انہیں تہمت کے الزام میں ان پر حد جاری کی جائے۔ چنانچہ ان پر حد جاری کی گئی۔ ابو بکرہ نے حد کھانے کے بعد پھر کہا: میں اب بھی شہادت دیتا ہوں کہ مغیرہ زانی ہے۔ حضرت عمر نے پھر دوبارہ تہمت کے الزام میں حد جاری کرنا چاہا۔ تو حضرت علیؑ صبح کیا اور کہا: اگر آپ نے اسے حد جاری کرنا ہے تو مغیرہ کو رجم کرو۔ حضرت عمر ابو بکرہ کو چھوڑ دیا۔ (السنن بیہقی)

۴۶۶۴ عن ابن عباس قال: حدثني عمر بن الخطاب، قال: لما اعتزل النبي صلى الله عليه وسلم نسائه دخلت المسجد فإذا الناس يكتون بالحصى ويقولون طلق رسول الله صلى الله عليه وسلم نسائه، وذلك قبل أن يؤمروا بالحجاب فقلت لأعلمن ذلك اليوم، فدخلت على عائشة فقلت: يا بنت أبي بكر قد بلغ من شأنك أن تؤذي رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ فقالت مالي ولك يا ابن الخطاب؟

جب عمر ابن خطاب کو یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے تو وہ عائشہ کے پاس گئے اور پوچھا اے ابو بکر کی بیٹی! مجھے تیرے بارے میں یہ معلوم ہوا ہے کہ تو رسول اللہ ﷺ کو اذیت دیتی ہے۔ تو عائشہ نے جواب دیا اے خطاب کے بیٹے! تجھے مجھ سے باز پرس کرنے کا کیا حق ہے؟

۴۲۲۲۔ من مسند عمر رضي الله عنه) عن الشعبي قال: نزل عمر بالروحاء، فرأى ناسا يبندرون أحجارا فقال: ما هذا؟ فقالوا يقولون إن النبي صلى الله عليه وسلم صلى إلى هذه الأحجار، فقال: سبحان الله ما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إلا راكبا، مر بواد فحضرت الصلاة فصلى ثم حدث فقال: إني كنت أغشى اليهود يوم دراستهم،

جب حضرت عمر روعاء میں اترے تو وہاں لوگوں کو دیکھا کہ پڑے ہوئے پتھروں کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ حضرت عمر نے پوچھا کہ: یہ کیا ہو رہا ہے تو لوگوں نے جواب دیا رسول اللہ ﷺ نے ان پتھروں پر نماز پڑھی تھی۔ حضرت عمر نے کہا: سبحان الله! رسول الله

ﷺ سفر میں سواری ہی پر تھے وادی سے گذر ہوا ہوگا اور نماز پڑھ لی اور بس (اس میں کوئی فضیلت ہے)۔ پھر حضرت عمر نے کہا: میں یہودیوں کے پاس ان کے درس کے دن جاتا تھا۔ تفسیر الدر المنثور جلد اص ۹۰۔

۳۰۱۱۹۔ عن علي قال: سار رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى خيبر، فلما أتاه رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث عمر ومعه الناس إلى مدينتهم وإلى قصرهم فقاتلوهم، فلم يلبثوا أن هزموا عمر وأصحابه فجاء يجنبهم ويجنبونه فسأ ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: لأبعثن عليهم رجلا يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله يقاتلهم حتى يفتح الله له ليس بفرار فتناول الناس لها، ومدوا أعناقهم يرونه أنفسهم رجاء ما قال، فمكث رسول الله صلى الله عليه وسلم ساعة فقال: أين علي؟ فقالوا: هو أرمد قال: ادعوه لي فلما أتته فتح عيني، ثم نفل فيها، ثم أعطاني اللواء فانطلقت به سعيا خشية أن يحدث رسول الله صلى الله عليه وسلم فيها حدثا أو في حتى أتيتهم فقاتلتهم فبرز مر حب يرتجز وبرزت له أرتجز كما يرتجز حتى التقينا، فقتله الله بيدي، وانهم أصحابه فتحصنوا وأغلقوا الباب فأتينا الباب فلم أزل أعالجه حتى فتحه الله. (ش) والبزار، وسنده حسن.

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر پر چڑھائی کی تو خیبر کے قریب پہنچ کر آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ کی کمان میں حملہ کرنے کے لئے فوج بھیجی۔ لیکن حضرت عمر اور ان کی فوج کو شکست ہوئی۔ حضرت عمر فوج کو بزدل کہتے تھے اور فوج حضرت

عمر کو بزدل۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ شکست ناگوار گذری آپؐ یہ اعلان فرمایا کہ کل امیر مقرر کر کے ایسے شخص کو بھیجوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہو اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح نصیب کرے گا اور وہ بھاگنے والا نہیں۔ یہ سن لشکر اسلام میں اس شرف کی طمع ہوئی حتیٰ کے لوگ اپنے سر اٹھا کر اپنے کو ظاہر کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد رسول کریم ﷺ نے پوچھا: علیٰ کہاں ہیں؟ صحابہ نے کہا: انہیں آشوب چشم ہے۔ فرمایا: میرے پاس لاؤ۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں جب میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے میری آنکھیں کھولیں اور آنکھوں پر لعاب دہن لگایا۔ پھر مجھے علم دیا۔ میں تیزی سے چلا۔ میں اہل غیب کے پاس پہنچا اور حملہ کیا، مرحب رجز پڑھتا ہوا آیا۔ میں نے بھی رجز پڑھا اور اس کے مد مقابل ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں سے اُسے قتل کیا، اُس کے ساتھی بھی شکست کھا کر قلعہ بند ہو گئے اور قلعہ کا دروازہ بند کر دیا۔

۳۱۶۷۰۔ عن عروہ قال: قلت لعائشة: من كان أحب الناس إلى رسول الله ﷺ؟ قالت عليٌّ عليه السلام ابن ابی طالب۔ قلت أي شئى كان سبب خروجك عليٌّ عليه السلام؟ قلت: لم تزوجك أبوك أمك؟ قلت من قدر الله قالت وكان من قدر

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ: رسول اللہ ﷺ کے نزدیک محبوب ترین کون تھے تو فرمایا: علیؑ ابن ابی طالب۔ پھر پوچھا کہ ان کے خلاف خروج کرنے کا کیا سبب تھا؟ اس پر حضرت عائشہ نے ان سے پوچھا کہ

تھارے باپ اور ماں کے نکاح کا کیا سبب تھا؟ انہوں نے جواب دیا: یہ تقدیر الہی سے ہوا۔ تو حضرت عائشہ نے جواب دیا: یہ بھی اللہ کی تقدیر سے ہوا۔

۱۵۴۷ عن عمر أنه خطب بالجابية فحمد الله وأثنى عليه ثم قال: من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي له فقال له قس (كذا) بين يديه كلمة بالفارسية فقال عمر لمترجم يترجم له ما يقول قال: يزعم أن الله لا يضل أحدا فقال عمر: كذبت يا عدو الله بل الله خلقك وهو أضلك وهو يدخلك النار إن شاء الله ولولا ولت (كذا) عقدا لضربت عنقك ثم قال إن الله لما خلق آدم نثر ذرئته فكتب أهل الجنة وما هم عاملون وأهل النار وما هم عاملون ثم قال هؤلاء لهذه وهؤلاء لهذه فتفرق الناس ويختلفون في القدر.

عمر ابن خطاب سے مروی ہے کہ انہوں نے جاہلیہ میں خطبہ دیا تو اللہ کی حمد و ثنا کے بعد کہا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے اُس کو کوئی گمراہ نہیں کرنے والا نہیں اور جس کو اللہ گمراہ کر دے اُس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ ایک قس (پادری) جو آپ کے سامنے بیٹھا تھا اُس نے فارسی زبان میں آپ سے کوئی بات کہی۔ تو عمر نے مترجم سے پوچھا کہ: یہ کیا کہتا ہے (سبحان اللہ خلیفہ دوسرے کا محتاج اور زبان سے ناواقف۔ حضرت امام حسنؑ ۶ سال کی سن میں صدقہ کا کھجور دہن اقدس میں جب ڈالے تو رسول اللہ نے انہیں ”کح کح“ (یہ لفظ فارسی ہے) تھو کو فرمایا تھا۔ مراد) مترجم نے کہا کہ یہ کہہ رہا ہے کہ: اللہ کسی کو گمراہ نہیں کرتا۔ تو عمر نے کہا اے دشمن خدا! تو نے جھوٹ بولا بلکہ اللہ نے ہی تجھے پیدا کیا اور وہی تجھے گمراہ کرتا ہے اور وہی تجھے دوزخ میں ڈالے

گا۔ اور اگر تمہارے اور ہمارے درمیان معاہدہ نہ ہوتا تو ابھی تیری گردن اڑا دیتا۔ اس کے بعد لوگ متفرق ہو گئے اور قدر کے بارے میں پھر کبھی بحث نہیں کئے۔ (یہ ہی موجد تھے فرقہ قدریہ کے جس کے لئے (آنحضرتؐ کی حدیث مرجہ اور قدریہ فرقہ کے بارے میں کہ یہ اسلام سے خارج ہیں)۔ صِنْفَانِ مِنْ اُمَّتِي لَيْسَ تَنَالُهُمْ مِنْ شِفَاعَتِي الْمَرْجُوعَةِ وَالْقَدْرِيَّةِ: یعنی آنحضرتؐ نے فرمایا میری امت میں دو گروہ میری شفاعت سے محروم ہیں ایک مرجہ اور دوسرے قدریہ۔

۲۹۵۵۲۔ عن ابن المسيب قال: أول من كتب التاريخ عمر

لسنتين ونصف من خلافته، فكتب لست عشرة من الهجرة بمشورة علي بن أبي طالب.

۲۹۵۵۲۔ عمر ابن خطاب نے حضرت علیؑ کے مشورہ سے سن ہجری شروع کیا یہ

۱۶ ھ میں ہوا۔ تاریخ الخلفاء بیوٹی اردو ص ۲۲۱

۳۲۸۷۷۔ أما بعد فإني أمرت بسد هذه الأبواب غير باب علي

فقال فيه قائلكم، وإني والله ما سددت شيئا ولا فتحته ولكني أمرت بشيء فاتبعته. حم والضياء - عن زيد بن أرقم).

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: میں نے سب کے دروازے بند کروادئے سوائے

علیؑ کے دروازے کہ واللہ! میں نے کسی کا دروازہ کھلا رکھا اور نہ بند کیا مگر یہ کہ میں نے اللہ کے حکم کی تعمیل کی۔

۳۲۸۷۸۔ لا يحبك إلا مؤمن ولا يبغضك إلا منافق - قاله

لعلي. ت (أخرجه الترمذي كتاب المناقب باب مناقب علي رقم ۳۷۱۶) ۳۷۱۷ (وقال: حسن صحيح ص) - عن علي).

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: یا علی! تم سے مومن ہی محبت کرے گا اور منافق ہی بغض کرے گا۔

۳۲۸۷۹۔ أنت أخي في الدنيا والآخرة - قاله علي فرمایا رسول اللہ ﷺ

نے: یا علی! تم سے مومن ہی محبت کر سکتا اور منافق ہی بغض کرے گا۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ واکم وسلم نے: یا علی! تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔

۳۲۸۸۰۔ أنت مني وأنا منك - قاله لعلي. فرمایا رسول اللہ ﷺ

نے: یا علی! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے۔

۳۲۸۸۱۔ أنت مني بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي

بعدي فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: یا علی! تمہاری حیثیت میرے لئے ایسی ہے جیسے موسیٰ کے لئے ہارون۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۳۲۸۸۲۔ ما انتجيتنه ولكن الله انتجاه. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

میں نے علیؑ (سرگوشی) کو راز دار نہیں بنایا بلکہ اللہ نے (سرگوشی) کی۔

ت (أخرجه الترمذي كتاب المناقب باب مناقب لي رقم 3726) (وقال حسن غريب ص) - عن جابر).

۳۲۸۸۲۔ ما تريدون من علي؟ ما تريدون من علي؟ ما تريدون

من علي؟ إن عليا مني وأنا منه وهو ولي كل مؤمن بعدي. فرمایا رسول اللہ ﷺ

نے: تم علی سے کیا چاہتے ہو، تم علی سے کیا چاہتے ہو، تم علی سے کیا چاہتے ہو بلاشبہ علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔ اور وہ میرے بعد تمام مومنین کے ولی ہیں۔

۳۲۸۸۴۔ لا یحب علیا منافق ولا یبغضه مؤمن۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: منافق کبھی بھی علیؑ سے محبت نہیں کرے گا اور مومن علیؑ سے بغض نہیں کرے گا۔

۳۲۸۸۵۔ یا علی! لا یحل لأحد أن یجنب فی هذا المسجد غیري وغیرک۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: یا علی! کسی کے لئے یہ حلال نہیں کے سوائے میرے اور تمہارے کہ وہ حالت جنابت میں مسجد میں آئیں۔

۳۲۸۸۷۔ ما أنا آخر جتکم من قبل نفسي ولا أنا ترکته ولكن الله أخر جکم وترکته، إنما أنا عبد مأمور، ما أمرت به فعلت، إن أتبع إلا ما یوحی الی۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: یا علی! میں نے نہ تم کو اپنی طرف سے نکالا اور نہ کسی کو چھوڑا بلکہ اللہ نے نکالا اور چھوڑا میں تو اللہ کا مامور بندہ ہو اس کا حکم بجالاتا ہوں اور اسی کی پیروی کرتا ہوں۔

۳۲۸۸۸۔ اجلس یا أبا تراب - قاله لعلی۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اے ابو تراب! بیٹھ جاؤ۔ یہ آپ نے حضرت علیؑ سے فرمایا (البحاری کتاب فضائل الصحابة باب مناقب علی (۲۳۵؟؟) ص)۔ عن سہل بن سعد۔

۳۲۸۸۹۔ أنا دار الحکمة وعلی بابها۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: میں حکمت کا گھر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔

۳۲۸۹۰۔ أنا مدینة العلم وعلی بابها، فمن أراد العلم فلیأت

الباب۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ جسے علم حاصل کرنا ہو وہ دروازے سے آئے۔

۳۲۸۹۱۔ إن الله تعالى أمرني أن أزوج فاطمة من علي۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا گیا کہ میں فاطمہ کا عقد علیؑ سے کر دوں۔

۳۲۸۹۲۔ إن الله تعالى جعل ذرية كل نبي في صلبه۔ وإن الله تعالى جعل ذريتي في صلب علي بن أبي طالب۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی اولاد کو اس کے صلب (نسل) میں رکھا اور میری اولاد کو علیؑ ابن ابی طالب کی صلب میں۔

۲۸۹۳۔ - خیر أخوتي علي وخیر أعمامي حمزة۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: میرے بھائیوں میں سب سے بہترین علیؑ ہیں اور میرے چچاؤں میں سب سے بہتر حمزہؑ ہیں۔

۳۲۸۹۴۔ ذکر علي عبادة۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: علیؑ کا ذکر کرنا عبادت ہے۔

۳۲۸۹۵۔ النظر إلى وجه علي عبادة۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: علیؑ کے چہرہ کو دیکھنا عبادت ہے۔

۳۲۸۹۶۔ السابق ثلاثة: فالسابق إلى موسى يوشع بن نون، والسابق إلى عيسى يس، والسابق إلى محمد علي بن أبي طالب۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: سابق (سبقت لے جانے والے) تین ہیں موسیٰ کے لئے یوشع بن نون

اور عیسیٰ کے لئے صاحبِ نِس اور محمد (ﷺ) کی طرف سے سبقت لے جانے والے علیؑ ابن ابی طالب ہیں۔

۳۲۸۹۷۔ الصدیقون ثلاثة: حزقیل مؤمن آل فرعون،

وحبیب النجار صاحب آل یس، وعلی بن ابی طالب۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: صدیق تین ہیں ایک حزقیل مؤمن ال فرعون، حبیب النجار مؤمن آل یس اور علیؑ ابن طالب۔

۳۲۸۹۸۔ الصدیقون ثلاثة: حبیب النجار مؤمن آل یس قال:

(یا قوم اتبعوا المرسلین) وحزقیل مؤمن آل فرعون الذی قال: (أتقتلون رجلاً

أن یقول ربی اللہ) وعلی بن ابی طالب وهو أفضلهم۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

صدیق تین ہیں ایک حزقیل مؤمن ال فرعون، حبیب النجار جنہوں نے یہ کہا تھا: یا قوم

اتبعوا المرسلین) اور مؤمن آل یس جنہوں نے یہ فرمایا تھا: أتقتلون رجلاً أن یقول

ربی اللہ۔ اور علیؑ ابن طالب ان سب سے افضل ہیں۔

۳۲۸۹۹۔ عادى اللہ من عادى علیا۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

اے اللہ! دشمنی رکھ اس سے جس نے علیؑ سے دشمنی کی۔

۳۲۹۰۰۔ عنوان صحیفة المؤمن حب علی بن ابی طالب۔ فرمایا

رسول اللہ ﷺ نے: مؤمن کے ایمان کی صفحہ کا عنوان علیؑ ابن ابی طالب کی محبت ہے۔

۳۲۹۰۱۔ من آذى علیا فقد آذانی۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

جس نے علیؑ کو اذیت دی اس نے مجھ کو اذیت دی۔

۳۲۹۰۲۔ من أحب علیا أحبني ومن أبغض علیا فقد

أبغضني۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: جس نے علیؑ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت

اور جس نے علیؑ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔

۳۲۹۰۳۔ من سب علیا فقد سبني ومن سبني فقد سب

اللہ۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: جس نے علیؑ پر لعنت کی اس نے مجھ پر لعنت کی اور

جس نے مجھ پر لعنت کی اس نے اللہ پر لعنت کی۔

۳۲۹۰۴۔ من كنت مولا فعلي مولاہ۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

میں جس کا مولا علیؑ اس کے مولا ہیں۔

۳۲۹۰۵۔ من كنت وليه فعلي وليه۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

میں جس کا ولی علیؑ اس کے ولی ہیں۔

۳۲۹۰۶۔ ألا أحدثكم بأشقى الناس رجلین: أحیمر ثمود

الذی عقر الناقة، والذی یضربک یا علیؑ علیؑ السلام ہذہ حتی یبل منها

ہذہ۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: کیا میں تم کو دو بدترین مردوں کے بارے میں نہ بتاؤں،

ایک قوم ثمود کا وہ بد بخت جس نے اونٹنی کے کوچیوں کاٹیں اور ایک وہ یا علیؑ جو تمہارے سر

پر ضرب لگائے گا حتیٰ کہ تمہاری داڑھی کو خون سے ترک کر دے گا۔

۳۲۹۰۷۔ علیؑ أخی فی الدنیا والآخرة۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ

نے: علیؑ دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہیں۔

۳۲۹۰۸۔ علیؑ أصلي وجعفر فرعی۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

علی میری اصل ہیں (جو) اور جعفر ابن ابی طالب میرے فروع۔

۳۲۹۰۹۔ علی امام البررة وقاتل الفجرة، منصور من نصره، مخذول من خذله۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: علی نیک لوگوں کے امام ہیں اور گنہ گاروں کو ختم کرنے والے ہیں جس نے علی کی مدد کی وہ بامراد ہوا اور جس نے علی کو چھوڑ دیا وہ نامراد ہوا۔

۳۲۹۱۰۔ علی بن ابی طالب باب حطة (حطة: قوله تعالى: {وقولوا حطة} أي حط عنا أوزارنا. والمعنى: أن علي بن أبي طالب طريق حط الخطايا. انتهى. فيض القدير (۳۵۶/۴) (ب)، من دخل منه كان مؤمناً، ومن خرج منه كان كافراً۔ عن ابن عباس)۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: علی باب حطہ یعنی مغفرت کا دروازہ ہیں جو اس میں داخل ہوا وہ مومن اور جو اس سے کترا کے نکل گیا وہ کافر۔

۳۲۹۱۱۔ لی عتبة علمي۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: علی میرے علم کی چوکھٹ ہے (threshold)

۳۲۹۱۲۔ علی مع القرآن والقرآن مع علي، لن يتفرقا حتى يردا على الحوض۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی کے ساتھ ہے یہ دونوں حوض کوثر تک اکٹھے رہیں گے

۳۲۹۱۳۔ علی مني وأنا من علي، ولا يؤدي عني إلا أنا أو علي۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں اپنا کام یا تو میں خود کرتا ہوں یا پھر علی

۳۲۹۱۴۔ علی مني بمنزلة رأسي من بدني۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: علی کی اہمیت میرے لئے ایسی ہے جیسے کہ میرے سر کو میرے بدن کی۔

۳۲۹۱۵۔ علی مني بمنزلة هارون من موسى إلا أنه لا نبي بعدي۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: علی کا مرتبہ میرے نزدیک وہی ہے جو موسیٰ کے نزدیک ہارون کا تھا مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۳۲۹۱۶۔ علی بن ابی طالب مولیٰ من كنت مولاه۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: علی مولا ہیں ہر اس کے جس کا میں مولا ہوں۔

۳۲۹۱۷۔ علی بن ابی طالب يزهر في الجنة ككوكب الصبح لأهل الدنيا۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: علی ابن ابی طالب جنت کے لئے ایسے روشن رہیں گے جیسے صبح کا ستارہ اہل دنیا کے لئے۔

۳۲۹۱۸۔ علی يعسوب (يعسوب: أي ملك المؤمنين. واليعسوب - بوزن اليعقوب - ملك النحل. انتهى. المختار (339) (ب) المؤمنین، والمال يعسوب المنافقين. (من علي)۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: علی یعسوب ہیں مومن کے لئے اور منافقین کے لئے۔ (یعسوب شہد کی مکھیوں کا بادشاہ جس کا کام یہ کہ جب شہد کی مکھی پھولوں کا رس لے کر اپنے چھتے کی طرف آتی ہے تو یعسوب سوگھتا ہے کہ وہ رس شہد کے چھتے کے لئے مناسب ہے یا نہیں اگر غیر مناسب ہے تو اس مکھی کے دو ٹکڑے کر دیتا ہے)

۳۲۹۱۸۔ علی يقضي ديني۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: علی میرا

قرض ادا کرنے والے ہیں۔

۳۲۹۲۰۔ ما أنزل الله تعالى آية ”يا أيها الذين آمنوا“ - إلا

وعلي رأسها وأميرها. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: جب کسی آیت میں یہ ”یا ایہا المؤمنین آمنوا“ نازل ہوئی اس کے مصداق اور سردار علیؑ ہیں۔

۳۲۹۲۱۔ كفى وكف علي في العدل سوائى. فرمایا رسول اللہ ﷺ وآلہ وسلم نے: میرا اور علیؑ کا ہاتھ عدل میں برابر ہے۔۔

۳۲۹۲۳۔ أما علمت أن الله عز وجل أطلع على أهل الأرض

فاختار منهم أباك فبعثه نبياً، ثم أطلع ثانياً فاختار بعلك فأوحى إلي فأنكحته واتخذته وصياً - قاله لفاطمة. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا: کیا تمہیں اس کا علم نہیں اللہ تعالیٰ نے زمین پر نظر ڈالی پھر ان میں سے تمہارے باپ کو چنا اور ان کو نبی بنا کر بھیجا پھر دوباراً نظر دوڑائی اور تمہارے شوہر کو چنا۔ پھر اس نے مجھے وحی کی چنانچہ میں نے ان کا نکاح تم سے کیا اور انہیں اپنا وصی مقرر کیا۔

۳۲۹۲۴۔ ما ترضين أني زوجتك أقدم أمتي سلما (سلما:

قرأ أبو عمرو: {ادخلوا في السلم كافة} وذهب بمعناها إلى الإسلام. المختار (۲۴۲) (ب) وأكثرهم علما وأعظمهم حلما. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) سے فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تمہاری شادی کی گئی ایسے شخص سے جو سب سے پہلے اسلام لایا اور بڑا عالم اور سب سے بڑا علیم ہے۔

۳۲۹۲۵۔ أما ترضين أني زوجتك أول المسلمين إسلاما

وأعلمهم علما فإنك سيدة نساء أمتي كما سادت مريم قومها، أما ترضين يا فاطمة أن الله أطلع على أهل الأرض فاختار منهم رجلين فجعل أحدهما أباك والآخر بعلك.

ک (آخرجه الحاكم في المستدرک (۲۱۹/۳) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ میں نے تمہاری شادی ایسے شخص سے کی جو سب سے قبل اسلام لایا اور سب سے بڑا عالم ہے کیونکہ تم میری اُمت کی عورتوں کی سردار ہو جیسے کہ مریم اپنی قوم کے سردار تھیں۔ اے فاطمہ! کیا تم اس راضی نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اہل زمین پر نظر دوڑائی اور ان میں سے دو مردوں کو منتخب کیا ایک تمہارا باپ اور دوسرا تمہارا شوہر۔

۳۲۹۲۶۔ يا أنس! أتدري ما جئني به جبريل من عند صاحب

العرش؟ قال: إن الله أمرني أن أزوج فاطمة من علي. هق والخطيب وابن عساكر - عن أنس) قال: كنت عند النبي صلى الله عليه وسلم فغشيه الوحي فلما سري عنه قال: فذكروه. راوی کہتا ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس تھا کہ آپ کو وحی نے ڈھانپ لیا اور جب آپ بحال ہوئے تو یہ بات ارشاد فرمائی۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے انس! کیا تمہیں اس بات کے بارے میں علم ہے کہ جو جبریل، صاحب عرش کی جانب سے میرے پاس لائے، پھر ارشاد فرمایا: اللہ نے مجھے حکم دیا کہ میں (حضرت) فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کا عقد علیؑ سے کرادوں۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ سے فرمایا: تمہارا یہ کہنا کہ قریش یہ کہیں گے کہ کتنا جلد اپنے چچا زاد بھائی کو چھوڑ دیا اور اسے تہا کر دیا۔ تمہیں مجھ سے مطابقت ہے لوگوں نے مجھے بھی ایسے (الزامات لگائے) جادوگر، کاہن، اور کذاب کہا۔ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہاری حیثیت میرے ہاں ایسی ہے جیسے ہارون کی موسیٰ کے ہاں مگر یہ کہ میرے بعد کوئی اور نبی نہیں، تمہارا یہ کہنا کہ اللہ کا فضل پیش کروں یہ مرچیں یمن سے آئی ہیں اس کو فروخت کر کے تم اور فاطمہؑ فائدہ حاصل کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فضل نازل کرے، یہ مدینہ میرے اور تمہارے لئے ہی لائق ہے۔

۳۲۹۳۵۔ قم فما صلحت أن تكون إلا أبا تراب، أغضبت علي حين وآخيت بين المهاجرين والأنصار ولم أؤاخ بينك وبين أحد منهم؟ أما ترضى أن تكون مني بمنزلة هارون من موسى إلا أنه ليس بعدي نبي، ألا من أحبك حفا بالأمن والإيمان، ومن أبغضك أماته الله ميتة الجاهلية وحوسب بعمله في الإسلام.

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ سے فرمایا: اٹھو! اے ابو تراب! کیا تم ناراض ہوئے جب میں نے مہاجرین اور انصار میں مواخات قائم کی اور تمہاری مواخات کسی کے ساتھ قائم نہ کی؟ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو تمہارا مقام میرے ہاں ایسا ہے جیسے ہارون کا موسیٰ کے ہاں۔ مگر یہ کہ میرے بعد سلسلہ نبوت ختم سن لو! جو تم سے محبت کرے وہ امن و ایمان کی زندگی گزارے گا، جو تم سے بغض رکھے گا وہ جاہلیت کی موت مرے گا اور اُسکے اعمال جو اسلام کے لانے کے بعد ہوئے محبوب ہوں گے (یعنی بغض علیؑ کی وجہ

۳۲۹۳۰۔ یا فاطمة؟ أما إني ما ألتك أن ألتك خير أهلي. (ابن سعد - عن عكرمة مرسلًا).

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اے فاطمہ (سلام اللہ علیہا) واضح رہے کہ میں نے تمہارا نکاح میرے اہل میں سے بہترین فرد سے کیا ہے۔

۳۲۹۳۱۔ أما ترضى أن تكون مني بمنزلة هارون من موسى إلا أنك ليس بنبي، إنه لا ينبغي لي أن أذهب إلا وأنت خليفتي حم، ك - عن ابن عباس). فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: یا علیؑ! کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ میرے نزدیک تمہارا مرتبہ وہی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک حضرت ہارون کا مگر تم نبی نہیں ہو۔ میرے لئے مناسب نہیں کہ تمہیں اپنا خلیفہ بنائے بغیر چلا جاؤں۔

۳۲۹۳۲۔ أما ترضى أن تكون مني بمنزلة هارون من موسى.. طب عن مالك بن الحسن بن الحويرث عن أبيه عن جدته).

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: یا علیؑ! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہارا مرتبہ میرے نزدیک وہی ہے جو حضرت ہارون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھا۔

۳۲۹۳۳۔ أما قولك: يقول قریش: ما أسرع ما تخلف عن ابن عمه وخذله! فإن لك بي أسوة قالوا: ساحر وكاهن وكذاب، أما ترضى أن تكون مني بمنزلة هارون من موسى إلا أنه لا نبي بعدي؛ وأما قولك أنت عرض لفضل الله، هذه أبهار من لفلل جئنا من اليمن فبعه واستمتع به أنت وفاطمة حتى يأتيكم الله من فضله، فإن المدينة لا تصلح إلا بي وبك.

سے وہ دائرہ اسلام خارج ہو گیا)

۳۲۹۳۶۔ یا ام سلیم! إن علیا لحمه من لحمي ودمه من دمي

و هو مني بمنزلة هارون من موسى.

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اے ام سلیم! بلاشبہ علیؑ کا گوشت میرے

گوشت سے ہے اور اس کا خون میرے خون سے اور اس کا مرتبہ میرے نزدیک وہی ہے جو حضرت موسیٰ سے حضرت ہارون کا تھا۔

۳۲۹۳۷۔ یا علی! أنت مني بمنزلة هارون من موسى إلا أنه لا

نبي بعدي. طب - عن أسماء بنت عميس).

ایسی اور اسی قسم کی حدیث مذکور ہو چکی ہے مختلف راویوں کے ذریعہ سے۔

۳۲۹۳۸۔ إن علیا مني وأنا منه وهو ولي كل مؤمن. طو والحسن

بن سفیان و أبو نعیم فی فضائل الصحابة - عن عمران بن حصین). ایسی اور اسی قسم کی حدیث مذکور ہو چکی ہے مختلف راویوں کے ذریعہ سے۔

۳۲۹۳۹۔ إنما ترکتک لنفسی، أنت أخي وأنا أخوک، فإن

حاجک أحد فقل: أنا عبد الله وأخو رسولہ، لا يدعها بعدک إلا کذاب. عد عن - عمرو بن عبد الله بن يعلى بن مرة عن أبيه عن جدہ). ایسی اور اسی قسم کی حدیث مذکور ہو چکی ہے مختلف راویوں کے ذریعہ سے۔

۳۲۹۴۰۔ دعوا علیا، دعوا علیا، دعوا علیا؛ إن علیا مني وأنا

منه وهو ولي كل مؤمن بعدي. ش - عن عمران بن حصین). ایسی اور اسی قسم کی

حدیث مذکور ہو چکی ہے مختلف راویوں کے ذریعہ سے۔

۳۲۹۴۱۔ علي مني وأنا من علي، وعلي ولي كل مؤمن

بعدي. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: بلاشبہ علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں اور علیؑ میرے بعد تمام مؤمنین کے ولی ہیں۔

۳۲۹۴۲۔ لا تقع في علي فإنه مني وأنا منه وهو وليكم

بعدي. عن عبد الله بن بريدة عن أبيه). ایسی اور اسی قسم کی حدیث مذکور ہو چکی ہے مختلف راویوں کے ذریعہ سے۔

۳۲۹۴۳۔ أنا وعلي من شجرة واحدة والناس من أشجار

شتی. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: میں اور علیؑ ایک ہی نسل سے ہے اور دوسرے لوگ مختلف نسلوں سے ہیں۔

۳۲۹۴۴۔ يا علي! الناس من شجرة شتى وأنا وأنت من

شجرة واحدة - عن جابر). ایسی اور اسی قسم کی حدیث مذکور ہو چکی ہے مختلف راویوں کے ذریعہ سے۔

۳۲۹۴۵۔ ألا إن الله وليي وأنا ولي كل مؤمن، من كنت مولا

فعلي مولا. أبو نعیم فی فضائل الصحابة - عن زيد بن أرقم و البراء بن عازب (معا). فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: سن لو! بلاشبہ اللہ میرا ولی ہے اور میں بھی ولی ہوں تمام مؤمنین کا اور جس کا میں مولا ہوں یہی علیؑ بھی اس کا مولا ہے۔

۳۲۹۴۶۔ يا بريدة! ألسنت أولى بالمؤمنين من أنفسهم؟ من

كنت مولاہ فعلی مولاہ۔ حم، حب وسمویہ، ک، ص - عن ابن عباس عن بریدة). فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اے بریدہ! کیا میں مؤمنین کا آن کی جان پر ولی نہیں ہوں؟ پس جس کا میں مولا یہی علیؑ بھی اس مولا -

۳۲۹۵۰۔ من كنت مولاہ فعلی مولاہ، اللهم! وال من والاه، وعاد من عاداه۔ طب - عن ابن عمر! ش - عن أبي هريرة واثني عشر من الصحابة؛ حم، طب، ص - عن أبي أيوب وجمع من الصحابة؛ ک - عن علي وطلحة؛ حم، طب، ص عن علي وزيد بن أرقم وثلاثين رجلا من الصحابة؛ أبو نعيم في فضائل الصحابة - عن سعد؛ الخطيب - عن أنس). ایسی اور اسی قسم کی حدیث مذکور ہو چکی ہے مختلف راویوں کے ذریعہ سے۔

۳۲۹۵۱۔ من كنت مولاہ فعلی مولاہ، اللهم! واله من والاه، وعاد من عاداه، وانصر من نصره، وأخذل من خذله، وأعن من أعانته۔ طب عن عمرو بن مرة وزيد بن أرقم معا). ایسی اور اسی قسم کی حدیث مذکور ہو چکی ہے مختلف راویوں کے ذریعہ سے۔

۳۲۹۵۲۔ إن وصيي وموضع سري وخير من أترك بعدي وينجز عدتي وي قضى دي ني علي بن أبي طالب۔ طب - عن أبي سعيد وسلمان (أوردہ الھیث می فی مجمع الزوائد (۱۱۴/۹) ایسی اور اسی قسم کی حدیث مذکور ہو چکی ہے مختلف راویوں کے ذریعہ سے۔

۳۲۹۵۳۔ وصي من آمن بي وصدقني بولاية علي بن أبي

طالب، فمن تولاہ فقد تولا ني، ومن تولا ني فقد تولى الله، ومن أحبه فقد أحبني ومن أحبني فقد أحب الله، ومن أبغضه فقد أبغضني، ومن أبغضني فقد أبغض الله عز وجل۔ طب وابن عساكر - عن أبي عبيدة بن محمد بن عمار ابن ياسر عن أبيه عن جدہ).

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: میں ہر اس شخص کو وصیت کرتا ہوں جو مجھ پر ایمان لایا، تصدیق کی ولایت علیؑ کی، جس نے علیؑ سے تولا رکھا اس نے مجھ سے تولا کیا اور جس نے مجھ سے تولا رکھا، تو اس نے اللہ سے تولا کی۔ اور جس نے علیؑ سے محبت کی اس نے مجھ سے اور اللہ سے محبت کی۔

۳۲۹۵۴۔ اللهم أعنه وأعن به، وارحم به وانصره وانصر به، اللهم وال من والاه وعاد من عاداه - یعنی علی۔

طب - عن ابن عباس). ایسی اور اسی قسم کی حدیث مذکور ہو چکی ہے مختلف راویوں کے ذریعہ سے۔

۳۲۹۵۵۔ ألا أرضيك يا علي؟ أنت أخي ووزيری تقضي ديني وتنجز مو عدي وتبرئ ذمتي، فمن أحبك في حياة مني فقد قضى بحبه، ومن أحبك في حياة منك بعدي ختم الله له بالأمن والإيمان، ومن أحبك بعدي ولم يرك ختم الله له بالأمن والإيمان وآمنه يوم الفرع، ومن مات وهو يبغضك يا علي مات ميتة جاهلية لا يحاسبه الله بما عمل في الإسلام۔ طب عن ابن عمر).

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: یا علی! کیا آپ اس پر راضی نہیں کہا آپ میرے بھائی اور میرے وزیر ہیں میرے وعدوں کو پورے کرنے والے اور میری ذمہ داری کو ادا کرنے والے ہو، جو تجھ سے محبت کرے اللہ تعالیٰ اس کا خاتمہ امن و ایمان پر فرمائے گا اور اس کو امن عطا فرمائے گا۔ اے علی! جس کی موت تیری عداوت پر آئے وہ جاہلیت کی موت مرے گا جو آئے اسلام میں عمل کیا وہ محبوب نہ ہوگا۔

۳۲۹۵۶ علی بن ابی طالب ینجز عداوتی و یقضی دینی۔ ابن

مردویہ والدیلمی - عن سلمان).

ایسی اور اسی قسم کی حدیث مذکور ہو چکی ہے مختلف راویوں کے ذریعے سے۔

۳۲۹۵۷ علی بن ابی طالب یزھر فی الجنة ککو کب الصبح لأهل الدنيا

ایسی اور اسی قسم کی حدیث مذکور ہو چکی ہے مختلف راویوں کے ذریعے سے۔

۳۲۹۵۸ اللہم! من آمن بی و صدقنی فلیتول علی بن ابی

طالب فإن ولايته و ولايتي و ولاية الله.

طب - عن محمد بن ابی عبیدة بن محمد بن عمار بن یاسر عن

أبيه عن جده عن عمار). ایسی اور اسی قسم کی حدیث مذکور ہو چکی ہے مختلف راویوں کے

ذریعے سے۔

۳۲۹۵۸ من أحب أن یحیی حیاتی و یموت موتی و یسکن

جنة الخلد التي وعدني ربي فإن ربي عز وجل غرس قضبانها بيده فليتول علي

بن أبي طالب فإنه لن یخرجکم من هدی ولن یدخلکم فی ضلالة. طب، ک

و تعقب و أبو نعیم فی فضائل الصحابة - عن زید بن أرقم).

ایسی اور اسی قسم کی حدیث مذکور ہو چکی ہے مختلف راویوں کے ذریعے سے۔

۳۲۹۶۰ من أحب أن یحیی حیاتی و یموت میتی و یدخل

الجنة التي وعدني ربي قضبانها من قضبانها غرسها بيده وهي جنة الخلد فليتول

علياً و ذريته من بعده فإنهم لن یخرجوکم من باب هدی ولن یدخلوکم فی باب

ضلالة. مطير و الباوردي و ابن شاهين و ابن منده - عن زياد بن مطرف و هو

واه) (أوردته الهيثمي في مجمع الزوائد) ۱۰۸/۹ (وقال رواه الطبراني وفيه

یحیی ابن یعلی الأسلمي و هو ضعيف ص).

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: جو اس بات کو پسند کرتا ہو کہ وہ میری جیسی

زندگی گزارے اور میری جیسی موت نصیب ہو اور میرے رب کی جنت میں داخل ہو جس

کا مجھ سے وعدہ ہے کہ وہ جنت الخلد میں رہے تو اس کو چاہئے کہ وہ علیؑ ابن طالب سے

تولا کرے اور ان کے بعد ان کی اولاد سے محبت (تولا) رکھے کیونکہ وہ تمہیں ہدایت سے

نکال کر گمراہی کے دروازے داخل نہیں کرے گا۔

۳۲۹۶۱ لا تقل هذا فهو أولى الناس بكم بعدي - يعني علياً.

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ایسی بات مت کرو وہ یعنی علیؑ میرے بعد تم سب سے

افضل ہیں

۳۲۹۶۲ لا یقضی دینی غیري أو علی.

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: میرا قرض میں یا علیؑ کوئی ادا نہیں کر سکتا۔

۳۲۹۶۳ یا بريدة! إن عليا وليكم بعدي فأحب عليا فإنه يفعل ما يؤمر .

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اے بريدة! علیؑ میرے بعد تمہارے ولی ہیں علیؑ سے محبت کرو کیونکہ یہ وہی کام کرتے ہیں جس کا میں حکم دیتا ہوں۔

۳۲۹۶۴ سیکون بعدي فتنة فإذا كان ذلك فالزموا علي بن أبي

طالب فإنه الفاروق بين الحق والباطل .

فرمایا رسول اللہ ﷺ و آلہ وسلم نے: میرے بعد فتنے ظاہر ہوں گے جب ایسا ہو تو تم علیؑ ابن ابی طالب کا ساتھ دو کیونکہ وہی (فاروق) حق و باطل کے درمیان جدائی کرنے والا ہوگا۔

۳۲۹۶۵ يا علي! أنت تغسل جثتي وتؤدي ديني وتواريني في

حفرتي وتفي بدمتي وأنت صاحب لوائي في الدنيا والآخرة. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اے علیؑ! تم ہی میرے جسم کو غسل دینا میرا فرض ادا کرنا مجھے قبر میں اتارنا، میری ذمہ داریوں کو پورا کرنا تم میرے علم بردار ہو دنیا اور آخرت میں۔

۳۲۹۶۶ إن تولوا عليا تجدوه هاديا مهديا يسلك بكم الطريق

المستقيم. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اگر تم لوگ علیؑ سے محبت کرو گے تم علیؑ کو اپنا ہادی اور مہدی پاؤ گے اور تمہیں وہ سیدھے راستے پر چلائے گا۔

۳۲۹۶۷ إن منكم من يقاتل علي تأويل القرآن كما قاتلت

علي تنزيله، قيل: أبو بكر وعمر، قال: لا، ولكنه خاصف النعل - يعني عليا .

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: تم میں سے بعض قرآن کی تاویل پر قتال کریں

گے جیسا مجھ سے تنزیل پر قتال کیا گیا اور جب پوچھا گیا کہ کیا وہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ ہیں؟ تو فرمایا نہیں وہ بلکہ وہ جو میری جوتی درست کر رہا ہے یعنی علیؑ ابن ابی طالب۔

۳۲۹۶۸ أنا قاتلت علي تنزيل القرآن وعلي يقاتل علي تأويله .

ایسی اور اسی قسم کی حدیث مذکور ہو چکی ہے مختلف راویوں کے ذریعے سے۔

۳۲۹۶۹ والذي نفسي بيده! إن فيكم لرجلا يقاتل الناس من

بعدي علي تأويل القرآن كما قاتلت المشركين علي تنزيله وهم يشهدون أن لا إله إلا الله فيكبر قتلهم علي الناس حتى يطعنون علي ولي الله تعالى ويستخفون عمله كما سخط موسى أمر السفينة والغلام والجدار، فكان ذلك كله رضي الله تعالى. الديلمي - عن أبي ذر .

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو میرے بعد لوگوں سے تاویل قرآن پر قتال کرے گا جیسے میں نے مشرکین سے تنزیل پر قتال کیا وہ گواہی دینے والے ہوں گے اللہ کی وحدانیت یعنی لا الہ الا اللہ کہ رہے ہوں گے ان کو قتل کرنا لوگوں کو شاق گذرے گا حتیٰ کہ وہ علیؑ ولی اللہ پر طعن کریں گے اور ان کے اس عمل پر ناراض ہوں گے جیسے موسیٰ کشتی کے معاملہ میں غلام کے قتل کرنے اور دیوار کے سیدھی کرنے میں (خضر) سے ناراض تھے حالانکہ یہ سب کام اللہ کی مرضی کے مطابق ہوئے۔

۳۲۹۷۰ يا علي! ستقاتلك الفئة الباغية وأنت علي الحق، فمن لم

ينصرك يومئذ فليس مني. ابن عساكر - عن عمار بن ياسر. فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

اے علیؑ! عنقریب تجھ سے باغی قتال کریں گیں جب کہ تو حتیٰ پر ہوگا اس زمانے میں جو تیری مدد نہ کرے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔

۳۲۹۷۱۔ ابارافع! سيكون بعدي قوم يقاتلون عليا، حق علي الله جهادهم، فمن لم يستطع جهادهم بيده فبلسانه من لم يستطع بلسانه فبقلمه، ليس وراء ذلك شيء. طب - عن محمد بن عبيد الله بن أبي رافع عن أبيه عن جدّه).

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اے ابورافع! میرے بعد ایک قوم علیؑ سے قتال کرے گی حتیٰ اللہ یہ ہے کہ ان کے خلاف جہاد کرنا ہاتھ سے اور اگر اس پر قادر نہیں ہو تو زبان سے جہاد کرے اور زبان سے جہاد کرنے پر قادر نہیں تو دل سے جہاد کرنا اس لئے اس سے کم جہاد کا کوئی درجہ نہیں۔

۳۲۹۷۲۔ یا عمار! إن رأيت عليا قد سلك واديا وسلك الناس واديا غيره فاسلك مع علي ودع الناس، إنه لن يدلك علي ردي ولن يخرجك من الهدى. الديلمي - عن عمار بن ياسر وعن أبي أيوب).

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اے عمار! اگر تم دیکھو کہ علیؑ ایک راستے پر چل رہے ہیں اور لوگ دوسرے راستے پر تم تب لوگوں کا راستہ چھوڑ کر علیؑ کے راستے پر علیؑ کے ساتھ ساتھ چلنا۔ وہ تمہاری رہنمائی کبھی بھی غلط راستے کی طرف نہیں کریں گے اور تم کو ہدایت کے کی طرف لے جائیں گے۔

۳۲۹۷۳۔ من أطاعني فقد أطاع الله عز وجل ومن عصاني فقد عصى الله

ومن أطاع عليا فقد أطاعني، ومن عصى عليا فقد عصاني. ك - عن أبي ذر).
فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے علیؑ کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی، اور جس نے علیؑ کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔
۳۲۹۷۴۔ من فارق عليا فارقتي، ومن فارقتني فقد فارق الله. طب عن ابن عمر). فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: جس نے علیؑ کو چھوڑا اس نے مجھ کو چھوڑا اور جس نے مجھے چھوڑا اس نے اللہ کو چھوڑا۔

۳۲۹۷۵۔ من فارقك يا علي فقد فارقتني، ومن فارقتني فقد فارق الله. طب - عن ابن عمر). فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اے علیؑ! جس نے آپؑ کو چھوڑا اس نے مجھ کو چھوڑا اور جس نے مجھے چھوڑا اس نے اللہ کو چھوڑا۔

۳۲۹۷۶۔ من فارقك يا علي فقد فارقتني، ومن فارقتني فقد فارق الله. ك - عن أبي ذر). فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اے علیؑ! جس نے تمہیں چھوڑا اس نے مجھے چھوڑا اور جس نے مجھے چھوڑا اس نے اللہ کو چھوڑا۔ یہ حدیث مکرر مختلف راویوں سے ہے۔

۳۲۹۷۷۔ أعلم أمتي من بعدي علي بن أبي طالب. الديلمي عن سلمان). فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: میرے بعد میری امت کے سب سے بڑے عالم علیؑ ابن ابی طالب ہیں۔

۳۲۹۷۸۔ أنا مدينة العلم وعلي بابها. أبو نعيم في المعرفة -

عن علي). فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔

۳۲۹۷۹۔ أنا مدينة العلم وعلي بابها، فمن أراد العلم فليأتها من

بابها (طب - عن ابن عباس). فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: میں شہر علم ہوں اور علیؑ

اس کا دروازہ ہیں جسے علم حاصل کرنا ہو وہ دروازے سے آئے۔

۳۲۹۸۰۔ علي بن أبي طالب أعلم الناس بالله والناس

حبا وتعظيما لأهل لا إله إلا الله. أبو نعيم - عن علي).

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: علی ابن ابی طالب تمام لوگوں میں سب سے زیادہ

اللہ کو پہچاننے والے ہیں محبت اور تعظیم کے لحاظ سے لا الہ الا اللہ کے اقرار کرنے والوں کے حق میں ہیں۔

۳۲۹۸۱۔ علي باب علمي ومبين لأمتي ما أرسلت به من

بعدي، حبه إيمان وبغضه نفاق والنظر إليه رافة. الديلمي - عن أبي ذر). فرمایا

رسول اللہ ﷺ نے: علی میرے علم کا دروازہ ہے میرے بعد میری شریعت کو لوگوں کے

لئے کھول کر بیان کرنے والا ہے ان کی محبت ایمان ہے اور ان سے بغض نفاق ہے اور

ان کی طرف نظر شفقت رکھنا ہے۔

۳۲۹۸۲۔ قسمت الحكمة عشرة أجزاء فأعطي علي تسعة أجزاء

والناس جزئا واحداً وعلي أعلم بالواحد منهم. - فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

حکمت کو دس حصوں پر تقسیم کیا گیا اور علیؑ کو (۹) نو حصے ملے بقیہ لوگوں کو ایک حصہ دیا گیا اس

ایک حصے میں بھی علیؑ ابن ابی طالب سب سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔

۳۲۹۸۳۔ يا علي! أنت تبين لأمتي ما اختلفوا فيه من

بعدي. الديلمي - عن أنس). فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اے علیؑ میرے بعد آپ

لوگوں کو مختلف مسائل کا حل بتائیں گے۔

۳۲۹۸۴۔ أبشر يا علي! حياتك وموتك معي. ابن قانع وابن

مندة، عد، طب وابن عساكر - فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اے علیؑ آپ میری امت

کے اختلافی امور کو میرے بعد ان پر واضح کریں گے۔

۳۲۹۸۷۔ إذا كان يوم ضربت لي قبة من ياقوتة حمراء علي

عليه السلام يمين العرش، وضربت لإبراهيم قبة من ياقوتة خضراء علي السارية يسار

العرش، وضربت فيما بيننا لعلني بن أبي طالب قبة من لؤلؤة بيضاء؛ فما ظنك

بحبيب بين خليلين. حق في فضائل الصحابة وابن الجوزي - عن سلمان)

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: قیامت کے دن میرے لئے سرخ یاقوت کا

ایک قبہ ہوگا عرش کے دائیں جانب اور حضرت ابراہیمؑ کے لئے سبز یاقوت کا قبہ ہوگا عرش

کے بائیں جانب اور ہم دونوں کے درمیان علیؑ کے لئے سفید موتیوں کا قبہ نصب کیا جائے گا

پس تمہارا کیا خیال ہے دو خلیلوں کے درمیان ایک حبیب۔

۳۲۹۸۸۔ إن الله اتخذني خليلاً كما اتخذ إبراهيم خليلاً، فقصري

في الجنة وقصر إبراهيم في الجنة متقابلين، وقصر علي بن أبي طالب بين

قصري وقصر إبراهيم، فياله من حبيب بين خليلين. ك في تاريخه، حق في

فضائل الصحابة وابن الجوزي عن حذيفة). فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اللہ تعالیٰ

نے مجھے خلیل بنایا جیسے ابراہیمؑ کو خلیل بنایا جنت میں میرا محل اور ابراہیمؑ کا محل مد مقابل ہوگا اور علیؑ کا محل ہم دونوں کے محل کے سامنے ہوگا۔ خوش نصیبی ہے ایک حبیب کی دو خلیلوں کے درمیان۔

۳۲۹۸۹۔ إن الملائكة صلت علي وعلي علي سبع سنين قبل أن يسلم بشر. كبر، وفيه عمر وبن جميع).

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: فرشتوں نے مجھ پر اور علیؑ پر کسی انسان کے اسلام لانے سے سات سال قبل درود بھیجا۔

۳۲۹۹۰۔ إن هذا أول من آمن بي وأول من يصفحني يوم القيامة، وهذا الصديق الأكبر، وهذا فاروق هذه الأمة يفرق بين الحق والباطل وهذا يعسوب المؤمنين، والمال يعسوب الظالمين - قاله لعلي. - طب - عن سلمان وأبي ذر معا، هق - عد - عن حذيفة (أوردته الهيثمي في مجمع الزوائد (۱۰۲/۹) وقال: رواه الطبراني والبخاري وفيه عمر بن سعيد المصري ص)

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ کی طرف اشارہ کر کے: یہ وہ ہیں جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لائے اور روز قیامت مجھ سے مصافحہ کریں گے یہ بڑے صدیق ہیں یہ امت کے فاروق ہیں جو حق و باطل کے درمیان فرق کریں گے یہ مسلمانوں کے یعسوب ہیں (یعسوب وہ مکھی ہے جو شہد کی مکھیاں پھولوں سے رس لے کر واپس آتے ہیں تو یہ یعسوب سوگھتا ہے کہ جو رس لائے ہیں وہ قابل ہے کہ اس کو شہد میں شامل کریں اور

اگر نہیں تو جو مکھی خراب رس لاتی ہے وہ اس کے دو ٹکڑے کر دیتا ہے)۔ (یہ حدیث دوبارہ مختلف راوی کے ذریعہ سے)

۳۲۹۹۱۔ أولكم وارد اعلى النبي الحوض أولكم إسلاما علي بن أبي طالب. ك ولم يصححه والخطيب - عن سلمان).

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: حوض کوثر پر سب سے پہلے وہ حاضر ہوگا جو سب سے قبل اسلام لایا ہو اور وہ علیؑ ابن ابی طالب ہیں۔

۳۲۹۹۲۔ أول من صلى معي علي. ك في تاريخه والديلمي - عن ابن عباس) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: جس نے سب سے قبل میرے ساتھ نماز پڑھی وہ علیؑ ابن ابی طالب ہیں۔

۳۲۹۹۳۔ لو أن السماوات والأرض موضوعتان في كفة وإيمان علي في كفة لرجح إيمان علي. الديلمي - عن ابن عمر). فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اگر آسمان وزمین کے لوگوں کا ایمان ترازو کے ایک پلہ میں اور دوسرے پلہ میں ایمان علیؑ ابن ابی طالب رکھا جائے تو علیؑ کا پلہ بھاری رہے گا۔

۳۲۹۹۴۔ يا علي! أخصمك بالنبوة ولا نبوة بعدي، وتخضم بسبع ولا يحاجك فيها أحد من قريش: أنت أولهم إيمانا بالله وأوفاهم بعهد الله وأقومهم بأمر الله وأقسمهم بالسوية وأعدلهم في الرعية وأبصرهم بالقضية وأعظمهم عند الله مزية. حل - عن معاذ).

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اے علیؑ میں تم پر نبوت کی وجہ سے فوقیت رکھتا

ہوں اور سات (۷) باتوں کی وجہ سے جس میں کوئی اور شریک نہیں وہ یہ کہ تم قریش میں سب سے پہلے ایمان لائے، اور سب سے زیادہ عہد کو پورا کرنے والے، اللہ کے حکم کو سب سے زیادہ قائم رکھنے والے اور سب سے زیادہ عدالت کرنے والے سب سے زیادہ رعایا میں انصاف فراہم کرنے والا مقدمات کو سب سے زیادہ سمجھنے والا اور ان میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ خصوصیات رکھنے والے۔

۳۲۹۹۵۔ یا علی لک سبع خصال لا يحاجك فيها أحد يوم

القيامة: أنت أول المؤمنين بالله إيماناً وأوفاهم بعهد الله وأقومهم بأمر الله وأرفهم بالرعية وأقسمهم بالسوية وأعلمهم بالقضية وأعظمهم منزلة يوم القيامة۔ حل - عن أبي سعيد). فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اے علی تمہاری سات خصوصیات ہیں روز قیامت کوئی تمہارا اس میں مقابلہ نہیں کر سکے گا، تم اللہ پر سب سے پہلے ایمان لائے، اللہ کے عہد کو پورا کیا، اللہ کے حکم کو سب سے زیادہ قائم کیا، رعایا پر سب سے زیادہ شفقت کرنے والے ہو، اور قضا یا کو سب سے زیادہ سمجھنے والے اور روز قیامت سب سے معظم ہو۔

۳۲۹۹۶۔ أما إنك ستلقى بعدي جهدا! قال: في سلامة من

دینی؟ قال: نعم - قاله لعلی. ک - عن ابن عباس).

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: یا علی میرے بعد تمہیں سخت مشقت اٹھانی پڑے

گی۔ حضرت علیؑ نے پوچھا کیا میرے دین کی سلامتی رہے گی۔ فرمایا: ہاں

۳۲۹۹۷۔ إن الأمة ستغدر بك من بعدي، وأنت تعيش على الصلاة

ملتي وتقتل على الصلاة سنتي، من أحبك أحبني ومن أبغضك أبغضني، وإن هذا سيخضب من هذا - يعني لحبهم رأسه. قطفي الأفراد، ک، خط - عن علي).

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: یا علی میرے بعد امت تم سے غداری کرے گی تم میرے دین پر ہو گے اور میری سنت پر شہید ہو گے جس نے تم سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی جس نے تم سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا یعنی تمہاری داڑھی تمہارے خون سے تر ہو جائے گی۔

۳۲۹۹۸۔ لا تموت حتى تضرب ضربة على الصلاة هذه

فتخضب هذه، ويقتلك أشقاها كما عقر ناقة الله أشقى بني فلان. قط في الأفراد - عن علي).

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: یا علی تمہیں موت نہ آئے گی یہاں تک تمہارے سر پر ضربت لگے گی جس سے تمہاری داڑھی خون سے تر ہو جائے گی اور تم کو قوم کا بد بخت قتل کرے گا جیسے ناکہ صالح کو ایک بد بخت نے قتل کیا تھا۔

۳۲۹۹۹۔ إن هذا لن يموت يملأ غيظاً ولن يموت إلا مقتولاً -

قال لعلی. قط في الأفراد وابن عساكر - عن أنس).

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ کے بارے میں کہ وہ ہرگز حالت غضب میں نہیں مرے گا انہیں موت نہ آئے گی مگر شہادت پر۔

۳۳۰۰۰۔ يأتي الوحيد الشهيد، يأتي الوحيد الشهيد - قاله

لعلی. ع - عن عائشة). فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ کے بارے میں کہ وہ تنہا

شہید ہو کر آئیں گے، تہا شہید ہو کر آئیں گے۔

۳۳۰۰۴۔ أما بعد فإني أمرت بسد هذه الأبواب غير باب علي

فقال فيه قائلكم، وإني والله ما سددت شيئاً ولا فتحتة ولكن أمرت بشيء

فاتبعته. حم، ص - عن زيد بن أرقم).

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اما بعد میں نے ان تمام دروازوں کو بند کرنے کا

حکم دیا ہے سوائے علیؑ کے در کے۔ تم میں سے جو کچھ بھی کہنے والا ہو کہہ لے۔ واللہ نہ میں نے نہ دروازہ بند کیا اور نہ میں نے اسے کھلا رکھا۔ لیکن جس کا بات حکم ہو امیں وہ کھلا لایا۔

۳۳۰۰۵۔ سدوا هذه الأبواب إلا باب علي. حم، ک، ص - عن زيد

بن أرقم). فرمایا رسول اللہ ﷺ واکم وسلم نے: تمام دروازے بند کر دو سوائے علیؑ کے دروازے کے۔

۳۲۹۹۳۔ يا علي! أخصمك بالنبوة ولا نبوة بعدي، وتخصم

بسبع ولا يحاجك فيها أحد من قريش: أنت أولهم إيماناً بالله وأوفاهم بعهد

الله وأقومهم بأمر الله وأقسمهم بالسوية وأعدلهم في الرعية وأبصرهم

بالقضية وأعظمهم عند الله مزية. حل - عن معاذ).

یہ روایت پہلے مذکور ہو چکی۔

۳۲۹۹۵۔ يا علي لك سبع خصال لا يحاجك فيها أحد يوم القيامة:

أنت أول المؤمنين بالله إيماناً وأوفاهم بعهد الله وأقومهم بأمر الله وأرأفهم

بالرعية وأقسمهم بالسوية وأعلمهم بالقضية وأعظمهم مزية يوم

القيامة. حل - عن أبي سعيد).

یہ روایت پہلے مذکور ہو چکی۔

۳۲۹۹۶۔ ما إنك ستلقى بعدي جهداً! قال: في سلامة من

ديني؟ قال: نعم - قاله لعلي. ك - عن ابن عباس).

یہ روایت پہلے مذکور ہو چکی۔

۳۲۹۹۷۔ إن الأمة ستغدر بك من بعدي، وأنت تعيش علي

ملتي وتقتل علي سنتي، من أحبك أحبني ومن أبغضك أبغضني، وإن هذا

سيخضب من هذا - يعني لحيته من رأسه. قط في الأفراد، ك، خط - عن

علي).

یہ روایت پہلے مذکور ہو چکی۔

۳۲۹۹۸۔ لا تموت حتى تضرب ضربة علي هذه فتخضب هذه،

ويقتلك أشقاه كما عقر ناقة الله أشقى بني فلان. قط في الأفراد - عن علي).

یہ روایت پہلے مذکور ہو چکی۔

۳۲۹۹۹۔ إن هذا لن يموت يملأ غيظاً ولن يموت إلا مقتولا - قال لعلي.

قط في الأفراد وابن عساكر - عن أنس).

۳۳۰۰۰۔ يأتي الوحيد الشهيد، يأتي الوحيد الشهيد - قاله لعلي. ع -

عن عائشة).

یہ روایت پہلے مذکور ہو چکی۔

۳۳۰۰۴_ أما بعد فإني أمرت بسد هذه الأبواب غير باب علي فقال فيه قائلكم، وإني والله ما سددت شيئا ولا فتحتة ولكن أمرت بشيء فاتبعته. حم، ص - عن زيد بن أرقم).

یہ روایت پہلے مذکور ہو چکی۔

۳۳۰۰۵_ سدوا هذه الأبواب إلا باب علي. حم، ك، ص - عن زيد بن أرقم). ابن النجار - عن عبد الله بن أسعد بن زرارة).
یہ روایت پہلے مذکور ہو چکی۔

۳۳۰۱۲_ أنا المنذر وعلي الهادي، وبك يا علي يهتدي المهتدون من بعدي. الديلمي - عن ابن عباس).

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں ڈرانے والا ہوں اور علیؑ ہدایت کرنے والے یا علی! آپ ہی کے ذریعہ ہدایت حاصل کرنے والے ہدایت پائیں گے۔

۳۳۰۱۳_ أنا وهذا حجة علي ﷺ أمتي يوم القيامة - يعني عليا. الخطيب عن أنس). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روز قیامت میں اور علیؑ ہی میری امت پر حجت رہیں گے۔

۳۳۰۱۴_ أيها الناس لا تشكوا عليا، فوالله! إنه لأخيشن (لأخيشن: الخشونة ضد اللين. واخشوشن الرجل: تعود لبس الخشن والأخشن: مثل الخشن. وفي الحديث (أخيشن في ذات الله). المختار (137) (ب) في ذات الله عز وجل وفي سبيل الله. حم، ك، ص - عن أبي سعيد). رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: اے لوگو! علیؑ کی شکایت مت کرو وہ اللہ کی ذات اور اللہ کی راہ میں سختی کے ساتھ لڑنے والے ہیں۔

۳۳۰۱۵_ يا أيها الناس لا تشكوا عليا، فوالله إنه لأخيشن في دين الله. حل - عن أبي سعيد).

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! علیؑ کی شکایت مت کرو وہ اللہ تعالیٰ کے دین میں انتہائی سخت ہیں۔

۳۳۰۱۶_ تكون بين الناس فرقة واختلاف فيكون هذا وأصحابه على الحق - يعني عليا. طب - عن كعب بن عجر).

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب لوگوں میں اختلاف ہوگا تو علیؑ اور ان کے ساتھی حق پر ہوں گے۔

۳۳۰۱۷_ لا تسبوا عليا فإنه ممسوس في ذات الله تعالى. طب - حل عن كعب بن عجرة).

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علیؑ کو گالی مت دو کیونکہ وہ اللہ کی ذات میں کھوسے ہوئے ہیں۔

۳۳۰۱۸_ الحق مع ذا، الحق مع ذا - يعني عليا. ع، ص - عن أبي سعيد). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حق ان کے ساتھ ہے حق ان کے ساتھ ہے۔ یعنی علیؑ کے ساتھ ہے۔

۳۳۰۱۹_ الله ورسوله وجبريل عنك راضون. طب - عن محمد بن

عبيد اللہ بن ابی رافع عن أبيه عن جدہ) أن رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث علياً مبعثاً فلما قدم قال له: فذكره.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علی! اللہ اور اس کا رسول و جبریل تجھ سے راضی ہیں، ۳۳۰۲۰۔ یا علی! ابن جبریل زعم أنه يحبك قال: وقد بلغت أن يحبني جبريل؟ قال: نعم، ومن هو خير من جبريل؛ الله عز وجل يحبك. الحسن ابن سفيان - عن أبي الضحاک الأنصاري).

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علی! جبریل کا خیال ہے کہ وہ آپ سے محبت کرتے ہیں حضرت علیؑ نے تعجب سے پوچھا: کیا آپ کا یہ ارشاد ہے کہ جبریل مجھ سے محبت کرتے ہیں؟ فرمایا: ہاں وہ بھی تم سے محبت کرتا ہے۔ جو جبریل سے بہتر ہے۔

۳۳۰۲۱۔ حب علي يأكل الذنوب كما تأكل النار الحطب. (تمام و ابن عساکر - عن أبي؛ و اورده ابن الجوزي)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علیؑ کی محبت گناہوں کو ایسے کھا جاتی ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

۳۳۰۲۲۔ ما ثبت الله حب علي في قلب مؤمن فزلت به قدم إلا ثبت الله قدما يوم القيامة على النبي الصراط. الخطيب في المتفق والمفترق - عن محمد بن علي معصلاً).

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جس مؤمن کے دل میں علیؑ کی محبت پختہ ہو جائے تو اگر اس کا قدم ڈگمگائے تو اللہ اس کے قدم کو روز قیامت پہل صراط پر مثبت

کردے گا یعنی قائم رکھے گا۔

۳۳۰۲۳۔ محبک محبي ومبغضک مبغضی - قاله لعلي. (طب - عن سلمان) (أورده الهيثمي في مجمع الزوائد ۱۳۲/۹) (وقال: رواه الطبراني وفيه عبد الملك الطويل وثقه ابن حبان ضعفه الازدى وبقية رحاله وثقوا ورواه البزار بنحوه. ص). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یا علی! جو مجھ سے محبت کرنے والا وہ تجھ سے محبت کرے گا اور جو مجھ سے بغض رکھنے والا تجھ سے بغض رکھے گا۔

۳۳۰۲۴۔ من أحب علياً فقد أحبني ومن أحبني فقد أحب الله ومن أبغضه فقد أبغضني ومن أبغضني فقد أبغض الله. طب - عن محمد بن عبد الله بن أبي رافع عن أبيه عن جدہ؛ طب - عن أم سلمة). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے علیؑ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی۔ اور جس نے علیؑ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ سے بغض رکھا۔

۳۳۰۲۵۔ من أحبک فحببي أحبک، فإن العبد لا ينال ولايتي إلا بحبك - لعلي. الديلمي - عن ابن عباس). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یا علی! جس نے تجھ سے محبت کی میری محبت کی وجہ کی کیونکہ کوئی بندہ میرا قرب حاصل نہیں کر سکتا مگر صرف تیری محبت کے ذریعہ۔

۳۳۰۲۶۔ لا يبغضک مؤمن ولا يحبك منافق - قاله لعلي. عن أم سلمة) ایسی ہی حدیث پہلے مذکور ہو چکی ہے

۳۳۰۲۷۔ لا یبغض علیاً مؤمن ولا یحبه منافق۔ ش۔ عن أم سلمة)۔

ایسی ہی حدیث پہلے مذکور ہو چکی ہے۔

۳۳۰۲۸۔ لا یحبک إلا مؤمن ولا یبغضک إلا منافق۔ قاله لعلي۔ م۔

۔ عن علي (ایسی ہی حدیث مذکور ہو چکی ہے)

۳۳۰۲۹۔ لا یحب علیاً إلا مؤمن ولا یبغضه إلا منافق۔ طب۔

عن أم سلمة)۔

ایسی ہی حدیث مذکور ہو چکی ہے۔

۳۳۰۳۰۔ یا علی! طوبی لمن أحبک وصدق فیک، وویل لمن

أبغضک وکذب فیک۔ طب، ک و تعقب و الخطیب۔ عن عمار بن یاسر)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علیؑ! بشارت ہو ہر اس کے لئے جو تجھ

سے محبت کرتا ہو اور تیرے صداقت کا راستہ اختیار کر لے اور بلاکت ہے اس کے لئے جو تجھ سے نفرت کرے اور تجھے جھٹلائے۔

۳۳۰۳۱۔ ثلاث من کن فیہ فلیس منی ولا أنا منه: بغض علی، ونصب

(نصب: أي: تعب، وبابه طرب. المختار ۵۲۳ (ب) اہلبیتی، ومن قال:

الإیمان کلام)۔ (الدیلمی۔ عن جابر)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی میں تین باتیں ہو اس کا مجھ سے کوئی

تعلق نہیں، علیؑ سے بغض اور میرے اہل بیت کو نشانہ بنانا (ظلم کا) اور قول اختیار کرے کہ

ایمان کلام ہے (یعنی باتیں ہی باتیں ہیں عمل نہیں)

۳۳۰۳۲۔ یا علی! إن فیک من عیسیٰ مثلاً، أبغضته الیہود

حتى بهتوا أمه أحبته النصارى حتى أنزلوه بالمنزلة التي ليس بها۔۔ عد، ک

وأبو نعیم فی فضائل الصحابة، ک و تعقب۔ عن علي)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اے علیؑ! آپ کی مثال عیسیٰ جیسی ہے ان سے یہودیوں نے عدوات کی اور ان کی ماں پر

بہتان باندھا اور نصاریٰ نے ان سے محبت کی اور ان کو اس مقام تک پہنچایا جس کے وہ

اہل نہیں تھے۔

۳۳۰۳۳۔ اللهم! انصر من نصر علیاً، اللهم! أكرم علیاً،

اللهم! اخذل من خذل علیاً۔ طب۔ عن عمرو بن شراحیل)۔ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا: اے اللہ! مدد کر اس کی جس نے علیؑ کی مدد کی اور اے اللہ! مکرم فرما علیؑ کو۔

اے اللہ! اس کو رسوا کر جو علیؑ کی رسوائی کا خواہاں ہے۔

۳۳۰۳۴۔ اللهم! إنک أخذت منی عبیدة بن الحارث یوم بدر

وحمزة ابن عبد المطلب یوم أحد وهذا علی فلا تذرني فردا وأنت خیر

الوارثین۔ (الدیلمی۔ عن علي)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! تو نے عبیدہ بن

حارث کو مجھ سے بدر میں جدا کیا اور حضرت حمزہؑ کو احد کے دن یہ علیؑ ہیں تو مجھ کو تنہا نہ چھوڑنا،

تو خیر الوارثین ہے۔

۳۳۰۳۵۔ لمبارزة علی لعمر وبن عبدود أفضل من أعمال أمتی إلى

یوم القيامة۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علیؑ کی لڑائی عمر ابن عبدود کے مقابل میں

قیامت تک بہتر ہے میری امت کے تمام اعمال سے۔ (ملاحظہ ہو تفسیر رازی جلد ۳۲

ص ۳۱ باب تفسیر سورہ انا انزلنا؛ تاریخ بغداد خلیب ج ۱۳ ص ۱۹ سلسلہ ۸۷ (۹۶۷۸)
 ۳۳۰۳۹۔ النظر إلى وجه علي عبادة. ابن عساكر - عن عائشة (أورده
 الهيثمي في مجمع الزوائد (۱۹/۹) (وقال رواه الطبراني وفيه: عمران بن
 خالد الخزاعي ص).

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علیؑ کے چہرے کی
 طرف دیکھنا عبادت ہے۔

۳۳۰۴۰۔ رأيت ليلة أسري بي مثبتا على ساق العرش: أني أنا
 الله لا إله غيري، خلقت جنة عدن بيدي، محمد صفوتي من خلقي، أيدته بعلي
 نصرته بعلي. ابن عساكر وابن الجوزي - عن أبي الحمراء). رسول اللہ ﷺ
 نے فرمایا: میں نے معراج کی رات عرش پر لکھا دیکھا: کہ میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی
 معبود نہیں میں نے جنت عدن کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی مخلوق
 میں سے منتخب ہیں میں نے ان کی مدد علیؑ کے ذریعہ سے کی۔

۳۳۰۴۱۔ لما أسري بي إلى السماء دخلت الجنة فرأيت في
 ساق العرش الأيمن مكتوب: لا إله إلا الله محمد رسول الله، أيدته بعلي
 ونصرته. طب - عن أبي الحمراء). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: معراج کی رات میں
 جنت میں داخل ہوا ستون عرش پر دائیں جانب لکھا ہوا دیکھا: لا إله إلا الله محمد رسول
 الله اور میں نے علیؑ کے ذریعہ ان کی مدد کی۔

۳۳۰۴۲۔ مكتوب في باب الجنة قبل أن يخلق السموات والأرض بالفي

سنة: لا إله إلا الله محمد رسول الله، أيدته بعلي. علق - عن جابر). رسول اللہ ﷺ
 نے فرمایا: آسمان اور زمین کی تخلیق سے دو ہزار سال قبل جنت کے دروازے پر لکھا
 گیا کہ: لا إله إلا الله محمد رسول الله اور میں نے علیؑ کے ذریعہ ان کی مدد کی۔

۳۳۰۴۳۔ مكتوب على باب الجنة: لا إله إلا الله محمد رسول الله، علي
 عليه السلام، أيدته بعلي. علق - عن جابر). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کے دروازہ پر لکھا ہوا ہے۔ لا إله إلا الله محمد رسول
 الله، اور علیؑ بھائی ہیں رسول اللہ کے زمیں و آسمان کی تخلیق سے دو ہزار سال قبل۔

۳۳۰۴۴۔ سلام عليك أبا الريحانين! أوصيك بريحانتي
 من الدنيا، فعن قليل ينهدم ركنك، والله خليفتي عليك - قاله لعلي. أبو نعيم
 وابن عساكر - عن جابر). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت علیؑ سے سلام ہوتا ہے
 ریحانیتین (یعنی امام حسنؑ اور امام حسینؑ) کے باپ! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں ایمان
 کے بارے میں تمہارا عنقریب ستون گرایا جائے گا واللہ تم خلیفہ ہو۔

۳۳۰۴۵۔ علي خير البشر، فمن أبي فقد كفر. الخطيب - عن جابر).
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علیؑ خیر البشر ہیں جس نے اس کا انکار کیا اس نے کفر کیا۔
 ۳۳۰۴۶۔ من لم يقل علي خير الناس، فقد كفر. الخطيب -
 عن ابن مسعود عن علي). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے علیؑ کو تمام انسانوں سے
 افضل نہیں قرار دیا اس نے کفر کیا۔

۳۳۰۴۸۔ قم یا علی! فقد برئت، ما سألت الله شيئا إلا أعطاني، وما سألت الله شيئا إلا سألت لك مثله إلا أنه قيل: لا نبوة بعدك. أبو نعيم في فضائل الصحابة - عن علي). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علی! کھڑے ہو جاؤ آپ بری ہیں میں نے اللہ سے اپنے لئے جو دعا مانگی ویسی ہی تمہارے لئے دعا طلب کی جواب میں کہا گیا کہ تمہارے بعد نبوت نہیں ہوگی۔

۳۳۰۴۹۔ ما انتجيتہ (انتجيتہ: انتجى القدم، وتناجوا أي: تساروا. وانتجاه: خصه بمن اجاتہ المختار (۵۱۴) ب) ولكن الله انتجاه. ت: حسن غريب، طب - عن جابر) قال: دعار سول الله صلى الله عليه وسلم عليا يوم الطائف فانتجاه فقال الناس: لقد طال نجواه مع ابن عمه قال: فذكره. رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے علی سے سرگوشی نہیں کی مگر اللہ نے کی۔

۳۳۰۵۰۔ من حسد عليا فقد حسدني ومن حسدني فقد كفر. ابن مردويه - عن أنس). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے علی سے حسد کیا اس نے مجھ سے حسد کیا اور اس نے کفر کیا۔

۳۳۰۵۱۔ لا ينبغي لأحد أن يجنب في هذا المسجد إلا أنا أو علي. طب - عن أم سلمة) (أوردته الهيثمي في مجمع الزوائد (9/115) وقال: رواه البزار وخارجة لم أعرفه وبقيته رجاله ثقات. ص). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی کو بھی حالت جنابت میں داخل ہونے کی اجازت نہیں سوائے میرے اور علی کے۔

۳۳۰۵۲۔ يا علي! لا يحل لأحد أن يجنب في هذا المسجد غيري

وغیرک۔ ت: حسن غريب، ع، عن أبي سعيد). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علی! کسی کے لئے بھی مسجد میں حالت جنابت میں داخل ہونے کی اجازت نہیں مگر میرے اور آپ کے۔

۳۳۰۵۳۔ يا علي! إن الله تعالى قد زينك بزينة لم تزين العباد بزينة أحب إلى الله تعالى منها، هي زينة الأبرار عند الله الزهد في الدنيا فجعلك لا ترزأ من الدنيا شيئا ولا ترزأ الدنيا منك شيئا، ووهب لك حب المساكين فجعلك ترضى بهم أتباعا ويرضون بك إماما. حل - عن عمار بن ياسر). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یا علی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی زینت سے مزین کیا کہ بندوں میں کسی کو ایسی پسندیدہ زینت نصیب نہ ہوئی، یہ زینت اللہ کے نزدیک ابرار کی زینت ہے کہ دنیا سے بے رغبت رہنا۔ اے علی تم نے دنیا سے کچھ نہیں لیا۔ تمہیں مساکین کی محبت دی گئی تم تو ان کو تابع بنا کر خوش و راضی رہے۔

۳۳۰۵۴۔ أفضل نساء أهل الجنة خديجة بنت خويلد وفاطمة ابنت محمد ومريم بنت عمران وآسية بنت مزاحم امرأة فرعون. حم، (أوردته الهيثمي في مجمع الزوائد (۹/۲۳۳) رواه أحمد وأبو يعلى والطبراني ورجالهم رجال الصحيح. والحاكم في المستدرک (3/185) وقال صحيح. ص) طب، ک - عن ابن عباس). رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنتی عورتوں میں سب سے افضل حضرت خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد ﷺ، وآسیہ بنت مزاحم فرعون، مريم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم زوجہ فرعون ہیں۔

۳۴۴۰۳۔ حسبک من نساء العالمین مریم بنت عمران و خدیجہ بنت خویلد و فاطمہ بنت محمد و آسیہ امراة فرعون۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کافی ہے تیرے لئے جہاں والوں کی عورتوں میں سے مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد ﷺ اور آسیہ زوجہ فرعون ہیں۔ حم، ت؛ حب، ک - عن أنس.)
(أخرجه الترمذي كتاب المناقب باب فضل خديجة رضي الله عنها رقم (3878) وقال صحيح. ص.)

۳۴۴۰۴۔ خیر نساء العالمین أربع: مریم بنت عمران؛ و خدیجہ بنت خویلد، و فاطمہ بنت محمد، و آسیہ امراة فرعون. حم، ق عن أنس.)
(أخرجه الحاكم في المستدرک (3/186) وقال صحيح والترمذي كتاب المناقب باب مناقب فضل خديجة رضي الله عنها رقم (3877) وقال حسن صحيح. ص.)

ایسی ہی حدیث مذکور ہو چکی ہے

۳۴۴۰۵۔ خیر نسائہا مریم ابنة عمران، و خیر نسائہا خدیجہ بنت خویلد. حم، ق عن علي.) (أخرجه الحاكم في المستدرک (3/186) وقال صحيح والترمذي كتاب المناقب باب مناقب فضل خديجة رضي الله عنها رقم (3877) وقال حسن صحيح. ص.)

ایسی ہی حدیث مذکور ہو چکی ہے

۳۴۴۰۶۔ سیدات نساء أهل الجنة أربع: مریم، و فاطمہ، و خدیجہ

و آسیہ. ک - عن عائشة.) (أخرجه الحاكم في المستدرک (3/186) وقال صحيح والترمذي كتاب المناقب باب مناقب فضل خديجة رضي الله عنها رقم (3877) وقال حسن صحيح. ص.) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کی عورتوں کی سردار چار ہیں، مریم، فاطمہ، خدیجہ، اور آسیہ۔

۳۴۴۰۹۔ سیدات نساء أهل الجنة مریم بنت عمران فاطمہ و خدیجہ و آسیہ امراة فرعون. طب - عن ابن عباس.) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کے عورتوں کی سردار مریم بنت عمران، فاطمہ، و خدیجہ، اور آسیہ زوجہ فرعون ہیں۔

۳۴۴۱۱۔ أربع نسوة سادات عالمهن: مریم بنت عمران، و آسیہ امراة فرعون، و خدیجہ بنت خویلد، و فاطمہ بنت محمد، و أفضلهن عالما فاطمہ. هب - عن ابن عباس.) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار عورتیں عالمین کی سردار ہیں، مریم بنت عمران، آسیہ زوجہ فرعون، خدیجہ بنت خویلد، اور فاطمہ بنت محمد ﷺ و آلہ وسلم اور میں سب سے افضل عالم میں فاطمہ بنت محمد (سلام اللہ علیہا) ہیں۔

۸۷۰۔ يا أيها الناس إني تركت فيكم ما إن أخذتم به لن تضلوا: كتاب الله، و عترتي أهل بيتي. عن جابر.) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم ان کو مضبوطی سے تھام لیا تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے، کتاب اللہ۔ اور میری عترت میرے اہل بیت۔

۸۷۱۔ أيها الناس قد تركت فيكم ما إن أخذتم به لن تضلوا كتاب الله و عترتي أهل بيتي. ت عن جابر.) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: اے لوگو! میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم ان کو مضبوطی سے تھام لیا تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے، کتاب اللہ۔ اور میری عمرت میرے اہل بیت۔

۸۷۲۔ اِنی تارک فيكم خليفين، كتاب الله جبل ممدود ما بين السماء والأرض وعترتي أهل بيتي وإنهما لن يتفرقا حتى يراد علي الحوض. حم طب عن زيد بن ثابت). زيد بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے درمیان دو عظیم چھوڑے جا رہا ہوں کتاب اللہ، یہ اللہ کی رسی ہے جو آسمان وزمین کے درمیان تک پہنچی ہوئی ہے دوسرا میرا خاندان یعنی اہل بیت یہ دونوں یعنی کتاب اللہ و میرے اہل بیت باہم کبھی جدا نہیں ہوں گے حتیٰ کے دونوں حوض پر میرے پاس آئیں۔

۸۷۳۔ اِنی تارک فيكم ما إن تمسکتُم به لن تضلوا بعدي أحدهما أعظم من الآخر كتاب الله جبل ممدود من السماء إلى الأرض وعترتي أهل بيتي ولن يتفرقا حتى يراد علي الحوض فانظروا كيف تخلفوني فيهما. ت عن زيد بن أرقم زيد بن أرقم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، اگر تم نے ان کو مضبوطی سے تھام لیا تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے ان میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے ایک کتاب اللہ، یہ اللہ کی رسی آسمان اور زمین کے درمیان تک پہنچی ہوئی ہے۔ دوسرا میرا خاندان یعنی اہل بیت۔ کتاب اللہ اور اہل بیت باہم کبھی جدا نہیں ہوں گی حتیٰ کے دونوں حوض پر میرے پاس آئیں۔ لہذا خیال رکھنا کہ میرے بعد تم ان کے ساتھ کس طرح پیش آتے ہو۔

۳۶۳۶۲۔ عن عفيف الكندي قال: جنت في الجاهلية إلى مكة وأنا أريد أن ابتاع لأهلي من ثيابها وعطرها فأتيت العباس وكان رجلا تاجرا فإني عنده جالس أنظر إلى الكعبة وقد كلفت الشمس وارتفعت في السماء فذهبت إذ أقبل شاب فنظر إلى السماء ثم قام مستقبل الكعبة فلم ألبث إلا يسيرا حتى جاء غلام فقام عن يمينه ثم لم ألبث إلا يسيرا حتى جاءت امرأة فقامت خلفهما فركع الشاب فركع الغلام والمرأة فرقع الشاب فرقع الغلام والمرأة فسجد الشاب فسجد الغلام والمرأة، فقلت: يا عباس! أمر عظيم؟ فقال: أمر عظيم، تدري من هذا الشاب؟ هذا محمد بن عبد الله بن أخي، تدري من هذا الغلام؟ هذا علي ابن أخي، تدري من هذه المرأة؟ هذه خديجة بنت خويلد، زوجته، إن ابن أخي هذا حدثني أن ربه رب السماوات والأرض أمره بهذا الدين ولا والله ما على ظهر الأرض أحد على هذا الدين غير هؤلاء الثلاثة.

عفيف الكندي کی روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ زمانہ جاہلیت میں مکہ آیا اور عباس ابن عبد المطلب کے ہاں مہمان ہوا۔ میں کعبہ کی طرف دیکھ رہا تھا ایک جوان شخص وہاں آیا، اس نے آسمان کو دیکھا کعبہ کی سمت بڑھ کر اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ فوراً ہی ایک لڑکا اس کی داہنی سمت آ کر کھڑا ہوا اس کے بعد ہی ایک عورت آ کر دونوں کے پیچھے کھڑی ہو گئیں۔ اس جوان نے رکوع کیا اس کے ساتھ لڑکے اور عورت نے بھی رکوع کیا۔ جوان نے سر اٹھایا ان دونوں نے بھی سر اٹھایا پھر وہ سجدے میں گیا وہ دونوں سجدے میں گئے۔ میں نے عباس سے کہا یہ تو کوئی اہم بات ہے۔ انہوں نے کہا

بیشک جانتے ہو یہ کون ہے میں نے کہا نہیں۔ انھوں نے کہا یہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب میرا بھتیجا ہے۔ جانتے ہو اس کے ساتھ کون ہے؟ میں نے کہا نہیں جانتا۔ انھوں نے کہا یہ علیؑ ابن ابی طالب بن عبد المطلب میرا بھتیجا ہے اور اس عورت کو جانتے ہو جو دونوں کے پیچھے کھڑی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ انھوں نے کہا یہ خدیجہ بنت خویلد میرے بھتیجے کی بیوی ہے اور اس نے مجھ سے کہا کہ تمہارا رب وہ ہے جو آسمان کا رب ہے اور اس بات کو جو تم دیکھ رہے ہو ان کو اسی نے حکم دیا ہے اور خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ تمام روئے زمین پر اس مسلک پر ان تینوں کے علاوہ اور بھی کوئی ہے اس کے راوی عقیف نے کہا کہ: میرے دل میں اسلام راسخ ہوا اور میں نے دعائی کہ کاش میں چوتھا ہوتا ان میں شامل ہوتا۔ تاریخ طبری حصہ اول ص ۸۲ نفیس اکیڈمی اردو؛ تاریخ طبری عربی جلد ۲ ص ۵۶؛ التاريخ الكبير بخاری جلد ۷ ص ۴۷؛ مستدرک الصحیحین جلد ۳ ص ۱۸۳؛ مجمع الزوائد الخلیفی جلد ۹ ص ۲۲۳۔

۳۶۳۶۶۔ ایضا عن أبي عبدة قال: كتب معاوية إلى علي بن

أبي طالب: يا أبا الحسن! إن لي فضائل كثيرة و كان أبي سيدا في الجاهلية و صرت ملكا في الإسلام و أنا صهر رسول الله صلى الله عليه وسلم و حال المؤمنين و كاتب الوحي، فقال علي: أبا الفضائل تفخر علي ابن آكلة الأكباد؟ ثم قال: اكتب يا غلام!

محمد النبي أخي و صهري*.* و حمزة سيد الشهداء عمي

و جعفر الذي يمسي و يضحى*.* يطير مع الملائكة ابن أمي

و بنت محمد سکنی و عرسی*.* منوط لحمها بدمي و لحمي

و سبطاً أحمد و ولداي منها*.* فأیکم له سهم کسهمي

سبقتکم إلى الإسلام طراً*.* صغیر اما بلغت أو ان حلمي

فقال معاوية: أخفوا هذا الكتاب لا یقرأه أهل الشام فیمیلون إلى ابن

أبي طالب.

ابو عبیدہ کی روایت ہے کہ معاویہ نے حضرت علیؑ کو خط لکھا۔ جس کا مضمون یہ تھا کہ:

اے ابوالحسن! میرے بہت سے فضائل ہیں میرا باپ

(زمانہ) جاہلیت میں سردار تھا اور میں اسلام میں بادشاہ ہو گیا ہوں میرا رسول اللہ

ﷺ کے ساتھ سسرالی رشتہ ہے، میں مومنین کا ماموں ہوں کاتب وحی ہوں۔ حضرت

علیؑ نے اس خط کے جواب میں لکھا: اے ابوالفضائل جگر چبانے والی کے بیٹے مجھ پر فخر

کرتا ہے؟ پھر فرمایا اے لڑکے لکھو! محمد ﷺ جو نبی ہیں میرے بھائی اور سسر ہیں

جب کہ حمزہؓ سید الشہداء میرے چچا ہیں۔ اور جعفرؓ و شام فرشتوں کے ساتھ پرواز کر رہے ہیں

اور وہ میرے ماں کے بیٹے ہیں، محمد ﷺ کی بیٹی میری زوجہ ہیں دلہن ہیں اس کی جان

میری جان سے مٹی ہوئی ہے۔ محمد ﷺ کے دونوں سے جو ان کی بیٹی سے ہیں دونوں میرے

فرزند ہیں تم میں سے کون ہے جس کا حصہ میرے حصے جیسا ہو، میں بچپن ہی میں اسلام کی

طرف سبقت کی جب کہ میں بالغ بھی نہ ہوا تھا۔ جب معاویہ کو یہ خط ملا تو اس نے حکم دیا اس

خط کو چھپا دو اگر اہل شام کو علم ہوگا تو وہ علیؑ ابی طالب کی طرف مائل نہ ہو جائیں گے۔

۳۶۳۷۰۔ عن علي قال: خطب أبو بكر و عمر فاطمة إلى رسول الله صلى

اللہ علیہ وسلم فأبی رسول الله صلى الله عليه وسلم عليهما، فقال عمر: أنت لها يا علي! قال: مالي من شيء إلا درعي وجملي وسيفي، فتعرض علي ذات يوم لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: يا علي! هل لك من شيء؟ قال: جملي ودرعي أرهنهما، فزوجني رسول الله صلى الله عليه وسلم فاطمة، فلما بلغ فاطمة ذلك بكت، فدخل عليها رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: مالك تبكين يا فاطمة! والله أنكحتك أكثرهم علما وأفضلهم حلما وأقدمهم سلما وفي لفظ: أولهم سلما.

حضرت علیؑ سے روایت کہ ابو بکر نے اور عمر ابن خطاب نے رسول اللہ ﷺ کو فاطمہ زہرا (سلام اللہ علیہا) سے نکاح کا پیغام بھیجا رسول اللہ ﷺ نے انکار کر دیا حضرت عمر نے کہا: اے علیؑ! فاطمہ (سلام اللہ علیہا) تمہارے ہی لئے ہے، حضرت علیؑ نے کہا میرے پاس تو سوائے زرہ، اونٹ اور تلوار کے سوا کچھ بھی نہیں۔ چنانچہ ایک دن حضرت علیؑ کا اور رسول اللہ ﷺ کا آمناسا منا ہوا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علیؑ! تمہارے پاس کچھ ہے؟ حضرت علیؑ نے جواب دیا: میں نے اپنا اونٹ اور زرہ رہن رکھا ہے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کی شادی مجھ سے کرادی۔ جب یہ خبر حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کو ہوئی تو آپ رونے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس گئے اور فرمایا: تم کیوں رو رہی ہو اے فاطمہ! اللہ کی قسم میں نے ایسے شخص تمہارا نکاح کرایا جو علم میں سب آگے اور بردباری میں سب سے بڑھ کر اور اسلام لانے میں سب سے مقدم ہے۔

۳۶۳۷۱ عن علي قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا بني عبد المطلب! إنني قد جئتكم بخير الدنيا والآخرة وقد أمرني الله أن أدعوكم إليه فأياكم يؤازرنى على هذا الأمر على أن يكون أخي ووصيي وخليفتي فيكم؟ قال: فأحجم القوم عنها جميعا وقلت: يا نبي الله! أكون وزيرك عليه؟ فأخذ برقبتي ثم قال: هذا أخي ووصيي وخليفتي فيكم، فاسمعوا له وأطيعوا.

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اے نبی عبد المطلب! میں تمہارے پاس دنیا اور آخرت کی بھلائی لے کر آیا ہوں مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ میں تمہیں دعوت دوں لہذا تم میں سے کون شخص اس امر میں میرا وزن اٹھائے گا میرا دست راست بنے گا بایں طور کہ وہ میرا بھائی، میرا وصی، اور میرا خلیفہ ہو۔ پھر آپؐ نے مجھے میری گردن سے پکڑا اور فرمایا یہ میرا بھائی، میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے اس کی بات سُنو اور اس کی اطاعت کرو۔

۳۶۳۷۲ عن علي قال: علمني رسول الله صلى الله عليه وسلم ألف باب كل باب يفتح ألف باب.

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے مجھے علم کے ہزار ابواب سکھائے اور ہر باب کے ہزار ابواب میں نے کھولے۔

۳۶۳۷۳ عن ربعي بن خراش قال: سمعت عليا يقول وهو بالمدائن: جاء سهيل بن عمرو إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: إنه قد خرج إليك أناس من أرقائنا ليس بهم الدين تعبداً فاردهم إلينا، فقال له أبو بكر

وعمر: صدق يار رسول الله! فقال النبي صلى الله عليه وسلم: لن تنتهوا معشر قريش حتى يبعث الله عليكم رجلا امتحن الله قلبه بالإيمان يضرب أعناقكم وأنتم مجفلون عنه إجمال الغنم، فقال أبو بكر: أنا هو يار رسول الله! قال: لا: قال عمر: أنا هو يار رسول الله؟ قال: لا ولكنه خاصف النعل، قال: وفي كف علي نعل يخصفها لرسول الله صلى الله عليه وسلم.

ربیع بن خراش کی روایت ہے کہ میں نے حضرت علیؑ کو فرماتے سنا کہ آپؑ مدائن میں تھے سہیل بن عمرو نبی کریمؐ کے پاس آئے اور عرض کیا ہمارے کچھ غلام تمہارے پاس آئے ہیں ان میں دین کی کوئی سمجھ بوجھ نہیں آپ انہیں واپس کر دیں، ابو بکر و عمر بن خطاب دونوں نے کہا: یار رسول اللہ! یہ سچ کہتا ہے۔ اس پر رسول اللہؐ نے فرمایا: جماعت قریش! تم ہرگز باز نہ آؤ گے جب تک میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسے شخص کو نہیں بھیجوں جس کے دل کو اللہ نے ایمان سے جانچ لیا ہے وہ تمہاری گردنیں مارے گا اور تم بھیڑ بکریوں کی طرح بھاگو گے یہ سن حضرت ابو بکر نے پوچھا: وہ شخص میں ہوں یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا: نہیں، پھر حضرت عمر نے پوچھا: یار رسول اللہ! وہ شخص میں ہوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، لیکن وہ شخص وہ جو میرا جوتا گانٹھ رہا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ اس وقت حضرت علیؑ کے ہاتھ میں رسول اللہ کا جوتا تھا جسے وہ گانٹھ رہے تھے۔

۳۶۳۷۸ اخبارنا أسلم بن الفضل بن سهل ثنا الحسين بن عبید الله الأبراري البغدادي ثنا إبراهيم بن سعيد الجوهري حدثني أمير المؤمنين المأمون حدثني الرشيد حدثني المهدي حدثني المنصور حدثني أبي حدثني

عبد الله بن عباس قال: سمعت عمر بن الخطاب يقول: كفوا عن ذكر علي بن أبي طالب فقد رأيت من رسول الله صلى الله عليه وسلم فيه خصالا لأن تكون لي واحدة منهن في آل الخطاب أحب إلي مما طلعت عليه الشمس، كنت أنا وأبو بكر وأبو عبيدة في نفر من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فانتهيت إلى باب أم سلمة وعلي، قائم على الباب فقلنا: أردنا رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: يخرج إليكم، فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم فسرنا إليه فاتكأ على علي بن أبي طالب ثم ضرب بیده منكبہ ثم قال: إنك من خصم تخصم، أنت أول المؤمنين إيماناً، وأعلمهم بأيام الله، وأوفاهم بعهد، وأقسمهم بالسوية، وأرأفهم بالرعية، وأعظمهم رزية، وأنت عاضدي، وغاسلي، ودافني، والمتقدم إلى كل شديدة وكرهية، ولن ترجع بعدي كافراً وأنت تتقدمني بلواء الحمد وتذود عن حوضي، ثم قال ابن عباس من نفسه: ولقد فاز علي بصهر رسول الله صلى الله عليه وسلم وبسطة في العشيرة وبدلاً للماعون وعلماً بالتنزيل وفقهاً للتأويل ونيلاً للأقرآن.

عبد الله بن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے عمر بن خطاب کو یہ فرماتے سنا: علیؑ کے تذکرے سے رک جاؤ چونکہ میں ان میں وہ خصلتیں دیکھی جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے حاصل فرمائی ہیں اگر اس میں سے ایک بھی آل خطاب کو ملتی تو وہ اس چیز سے زیادہ محبوب ہوتیں جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ: میں، ابو بکر، اور ابو عبیدہ صحابہ کی ایک جماعت میں تھے۔ میں حضرت ام المؤمنین ام سلمہؓ کے دروازے تک جا پہنچا۔

دروازے پر حضرت علیؑ کھڑے ہوئے تھے، ہم نے عرض کیا: ہم رسول اللہ ﷺ سے ملنے کے ارادے سے آئیں ہیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اب باہر آیا چاہتے ہیں۔۔۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے کہ آپ حضرت علیؑ کے کاندھے کا سہارا لئے ہوئے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت علیؑ کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: یا علیؑ تجھ سے خصومت اور جھگڑا کیا جائے گا تو ایمان کے اعتبار سے پہلا مومن، سب سے زیادہ اللہ کے دنوں کو جاننے والا، سب سے زیادہ وعدہ وفا کرنے والا، درستی پر چلنے والا، رعیت پر سب سے زیادہ مہربان، تو میرا بازو ہے، مجھے غم دینے والا ہے مجھے دفن کرنے والا، ہر سختی اور پریشانی میں زیادہ صبر کرنے والا، تو کبھی کفر نہیں کرے گا، لواء حمد کو اٹھائے میرے آگے آگے لے کر چلنے والا، اور حوض کوثر میرے ساتھ ہوگا۔ ابن عباسؓ نے فرمایا: حضرت علیؑ سسرالی رشتہ حاصل کرنے میں کامیاب، خاندان میں ان کا غلبہ عام ہے، عام استعمال کی چیزیں دینے والے ہیں تنزیل و تاویل کا علم قرآن رکھتے ہیں اور ہر ایک سے آگے رہتے ہیں۔

۳۶۳۸۹ عن عباد بن عبد الله سمعت عليا يقول: أنا عبد الله وأخو رسوله، وأنا الصديق الأكبر، لا يقولها بعدي إلا كذاب مفر، ولقد صليت قبل الناس سبع سنين.

عباد بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ: میں نے حضرت علیؑ کو یہ فرماتے سنا: میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کے رسولؐ کا بھائی ہوں میں صدیق اکبر ہوں میرے بعد جو یہ کہے گا وہ کذاب ہی ہوگا میں نے لوگوں سے سات قبل نمازیں پڑھی ہیں۔

۳۶۳۹۰ عن حبة بن جوين قال: قال علي: عبادت الله مع رسول الله صلى الله عليه وسلم سبع سنين قبل أن يعبده أحد من هذه الأمة.

حبہ بن جوین کہتے ہیں کہ: میں حضرت علیؑ کو یہ فرماتے سنا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات سال عبادت کی ہے قبل ازیں کہ اس امت کا کوئی فرد عبادت کرتا۔

۳۶۳۹۱ عن حبة أن عليا قال: اللهم! إنك تعلم أنه لم يعبدك أحد من

هذه الأمة قبلي ولقد عبدتك قبل أن يعبدك أحد من هذه الأمة ست سنين حبہ بن جوین کہتے ہیں کہ میں حضرت علیؑ کو یہ فرماتے سنا: یا اللہ! تو جانتا ہے اس امت میں مجھ سے قبل تیری عبادت کسی نے نہیں کی اس امت میں سے کوئی شخص تیری عبادت کرتا اس سے سات قبل میں نے تیری عبادت کی ہے۔

- أيضا عن ابن الحنفية قال: لو كان علي ذاكر عثمان بسوء ذكره يوم جائه ناس فشكوا ساعة عثمان فقال لي علي: اذهب بهذا الكتاب إلى عثمان فأخبره أن فيه صدقة رسول الله صلى الله عليه وسلم فمر ساعاتك يعملوا بها فأتيته فقال: أغنها عنا، فأتيت بها عليا فأخبرته له فقال: لا عليك، ضعها حيث أخذتها.

ایضاً ابن حنفیہ (محمد ابن حنفیہ فرزند علیؑ ابی طالب) سے روایت ہے کہ اگر حضرت علیؑ کو حضرت عثمان کا ذکر بد کرنا ہوتا تو اس دن ضرور کرتے جس دن لوگوں نے آکر حضرت عثمان کی شکایت کی تو آپ نے مجھے کہا کہ: یہ خط عثمان کے پاس لے جاؤ اور ان سے کہو کہ اس میں رسول اللہ کے صدقہ کا حکم (یعنی حدیث رسولؐ تحریر ہے) ہے اپنے گوزروں کو

حکم دو کہ اُکے مطابق عمل کریں۔ میں (محمد ابن حنفیہ) وہ خط لے کر حضرت عثمان کے پاس حاضر ہوا، تو حضرت عثمان نے کہا: مجھے کوئی پروا نہیں ہے۔ میں وہ خط لے کر واپس آیا اور حضرت علیؓ کو اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا کوئی بات نہیں جہاں سے وہ خط اٹھایا تھا اُسے وہیں رکھ دو۔

۳۶۲۰۲ عن علي قال: جاء النبي صلى الله عليه وسلم أناس من قريش فقالوا: يا محمد! إننا جيرانك وحلفاؤك وإننا من عبيدنا قد أتوك ليس بهم رغبة في الدين ولا رغبة في الفقه، إنما فروا من ضياعنا وأموالنا فارددهم إلينا، فقال لأبي بكر: ما تقول؟ قال: صدقوا، إنهم لجيرانك وأحلافك، فتغير وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال لعمر: ما تقول؟ قال: صدقوا، إنهم لجيرانك وحلفاؤك، فتغير وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: يا معشر قريش! والله لبيعن الله عليكم رجلا قد امتحن الله قلبه بالإيمان فيضربكم على الدين أو يضرب بعضكم، فقال أبو بكر: أنا يا رسول الله! قال: لا، قال عمر: أنا يا رسول الله! قال: لا، ولكنه الذي يخصف النعل وكان اعطى عليا نعلا يخصفها. (وابن جرير، وصححه، (ص). بيه حديث كم وبئش حديث ۳۶۳۷۳ کی طرح ہے صرف اس میں اضافہ یہ کہ آنحضرت ﷺ کا چہرہ ابوبکر اور عمر کے جواب سے متغیر ہو گیا تھا۔

۳۶۲۱۹ عن علي قال: لما نزلت هذه الآية على رسول الله صلى الله عليه وسلم (وانذر عشيرتک الأقربین) دعاني رسول الله صلى الله عليه وسلم

فقال: يا علي! إن الله أمرني أن أنذر عشيرتي الأقربين، فضقت بذلك ذرعا وعرفت أنني مهمما أناديهم بهذا الأمر أرى منهم ما أكره فصمت عليها حتى جائني جبريل فقال: يا محمد! إنك إن لم تفعل ما تؤمر به يعذبك ربك، فاصنع لي صاعا من طعام واجعل عليه رجل شاة واجعل لنا عسا من لبن ثم اجمع لي بني عبد المطلب حتى أكلمهم وأبلغ ما أمرت به، ففعلت ما أمرني به ثم دعوتهم له وهم يومئذ أربعون رجلا يزيدون رجلا أو ينقصونه، فيهم أعمامه: أبو طالب وحزمة والعباس وأبو لهب، فلما اجتمعوا إليه دعاني بالطعام الذي صنعتهم لهم فجئت به، فلما وضعته تناول النبي صلى الله عليه وسلم جشِبَ - حزبة من اللحم فشقها بأسنانه ثم ألقاها في نواحي الصحيفة ثم قال: كلوا بسم الله، فأكل القوم حتى نهلوا عنه، ما نرى إلا آثار أصابعهم، والله! إن كان الرجل الواحد منهم ليأكل مثل ما قدمت لجمعهم، ثم قال: اسق القوم يا علي! فجئتهم بذلك العس، فشربو آمنه حتى رووا جميعا، وأيم الله! إن كان الرجل منهم ليشرب مثله، فلما أراد النبي صلى الله عليه وسلم أن يكلمهم بدره (بدره: بدر إلى الشيء: أسرع. المختار 32. ب) أبو لهب إلى الكلام فقال: لقد شحر كم صاحبكم، فتفرق القوم ولم يكلمهم النبي صلى الله عليه وسلم، فلما كان الغد فقال: فقال: يا علي! إن هذا الرجل قد سبقني إلى ما سمعت من القول فتفرق القوم قبل أن أكلمهم فعد لنا مثل الذي صنعت بالأمس من الطعام والشراب ثم اجمعهم لي، ففعلت ثم جمعتهم، ثم دعاني بالطعام فقربتهم، ففعل

به كما فعل بالأمس، فأكلوا وشربوا حتى نهلوا، ثم تكلم النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا بني عبد المطلب! إني والله ما أعلم شابا في العرب جاء قومه بأفضل ما جئتكم به! إني قد جئتكم بخير الدنيا والآخرة وقد أمرني الله أن أدعوكم إليه، فأياكم يؤازرنى على أمرى هذا؟ فقلت وأنا أحدثهم سنا وأرمصهم (وأرمصهم: يقال: غمصت العين ورمصت من الغمص والرمص، وهو البياض الذي تقطعه العين ويجتمع في زوايا الأجناف والرمص: الرطب منه، والغمص: اليابس. النهاية 2/263. ب) عينا وأعظمهم بظنا وأحمشهم (وأحمشهم: يقال: رجل حمش الساقين وأحمش الساقين أي دقيقهما. النهاية 1/440. ب) ساقا: أنا يا نبي الله أكون وزيرك عليه! فأخذ برقبتي فقال: إن هذا أخي ووصيي وخليفتي فيكم فاسمعوا له وأطيعوا، فقام القوم يضحكون ويقولون لأبي طالب: قد أمرك أن تسمع وتطيع لعلي. ابن إسحاق وابن جرير وابن أبي حاتم وابن مردويه وأبو نعيم، (حق) معافي الدلائل.

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ جب آیت ”وانذر عشیرتک الاقربین“ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا: اے علیؑ! مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤں۔ لیکن میں اس پر میری قدرت نہیں جب کبھی میں اعلان کرتا ہوں تو لوگ ناگواری سے دیکھتے ہیں میں خاموش رہ جاتا ہوں۔ حتیٰ کہ جبریل میرے پاس آئے اور فرمایا کہ: اے محمد (ﷺ) اس کا تم کو حکم دیا گیا ہے تو تم اس کو بحال لاؤ۔ لہذا اے علیؑ! تم میرے لئے ایک صاع کھانا تیار کرو اور اس پر بکری کی

ایک دستہ رکھ دو اور ہمارے لئے دودھ کا شربت تیار کرو پھر میرے پاس بنی عبدالمطلب کو جمع کرو تا کہ میں ان سے بات کروں اور جو مجھے حکم ملا ہے وہ ان تک پہنچا دو۔ چنانچہ میں کھانا تیار کیا اور بنی عبدالمطلب کو دعوت دی اس وقت ان کی تعداد چالیس تھی، جس میں حضرت ابوطالبؓ، حمزہؓ، عباسؓ، اور ابولہب شامل تھے۔ جب یہ لوگ جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے مجھے کھانا لانے کو کہا، میں نے کھانا حاضر کر دیا آپ نے گوشت ایک ٹکڑا لیا اور دندان مبارک سے لگا کر رکھ دیا پھر فرمایا: بسم اللہ! کھانا شروع کرو۔ لوگوں نے پیٹ بھر کھایا حتیٰ کہ وہ بے نیاز ہو گئی مگر کھانا بیسا تھا ویسا ہی باقی رہا برتن میں ہم کھانے والوں کے انگلیوں کے نشان دیکھ رہے تھے حالانکہ جو کھانا پیش کیا گیا تھا وہ صرف ایک آدمی کے ہی لئے کافی تھا۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا پینے کے لئے مشروب لاؤ۔ میں وہ مشروب لایا لوگوں نے پینا شروع کیا اور سیر ہو گئے حالانکہ وہ صرف ایک آدمی کے لئے ہی کافی تھا۔ چنانچہ جب سب کھا چکے تو نبی کریم ﷺ نے بات کرنے کا راہ دیا ابولہب جلدی سے بول اٹھا: چلو بس بات ہو گئی چلو اٹھو، سب اٹھ کر چلے گئے اور نبی کریمؐ کچھ کہہ نہ سکے، دوسرے دن رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اے علیؑ! یہ شخص (ابولہب) مجھ پر سبقت لے گیا جس کو وجہ سے لوگ اٹھ کر چلے گئے اور میں کچھ کہہ نہ سکا لہذا اگلے کی طرح آج پھر کھانے اور مشروب کا انتظام کرو اور لوگوں کو جمع کرو۔ میں نے کھانا تیار کیا پھر لوگوں کو بلایا، آپ نے ایسا ہی کیا جیسے کل کیا تھا لوگ سیر ہو کر کھانا کھایا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے کلام کیا اور فرمایا: اے بنی عبدالمطلب! میں نہیں جانتا کہ عرب میں کوئی نوجوان ان تعلیمات سے افضل کوئی لایا ہو میں تمہارے پاس دنیا اور آخرت کی بھلائی لایا ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا

کہ میں تمہیں دعوت دوں، تم میں سے کون ہے اس معاملہ میں مجھے تقویت پہنچائے گا؟ میں (یعنی حضرت علیؑ) نے کہا: اس کام کے لئے میں تیار ہوں حالانکہ میں اس قوم میں سب سے کم سن ہوں اور میری پنڈلیاں پتلی ہیں۔ میں (حضرت علیؑ) عرض کیا: یا نبی اللہ! میں اس معاملہ میں آپ کا وزیر بنتا ہوں۔ آپ ﷺ نے مجھے گردن سے پکڑ لیا اور فرمایا: یہ میری بھائی، میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ لوگ ہنستے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور ابوطالبؓ سے کہنے لگے: اس نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم علیؑ کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔

۳۶۲۲۰۔ مسند البراء بن عازب قال: كنا مع رسول الله صلى

الله عليه وسلم في سفر فنزلنا ببغدير خم فنودي: الصلاة جامعة! وكسح لرسول الله صلى الله عليه وسلم تحت شجرة فصلى الظهر فأخذ بيد علي فقال: أستم تعلمون أني أولى بالمؤمنين من أنفسهم؟ قالوا: بلى، فقال: أستم تعلمون أني أولى بكل مؤمن؟ من نفسه، قالوا: بلى، فأخذ بيد علي فقال: اللهم! من كنت مولاه فعلي مولاه، اللهم! وال من والاه وعاد من عاداه، فلقيه عمر بعد ذلك فقال: هنيئا لك يا ابن أبي طالب! أصبحت وأمست مولى كل مؤمن ومؤمنة.

مسند براء بن عازب: ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اتنے میں منادی نے اعلان کیا ”الصلاة الجامعة“۔ ایک درخت کے نیچے رسول اللہ ﷺ کے لئے جگہ صاف کی گئی۔ آپ نے نماز ظہر پڑھی اور پھر آپ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑا فرمایا: تمہیں

معلوم نہیں کہ میں مومنین پر ان کی جانوں سے زیادہ حق رکھتا ہوں: صحابہؓ نے جواباً عرض کیا: جی ہاں بے شک! پھر آپ نے فرمایا: تمہیں معلوم نہیں کہ میں مومنین پر ان کی جانوں سے زیادہ حق رکھتا ہوں: صحابہؓ نے جواباً عرض کیا: جی ہاں بے شک! پھر آپ نے فرمایا: تمہیں معلوم نہیں کہ میں مومنین پر ان کی جانوں سے زیادہ حق رکھتا ہوں: صحابہؓ نے جواباً عرض کیا: جی ہاں بے شک!۔ پھر آپ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: یا اللہ! میں جس کا مولا ہوں یہ علیؑ اس کا مولا ہے۔ یا اللہ! جو علیؑ کو دوست رکھتا ہو تو بھی اس کو دوست رکھ اور جو علیؑ سے دشمنی رکھتا ہو تو اس کا دشمن ہو جا۔ اس کے بعد حضرت عمر آگے بڑھے اور کہا: اے علیؑ! مبارک صبح اور شام پر آپ ہر مومن مرد اور عورت کے مولا ہو گئے۔

۳۶۲۲۳۔ ثنا محمد بن إسماعيل الضراري ثنا عبد السلام بن صالح الهروي ثنا أبو معاوية عن الأعمش عن مجاهد عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أنا مدينة العلم وعلي بابها، فمن أراد المدينة فليأتها من بابها.

محمد بن اسماعيل ضراري، عبد السلام بن صالح الهروري وہ ابو معاویہ سے اور وہ اعمش سے اور وہ مجاہد سے اور وہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے جو شہر میں داخل ہونا چاہے اسکے دروازے سے آئے۔ مصنف (علامہ متقی) لکھتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے اور کہتے ہیں کہ: میں عرصہ دراز تک یہی جواب دیتا رہا حتیٰ کہ مجھے تہذیب الآثار میں حضرت علیؑ کی اس حدیث کے بارے میں ابن جریر کی تصحیح پر واقفیت ہوئی جب کہ حاکم نے ابن عباسؓ کی اس حدیث کو

صحیح گردانا۔ میں (علامہ متقی) نے استخارہ کیا پھر مجھے یہ یقین ہو گیا کہ یہ حدیث حسن ہے اور مرتبہ صحیح تک پہنچی ہے۔ عربی تن زیر میں ہے

۳۶۴۶۴۔ ثنا ابراہیم بن موسی الرازی۔ و لیس بالفراء۔ ثنا أبو معاویة۔
- یا اسناد مثله هذا الشيخ لا أعرفه ولا سمعت منه غير هذا الحديث - انتهى
کلام ابن جریر۔ وقد أورد ابن الجوزي في الموضوعات حديث علي وابن عباس وأخرج (ک) حديث ابن عباس وقال: صحيح الإسناد، وأن الحديث من قسم الحسن لا يرتقى إلى الصحة ولا ينحط إلى الكذب، وبیان ذلك استدعي طولاً ولكن هذا هو المعتمد في ذلك انتهى. وقد كنت أجد في هذا الجواب دهر إلى أن وقفت على تصحيح ابن جرير لحديث علي في تهذيب الآثار مع تصحيح (ک) لحديث ابن عباس فاستخرت الله وجزمت بارتقاء الحديث من مرتبة الحسن إلى مرتبة الصحة

۳۶۴۷۸۔ وبهذا الإسناد عن علي قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا علي! ليس في القيامة راكب غيرنا ونحن أربعة، فقام رجل من الأنصار فقال: فداك أبي وأمي! فمن هم؟ قال: أنا على البراق: وأخي صالح على ناقته التي عقرت، وعمي حمزة على ناقتي العضبائ، وأخي علي على ناقه من نوق الجنة بيده لواء الحمد ينادي: لا إله إلا الله محمد رسول الله، فيقول الآدميون: ما هذا إلا ملك مقرب أو نبي مرسل أو حامل عرش، فيجيئهم ملك من بطنان العرش: يا معشر الآدميين! ليس هذا ملكاً مقرباً ولا نبياً

مرسلاً ولا حامل عرش، هذا الصديق الأكبر علي بن أبي طالب.

اسی اسناد سے حضرت علیؑ کی روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اے علیؑ! قیامت کے دن ہم چار کے علاوہ کوئی شخص سواری پر نہیں ہوگا۔ انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ فدا وہ کون ہیں؟۔ آپ نے ارشاد فرمایا: میں براق پر سوار ہوں گا، میرے بھائی صالح اس اونٹنی پر سوار ہوں گے جس کی کوئی ٹخیں کاٹ دی گئی تھیں، میرے چچا حمزہ غصباء پر سوار ہوں گے اور میرا بھائی علیؑ جنت کی اونٹنی پر سوار ہوگا اور اس کے ہاتھ میں لوائے حمد ہوگا اور یہ اعلان کر رہا ہوگا: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ آدمی نہیں گے کہ یہ کوئی مقرب فرشتہ ہے یا نبی مرسل ہے یا عرش کا اٹھانے والا فرشتہ ہے۔ چنانچہ فرشتے سے بچنے ایک فرشتہ انھیں جواب دے گا: اے آدمیوں کی جماعت یہ مقرب فرشتہ نہیں ہے نہ نبی مرسل ہے اور نہ ہی حامل عرش ہے بلکہ یہ صدیق اکبر علی بن ابی طالب ہیں۔

۳۶۴۸۵۔ عن زيد بن أرقم قال: نشد علي الناس من سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يوم غدیر خم: أستم تعلمون أني أولى بالمؤمنين من أنفسهم! قالوا: بلى، قال: فمن كنت مولاه فعلي مولاه! اللهم وال من والاه و عاد من عاداه، فقام اثنا عشر رجلاً فشهدوا بذلك.

زيد ابن ارقم سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے لوگوں کو واسطہ دے کر پوچھا کہ کس نے غدیر خم میں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: تمہیں معلوم نہیں کہ میں مؤمنین پر ان کی جانوں سے زیادہ حق رکھتا ہوں: صحابہ نے جواباً عرض کیا: جی ہاں بے شک! پھر آپ

نے فرمایا: تمہیں معلوم نہیں کہ میں مومنین پر ان کی جانوں سے زیادہ حق رکھتا ہوں: صحابہؓ نے جواباً عرض کیا: جی ہاں بے شک! پھر آپؐ نے فرمایا: تمہیں معلوم نہیں کہ میں مومنین پر ان کی جانوں سے زیادہ حق رکھتا ہوں: صحابہؓ نے جواباً عرض کیا: جی ہاں بے شک!۔ پھر آپؐ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: یا اللہ! میں جس کا مولا ہوں یہ علیؓ اس کا مولا ہے۔ یا اللہ! جو علیؓ کو دوست رکھتا ہو تو بھی اس کو دوست رکھ اور جو علیؓ سے دشمنی رکھتا ہو تو اس کا دشمن ہو جا۔ چنانچہ بارہ آدمی کھڑے ہوئے اور انہوں نے گواہی دی۔

۳۶۴۹۹۔ عن سليمان بن عبد الله عن معاذ العدوية قالت: سمعت علياً وهو يخطب على منبر البصرة يقول: أنا للصدیق الأكبر! آمنت قبل أن يؤمن أبو بكر، وأسلمت قبل أن يسلم.

۳۶۴۹۹۔ روایت ہے کہ میں نے حضرت علیؓ کو سنا آپ بصرہ کے منبر خطاب فرما رہے تھے میں صدیق اکبر ہوں میں نے ابو بکر سے پہلے ایمان لایا اور ان کے اسلام لانے سے قبل اسلام لایا۔

۳۶۵۰۱۔ عن علي قال: نزلت الآية على رسول الله صلى الله عليه وسلم في نعته (إنما وليكم الله ورسوله). (إلى آخر الآية خرج النبي صلى الله عليه وسلم فدخل المسجد وجاء الناس يصلون بين راعع وساجد وقائم يصلي، فإذا سائل، فقال: يا سائل! هل أعطاك أحد شيئاً؟ قال: لا إلا ذاك الراعع - لعلني بن أبي طالب - أعطاني خاتمه

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ ”انما وليكم الله ورسوله“ نازل

ہوئی تو نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور لوگ بھی جمع تھے بعض نماز پڑھ رہے تھے اور رکوع یا سجدے میں کوئی قیام میں اچانک ایک سائل پر نظر پڑی آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: تمہیں کسی نے کچھ عطا کی ہے اس نے کہا: نہیں مگر اس رکوع کرنے والے نے یعنی علی ابن ابی طالب نے یہ انگوٹھی دی ہے۔

۳۶۵۰۲۔ عن أبي المعتمر مسلم بن أوس وجارية بن قدامة السعدي أنهما حضرا علي بن أبي طالب يخطب وهو يقول: سلوني قبل أن تفقدوني! فإني لا أسأل عن شيء دون العرش إلا أخبرت عنه.

ابو معتمر نے وہ مسلم بن اوس اور جاریہ بن قدامتہ السعدی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت علیؓ کی خدمت میں تھے تو آپؐ خطبہ دے رہے تھے اور فرمایا: پوچھو! مجھ سے جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو قبل اس کے مجھے نہ پاؤ۔ اس لئے کہ زیر عرش مجھ سے جس چیز کے متعلق سوال کیا جائے گا میں اس کا جواب ضرور دوں گا۔

۳۶۵۰۸۔ أيضا عن عبد الله القشيري قال: حدثني أنس بن مالك قال: كنت أحجب النبي صلى الله عليه وسلم فسمعتة يقول: اللهم! أطمعنا من طعام الجنة، فأتي بلحم طير مشوي فوضع بين يديه فقال: اللهم ائتنا بمن تحبه ويحبك ويحب نبيك! قال أنس: فخرجت فإذا علي بالباب! فاستأذني فلم آذن له، ثم عدت فسمعت من النبي صلى الله عليه وسلم مثل ذلك، فخرجت فإذا علي بالباب! فاستأذني فلم آذن له، ثم عدت فسمعت من النبي صلى الله عليه وسلم مثل ذلك أحسب أنه قال: ثلاثاً، فدخل بغير إذني فقال

النبي صلى الله عليه وسلم: ما الذي أبطأ بك يا علي؟ قال: يا رسول الله! جئت لأدخل فحجبتني أنس، قال: يا أنس! لم حجبتك؟ قال: يا رسول الله! لما سمعت الدعوة أحببت أن يجيء رجل من قومي فتكون له، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: لا يضر الرجل محبة قومه ما لم يبغض سواهم.

عبداللہ قشیری انس بن مالک سے روایت ہے کہ میں ایک دن نبی کریم کے پاس درباری کر رہا تھا تو میں سنا آپ ﷺ یہ فرما رہے تھے یا اللہ! ہمیں جنت کے کھانوں میں سے کھلا۔ چنانچہ آپ کی خدمت میں کوئی بھونے ہوئے پرندہ کا گوشت لایا اور آپ کے سامنے رکھ دیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: یا اللہ! میرے پاس ایسے شخص کو بھیج جس سے تو محبت کرتا ہو اور وہ تجھ سے اور تیرے نبی سے محبت کرتا ہو۔ انس کہتے ہیں کہ میں دروازے سے باہر نکلا تو دیکھتا ہوں کہ حضرت علیؓ کھڑے ہوئے ہیں در پر اور اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کر رہے ہیں۔ میں انہیں اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں دی وہ واپس لوٹ گئے میں اندر واپس آیا تو سنا نبی کریم ﷺ وہی ارشاد فرما رہے: یا اللہ! میرے پاس ایسے شخص کو بھیج جس سے تو محبت کرتا ہو اور وہ تجھ سے اور تیرے نبی سے محبت کرتا ہو۔ عبداللہ قشیری کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے انس سے ایسا تین بار ہوا، پہلا کہ رسول اللہ ﷺ کا دعا کرنا اور حضرت علیؓ کا آنا تیسری بار اجازت کے انتظار سے قبل حضرت علیؓ اندر داخل ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا: یا علی! تم نے تاخیر کیوں کر دی؟ حضرت علیؓ نے فرمایا: یا رسول اللہ میں داخل ہونا چاہتا تھا لیکن انس نے مجھے روک دیتا تھا۔ آپ ﷺ نے انس پوچھا: اے انس روکنے کیا سبب تھا؟ تو انس نے

جواب دیا: رسول اللہ! میں جب آپ کی دعا سنی تو میں نے چاہا کہ میری قوم کا کوئی شخص آجائے اور یہ دعا اس کے حق میں ہو جائے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آدمی کو اس کی محبت ضرر نہیں پہنچاتی جب تک وہ ان کے علاوہ کسی اور سے بغض نہ رکھتا ہو۔

۳۶۵۱۶۔ عن علي قال: انطلقت أنا والنبي صلى الله عليه وسلم حتى أتينا الكعبة فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: اجلس - وصعد علي منكبتي، فذهبت لأنهض به فرأى مني ضعفا فنزل وجلس لي نبي الله صلى الله عليه وسلم وقال: اصعد علي منكبتي، فصعدت علي منكبتي، فنهض بي فإنه يخيل إلي أنني لو شئت لنتل أفق السماء حتى صعدت علي البيت وعليه تمثال صفر أو نحاس فجعلت أزاوله عن يمينه وعن شماله وبين يديه ومن خلفه، ورسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: هيه هيه! وأنا أعالجه حتى استمكنت منه، قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: اقذف به، فقلدت به فتكسر كما تتكسر القوارير، ثم نزلت فانطلقت أنا ورسول الله صلى الله عليه وسلم نستبق حتى تواريخنا بالبيوت خشية أن يلقانا أحد من الناس فلم يرفع عليها بعد.

حضرت علیؓ کی روایت ہے کہ جب ہم خانہ کعبہ کے قریب پہنچے تو آپ نے مجھ سے فرمایا بیٹھ جاؤ جب میں بیٹھ گیا آپ میرے کاندھوں پر سوار ہوئے پھر میں آپ کو لے کر اٹھنے لگا مگر میں اٹھ نہ سکا۔ آپ یہ دیکھ کر اتر آئے اور پھر آپ ﷺ مجھے لے کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ: مجھے ایسے لگا اگر میں چاہوں تو آسمان کی بلند یوں کو چھو لوں۔ پھر خانہ کعبہ پر چڑھ گیا اور چھت پر تانے یا پتیل کا بت تھا میں نے

اس بت کو دائیں بائیں کر کے توڑا اور اس کو نیچے پھینک دیا اس طرح وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا جیسے شیشہ، پھر میں اوپر سے نیچے آتا آیا۔ مندر احمد بن حنبل جلد ۸۴

۳۷۵۱۰۔ عن أبي الأسود قال: دخل معاوية على عائشة فقالت: ما حملك على قتل أهل عذراء حجر وأصحابه؟ فقال: يا أم المؤمنين! إنني رأيت قتلهم صلاحاً للأمة وبقائهم فساداً للأمة، فقالت: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: سيقتل بعذراء ناس يغضب الله لهم وأهل السماء. ابو اسود کہتے ہیں کہ معاویہ ایک دفعہ حضرت عائشہ کے پاس آئے تو عائشہ نے معاویہ سے پوچھا: تم نے اہل عذراء حجر اور ان کے ساتھیوں کو کیوں قتل کیا؟ معاویہ نے جواب دیا: اے ام المؤمنین! میں نے امت کی بہتری کے لئے قتل کیا، چونکہ ان کے زندہ رہنے سے امت میں فساد پھیلنے کا خدشہ تھا۔ عائشہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ عنقریب عذراء میں لوگوں کو قتل کیا جائے گا جس کی وجہ سے اللہ اور اہل آسمان غضبناک ہوں گے۔

۳۷۶۲۳۔ أيضاً عن يزيد بن حبان عن زيد بن أرقم قال: قام فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم خطيباً بماء يدعى خمابين مكة والمدينة فحمد الله وأثنى عليه ووعظ وذكّر ثم قال: أما بعد أيها الناس! إنني أنتظر أن يأتيني رسول ربي فأجيب، وأنا تارك فيكم الثقلين: أحدهما كتاب الله، فيه الهدى والصدق، فاستمسكوا بكتاب الله وخذوا به - فرغب في كتاب الله وحث عليه، ثم قال: وأهل بيتي أذكر كم الله في أهل بيتي - ثلاث مرات. فقيل لزيد: ومن أهل بيته؟

الیس نساؤہ من اهل بيته؟ فقال زيد: إن نساؤه من أهل بيته ولكن أهل بيته من حرم الصدقة بعده، قيل: ومن هم؟ قال: هم آل العباس وآل علي وآل جعفر وآل عقيل، قيل: أكل هؤلاء يحرم الصدقة قال: نعم.

زيد بن حبان، زيد بن ارقمؓ سے روایت کرتے ہیں کہ: ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ہمیں خطاب کرنے کے لئے کھڑے ہوئے، اس وقت آپؐ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ ہنم نامی چشمہ پر تھے۔ آپؐ نے حمد و ثنا کے بعد وعظ و نصیحت کی اور پھر فرمایا: اما بعد! اے لوگو! میں انتظار کر رہا ہوں کہ میرے پاس میرے رب کا قاصد آئے اور میں اس بات کو قبول کروں میں تمہارے درمیان دو چیزیں بھاری چھوڑ رہا ہوں ایک کتاب اللہ ہے اس میں ہدایت اور سچائی ہے کتاب اللہ کو مضبوطی سے پکڑے رہو، پھر آپؐ نے ہمیں کتاب اللہ کی ترغیب دی اور اس کو ابھارا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: دوسرے میرے اہل بیت ہیں، میں تمہیں اپنے اہل بیت کے متعلق یاد دہانی کراتا ہوں اسی کلمے کو آپؐ نے تین بار فرمایا۔ چنانچہ زيد بن ارقمؓ سے پوچھا گیا: آپؐ کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپؐ کی بیویاں اہل بیت نہیں ہے۔ زيد بن ارقمؓ نے جواب دیا: آپؐ کی ازواج اہل بیت تو ہیں لیکن اہل بیت وہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔ پوچھا: وہ کون؟ جواب دیا وہ آل عباس، آل علی، آل جعفر اور آل عقیل ہیں۔ پوچھا گیا: کیا ان پر صدقہ حرام ہے؟ جواب دیا: ہاں۔

۳۷۶۳۴۔ مسند علي عن الشبلي قال: سمعت محمد بن علي الدامغاني قال: سمعت علي بن حمزة الصوفي يحدث عن أبيه قال: سمعت موسى بن جعفر يقول: حدثنا أبي سمعت أبي يحدث عن أبيه عن علي بن أبي

طالب قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا علي! إن الإسلام عريان لباسه التقوى، ورياشه الهدى، وزينته الحياء وعماده الورع، وملاكه العمل الصالح، وأساس الإسلام حبي وحب أهل بيتي.

مسند علی سے شبلی کی روایت ہے کہ حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اے علیؑ! اسلام برہنہ ہے اور اس کا لباس تقویٰ ہے، اس کے بال و پد ہدایت ہے اور اس کی زینت حیا ہے اس کا ستون ورع ہے، اس کی جو عمل صالح اور میری اور میرے اہل بیت کی محبت اسلام کی بنیاد ہے۔

۶۳۵-۳- أن النبي ﷺ كان يمر بيت فاطمة عليها السلام ستة أشهر إذا خرج

إلى الفجر. يقول: الصلوة يا أهل بيت! إنما يعد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيراً.

اس روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ چھ مہینے تک نماز فجر کے لئے حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کے گھر کے پاس سے گزرتے وقت آپؐ یہ فرماتے تھے: اے اہل بیت تمہارے اوپر رحمت نازل ہو۔ اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ نے تم سے ہر گندگی کو دور رکھا ہے اور تمہیں پاک رکھا ہے۔

۶۹-۳- مسند الصديق- عن أم جعفر أن فاطمة بنت رسول الله صلى

الله عليه وسلم قالت: يا أسماء! إنني قد استقبحت ما يصنع بالنساء، إنه يطرح على المرأة الثوب فيصفها، فقالت أسماء: يا بنت رسول الله! ألا أرى كيف شينا رأيت به أراض الحبشة، فدعت بجراند رطبة فحنتها ثم طرحت عليها ثوباً،

فقالت فاطمة: ما أحسن هذا وأجمله! يعرف به الرجل من المرأة، فإذا أنا مت فاغسليني أنت وعلي ولا يدخل علي أحد، فلما توفيت جاءت عائشة تدخل فقالت أسماء: لا تدخل علي، فشكت إلى أبي بكر فقالت: إن هذه الخثعمية تحول بيني وبين ابنة رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد جعلت لها مثل هودج العروس، فجاء أبو بكر فوقف على الباب وقال: يا أسماء! ما حملك على أن منعت أزواج النبي صلى الله عليه وسلم يدخلن علي ابنة رسول الله صلى الله عليه وسلم وجعلت لها مثل هودج العروس؟ فقالت: أمرتني أن لا يدخل عليا أحد ورأيتها هذا الذي صنعت وهي حية فأمرتني أن أصنع ذلك لها، فقال أبو بكر: فاصنعي ما أمرتك، ثم غسلها علي وأسماء.

مسند صدیق سے ام جعفر کی روایت ہے کہ حضرت فاطمہ بنت رسول ﷺ نے فرمایا: اے اسماء (جو حضرت جعفر طیار کی بیوہ اور اس وقت زوجہ ابو بکر تھیں) عورتوں کے میت کے ساتھ جو کیا جاتا ہے وہ مجھ کو برا لگتا ہے۔ چنانچہ مردے پر صرف ایک کپڑا ڈال دیا جاتا ہے جو عورت کے اعضا کو ظاہر کر دیتا ہے، اسماء بنت عمیس نے کہا: اے بنت رسول ﷺ! کیا میں ایسی چیز نہ بتاؤں جو سرزمین حبشہ میں میں نے دیکھا ہے۔ چنانچہ اسماء نے چند ٹہنیوں کو منگوا کر اور انہیں ٹیڑھا کر کے اس پر کپڑا ڈال دیا۔ حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) نے فرمایا: کتنا خوبصورت ہے۔ اس میں مردہ رکھنے سے مرد اور عورت کی تمیز نہیں ہوگی۔ لہذا جب میں مر جاؤں تو مجھے تم اور علیؑ غسل دینا اور میرے پاس کوئی نہ آئے، چنانچہ جب حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) نے وفات پائی تو

عائشہ نے اندر آنا چاہا۔ اسماءؓ جو اس وقت زوجہ ابو بکر تھیں اندر آنے سے روکا۔ عائشہ نے ابو بکر سے شکایت کی کہ یہ میرے اور رسولؐ کی بیٹی کے درمیان حائل ہو گئی ہے اور اس نے فاطمہؓ کے لئے ذہن کی ہودج (ڈولی) بنا رکھی ہے۔ ابو بکر آئے اور دروازے ہی پر کھڑے رہے اور پوچھا: اے اسماءؓ! رسولؐ کی زوجہ کو رسولؐ کی بیٹی کے پاس اندر آنے کیوں روک رکھا ہے۔ اور تم نے فاطمہؓ کے لئے ذہن جیسی ہودج کیوں بنائی؟ حضرت اسماءؓ نے جواب دیا: مجھے حکم دیا گیا کہ کوئی ان کے پاس نہ آئے اور ہودج میں نے ان کی حیات میں بنائی تھی اور ایسا بنانے کا انہوں نے حکم دیا تھا۔ یہ سن کر ابو بکر نے کہا جیسا تم سے کہا گیا ویسا بجا لاؤ۔ پھر حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کو حضرت علیؓ اور اسماء نے غسل دیا۔

۳۷۸۱۹۔ عن أبي جعفر أن عمر بن الخطاب منع أزواج النبي صلى الله عليه وسلم الحج والعمرة. ابن سعد أبو جعفر سے روایت ہے کہ عمر ابن خطاب نے ازواج رسول ﷺ کو حج و عمرہ کرنے سے منع فرما دیا تھا۔

۴۴۲۹۔ قال: بينا أنا عند علي بن أبي طالب رضي الله عنه في الرحبة إذ أتاه رجل فسأله عن هذه الآية {أفمن كان على بينة من ربه ويتلوه شاهد منه} فقال: ما من رجل من قريش جرت عليه المواسي إلا قد نزلت فيه طائفة من القرآن، والله والله لأن يكونوا يعلموا ما سبق لنا أهل البيت على لسان النبي الأمي صلى الله عليه وسلم أحب إلي من أن يكون لي ملاء هذه الرحبة ذهباً وفضة، والله إن مثلنا في هذه الأمة كمثل سفينة نوح في قوم نوح، وإن مثلنا في هذه الأمة كمثل

باب حطة في بني إسرائيل. أبو سهل القطن في أماليه وابن مردويه) عباد بن عبد الله اسدی سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں میں حضرت علیؓ کی خدمت میں موجود تھا۔ آپؐ کشادہ گھانس پر تشریف فرما تھے۔ ایک شخص آیا اور اس نے اس آیت افسن کان علی بینة من ربه ويتلوه شاهد منه سورہ صود: ۱۷ ا بھلا جو اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل رکھتے ہیں اور اس کے ساتھ ایک گواہ بھی اس کی جانب سے ہوگا۔ کا کیا مطلب ہے؟ آپؐ نے فرمایا: قریش کے ہر بالغ شخص کے بارے میں کچھ نہ کچھ قرآن میں نازل ہوا ہے۔ واللہ! واللہ! اگر لوگ یہ جان لیں کہ ہم اہل بیت کے لئے اللہ نے زبان رسول ﷺ سے کیا کیا (فضیلتیں) گنوائی ہیں تو یہ مجھے اس سے زیادہ کہیں پسند ہے کہ پوری جگہ سونے چاندی سے بھر کر مل جائے۔ واللہ! اس امت میں ہماری مثال ایسی ہے جیسے کشتی نوح یا ہماری مثال اس امت میں ایسی ہے جیسے بنی اسرائیل میں باب حطہ۔

۳۷۶۰۰۔ عن عائشة قالت: واختلفوا في ميراثه فما وجدوا عند أحد من ذلك علماء، فقال أبو بكر، سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إنا معشر الانبياء لا نورث، ماتر كنا صدقة.

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ کی میراث کے بارے میں اختلاف ہو کسی کو اس حدیث کے بارے میں علم نہ تھا کہ ابو بکر نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہم انبیاء کی جماعت کی کوئی میراث نہیں ہوتی جو کچھ مال چھوڑے ہوئے جاتے ہیں وہ صدقہ ہے۔ اس حدیث کو حضرت ابو بکر کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا۔ جامع ترمذی اردو جلد دوم ص ۵۸۲؛ طبقات ابن سعد حصہ دوم ص

۳۳۷: عربی کنز العمال جلد ۱۲ ص ۴۸۸؛ تاریخ مدینہ دمشق ابن عساکر جلد ۳۰ ص ۳۱۱۔ سیرہ حلبیہ ج ۵ ص ۵۳۱

۳۵۶۹۹۔ عن الضحاک قال، رأى أبو بكر الصديق طيرا واقفا على شجرة فقال: طوبى لك يا طير! والله لو ددت أني كنت مثلك تقع على الشجر وتأكل من الثمر ثم تطير وليس عليك حساب ولا عذاب، والله! لو ددت أني كنت شجرة في جانب الطريق مر علي جمل فأخذني فأدخلني فاه فلا كني ثم ازدردني ثم أخرجني بعد ولم أكن بشرا.

ضحاک سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر نے ایک پرندہ دیکھا کہ وہ ایک درخت پر بیٹھا ہے کہا: تجھے مبارک ہوا ہے پرندے! واللہ کاش کے میں بھی تیری طرح ہوتا درخت پر بیٹھتا ہے پھل کھاتا ہے پھر اڑ جاتا ہے تجھ پر نہ حساب ہے نہ عذاب کاش کہ میں ایک درخت ہوتا راستہ کے کنارے پر اور گزرتا ہوا اونٹ مجھے اپنے منہ میں داخل کرتا خوب چباتا پھر مجھے ہضم کر لیتا پھر میں مینگنی بن نکل جاتا مگر انسان نہ ہوتا۔

(ماشاء اللہ پھر وہ حدیث عشر مبشرہ کیا ہوئی، صحابی ہونے کا ان کے ہاں کوئی شرف ہی نہیں)

۱۴۰۹۷۔ عن عمر بن الخطاب قال: لما كان اليوم الذي توفي فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم بويح لأبي بكر في ذلك اليوم، فلما كان من الغد جاءت فاطمة إلى أبي بكر معها علي فقالت: ميراثي من رسول الله صلى الله عليه وسلم أبي، قال: أمن الرثة (الرثة: تقول: ورثت أبي، وورثت الشيء من

أبي أرثه بالكسر فيهما ورثا ووراثه وإرثا، الألف منقلبة من الواو، وورثة الهاء عوض من الواو: الصحاح للجوهري.) ۲۹۵/۱ (ب).

العقد: بالكسر: القلادة. الصحاح للجوهري (۵۰۷/۱) (ب) أو من العقد؟ قالت: فدك وخيبر وصدقاته بالمدينة أرثها كما ترثك بناتك إذا مت، فقال أبو بكر: أبوك والله خير مني وأنت خير من بناتي، وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا نورث ما تركناه صدقة يعني هذه الأموال القائمة فتعلمين أن أباك اعطاكها؛ فوالله لئن قلت: نعم لأقبلن قولك، ولأصدقنك، قالت: جاتني أم أيمن فأخبرتني أنه أعطاني فدك قال عمر: فسمعتة يقول: هي لك فإذا قلت قد سمعتة فهي لك، فإنا أصدقك فأقبل قولك، قالت: قد أخبرتك بما عندي (ابن سعد) ورجاله ثقات سوى الواقدي (آخره ابن سعد في الطبقات الكبرى) 316/2 (ص).

۱۴۰۹۷۔ حضرت عمر سے مروی ہے کہ جس دن رسول اللہ ﷺ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی اور ابو بکر کی بیعت ہو گئی۔ تو حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) حضرت علیؑ کے ساتھ ابو بکر کے پاس آئیں اور فرمایا کہ میرے باپ کی میراث مجھے دیں۔ ابو بکر نے پوچھا میراث میں کیا دینا ہے؟۔ حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) نے فرمایا: فدک، خیبر اور مدینے کے اموال میں، میں ان کی وارث ہوں۔ جس طرح تمہارے مرنے کے بعد تمہاری اولاد وارث بنیں گی۔ ابو بکر یہ سن کر بولے: واللہ آپ کا باپ ﷺ مجھ سے بہتر تھا اور آپ میری بیٹیوں سے بہتر ہیں مگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ: ہم کسی کو

اپنا وارث نہیں بناتے ہیں جو چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ اگر آپ کو علم ہے کہ یہ مال آپ کے باپ نے دیا ہے تو ہاں کرو۔ ہم تمہاری بات قبول کریں گے۔ اور تم کو یہ اموال دے دیں گے۔ حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) نے فرمایا: یہ میرے پاس ام ایمن (یہ حضور و ورثہ میں آپ کے والد سے ملی تھیں) ہیں۔ ام ایمن نے کہا فدک رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کو دیدیا تھا۔ حضرت عمر جو اس وقت موجود تھے گواہی دی کہ: ہاں رسول اللہ ﷺ کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ فدک تمہارے (حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) لئے ہے۔ اے ابو بکر تم نے بھی سنا ہے اور میں تمہاری (حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کی بات قبول کرتا ہوں۔ حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) نے فرمایا مجھ کو جتنا معلوم تھا میں نے بتلادیا۔

۱۴۱۳۸۔ عن أسلم أنه حين بويع لأبي بكر بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم كان علي والزبير يدخلون على فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم ويشاورونها ويرجعون في أمرهم؛ فلما بلغ ذلك عمر بن الخطاب خرج حتى دخل على فاطمة، فقال: يا بنت رسول الله ما من الخلق أحد أحب إلي من أبيك، وما من أحد أحب إلينا بعد أبيك منك، وإيم الله ما ذاك بما نعي إن اجتمع هؤلاء النفر عندك أن أمر بهم أن يحرق عليهم الباب، فلما خرج عليهم عمر جاؤا وها قالت: تعلمون أن عمر قد جائني وقد حلف بالله لئن عدتم ليحرقن عليكم الباب۔

اسلم سے روایت ہے کہ بعد وفات رسول اللہ ﷺ واکم وسلم جب ابو بکر کی بیعت کی

گئی زبیر، حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کے گھر مشورہ کرنے آتے اور اس وقت عمر ابن خطاب آئے اور حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کو مخاطب ہو کر کہا: اے بنت رسول! مجھے مخلوق میں آپ کے باپ سے زیادہ کوئی محبوب نہیں اور آپ کے باپ کے بعد آپ سے زیادہ کوئی محبوب نہیں۔ مگر واللہ! یہ لوگ جو آپ کے پاس آتے ہیں یہ باز آجائیں ورنہ یہ دروازہ جلادول گا۔

۸۸۹۰۔ عن أسلم أن عمر بن الخطاب اطلع على أبي بكر وهو يمد لسانه، قال: ما تصنع يا خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قال: إن هذا الذي أوردني الموارد

اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے دیکھا کہ حضرت ابو بکر اپنی زبان کو پکڑ کر کھینچ رہے ہیں۔ حضرت عمر نے پوچھا اے خلیفہ! یہ کیا ہو رہا ہے۔ اسی نے مجھے خطرناک جگہ پہنچا دیا ہے۔

۲۷۱۸۹۔ عن عمر قال: رأني رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنا أبول قائما فقال: يا عمر لا تبلى قائما

۲۷۱۸۹۔ حضرت عمر کہتے ہیں کہ: مجھے رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھا تو فرمایا: اے عمر کھڑے ہو کر پیشاب مت کرو۔

۲۴۳۹۰۔ عن حميد بن عبد الرحمن بن عوف أن عمر وعثمان كانا يصليان المغرب في رمضان حين ينظران إلى الليل قبل أن يفطروا ثم يفطران بعد الصلاة وذلك في رمضان.

۲۴۳۹۰- حمید بن عبد الرحمن بن عوف روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر اور حضرت عثمان اس وقت نماز پڑھتے تھے جب افطاری سے قبل رات کی تاریکی دیکھ لیتے تھے پھر نماز کے بعد افطار کرتے تھے۔

۴۵۷۱۲- عن سعید بن المسیب قال: استمتع ابن حریث وابن فلان، كلاهما ولد له من المتعة زمان أبي بكر وعمر.

۴۵۷۱۲- سعید بن مسیب کی روایت ہے کہ ابن حریث اور ابن فلان نے متعہ کیا ہے۔ حضرت ابو بکر اور عمر کے زمانے میں دونوں کی متعہ سے اولاد بھی ہوئی۔

۴۵۷۱۵- عن عمر قال: متعتان كانا على عهد رسول الله ﷺ انهي عنهما و اعاقب عليهما: متعة النساء، و متعة الحج. (أبو صالح كاتب الليث في نسخته، والطحاوي)

حضرت عمر نے فرمایا: رسول کریم ﷺ کے زمانے میں متعہ کی دو قسمیں جائز تھیں۔ میں ان سے منع کرتا ہوں۔ اور ان پر سزا بھی دل گا۔ ایک عورتوں کا متعہ اور دوسرا متعہ حج۔

۴۵۷۱۸- عن سعید بن المسیب أن عمر نهى عن متعة النساء وعن متعة الحاج. (مسدد).

سعید بن مسیب کی روایت ہے کہ حضرت عمر نے متعہ نساء اور متعہ حج سے منع کیا۔

۴۵۷۱۹- عن جابر: كانوا يتمتعون من النساء حتى نهاهم عمر ابن الخطاب. (ابن جرير).

حضرت جابر کی روایت ہے: ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں متعہ نساء اور متعہ حج

کرتے تھے حضرت عمر نے منع کیا۔

۴۵۷۲۰- عن جابر قال: تمتعنا متعة الحج و متعة النساء على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم، فلما كان عمر نهانا فانتهينا. (ابن جرير).

حضرت جابر کی روایت ہے: ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں متعہ نساء اور متعہ حج کرتے تھے حضرت عمر نے منع کیا ہم باز آ گئے۔

۴۵۷۲۲- عن أبي قلابة أن عمر قال: متعتان كانتا على عهد رسول الله ﷺ أنا أنهي عنهما وأضرب فيهما. (ابن جرير، ك).

ابو قلابہ کی روایت ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا: متعہ کی دو قسمیں رسول کریم ﷺ کے زمانے میں تھیں میں ان سے منع کرتا ہوں۔ (ابن جریر).

۴۵۷۳۰- عن جابر أنه سئل عن متعة النساء فقال: استمتعنا على عهد رسول الله ﷺ وأبي بكر وعمر، ثم نهى عنها عمر. (عب).

حضرت جابر سے روایت ہے کہ متعہ کیا ہم عہد رسول ﷺ میں اور عہد ابو بکر میں مگر حضرت عمر نے منع کر دیا۔

۴۵۷۳۱- أبيضاعن حسن بن محمد بن علي عن جابر بن عبد الله وسلمة بن الأكوع قالوا: كنا في غزوة فجائنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: استمتعوا. (عب).

حضرت جابر اور سلمہ بن اکوع بیان کرتے ہیں کہ: ایک غزوہ میں ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا متعہ کرو۔

۳۵۷۳۲۔ عن جابر قال: كنا نستمتع بالقبضة من التمر والدقيق على عهد النبي صلى الله عليه وسلم وأبي بكر حتى نهى عمر الناس، وكنا نعتد من المستمتع منهم بحیضة.

۳۵۷۳۲ حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ ہم رسول کریم ﷺ اور ابو بکر کے عہد میں مٹھی بھر کھجور اور آٹے پر متعہ کر لیتے تھے حتیٰ کہ حضرت عمر نے ہمیں اس سے منع کر دیا چنانچہ ہم متعہ کرنے والی عورت کی عدد کا شمار ایک حیض سے کرتے تھے۔

۳۵۸۹۹۔ عن أنس بن مالك قال: رأيت عمر بن الخطاب وهو يومئذ أمير المؤمنين يطرح له صاع من تمر فياًكلها حتى يأكل حشفها.

انس بن مالک سے روایت ہے کہ میں نے زمانہ خلافت میں عمر ابن خطاب کو دیکھا ان کے سامنے ایک صاع (یعنی تین کیلو یا چھ پاؤنڈ) کھجور رکھی جاتی اور تمام کھا لیتے تھے حتیٰ کہ اس کے گٹھلیاں بھی کھا جاتے تھے۔

۳۵۹۲۸۔ عاصم بن عبد الله بن عاصم سے روایت ہے کہ حضرت عمر کھانے کے بعد اپنی جوتی پر ہاتھ صاف کر لیتے اور فرماتے آل عمر کار و مال ان کی جوتیاں ہیں۔

سابع بن یزید کہتے ہیں کہ: بسا اوقات میں نے عمر بن خطاب کے پاس رات کا کھانا کھایا اور روٹی اور گوشت کھاتے پھر اپنا ہاتھ پاؤں پر صاف کر لیتے اور فرماتے یہ عمر اور آل عمر کار و مال ہے۔

۳۶۳۵۹۔ عن فاطمة الزهراء عن أم سلمة قالت: والذي أحلف به! إن كان علي لأقرب الناس عهداً برسول الله صلى الله عليه وسلم، قالت عدنا

رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم قبض في بيت عائشة فجعل رسول الله صلى الله عليه وسلم غداة بعد غداة يقول: جاء علي؟ مراراً، قالت وأظنه كان بعثه في حاجة فجاء بعد، فظننا أنه له إليه حاجة فخر جنا من البيت فقعدنا بالباب فكنت من أذناهم من الباب فأكب عليه علي، فجعل يساره ويناجيه، ثم قبض من يومه ذلك فكان أقرب الناس به عهداً.

حضرت ام المؤمنین ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ساتھ میں حلف کرتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات سے قبل تمام لوگوں میں سب سے زیادہ قریب ترین علیؓ تھے آپ سے سب سے آخری ملاقات کرنے والے صرف علیؓ تھے۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کی عیادت کے لئے گئے تو آپ کو یہ فرماتے سنا: کیا علیؓ آگئے؟ کیا علیؓ آگئے؟ کبھی مرتبہ تو حضرت فاطمہؓ نے فرمایا: وہ آپ کے کسی کام سے گئے ہوتے ہیں۔ پھر ذرا دیر بعد جب علیؓ آگئے۔ ام سلمہؓ نے کہا کہ میں نے یہ گمان کیا کہ آپ کو علیؓ سے کوئی خاص کام ہے تو ہم سب باہر آگئے اور دروازہ کے پاس بیٹھ گئے اور میں بہ نسبت دوسروں کے دروازہ سے زیادہ قریب تھی تو میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ علیؓ کی طرف جھکے ہوئے سرگوشی کر رہے تھے اور ان سے کچھ بات کر رہے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو گیا۔ چنانچہ آپ سے سب سے آخری ملاقات کرنے والے صرف علیؓ تھے۔ (مند احمد ج ۶ ص ۳۰۰ سلسلہ ۲۶۳۱۰ (اردو) سلسلہ ۲۷۱۰۰؛ مستدرک الحاکم ج ۳ ص ۱۳۹؛ المصنف ج ۷ ص ۴۹۳؛ منذابی بیعلی ج ۱۲ ص ۳۶۴؛ کنز العمال ج ۱۳ ص ۱۴۶ سلسلہ۔)

۳۵۶۲۳۔ أيضاً بينا رسول الله ﷺ أخذ بيدي ونحن نمشي في بعض

سکک المدينة فمررنا بحديقة فقلت: يا رسول الله! ما أحسنها من حديقة! قال: لك في الجنة أحسن منها، ثم مررت بأخرى فقلت: يا رسول الله! ما أحسنها من حديقة! قال: لك في الجنة أحسن منها حتى مررنا بالسبع حدائق كل ذلك أقول: ما أحسنها، ويقول: لك في الجنة أحسن منها، فلما خلى له الطريق اعتنقني ثم أجھش (أجھش: الجھش: أن يفزع الإنسان إلى الإنسان ويلجأ إليه، وهو مع ذلك يريد البكاء كما يفزع الصبي إلى أمه وأبيه. يقال: جھشت وأجھشت. أه 322/1 النهاية. ب) باکیا: قلت: يا رسول الله! ما ییکیک، قال: ضغائن في صدور أقوام لا يدونها لك إلا من بعدي، قلت: يا رسول الله! في سلامة من ديني؟ قال: في سلامة من دينك.

۳۶۵۲۳۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ واکھ وسلم میرا ہاتھ پکڑے مدینے کی گلیوں میں جا رہے تھے اتنے میں ہم ایک باغ کے قریب پہنچے میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ کتنا خوبصورت باغ ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: جنت میں تمہارے لئے اس سے زیادہ خوبصورت باغ ہیں۔ اس طرح ہم سات باغوں سے گزرے ہر بار آپ نے یہی فرمایا۔ جب ہم کھلے راست پر آئے تو آپ نے مجھے گلے لگایا اور درد مندانه رونے لگے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کیوں رورہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے متعلق لوگوں کے دلوں میں کینہ بھرا ہوا جو میرے بعد ظاہر ہوگا۔ میں عرض کیا: رسول اللہ! میں دین پر سلامت رہوں گا؟ فرمایا: یہ کینہ تمہارے دین پر سلامتی کی وجہ سے ہی ہے۔

۳۰۱۔ فقال العباس: فقلت: ويحك اشهد أن لا إله إلا الله وأن محمداً رسول الله قبل، والله أن تقتل قال: فتنشهد شهادة الحق فقال: أشهد أن لا إله إلا الله وأن محمداً عبده ورسوله.

فتح مکہ کے بعد جب حضرت عباسؓ عم رسولؐ بطور سفارش ابوسفیان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے اور ابوسفیان کلمہ پڑھنے میں حیلے بہانے کر رہا تھا۔ تو حضرت عباسؓ نے ابوسفیان سے کہا: تیرا ناس ہو! بخدا قتل ہونے سے قبل یہ اقرار کر جلد کلمہ پڑھ کہ کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا اور محمد اللہ کے رسول ہیں،۔ چنانچہ ابوسفیان نے فوراً کلمہ شہادت دہرایا۔

۳۰۱۹۵۔ قال أبو سفيان: يا أبا الفضل أصبح ابن أخيك عظيم

الملك، فقال له العباس: إنه ليس بملك ولكنها نبوة

ابوسفیان نے اسلام لانے کے بعد لشکر اسلام کو دیکھا تو کہا: اے ابوالفضل (حضرت عباسؓ عم رسولؐ)! تمہارا بھتیجا عظیم بادشاہ بن گیا ہے۔ حضرت عباسؓ نے فرمایا: کم بخت یہ بادشاہت نہیں یہ نبوت ہے۔

۹۱۵۱۔ مسند عمر رضي الله عنه عن عبدة قال جاء عيينة بن حصن

والأقرع بن حابس إلى أبي بكر فقالا: يا خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم إن عندنا أرضا سبخة ليس فيها كلاء ولا منفعة، فإذا رأيت أن تقطعناها؟ لعنا نحرثها ونزرعها فأقطعها إياهما، وكتب لهما عليه كتابا، وأشهد فيه عمر وليس في القوم، فانطلقا إلى عمر ليشهداه، فلما سمع عمر ما في الكتاب تناولا من أيديهما، ثم تفل فيه ومحا فتذمرا، وقالوا: مقالة سيئة، قال عمر: إن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یتألفکما والإسلام یومئذ ذلیل، وإن اللہ قد أعز الإسلام، فاذہبا فاجهدا جہد کما لا أری اللہ علیکما إن رعیتما، فأقبلا إلی أبي بکر وهما یتذمران، فقالا: واللہ ما ندري أنت الخلیفة أم عمر؟ فقال: بل هو، ولو شاء کان، فجاء عمر مغضبا حتی وقف علی أبي بکر، فقال: أخبرني عن هذه الأرض التي اقطعها هذین الرجلین، أرض هي لك خاصة أم هي بین المسلمین عامة؟ قال: بل هي بین المسلمین عامة، قال: فما حملک أن تخص هذین بهادون جماعة المسلمین؟ قال: استشرت هؤلاء الذین حولي، فأشاروا علي بذلك، قال: فإذا استشرت هؤلاء الذین حولک؟ أو کل المسلمین أوسعت مشورة ورضا؟ فقال أبو بکر: قد كنت قلت لك إنک اقوی علی هذا مني، ولكنک غلبتني. (شخ) فی تاریخہ ویعقوب بن سفیان (ق کر).

مسند عمر - عبیدہ سے روایت ہے کہ عیینہ بن حصن، اور اقرع بن حابس حضرت ابو بکر کے پاس آئے اور کہا: اے رسول کے خلیفہ! ہمارے قریب ایک زمین ہے جس میں نہ گھانس اُگتی ہے اور نہ کوئی فائدہ مند شے، آپ اگر چاہیں تو اسے ہمیں عطا کر دیں، ہم اس میں فصل لگائیں گے، چنانچہ حضرت ابو بکر نے وہ زمین انہیں بطور جائداد دے دی۔ اور اس کے متعلق ایک تحریر لکھ دی اور بطور گواہ حضرت عمر کا نام بھی لکھ دیا جبکہ وہ اس وقت موجود نہیں تھے۔ یہ دونوں حضرات، حضرت عمر کے پاس گواہی کی جگہ پر دستخط کروانے گئے۔ جب حضرت عمر نے دیکھا تو اس دستاویز کو لے لیا اور تھوک کر اسے مٹا دیا۔ یہ دیکھ کر یہ دونوں ناراض ہوئے اور کوئی بڑی بات بھی کہی۔ حضرت عمر نے کہا: رسول اللہ ﷺ اس

زمانے میں تم لوگوں کی دلجوئی کرتے تھے جبکہ اس وقت اسلام کمزور تھا اب جب کہ اسلام کو غلبہ عطا کیا ہے تم دونوں جاؤ اور محنت کرو اللہ تعالیٰ تم دونوں پر مہربانی نہ کرے۔ وہ دونوں حضرت ابو بکر کے پاس غصہ سے واپس آئے اور کہا: ہم کو یہ نہیں معلوم تھا کہ خلیفہ آپ ہیں یا عمر؟ حضرت ابو بکر نے کہا: نہیں بلکہ عمر ہی خلیفہ ہیں اور اگر وہ خلیفہ بننا چاہتا تو وہ بن جاتا۔ اتنے میں حضرت عمر غصہ سے بھرے ہوئے آگئے۔ اور حضرت ابو بکر کے سر پر آکھڑے ہوئے اور کہا: مجھے اس زمین کے بارے میں بتاؤ جو تم نے ان دونوں کو بطور جاگیر دے دی ہے۔ کیا یہ آپ کی زمین ہے یا تمام مسلمانوں کی۔ حضرت ابو بکر نے کہا: یہ مسلمانوں کی ہے۔ پھر حضرت عمر نے پوچھا: پھر تم کس بات بے مجبور کیا کہ مسلمانوں کی جماعت چھوڑ کر صرف ان دونوں کو مخصوص کیا؟ حضرت ابو بکر نے کہا: میں نے جو لوگ ارد گرد بیٹھے ہیں ان سے مشورہ لے کر کیا اور یہ سمجھا کہ ان کا مشورہ تمام مسلمانوں کے مشورہ کے برابر ہے (یعنی اجماع ہو گیا) پھر حضرت ابو بکر حضرت عمر سے کہا: میں نہیں کہتا تھا کہ خلافت کے معاملہ میں تم مجھ سے زیادہ طاقتور ہو۔ لیکن تم مجھ پر غالب ہو۔ (یہ روایت کئی کتابوں میں موجود ہے)۔ مصنف ابن ابی شیبہ؛ تاریخ بخاری؛ بیہقی۔ ابن عساکر۔

۹۱۵۰۔ مسند أبي بکر رضي الله عنه عن عروة قال: دخلت على معاوية، فقال لي: ما فعل المسلول؟ قلت: هو عندي، قال: أنا والله خططته بيدي اقطع أبو بکر الزبير، فکنت أکتبها، فجاء عمر فأخذ أبو بکر الكتاب فأدخله في ثني الفراش، فدخل عمر فقال: كأنکم علی حاجة؟ فقال أبو بکر: نعم، فخرج أبو بکر الكتاب فأتممتہ.

۹۱۵۰۔ حضرت ابو بکر نے اپنے داماد زبیر بن العوام کو جاگریں عطا فرمائی ہیں ابن زبیر سے منقول کہ ہم معاویہ کے پاس گئے تو ہم سے معاویہ نے پوچھا: مسلول والی زمین کیا ہوئی؟ میں نے جواب دیا وہ میرے پاس ہے۔ اس پر معاویہ نے کہا کہ واللہ! میں نے اس کاہبہ نامہ خود لکھا تھا جب حضرت ابو بکر نے زبیر بن العوام کو دینی چاہی تو مجھ سے کہاہبہ نامہ لکھ دو جب میں لکھنے بیٹھا تو اچانک حضرت عمر آگئے۔ جیسے ہی انہوں نے ہم دونوں کو دیکھا تو حضرت عمر نے کہا معلوم ہوتا ہے کچھ راز کی بات ہو رہی ہے۔ حضرت ابو بکر نے کہا ہاں۔ جب حضرت عمر چلے گئے تو جو کاغذ ہم نے چھپا لیا تھا اس کو نکالا اور ہم نے جو لکھنا تھا وہ لکھ دیا۔ السنن الكبرى للبیہقی ج ۶ ص ۱۴۵؛ کنز العمال جلد ۳ ص ۹۱۳ سلسلہ ۹۱۵۰۔ ایسی حدیث فتوح البلدان للبلاذری میں ہے: عن عروة أقطع أبو بكر الزبير ما بين الحرف إلى قناة فتوح البلدان (عربی) ج ۱ ص ۱۳ (اردو) ج ۱ ص ۱۸؛ معجم البلدان حموی ج ۴ ص ۱۳ کہ حضرت ابو بکر نے زبیر کو الحرف سے قناتہ تک حصہ جاگیر میں دے دیا قناتہ ایک وادی ہے جو الطائف سے آتی ہے

۳۵۷۳۸ عن عمر بن يحيى الرزقي قال: أقطع أبو بكر طلحة ابن عبيد الله أرضا وكتب له بها كتابا، اشهد له بها ناسا فيهم عمر فأتى طلحة عمر بالكتاب فقال: اختتم على هذا فقال لا أختتم أهدالك دون الناس! قال فرجع طلحة غضبا إلى أبي بكر فقال: والله! ما أدرى أنت الخليفة أم عمر۔ قال: بل عمر ولكن أبي۔ عمرو بن يحيى الرزقي سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر نے طلحہ بن عبید اللہ (یہ بھی حضرت

ابو بکر داماد تھے) ایک زمین بطور جاگیر عطا فرمائی اور اس کے لئے تحریر لکھدی اور کچھ لوگوں کو گواہ بنایا اور ان میں حضرت عمر کا نام بھی تھا، چنانچہ طلحہ وہ تحریر لے کر حضرت عمر کے پاس آئے اور کہا کہ اس پر مہر لگا دو، حضرت عمر نے کہا مہر نہیں لگاؤں گا۔ اس پر مسلمان کا حق ہے۔ چنانچہ طلحہ حضرت ابو بکر کے پاس غصہ سے واپس آئے اور کہا واللہ معلوم نہیں خلیفہ آپ ہیں یا عمر تو حضرت ابو بکر نے فرمایا: بلکہ عمر ہی خلیفہ ہیں لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا۔

۹۱۵۴۔ عن عروة أن عمر أقطع العقيق أجمع۔ الشافعي (عبق).

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے (اپنے دور خلافت میں) پورا عقیق جاگیر میں دے دیا۔ فتوح البلدان جلد ۱ ص ۱۱۳ اردو جلد ۱ ص ۷۱ میں بلاذری لکھتے ہیں کہ ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے یہ تمام زبیر کو دیدیا۔

۹۱۵۷۔ عن الشعبي قال: لم يقطع النبي صلى الله عليه وسلم أول من

أقطع القطائع عثمان.

شعبي سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ و آلہ وسلم نے جاگیریں نہیں عطا کی جس نے سب سے پہلے یہ عمل کیا وہ حضرت عثمان تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

۹۱۶۵۔ عن عبد الله بن أبي بكر قال: جاء بلال بن الحارث المزني إلى

رسول الله صلى الله عليه وسلم فاستقطعه أرضا طويلة عريضة، فلما ولي عمر، قال لبلال: إنك استقطعت رسول الله صلى الله عليه وسلم أرضا عريضة طويلة فقطعها، وإن رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يكن يمنع شيئا يسأله

فإنك لا تطيق ما في يدك، فقال: أجل قال: فانظر ما قويت عليه منها فأمسكه، وما لم تطق فادفعه إلينا نقسمه بين المسلمين، فقال: لا أفعل والله شيء أقطعني رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال عمر: والله لتفعلن، فأخذ منه ما عجز عن عمارته فقسمه بين المسلمين.

عبداللہ ابن ابی بکر سے روایت ہے کہ: بلال بن حارث مرنی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو رسول اللہ نے ایک وسیع زمین انھیں دی، جب حضرت عمرؓ بنے تو بلال کو بلایا اور کہا: تم نے نبی کریم ﷺ سے زمین مانگی (نبی کریم ﷺ کوئی سوال کرتا تو وہ رد نہیں کرتے تھے)۔ چنانچہ جتنی زمین تم استعمال کر سکتے ہو رکھو اور جو تمہاری طاقت سے باہر ہے وہ واپس کر دو تاکہ میں مسلمانوں میں تقسیم کر دوں۔ بلال نے کہا: واللہ جو جاگیر رسول اللہ ﷺ نے مجھے دی ہے وہ میں واپس نہیں کرنے کا۔ حضرت عمر نے کہا: واللہ تمہیں ایسا ضرور کرنا پڑے گا۔ چنانچہ حضرت عمر نے وہ زمین ان سے چھین لی۔
بیہقی فی الشعب۔

۱۳۶۳۸۔ عن عائشة أنها رأت النبي ﷺ حزينا، فقالت: يا رسول الله، وما الذي يحزنك؟ قال: شيئا تخوفت على أمتي أن يعملوا بعدي بعمل قوم لوط. (طب).

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کو غمگین دیکھا تو پوچھا یا رسول اللہ! کس بات نے آپ کو رنجیدہ کیا؟ آپ نے ارشاد فرمایا مجھے ایک بات کا خوف ہے میرے بعد میری امت قوم لوط کا عمل نہ کرنے لگ جائے۔

۱۳۶۳۹۔ مسند عمر رضي الله عنه۔ عن عائشة قالت: أول من اتهم بالأمر القبيح تعني عمل قوم لوط اتهم به رجل على عهد عمر، فأمر شباب قریش أن لا يجالسوه.

مسند عمر میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ کہا: سب سے پہلے جو اس بد فعلی (یعنی قوم لوط کا عمل) کے متہم ہوا وہ خلافت عمر کے زمانے میں ہوا۔ حضرت عمر نے قریش کے جوانوں کو اس کے ساتھ نہ بیٹھنے کا حکم دیا۔

۱۴۰۵۰۔ عن الحسن أن أبا بكر الصديق خطب فقال: أما والله ما أنا بخيركم ولقد كنت لمقامي هذا كارها، ولوددت أن فيكم من يكفيني أفتظنون أنني أعمل فيكم بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم إذن لا أقوم بها، إن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يعصم بالوحي، وكان معه ملك، وإن لي شيطانا يعتريني فإذا غضبت فاجتنبوني أن لا أؤثر في أشعاركم وأبشاركم (أشعاركم: الشعر واحد الأشعار، والشاعر جمعه الشعراء على غير قياس الصحاح للجوهري (۶۹۹/۲) ب. ابشاركم: البشرة والبشر: ظاهر جلد الإنسان. انتهى. الصحاح للجوهري (۵۹۹/۲) ب. ألا فراعوني، فإن استقمت فاعينوني وإن زغت فقوموني قال الحسن: خطبة والله ما خطب بها بعده. ابن راهويه أبو ذر الهروي في الجامع).

یہ کہ ابو بکر نے خلافت کے بعد جو خطبہ دیا اس میں انہوں نے کہا کہ: آگاہ ہو کہ میں ایک بشر ہوں اور تم میں سے کسی سے بھی بہتر نہیں ہوں لہذا میری رعایت کرو جب مجھے

دیکھو راہ راست پر ہوں تو میری پیروی کرو، اور اگر دیکھو کہ میں ٹیڑھا ہو گیا ہوں تو سیدھا کرو۔ آگاہ ہو کہ میرے لئے ایک شیطان ہے جو مجھے گھیرے ہوئے ہے مجھے تنگ کرتا رہتا ہے۔۔۔ جب بھی مجھے غضب میں دیکھو تو مجھ سے بچو، میں بالوں اور کھالوں پر کوئی اثر نہیں رکھتا۔“ الامامة والاسیاسة ج ۳ ص ۱۴؛ مجمع الزوائد المصنوع ج ۵ ص ۱۸۳؛ کنز العمال ج ۵ ص ۶۳۱ حروف الخ، خلافت ابو بکر

۶۶۵ ۳۔ عن حسين بن علي قال: صعدت إلى عمر بن الخطاب المنبر فقلت له: انزل عن منبر أبي واصعد منبر أبيك، فقال: إن أبي لم يكن له منبر، فأقعدني معه، فلما نزل ذهب بي إلى منزله فقال: أي بني من علمك هذا قلت: ما علمني أحد، فقال: أي بني! لو جعلت تأتينا وتغشانا قال فجئت يومًا وهو خال بمعاوية وابن عمر بالباب لم يؤذن له، فرجعت، فلقيني بعد فقال يا بني! ألم أرك أتيتنا؟ قلت: جئت وأنت خال بمعاوية فرأيت ابن عمر رجوع فرجعت، فقال: أنت أحق بالإذن من عبد الله بن عمر! إنما أنبت في رؤوسنا ما ترى الله ثم أنتم - ووضع يده على رأسه.

مروی ہے حسین ابن علیؑ سے فرمایا کہ میں عمر ابن خطاب کے پاس پہنچا جب کہ وہ منبر پر تھے تو میں اس منبر پر چڑھ گیا اور میں نے عمر سے کہا کہ میرے باپ کے منبر پر سے اترو، اور اپنے باپ کے منبر کی طرف جاؤ تو عمر نے کہا میرے باپ کے پاس کوئی منبر نہیں تھا۔ اور انہوں نے مجھے اپنے ساتھ بٹھالیا۔ میرے ہاتھ میں کچھ کنکریاں تھیں میں ان کنکروں کو الٹ پلٹ کرنے لگا۔ یہاں تک جب عمر اتر آئے تو مجھے اپنے ساتھ

اپنے مکان پر لے گئے۔ پھر مجھ سے کہا: یہ بات آپ کو کس نے سکھائی تو میں نے جواب دیا: واللہ مجھے کسی نے نہیں سکھایا۔ پھر مجھ سے کہا: میرے فرزند! اچھا ہوتا آپ ہمارے پاس آیا کرتے۔ چنانچہ پھر ایک دن میں ان کے پاس گیا اور عمر ابن خطاب خلوت میں معاویہ کے ساتھ مشغول تھے اور دروازہ پر عبد اللہ ابن عمر تھے۔ میں لوٹ آیا۔ اس کے بعد پھر عمر مجھ سے ملے تو کہا: میں نے آپ کو نہیں دیکھا۔ میں نے کہا: میں آیا تھا اور اس دن آپ معاویہ کے ساتھ تنہائی میں تھے میں لوٹ گیا۔ عمر نے کہا: ابن عمر سے میرے نزدیک اجازت کے لئے آپ سب سے زیادہ حقدار ہیں۔ انمہ اثبت فی رؤوسنا ما هدى الله وأنتم۔ یا انما اثبت ماتری فی رؤوسنا اللہ ثم أنتم۔ ہمارے سر پر جو بال ہیں اللہ نے آپ کے طفیل میں انہیں آگایا ہے۔ (تاریخ بغداد خطیب ج ۱ ص ۵۲ اباب الحسن والحسين؛ ابن عساکر ج ۱۴ ص ۱۷۶؛ تہذیب العہد حالات امام حسینؑ ج ۲ ص ۳۰۰؛ سیر اعلام النبلاء ذہبی حالات الحسینؑ ج ۳ ص ۲۸۵؛ معرفۃ الثقات ج ۱ ص ۳۰۲؛ تہذیب الکمال المزی ج ۲ ص ۴۰۴؛ کنز العمال ج ۳ ص ۶۵۵ سلسلہ ۶۶۲ ص ۳؛ الرياض النضرة للحب الطبری ج ۲ ص ۳۴۱ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت۔)

۱۲۲۵۹۔ عن حذيفة قيل لعمر بن خطاب و هو بالمدينة : يا امير المؤمنين! من خليفة بعدك؟ قال عثمان بن عفان۔

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ مدینہ میں کسی نے حضرت عمر سے پوچھا کہ آپ کے بعد کون خلیفہ بنے گا؟ حضرت عمر نے کہا: عثمان بن عفان (یہ پہلے ہی سے طے ہو چکا تھا کہ حضرت عمر کے بعد خلیفہ کون ہوگا۔ یہ ثوری وغیرہ صرف سیاسی چال تھی لوگوں کو فریب

دینے کے لئے۔ مرآۃ۔ تاریخ ابن عساکر ج ۳۹ ص ۱۸۸؛ الثقات ابن حبان ج ۸ ص ۶۷؛ کنز العمال ج ۵ ص ۳۶ سلسلہ ۱۳۲۵۹؛ ریاض النضرۃ حالات عثمان ج ۳ ص ۵۲۔

شوریٰ کے متعلق چند رائیں :

Justice Amir Ali is critical of Omar's Shura that led to Osman's appointment (page 45, History of the Saracens). states: " In deviating, however from the example of his predecessor he made a mistake which paved the way to Omayyad intrigue"

جسٹس امیر علی نے انگریزی تاریخ اسلام میں لکھا ”خلافت کو شوریٰ کے حوالے کرنے میں خلیفہ دوم سے ایسی غلطی سرزد ہوئی جس نے بنی امیہ کی سازشوں کے لئے راستہ صاف کر دیا۔ بنی امیہ سے عثمان خلیفہ ہوئے جن کا انتخاب اسلام میں تباہی کا باعث ہوا۔

(علامہ ابن عبد ربہ اپنی کتاب عقد فرید جلد ۲ ص ۲۰۳ میں لکھا ہے کہ اوفد ابن حصین علی معاویہ فأقام عنده ما أقام ثم إن معاویة بعث إليه ليلا فخلا به فقال له: يا بن حصين قد بلغني أن عندك ذهنا و عقلا فأخبرني عن شيء أسالك عنه۔ قال: سنلني، عما بدالك۔ قال: أخبرني ما الذي شئت أمر المسلمين و فرق أحوالهم و خالف بينهم قال: نعم قتل الناس عثمان۔ قال: ما صنعت شيئا؛ قال

فمسير علي اليك وقتله اياك؛ قال ما صنعت شيئا؛ قال ما عندي غير هذا يا امير المؤمنين؛ قال: فأنا أخبرك إنه لم يثبت بين المسلمين ولا فرق أهواء هم ولا خالف بينهم إلا الشورى التي جعلها عمر إلى ستة نفر: ابن حصين سے معاویہ نے کہا: تو بڑا ذہین ہے یہ بتلا وہ کون سا مرتھا جو مسلمانوں میں انتشار اور اختلاف کا باعث ہوا؟۔ ابن حصین نے کہا: قتل عثمان، معاویہ نے کہا: نہیں، ابن حصین نے کہا کہ: علیؑ کا خلیفہ ہونا اور آپ سے جنگ، معاویہ نے کہا: نہیں۔ معاویہ نے کہا سنو! یہ سب شوریٰ کی وجہ سے ہوا جو عمر نے چھ آدمیوں کے درمیان قائم کیا۔ مرآۃ

۲۶۸۲۳۔ عن حمران قال : دعا عثمان بماء فتوضأ ثم ضحك، فقال : ألا تسألوني مم أضحك؟ قالوا : يا امير المؤمنين ما أضحك؟ قال رأيت رسول الله ﷺ كما توضأت فمضمض واستنشق و غسل ثلاثا، و يديه ثلاثا، مسح برأسه، و ظهر قدميه۔ حمران روایت کرتے ہیں کہ عثمان بن عفان خلیفہ سوم نے ایک مرتبہ وضو کے لئے پانی طلب کیا پھر بے ساختہ ہنس پڑے اور کہا کیا تم لوگ مجھ سے میرے ہنسنے کی وجہ دریافت نہیں کرو گے؟ لوگوں نے کہا یا امیر المؤمنین! آپ کیوں ہنسے؟ تو عثمان بن عفان نے کہا کہ میں نے رسول اکرم کو ایسے ہی وضو کرتے دیکھا جس طرح میں نے وضو کیا آپ نے کلی کی، ناک میں پانی ڈالا، اور اپنے منہ کو تین بار دھویا، اور دونوں ہاتھوں کو تین بار دھویا اور اپنے سر اور پاؤں کے اوپر کے حصے کا مسح کیا پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا ہی وضو کرتے دیکھا تھا۔ مجمع الزوائد الحاشی ج ۱ ص ۲۲۲؛ المصنف ابن شیبہ ج ۱ ص ۱۸؛

کنز العمال حدیث ۲۶۸۶۳ ج ۹ ص ۲۲۷، اور ص ۴۴۲؛ سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۳۰۱؛ المعجم الکبیر طبرانی ج ۳ ص ۲۸۱۔ اس کے علاوہ کئی مفسرین اور محدثین نے مختلف طریقوں سے پیر پر مسح کرنا بتلایا ہے مثلاً ابن ابی شیبہ الکوفی اپنی کتاب المصنف جلد اول ص ۳۰ پر باب فی المسح علی القدمین کے تحت آٹھ حوالوں سے پیر پر مسح کرنا لکھا ہے۔ فجعلنا نمسح علی ارجلنا: ہم پاؤں پر مسح کرنے لگے۔

۳۵۸۸۸۔ فوطنه وطأ شدیداً وهو غضبان الیه أخته تحجزه عن زوجها

ففسخها عمر بیده ففسخها۔ فلم رأت الدم

جب حضرت عمر کو یہ معلوم ہوا کہ ان کی بہنوئی اور بہن دونوں مسلمان ہو چکے ہیں یہ ان کے گھر گئے اور اپنے بہنوئی کو خوب پیٹا اور بہن کو اتا مارا کہ چہرہ زخمی ہو گیا اور خون بہنے لگا۔ جب عمر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر کی قمیص اور چادر پکڑ کر جھٹکا دیا اور فرمایا: اے عمر! تو باز نہ آئے گا جب تک تجھ پر بھی وہی نازل ہو جیسا ولید بن مغیرہ پر نازل ہوا: مثل ما انزل بالولید بن المغیرة یعنی الخزی والنکال۔

طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۲۶۹ باب اسلام عمر (عربی)

اردو ص ۳ ص ۵۶؛ تاریخ الخلفاء اردو ص ۱۱۴؛ کنز العمال ج ۱۲ ص ۶۰۹

۳۵۷۴۱۔ عن جابر رضی اللہ عنہ: قال لی عمر: کان أول إسلامی أن ضرب

أختی المخاض فأخرجت من البیت۔ الخضر جابر سے روایت ہے کہ: حضرت عمر نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے اسلام لانے کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ میں اپنی بہن کو مار کر گھر سے باہر نکال دیا تھا۔ اس کا ذکر اور کتابوں میں ہے جیسے ابن عساکر تاریخ ج ۴ ص

۲۹؛ تاریخ اسلام الذہبی ج ۱ ص ۱۷۳؛ السیرة الخلیفہ ج ۲ ص ۱۸

۲۲۹۱۱۔ عن سعید بن المسیب قال: لما مات أبو بكر بكى عليه فقال

عمر: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إن الميت يعذب ببكاء الحي فأبوا

إلا أن يبكوا، فقال عمر لهشام بن الوليد: قم فأخرج النساء! فقالت عائشة:

أخرجك، فقال عمر: ادخل فقد أذنت لك! فدخل، فقالت عائشة:

أمخر جي أنت يا بني! فقال: أما لك، فقد أذنت لك، فجعل يخرجهن امرأة

امرأة وهو يضربهن بالدرة حتى خرجت أم فروة و فرقة بينهما.

۲۲۹۱۱۔ سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ جب ابو بکر کا انتقال ہوا تو حضرت عمر

نے کہا کہ میت پر رونے سے عذاب ہوتا ہے۔ مگر ان پر رو یا گیا۔ عمر ابن خطاب نے

ہشام بن ولید کو حکم دیا کہ ان عورتوں کو باہر نکالو۔ حضرت عائشہ نے کہا میں تمہیں باہر

نکال دوں گی، حضرت عمر نے ہشام سے کہا اندر جاؤ میں نے تمہیں اجازت دی ہے چنانچہ

پھر وہ ایک ایک عورتوں کو باہر نکالنے لگے اور درے سے مارنے لگے ان میں ابو بکر بہن

ام فروہ بھی تھیں۔

۲۲۹۰۷۔ عن سفیان بن سلمة قال: لما مات خالد بن الوليد اجتمع

نسوة بني المغيرة في دار خالد يبكين عليه، فقبل لعمر: إنهن قد اجتمعن في

دار خالد وهن خلقاء أن يسمعنك بعض ما تكره فأرسل إليهن فانههن، فقال

عمر: وما عليهن أن يرقن من دموعهن على أبي سليمان ما لم يكن نقعا أو

لقلقة. ابن سعد، وأبو عبيد في الغريب، والحاكم في الكنى، ويعقوب بن

سفيان، ق، وأبو نعيم، ك).
 ۴۲۹۰۷۔ جب خالد بن وليد فوت ہوا عورتیں خالد کے گھر جمع ہوئیں رونے کے لئے

جب اس کی اطلاع عمر بن خطاب کو ملی تو انہوں نے کہا اگر آنسوؤں سے دل برداشتہ ہو کر رورہے ہیں تو کوئی حرج نہیں۔

۴۲۹۰۸۔ عن عبد الله بن عكرمة قال: عجا لقول الناس إن عمر بن الخطاب نهى عن النوح! لقد بكى على خالد بن الوليد بمكة والمدينة نساء بني المغيرة سبعا يشقن الجيوب ويضربن الوجوه وأطعموا الطعام تلك الأيام حتى مضت ما ينهاهن عمر. (ابن سعد).

۴۲۹۰۸۔ عبد اللہ بن عکرمہ سے روایت ہے لوگوں کو اس بات پر تعجب ہوا کہ عمر ابن خطاب رونے سے منع کرتے تھے اور جب خالد پر مکہ اور مدینہ کی عورتیں سات دن روتی رہیں انہوں نے گریبان چاک کئے اور چہروں پر مارا اور لوگوں کو ان ایام میں کھانا کھلایا یہاں تک کہ وہ سات دن گزر گئے تھے مگر حضرت عمر نے انہیں منع نہیں کیا۔

۴۲۹۱۰ عن عائشة قالت: توفي أبو بكر بين المغرب والعشاء فأصبحنا، فاجتمع نساء المهاجرين والأنصار وأقاموا النوح، وأبو بكر يغسل ويكفن، فأمر عمر بن الخطاب بالنوح ففرقن (فرقن: الفرق: الخوف والفرع. يقال: فرق يفرق فرقا. النهاية ۳/۳۸۸ ب) فوالله على ذلك إنكن تفرقن وتجتعن. (ابن سعد).

۴۲۹۱۰ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابو بکر کا انتقال ہوا مغرب اور

عشاء کے درمیان عورتیں جمع ہوئیں رونے کے لئے۔ اس وقت حضرت ابو بکر غسل دیا جا رہا تھا حضرت عمر نے خود نوہ کہا۔ تو رونے والی عورتیں ڈر گئیں جس پر حضرت عمر نے کہا: واللہ! عورتیں کبھی رونے کے لئے جمع ہوتیں ہیں اور کبھی ڈر جاتی ہیں۔

۴۲۹۰۶۔ عن نصر بن أبي عاصم أن عمر سمع نواحة بالمدينة ليلا فأتاها فدخل عليها، ففرق النساء، فأدرك النائحة فجعل يضربها بالدرقة، فوقع خمراها فقالوا: شعرها يا أمير المؤمنين! فقال: أجل، فلا حرمة لها.

۴۲۹۰۶۔ نصر بن ابی عاصم سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے رات کے وقت مدینہ میں نوے کی آواز سنی تو آپ اس کے گھر میں گئے اور عورتوں کو منتشر کیا اور نوہ کرنے والیوں کو درے سے مارنے لگے اس میں کسی عورت کا حجاب گر گیا تو لوگوں نے کہا: یا امیر المؤمنین اس کے بال نظر آرہے ہیں۔ حضرت عمر نے جواب دیا: ہاں مجھے بھی نظر آرہے ہیں جو شریعت کے خلاف ورزی کرے اس کی عورت و حرمت نہیں۔

۱۲۱۱۳۔ عن عبد الرحمن بن عوف قال: دخلت على أبي بكر أعوده في مرضه الذي توفي فيه فسلمت عليه وسألته: كي فاصبحت؟ فاستوى جالساً فقال: أصبحت بحمد الله بارئاً. فقال: أما إني على ما ترى وجمع، وجعلت لي شغلاً مع وجعي، جعلت لكم عهداً من بعدي، واخترت لكم خيركم في نفسي، فكلكم ورم لذلك أنفه، رجاء أن يكون الأمر له، ورأيت الدنيا أقبلت ولما تقبل وهي جائية، وستجدون بيوتكم بستور الحرير ونضائد الديباج، وتألّمون ضجائع الصوف. الأذربي كان أحدكم على

حسك السعدان، والله لأن يقدم أحدكم فيضرب عنقه في غير حد خير له من أن يسيح في غمرة الدنيا.

ثم قال: أما إنني لا آسى على شيء إلا على ثلاث فعلتهن وددت أني لم أفعلنهن، وثلاث لم أفعلنهن وددت أني فعلتهن وثلاث وددت أني سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عنهن.

فأما الثلاث التي وددت أني لم أفعلنهن: فوددت أني لم أكن كشفت بيت فاطمة وتركته وأن أغلق علي الحرب، ووددت أني يوم سقيفة بني ساعدة قذفت الأمر في عنق أحد الرجلين أبي عبيدة أو عمر و كان أمير المؤمنين و كنت وزيراً و وددت أني حين وجهت خالد بن الوليد إلى أهل الردة أقممت بذي القصة فإن ظفر المسلمون ظفروا وإلا كنت ردائاً ومدداً.

وأما الثلاث اللاتي وددت أني فعلتها: أني يوم أتيت بالأشعث أسيراً ضربت عنقه فإنه يخيل إلي أنه لا يكون شر إلا طار إليه، ووددت أني يوم أتيت بالفجاة السلمي لم أكن أحرقتة وقتلته شريحاً أو أطلقته نجيحاً، ووددت أني حين وجهت خالد بن الوليد إلى الشام و جهت عمر إلى العراق فأكون قد بسطت يميني و شمالي في سبيل الله عز وجل.

وأما الثلاث اللاتي وددت أني سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عنهن: فوددت أني سألته فيمن هذا الأمر؟ فلا ينازع أهله، ووددت أني كنت سألته: هل للأنصار في هذا الأمر سبب؟ ووددت أني سألته عن العمرة و بنت الأخ فإن

في نفسي منهما حاجة. " هذا في الأحاديث المختارة و مسند فاطمة الزهراء للسيوطي و معجم الكبير و تأريخ للذهبي، الخ.

۱۴۱۳۔ عبد الرحمن بن عوف سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر نے اپنے مرض موت میں ان سے کہا مجھے تین چیزوں کے کرنے کا افسوس ہے کاش میں ان کو نہ کرتا۔ اور تین چیزوں کے نہ کرنے کا افسوس ہے کاش میں وہ کرتا اور تین چیزوں کے متعلق میں کاش نبی اکرم سے (ان کے متعلق سوال کر لیتا)۔ وہ تین چیزیں جو میں نے انجام دیں کاش کہ میں ان کو نہ کرتا، کاش میں فاطمہ کا دروازہ نہ کھولتا اور اس کو چھوڑ دیتا اگر لوگوں نے اس کو جنگ پر بند کیا تھا۔ کاش سقیفہ کے روز حکومت کی باگ ڈور دو آدمیوں میں سے کسی ایک گردن میں ڈال دیتا ابو عبیدہ بن الجراح یا عمر ابن خطاب، پس ان میں سے کوئی بھی امیر بن جاتا اور میں اس کے لئے محض مددگار رہتا اور کاش کہ جب خالد بن ولید کو مرتدین کے خلاف لشکر کشی کے لئے بھیجتا تو میں قصہ تمام کر دیتا اگر مسلمان غالب آجاتے تو ٹھیک ورنہ میں لڑائی میں اور لشکروں کو مدد بہم پہنچانے میں مصروف رہتا۔

اور تین چیزیں جو مجھ سے چھوٹ گئیں کاش میں ان کو انجام دے لیتا یعنی جب اشعث بن قیس کو میرے پاس قیدی کی حالت میں پیش کیا گیا تو مجھے اس وقت اس کی گرن اڑا دینا تھا کیونکہ مجھے خیال گذرا تھا کہ یہ شخص کسی بھی شر کو دیکھے گا تو اس کی مدد کرے گا (یہ ام فروہ بنت ابی قحافہ کا یعنی ابو بکر کا بہنوئی تھا اسی نے صفین میں حضرت علیؑ کی فوج میں شامل ہو کر بغاوت کی تھی، اس ہی کی بیٹی جعدہ قاتل امام حسنؑ تھی اور اس کا بیٹا محمد بن اشعث قاتلان حضرت مسلم اور قاتلان امام حسینؑ میں لشکر ابن سعد

کے ساتھ تھا۔) اور فحاشی کو لایا گیا تو کاش میں نے اُس کے جلایا نہ ہوتا یا تو عمدہ طریقہ سے قتل کر دیتا یا اُس کو آزاد کر دیتا۔ اور کاش کہ جب میں نے ملک شام کی فتح کے لئے خالد کو بھیجا تھا تو اسی وقت عمر بن خطاب کو عراق کی فتوحات کے لئے روانہ کر دیا ہوتا، تو میرے دونوں ہاتھ دائیں اور بائیں کھل جاتے۔ اور تین باتیں جن کو مجھے رسول اللہ ﷺ سے سوال کر لینا تھا، ایک تو مجھے سوال کرنا تھا کہ یہ حکومت کی باگ ڈور کن لوگوں کے ہاتھ رہنی چاہئے تاکہ پھر نزاع نہ ہو، اور یہ بھی پوچھ لیتا کہ کیا انصار کو بھی حکومت میں لیا جائے، اور یہ بھی پوچھ لیتا کہ پھوپھی، اور بھانجی کے میراث کے متعلق کیا حکم یہ میرے دل میں میراث کے متعلق ان دونوں کا خیال رہتا ہے۔۔ (ابو عبیدہ فی کتاب الاموال، العقبی، فضائل الصحابة الشیخ بن سلیمان الطرابلسی، العجم الکبیر الطبرانی، ابن عساکر، السنن سعید بن منصور) کتاب کنز العمال کے مترجم مولانا احسان اللہ شائق اتناذ و معین، مفتی جامعہ الرشید احسن آباد کراچی) اس حدیث کے بعد لکھتے ہیں: فائدہ: یہ حدیث حسن ہے مگر اس میں حضور ﷺ سے مروی کوئی بات نہیں۔ اس کو امام بخاری نے کلام الصحابة میں تخریج کیا ہے۔

۱۴۱۰۱۔ عن أبي جعفر قال: جاءت فاطمة إلى أبي بكر تطلب ميراثها وجاء العباس بن عبد المطلب يطلب ميراثه وجاء معهما علي، فقال أبو بكر: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا نورث، ماتر كناه صدقة [وما] كان النبي يعول، فقال علي: ورث سليمان داود وقال زكريا: يرثي ويرث من آل يعقوب، قال أبو بكر: هو هكذا، وأنت والله تعلم مثل ما أعلم، فقال علي: هذا كتاب الله ينطق فسكتوا وانصرفوا.

۱۴۱۰۱۔ ابو جعفر سے مروی ہے کہ حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) اپنے باپ کی میراث مانگنے حضرت ابو بکر کے پاس آئیں، عباس بن عبد المطلب بھی اپنی میراث مانگنے آئے دونوں کے ساتھ حضرت علیؓ بھی تشریف لائے، حضرت ابو بکر نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ ہم کسی کو وارث نہیں بناتے، ہم جو چھوڑ کر جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کا اور اہل و عیال بھی ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: اللہ کا فرمان تو یہ ہے وورث سلیمان داؤد، اور ذکر کیا نے فرمایا یونسی من آل یعقوب مجھے ایسی اولاد دے جو میری وارث بنے آل یعقوب کی۔ حضرت ابو بکر نے جواب دیا یہ حقیقت ہے تم بخوبی جانتے ہو۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: بس یہ اللہ کی کتاب ہے جو بول رہی ہے (یعنی کلام الہی کے مقابلہ میں حدیث رسولؐ پیش ہو رہی ہے۔ اب لوگ کہتے ہیں کہ اس وراثت سلیمان میں وارثت علم و حکمت تھی۔ سوال ہے کہ کیا حکمت و علم کسی کو وراثت میں ملتی ہے؟ آج تک یہ نہیں ہوا کہ عالم کا بیٹا عالم ہی ہو حکیم کا بیٹا حکیم ہی ہو، اب سواد اعظم کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے تو ہمیں یہ ملتا ہے کہ حضرت سلیمان کو حضرت داؤد سے ایک ہزار گھوڑے وراثت میں ملے ہم صرف چند ”معتبر ترین“ کتابوں کے حوالے پیش کرتے ہیں، ورث سلیمان عن ابیہ ألف فرس: عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ج ۱۶ ص ۱۳، تفسیر الشعلبی ج ۸ ص ۱۹۹: احکام القرآن ابن عربی ج ۴ ص ۶۶؛ تفسیر البغوی ج ۴ ص ۶۸؛ ربیع الدرر زمخشری ج ۵ ص ۳۹۲ باب ۹۲، ورث عن ابیہ۔ مرآة) ابن سعد (آخر ج ابن سعد فی الطبقات الكبرى (۲/۲۱۵) وما بین الحاصرتین استدرکتہ من الطبقات ص)۔

۱۴۱۰۲ عن أبي سعيد الخدري قال: سمعت منادي أبي بكر ينادي

بالمدينة حين قدم عليه مال البحرين: من كانت له عدة عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فليأت فيأتيه رجال فيعطيه فجاء أبو بشير المازني فقال: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لي: يا أبابشير إذا جئنا شيء فائتنا فأعطاها أبو بكر حفنتين أو ثلاثا فوجدناها وأربع مائة [درهم

۱۴۱۰۲۔ ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ جب ابو بکر غلیفہ بنے اور ان کے پاس بحرین سے مال آیا تو میں نے مدینہ میں ابو بکر کو یہ اعلان کرتے سنا کہ: جس سے رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں مال دینے کا وعدہ کیا ہو وہ آجائے۔ چنانچہ یہ اعلان سن کر کئی لوگ ابو بکر کے پاس آئے اور ابو بکر نے کچھ مال دیا اور ابو بشیر بھی حاضر ہوئے اور کہا کہ: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا: اے ابو بشیر! جب ہمارے پاس مال آئے تو تم آجانا۔ چنانچہ حضرت ابو بکر نے ان کو دو یا تین پیالے بھر کر درہم دئے جب ابو بشیر نے شمار کیا تو وہ چودہ سو درہم تھے۔

۱۴۱۰۳ عن جابر بن عبد الله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لو قدم مال البحرين لأعطيتك هكذا وهكذا وهكذا، فلم يقدم حتى مات رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما قدم به علي أبي بكر قال: من كانت له عدة عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فليأت قلتي: قد وعدني إذا جاء مال البحرين أن يعطيني هكذا وهكذا وهكذا، قال: خذ فأخذت أول مرة فكانت خمس مائة ثم أخذت الثنتين. ابن سعد شخم) (آخرجه ابن سعد في الطبقات الكبرى (۳/۱۷۲). والبخاري في صحيحه كتاب الحوالات باب من

تكفل عن ميت (۱۲۶/۳) (ص).

ایسا ہی واقعہ حضرت جابر ابن عبد اللہؓ سے منسوب کہ مجھے دو مٹھی بھر مال دیا ہر ایک میں ۵۰۰ درہم تھے۔ (یاد رہے کہ اس میں نہ کسی کی گواہی مانگی گئی اور یہ بھی ملحوظ رہے کہ ۴۰۰ سال قبل ۵۰۰ درہم کی کیا قیمت ہو سکتی تھی۔ مراد)

۱۴۱۰۴ عن جابر قال: قضی علی بن ابی طالب دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم.

حضرت جابر ابن عبد اللہؓ سے مروی ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب (علیہ السلام) نے حضور اکرم ﷺ کے قرض کو ادا کیا۔

۱۴۱۰۷- عن الزبير بن المنذر بن أبي أسيد الساعدي أن أبا بكر بعث إلى سعد بن عبادَةَ أن أقبِل فبايع، فقد بايع الناس و بايع قومك، فقال: لا والله لا أبايع حتى أرا ميكم بما في كنانتي وأقاتلكم بمن تبعني من قومي وعشيرتي، فلما جاء الخبر إلى أبي بكر قال بشير بن سعد: يا خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم؛ إنه قد أبى ولج (ولج: لججت بالكسر لجاجا ولجاجة بفتح اللام فيهما فأنت لجوج، ولجوجة والهائل للمبالغة، ولججت بالفتح تلج بالكسر لغة، والملاجة: التمادى في الخصومة. المختار من صحاح اللغة (ب) وليس بمبايعكم أو يقتل ولن يقتل حتى يقتل معه ولده وعشيرته ولن يقتلوا حتى تقتل الخزرج ولن تقتل الخزرج حتى تقتل الأوس فلا تحركوه، فقد استقام لكم الأمر فإنه ليس بضاركم إنما هو رجل وحده ما ترك، فقبل أبو

بکر نصیحة بشیر فترک سعدا۔ المختار من صحاح اللغة ۱۲ (ب) ابن سعد (ما بین الحاصرتین من الطبقات الکبریٰ لابن سعد ۶۱۶/۳) (ص)۔
 ۱۴۱۰۷۔ حدیث مذکورہ کا مختصر یہ ہے کہ جب سعد بن عبادۃ نے بیعت ابو بکر سے انکار کیا تو بشیر بن سعد نے ابو بکر کو یہ مشورہ دیا: اے خلیفہ! انہوں نے انکار کیا اور ہٹ دھرمی تک پہنچ گئے ہیں آپ ان سے قتال کریں گے تو ان کی اولاد کو خاندان جنگ میں کود جائے گا۔ پھر قبیلہ خزرج بھی اور خزرج کے ساتھ اس بھی شریک ہو گا لہذا آپ سعد بن عبادہ کو نہ چھیڑیں۔

۱۴۱۰۸۔ عن أم هانئ بنت أبي طالب أن فاطمة أتت أبا بكر تسأله سهم ذوي القربى، فقال لها أبو بكر: سمعت رسول الله ﷺ يقول: سهم ذوي القربى لهم في حياتي وليس بعد موتي.

۱۴۱۰۸۔ حضرت ام ہانی بنت حضرت ابی طالب فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) بھی ابو بکر کے پاس ذوی القربی کا حصہ (خمس) مانگنے آئیں۔ ابو بکر نے جواب دیا: میں رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ میرے رشتہ داروں کا حصہ میری زندگی تک ہے میری موت کے بعد نہیں۔

۱۴۱۱۲۔ عن عيسى بن عطية قال: قام أبو بكر الغد حين يبيع فخطب الناس فقال: يا أيها الناس إنني قد أقلتكم رأيكم إنني لست بخيركم فبايعوا خيركم فقاموا إليه فقالوا: يا خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم أنت والله خيرنا فقال يا أيها الناس؛ إن الناس قد دخلوا في الإسلام طوعا وكرها فهم

عواذ الله وجيران الله فإن استطعتم أن لا يظلمكم الله بشيء من ذمته فافعلوا، إن لي شيطانا يحضرنى، فإذا رأيتموني قد غضبت فاجتنبوني لا أمثل بأشعاركم وأبشاركم، يا أيها الناس تفقدوا ضرائب غلمانكم إنه لا ينبغي للحم نبت من سحت أن يدخل الجنة، ألا وراعوني بأبصاركم فإن استقمت فأعينوني، وإن زغت فقوموني وإن أطعت الله فأطيعوني وإن عصيت الله فأعصوني. (وآخر جه ابن سعد في الطبقات الكبرى ۱۸۲/۳) (ص)۔

ابو بکر جب خلیفہ بن گئے تو یہ خطبہ دیا کہ: اے لوگو میری بیعت تم نے کی میرے بارے میں اپنے خیال کا اظہار کیا، میں تم کو تمہاری بیعت واپس کرتا ہوں کیونکہ میں تم اچھا شخص نہیں ہوں تم اپنے میں بہترین شخص کی بیعت کر لو۔ پھر حضرت ابو بکر نے کہا میرے ساتھ ایک شیطان لگا رہتا ہے اور میرے ساتھ حاضر رہتا ہے۔ اگر میں سیدھا چلوں تو میری مدد کرو اور اگر میں کج روی اختیار کروں تو سیدھا کرو، اگر میں اللہ کی اطاعت کروں تو میری اطاعت کرو اور اگر میں اللہ کی نافرمانی کروں تو تم میری اطاعت نہ کرنا۔

۱۴۲۴۲۔ ثم قال علي: أناشدكم الله إن جبريل نزل علي رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: يا محمد لا سيف إلا ذو الفقار ولا فتى إلا علي فهل تعلمون هذا كان لغيري أناشدكم الله هل تعلمون أن جبريل نزل علي رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: يا محمد إن الله يأمرك أن تحب عليا، وتحب من يحبه، فإن الله يحب عليا، ويحب من يحبه قالوا: اللهم نعم، قال: أناشدكم الله هل تعلمون أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لما أسري بي إلى السماء

السابعة رفعت إلى رفارف من نور ثم رفعت إلى حجب من نور فأوحى إلى النبي صلى الله عليه وسلم أشياء فلما رجع من عنده نادى مناد من وراء الحجب يا محمد نعم الأب أبوك إبراهيم نعم الأخ أخوك علي، تعلمون معاشر المهاجرين والأنصار كان هذا. فقال عبد الرحمن بن عوف من بينهم: سمعتها من رسول الله صلى الله عليه وسلم بهاتين وإلا فصمتا، أتعلمون أن أحدا كان يدخل المسجد جنبا غيري قالوا: اللهم لا، هل تعلمون أني كنت إذا قاتلت عن يمين النبي صلى الله عليه وسلم قاتلت الملائكة عن يساره، قالوا: اللهم نعم، فهل تعلمون أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أنت مني بمنزلة هارون من موسى إلا إنه لاني بعدي، وهل تعلمون أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان آخى بين الحسن والحسين فجعل رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: يا حسن مرتين، فقالت فاطمة: يا رسول الله إن الحسين لأصغر منه وأضعف ركنا منه، فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا ترضين أن أقول أنا: هي (هي) بالفتح وتشديد الياء المكسورة اسم فعل للأمر بمعنى أسرع فيما أنت فيه) يا حسن ويقول جبريل: هي يا حسين فهل لخلق مثل هذه المنزلة نحن صابرون ليقضي الله أمرنا كان مفعولا.

۱۴۲۴ھ۔ (عثمان بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ ہمیں یوسف بن اسباط نے مخلد نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے علقمہ سے اور علقمہ حضرت ابو ذرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان کی بیعت پہلا دن تھا اور مهاجرین و انصار مسجد (نبوی) میں جمع تھے اس

وقت حضرت علی (علیہ السلام) تشریف لائے اور ایک طویل تقریر فرمائی جس میں اللہ کی حمد ثنا اور رسول اکرم ﷺ کی خدمات اور اوصاف بیان فرمائے اور پھر فرمایا: میں تم کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں بتاؤ کیا ایسا نہیں ہے کہ جبرائیل تشریف لائے تھے رسول اللہ ﷺ کے پاس اور یہ فرمایا تھا: اے محمد! تلوار تو صرف ذوالفقار ہے اور نو جوان صرف علیؑ ہے، کیا یہ فرمان میرے علاوہ کسی اور کے لئے تھا؟ میں تم کو واسطہ دیتا ہوں اللہ کا بتاؤ! کیا تم نہیں جانتے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرائیل نازل ہوئے نبی مرسل ﷺ پر فرمایا: اے محمد! اللہ آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ علیؑ سے محبت کریں، اور جو بھی علیؑ سے محبت کرے گا اس سے بھی محبت کریں، بیشک اللہ بھی علیؑ سے محبت فرماتا ہے اور ہر اس سے جس نے علیؑ کو محبوب رکھا تب لوگوں نے جو اباً حضرت علیؑ کو بیک آواز کہا: ہاں اللہ جانتا ایسا ہی ہے۔۔۔ پھر حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تم کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: کہ مجھے ساتویں آسمان پر لے جایا گیا تو نور کے نیچوں تک مجھے اٹھالیا گیا تھا پھر مجھے نور کے پردوں پر اٹھایا گیا، پھر اللہ نے نبی اکرم ﷺ کو کچھ وحی عنایت فرمائی، جب آپ ﷺ لوٹنے لگے تو پردوں کے پیچھے سے آواز آئی: اے محمد! ابراہیمؑ تیرا بہترین باپ ہے، اور علیؑ تیرا بہترین بھائی ہے، اے مهاجرین و انصار! تم جانتے ہو کہ یہ حقیقت ہے، یہ سن کر عبد الرحمن بن عوف لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے اور کہا: اگر یہ بات جو آپ نے فرمائی ہے رسول اللہ ﷺ سے نہ سنی ہو تو میرے کان بہرے ہو جائیں۔ پھر حضرت علیؑ سے نے فرمایا: تم لوگ جانتے ہو مسجد میں میرے سوا کوئی حالت جنابت میں داخل ہوتا تھا؟ لوگوں نے کہا: واللہ نہیں۔ پھر فرمایا تم جانتے ہو

کہ جب میں قتال کرتا تھا تو میں رسول اللہ ﷺ کے دائیں بازو قتال کرتا تھا اور ملائکہ آپ کے بازو قتال کرتے تھے؟ لوگوں نے جواب دیا: ہاں واللہ ایسا ہی ہے، پھر حضرت علیؑ نے مجھے فرمایا: یا علی! میرے لئے تم ایسے جیسے موسیٰ کے لئے ہارون، لیکن یاد رکھو میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے حسن اور حسین (علیہما السلام) میں بھائی چارہ کرتے تھے، چنانچہ آپ نے دو مرتبہ فرمایا یا حسن! تو (حضرت) فاطمہؑ فرماتی یا رسول اللہ! حسین! اس سے بھی چھوٹا ہے اور کمزور ہے۔ تب رسول اللہ ﷺ فرماتے کہ میں حسنؑ کی طرف داری کرتا ہوں تو جبرئیل حسینؑ کی حمایت کرتے ہیں اس لحاظ سے دونوں مساوی ہو گئے۔ پھر حضرت علیؑ نے فرمایا: کسی کو مخلوق میں ہماری جیسی فضیلت ہے کی؟ پس ہم صبر کرنے والے ہیں اور اللہ جو فیصلہ کرتا ہے وہ ہونے والا ہے۔ (ابن عساکر نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے)۔

۱۴۲۴۳۔ عن زافر عن رجل عن الحارث بن محمد عن أبي الطفيل عامر بن واثلة قال: كنت على الباب يوم الشورى، فارتفعت الأصوات بينهم فسمعت عليا يقول: بايع الناس لأبي بكر وأنا والله أولى بالأمر منه، وأحق به منه، فسمعت وأطعت مخافة أن يرجع الناس كفارا يضرب بعضهم رقاب بعض بالسيف، ثم بايع الناس عمر وأنا والله أولى بالأمر منه وأحق به منه فسمعت وأطعت مخافة أن يرجع الناس كفارا يضرب بعضهم رقاب بعض بالسيف، ثم أنتم تريدون أن تبايعوا عثمان إذا أسمع وأطيع، إن عمر جعلني في خمسة نفر أنا سادسهم لا يعرف لي فضلا عليهم في الصلاح

ولا يعرفونه لي كلنا فيه شرع سواء وإيم الله لو أشاء أن أتكلم ثم لا يستطيع عربيهم ولا عجميهم ولا المعاهد منهم ولا المشرك رد خصلة منها لعلت، ثم قال: نشدتكم بالله أيها النفر جميعا أفياكم أحد آخى رسول الله صلى الله عليه وسلم غيري؟ قالوا: اللهم لا، ثم قال: نشدتكم الله أيها النفر جميعا أفياكم أحد له عم مثل عمي حمزة أسد الله وأسدرسوله وسيد الشهداء؟ قالوا: اللهم لا، ثم قال: أفياكم أحد له أخ مثل أخي جعفر ذي الجناحين الموشى بالجواهر يطير بهما في الجنة حيث شاء؟ قالوا: اللهم لا، قال: فهل أحد له سبط مثل سبطي الحسن والحسين سيدي شباب أهل الجنة؟ قالوا: اللهم لا، قال: أفياكم أحد له زوجة مثل زوجتي فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قالوا: اللهم لا.

قال: أفياكم أحد كان أقتل لمشركي قريش عند كل شديدة تنزل برسول الله صلى الله عليه وسلم مني؟ قالوا: اللهم لا، قال: أفياكم أحد كان أعظم غنى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم حين اضطجعت على فراشه ووقيته بنفسي وبدلت له مهجة دمي؟ قالوا: اللهم لا، قال: أفياكم أحد كان يأخذ الخمس غيري وغير فاطمة؟ قال: اللهم لا، قال: أفياكم أحد كان له سهم في الحاضر وسهم في الغائب غيري؟ قالوا: اللهم لا، قال: أكان أحد مطهرا في كتاب الله غيري حين سد النبي صلى الله عليه وسلم أبواب المهاجرين وفتح بابي فقام إليه عماء حمزة والعباس فقالا: يا رسول الله سددت أبوابنا وفتحت باب علي، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما أنا فتحت باب به ولا سددت أبوابكم بل

اللہ فتح بابہ وسد أبوابکم؟ قالوا: اللهم لا، قال: أفیکم أحد تمم الله نوره من السماء غیري حين قال: وآت ذا القربى حقه۔ قالوا: اللهم لا، قال: أفیکم أحد ناجاه رسول الله صلى الله عليه وسلم اثنى عشرة مرة غیري حين قال الله تعالى: {يا أيها الذين آمنوا إذا ناجيتم الرسول فقدموا بين يدي نجواکم صدقة} قالوا:

۱۴۲۳ھ۔ از افرعن رجل عن الحارث بن محمد عن أبي الطفيل عامر بن واثلة۔ سے مروی ہے کہ شوری کے روز میں دروازے پر نگرانی کر رہا تھا۔ اندر چھ افراد موجود تھے ان میں درمیان میں آوازیں بلند ہوئیں۔ پھر میں نے حضرت علیؑ کو یہ فرماتے سنا: لوگوں نے ابو بکرؓ کی بیعت کر لی واللہ میں اس منصب کا اُن سے زیادہ اہل تھا، لیکن اس خوف سے کہیں لوگ ہفار نہ بن جائیں اور تلوار میں ایک دوسرے کی گردن اڑانے لگے میں نے خاموشی اختیار کر لی، پھر لوگوں نے عمرؓ کی بیعت کر لی واللہ! میں اُن سے زیادہ اس منصب کا حقدار تھا، اس خوف سے کہیں لوگ کفر کی طرف لوٹ نہ جائیں میں نے صبر کیا۔ پھر اب تم ارداء کرتے ہو کہ عثمانؓ کی بیعت کرو اور اطاعت کرو، عمر ابن خطاب نے مجھے پانچ لوگوں میں شامل کیا اور میں اُن کا چھٹا ہوں۔ عمر نے میری کوئی فضیلت اور صلاحیت محسوس نہ کیا واللہ! اگر میں بولوں تو پھر کوئی عربی، اور نہ عجمی نہ ذمی اور مشرک، میرے بیان کردہ صفات سے انکار کر سکتا ہے، میں ایسا کر بھی سکتا ہوں، اب اے جماعت! میں تم کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں! بتاؤ تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے بھائی چارہ کیا ہو میرے سوا؟ لوگوں نے جواب دیا: نہیں۔ پھر حضرت علیؑ نے فرمایا: اے جماعت! میں تم کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں بتاؤ کیا تم کوئی ایسا شخص ہے جس کا چچا میرے

چچا حمزہؓ جیسا ہوں، جن کو رسول اللہ ﷺ نے اسد اللہ اور اسید الشہداء کہا ہو؟ لوگوں نے کہا اللهم لا، اللہ جانتا نہیں۔ پھر حضرت علیؑ نے فرمایا: کیا تم کوئی ایسا ہے جس کا بھائی میرے بھائی جعفرؓ جیسا ہو؟ جو ذوالجناحین تھے جو دو پروں کے ساتھ جنت میں مزین ہیں اور جنت میں جہاں وہ چاہیں اُڑتے پھریں؟ لوگوں نے کہا: نہیں۔ پھر فرمایا کیا تم کوئی ایسا ہے میری اولاد حسن اور حسین (علیہما السلام) جیسی اولاد رکھتا ہو جو اہل جنت کے لوگوں کے سردار ہوں گے۔ لوگوں نے کہا: نہیں۔ پھر فرمایا کیا تم کوئی ایسا ہے جس کی بیوی میری بیوی فاطمہ (سلام اللہ علیہا) جیسی ہو؟ جو بنت رسول ہے، لوگوں نے جواب دیا: نہیں۔ پھر حضرت علیؑ نے سوال کیا: کیا تم میں کوئی ایسا ہے جس نے مجھ سے زیادہ مشرکوں کو قتل کیا ہو ہر جنگ میں جب بھی رسول اللہ ﷺ کو پیش آئی ہو؟ لوگوں نے کہا: نہیں۔ حضرت علیؑ نے پوچھا کیا تم کوئی ایسا شخص ہے جس نے مجھ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو فائدہ پہنچایا ہو، ہجرت کی رات میں اُن کے بستر پر لیٹا ہو؟، اپنی جان کے ساتھ آپؐ کی حفاظت کی اپنا خون اُنہیں پیش کیا ہو۔ لوگوں نے جواب دیا: نہیں، پھر پوچھا: کیا تم میں کوئی مالِ خمس (حق ہو اور بنی ہاشم) لیتا ہو میرے اور فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کے سوا؟۔ لوگوں نے جواب دیا: نہیں۔ پھر آپ نے پوچھا تم کوئی ایسا ہے جسے اللہ کی کتاب میں مطہر کیا گیا ہو (اہل کساء) اور میرے سوا جب بنی اکرم ﷺ نے مسجد کے دروازے بند کئے ہیں اور جب رسول اللہ ﷺ نے یہ اعلان فرمایا تو آپ کے چچا حضرت حمزہؓ اور حضرت عباسؓ اٹھے اور انہوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ نے ہمارے دروازے بند کر دئے ہیں اور علیؑ کا دروازہ کھول دیا، تب حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے نہ علیؑ کا دروازہ کھولا ہے اور

نہ تمہارے دروازے بند کئے ہیں بلکہ اللہ نے اس کا دروازہ کھولا اور تمہارے دروازے بند کئے ہیں۔ لوگوں نے جواباً کہا: نہیں۔ پھر آپ نے تم کوئی ایسا ہے جس کے لئے نور آسمان سے نام آیا ہو میرے سوا؟ اور جب اللہ فرمایا: وَاْتَتْ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ (قرابت داروں کو اس کا حق ادا کرو) لوگوں نے جواب دیا: نہیں۔ پھر حضرت علیؑ نے پوچھا: کیا تم میں کوئی ایسا ہے جس کو رسول اللہ نے خود بارہ دفعہ پکارا ہو؟ لوگوں نے کہا: نہیں۔ حضرت علیؑ نے پوچھا: اے ایمان والو! جب تم رسول سے سرگوشی کرو تو، سرگوشی سے قبل صدقہ دو۔ لوگوں نے جواب دیا: نہیں۔ پھر آپ نے سوال کیا کیا تم کوئی ایسا ہے میرے سوا جس نے رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں کو بند کیا؟ (یعنی وقت وفات میں ہی موجود تھا)، آپ کو قبر میں اتارا: لوگوں نے جواب دیا نہیں۔ (امام ابن حجر میں فرماتے ہیں اس کا راوی زافر کذب کے ساتھ متعہم نہیں ہے (یعنی سچا ہے)۔

۴۵۸۸۹۔ عن عمر أنه أتى جارية له فقالت: انى حائض، فوقع بها فوجدها حائضاً، فأتى النبي ﷺ فذكر له ذلك فقال: يغفر الله لك يا أبا حفص! تصدق بنصف دينار.

۴۵۸۸۹۔ حضرت عمر اپنی ایک باندی کے پاس آئے اس نے حالت حیض کا عذر ظاہر کیا لیکن عمر نے اس کے ساتھ ہم بستری کر لی۔ بعد ہم بستری کے حضرت عمر اس بات منکرہ کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے ابو حفص! نصف دینار صدقہ کر دو۔ رواہ الحارث وابن ماجہ عمر اپنی بیوی کی پٹائی کرتے ہیں: عمر کی ایک بری صفت یہ بھی تھی کہ ہمیشہ اپنی بیوی کی پٹائی کیا کرتے تھے۔ ابن

ماجہ نے سنن میں جو کہ صحاح ستہ میں شمار ہوتی ہے لکھا ہے:
اشعث بن قیس سے نقل ہے وہ کہتا ہے:

ضَعَفْتُ عَمَرَ لَيْلَةً فَلَمَّا كَانَ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ قَامَ إِلَىٰ امْرَأَتِهِ يَضْرِبُ بِهَا فَحَجَزَتْ بَيْنَهُمَا.

ایک رات میں عمر کا مہمان تھا جب آدھی رات ہو گئی تو عمر نے اپنی بیوی کی پٹائی شروع کر دی تب میں نے جا کر بیچ بچاؤ کروایا اور دونوں کو الگ کر دیا۔ جب عمر میرے پاس آئے تو کہا: فلما لَوَىٰ إِلَىٰ فَرَّاشِهِ قَالَ لِي يَا اشْعَثُ احْفَظْ عَنِّي شَيْئًا سَمِعْتُهُ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّىٰ اَلْهُ عَلَيْهِ وَوَسَلَّمَ لَا يَسْأَلُ الرَّجُلُ فِيْمَ يَضْرِبُ امْرَأَتَهُ.

اے اشعث! ایک قول رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے اسے یاد رکھو! وہ یہ ہے کہ مرد سے اپنی بیوی کو مارنے کے بارے میں کوئی سوال وجواب نہیں کیا جائے گا۔

القزويني، محمد بن يزيد ابو عبد الله (متوفاي 275 هـ)، سنن ابن ماجه، ج 1، ص 639 ح 1986، باب ضَرْبِ النِّسَاءِ، تحقيق محمد فواد عبد الباقي، ناشر: دار الفكر - بيروت، المقدسي الحنبلي، ابو عبد الله محمد بن عبد الواحد بن احمد (متوفاي 643 هـ)، الاحاديث المختارة، ج 1، ص 189، تحقيق عبد الملك بن عبد الله بن دهيش، ناشر: مكتبة النهضة الحديثة - مكة المكرمة، الطبعة: الاولي، 1410 هـ، المزني، يوسف بن الزكي عبد الرحمن ابو الحجاج (متوفاي 742 هـ)، تهذيب الكمال، ج 18، ص 31، تحقيق د. بشار عواد معروف، ناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مناقب امیر المؤمنین علی ابن

ابی طالب علیہ السلام

من کتاب

مستدرک الصحیحین

الحافظ امام حاکم نیشاپوری

متوفی ۴۰۵ھ

الطبعة: الاولى، 1400ھ-1980م، القرشي الدمشقي، إسماعيل بن عمر بن
كثير ابو الفداء (متوفاي 774ھ)، تفسير القرآن العظيم، ج 1، ص 493،
ناشر: دار الفكر - بيروت 1401ھ.

اسی روایت سے مشابہ مسند احمد بن حنبل میں روایت ہے: الشیبانی، احمد بن حنبل ابو
عبداللہ (متوفای 241ھ)، مسند امام احمد بن حنبل، ج 1، ص 20، ناشر: موسسة
قرطبة مصر.

تعارف

الحافظ امام حاکم نیشاپوری

آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے اور نام محمد بن عبد اللہ بن حمدویہ بن نعیم ہے۔ آپ نیشاپور کے رہنے والے بہت بڑے حافظ حدیث اور بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ربیع الاول ۳۲۱ھ میں پیدا ہوئے۔ امام ذہبی نے اپنی کتاب تذکرۃ الحفاظ ج ۳ طبقہ ۱۳ (اردو) ص ۷۰۰-۷۰۳ میں آپ کے حالات پر مفصل روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں امام حاکم ثقہ تھے اور وسیع علم رکھتے تھے آپ کی تصنیفات تقریباً پانچ سو اجزاء پر مشتمل ہیں۔ ۴۰۵ھ میں فوت ہوئے۔ ابو بکر خلیب کہتے ہیں ابو عبد اللہ حاکم قابل اعتماد تھے اور کہتے ہیں مجھے ابراہیم بن محمد رموی نے جو ایک صالح عالم ہیں بتایا کہ امام حاکم نے بہت سی احادیث جمع کیں اور کہا یہ بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح ہیں ان میں حدیث الطیر اور حدیث ”من کنت مولاه فعلی مولاه“ بھی شامل ہے۔ ابتداً امام حاکم نے حدیث طیر سے یہ کہہ کر انکار کیا اگر صحیح مانا جائے تو اس کا مطلب یہ ہی نکلے گا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے بعد حضرت علی سے افضل کوئی نہیں ہے۔ بعد میں امام حاکم کی رائے بدل گئی اور اس حدیث کو مستدرک میں شامل کیا۔ مزید یہ کہا کہ حدیث الطیر بہت سی سندوں سے مروی ہے۔ میں (ابو بکر خلیب) نے ان سب کو ایک الگ کتاب میں جمع کیا ہے ان کو دیکھنے سے نتیجہ نکلتا ہے کہ اس حدیث کی کچھ نہ کچھ اصل ضرور ہے۔ رہی ”من کنت مولاه فعلی مولاه“ تو یہ بھی بہت سی عمدہ سندوں سے مروی ہے میں نے اس لئے بھی ایک علیحدہ کتاب لکھی ہے۔ ابو حازم عمبدی کہتے ہیں کہ امام حاکم اپنے زمانے میں اہل حدیث کے امام تھے۔ ابن طاہر کہتے ہیں میں نے اسماعیل انصاری سے امام حاکم کے بارے پوچھا تو کہنے لگے حدیث میں ثقہ اور لائق اعتماد ہیں۔ طاہر میں شیخین کی فضیلت اور ان کی خلافت کے برحق ہونے اہل سنت کے ہمنوا ہیں۔ معاویہ اور ان کے اخلاف سے سخت منحرف ہیں۔ امام ذہبی کہتے ہیں ابن طاہر نے یہ مزید کہا کہ: میں کہتا ہوں حضرت علیؑ کے مخالفین سے ان کا (امام حاکم) انحراف صحیح اور درست ہے۔ ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ امام حاکم حرام میں داخل ہوئے غسل فرمایا اور ایک سرد آہ کھینچی روح پرواز کر گئی۔ قاضی ابو بکر حیری نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی۔ امام حاکم نے صفر ۴۰۵ھ میں انتقال فرمایا۔

مناقب أمير المؤمنين علي بن أبي طالب عليه السلام

۶۰۴۴۔ فقد تواترت الأخبار أن فاطمة بنت أسد ولدت علي بن أبي طالب في جوف الكعبة۔ مستدرک الصحيحین ج ۳ ص ۴۸۳؛ تذكرة الخواص الامت بسط ابن جوزی ص ۱۰؛ سيرة الخلبية (اردو) ج اول ص ۴۴۰؛ ازالة الحفاء شاه ولی اللہ محدث دہلوی جلد ۴ ص ۴۰۶۔ مستدرک الصحيحین میں حاکم نے فرمایا یہ حدیث اس بارے میں متواتر ہے کہ فاطمہ بنت اسد نے کعبہ کے اندر علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو جنم دیا۔

۴۵۷۲ سمعت القاضي أبا الحسن علي بن الحسن الجراحي وأبا الحسين محمد بن المظفر الحافظ يقولان سمعنا أبا حامد محمد بن هارون الحضرمي يقول سمعت محمد بن منصور الطوسي يقول سمعت أحمد بن حنبل يقول ما جاء لأحد من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم من الفضائل ما جاء لعلي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه

محمد بن منصور طوسی سے روایت ہے کہ میں نے احمد بن حنبل کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت علیؑ کے فضائل کے بارے میں جتنی حدیثیں وارد ہوئی ہیں اصحاب رسولؐ میں کسی اور کے لئے نہیں وارد ہوئیں۔

۴۵۷۳ حدثني أبو بكر محمد بن أحمد بن بالويه ثنا إبراهيم بن إسحاق الحاربي ثنا مصعب بن عبد الله الزبيري قال كانت فاطمة بنت أسد بن هاشم أول هاشمية ولدت من هاشمي وكانت بمحل عظيم من الأعيان في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وتوفيت في حياة رسول الله صلى الله عليه وسلم وصلى عليها وكان اسم علي أسد ولذلك يقول: - أنا الذي سمتني أمي حيدرہ۔

یہ کہ حضرت فاطمہ بنت اسد ابن ہاشم پہلی ہاشمیہ ہیں جو بنی ہاشم میں پیدا ہوئیں اور آپ نے حیات رسولؐ میں وفات پائی اور حضرت علیؑ کا نام اسد رکھا تھا۔ حضرت علیؑ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا۔ (اسد اور حیدر دونوں شیر کو کہتے ہیں)۔

[4574] حدثني بكير بن محمد الحداد الصوفي بمكة ثنا الحسن بن

علي بن شبيب المعمر بن ثناء عبد الرحمن بن عمرو بن جبلة الباهلي ثنا أبي عن الزبير بن سعيد القرشي قال كنا جلوسا عند سعيد بن المسيب فمر بنا علي بن الحسين ولم أر هاشمي قط كان أعبد لله منه فقام إليه سعيد بن المسيب وقمنا معه فسلمنا عليه فرد علينا فقال له سعيد يا أبا محمد أخبرنا عن فاطمة بنت أسد بن هاشم أم علي بن أبي طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال نعم حدثني أبي قال سمعت أمير المؤمنين علي بن أبي طالب يقول لما ماتت فاطمة بنت أسد بن هاشم كفنها رسول الله صلى الله عليه وسلم في قميصه و صلى عليها و كبر عليها سبعين تكبيرة و نزل في قبرها فجعل يومي في نواحي القبر كأنه يوسعه ويسوي عليها و خرج من قبرها و عيناها تذر فان و حثافي قبرها فلما ذهب قال له عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا رسول اللہ رأيتك فعلت علي هذه المرأة شيئا لم تفعله علي أحد فقال يا عمر إن هذه المرأة كانت أمي التي ولدتني إن أبا طالب كان يصنع الصنيع و تكون له المأدبة و كان يجمعنا علي طعامه فكانت هذه المرأة تفضل منه كله نصيبا فأعود فيه و إن جبريل عليه السلام أخبرني عن ربي عز وجل أنها من أهل الجنة و أخبرني جبريل عليه السلام أن اللہ تعالیٰ أمر سبعين ألفا من الملائكة يصلون عليها

زبير بن سعيد قرشي سے روایت ہے کہ ہم لوگ سعید بن مسیب کے پاس بیٹھے تھے اس درمیان میں علی ابن حسینؑ کا گذر ہوا۔ میں نے اس سے قبل کسی ہاشمی کو نہیں دیکھا تھا۔ جیسے ہی علی ابن حسین آئے سعید بن مسیب ادا کھڑے ہو گئے۔ ہم بھی ان کے ساتھ

کھڑے ہو گئے۔ ہم نے سلام کیا تو آپؑ نے جواب سلام دیا۔ پھر سعید بن مسیب نے پوچھا: اے ابو محمد! ہمیں آپ حضرت فاطمہ بنت اسد کے بارے میں جو حضرت علیؑ کی والدہ ہیں بتلائیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ سے میرے والد (امام حسینؑ) اور ان سے حضرت علیؑ نے فرمایا جب حضرت فاطمہ بنت اسد کی وفات ہوئی تو نبی اکرم ﷺ و آلہ نے اپنی قمیض بطور کفن دی پھر ان پر نماز جنازہ پڑھی ستر تکبیر کے ساتھ اور آپ ان کی قبر میں اترے اور قبر کے ہر سمت اشارہ فرمایا گویا کچھ ارشاد فرما رہے تھے یا قبر کو صاف کر رہے تھے۔ پھر آپ قبر سے باہر نکل آئے اور آپ کا حال یہ تھا کہ دونوں آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ پھر آپ نے مٹی ڈالی۔ پھر جب وہاں سے چل پڑے تو حضرت عمر نے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ کو اس سے قبل کسی اور کے ساتھ ایسا عمل کرتے نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا اے عمر! یہ میری ماں تھیں جنہوں نے مجھے پالا تھا۔ حضرت ابو طالب اپنے کام میں مصروف رہتے تھے اور جب گھر میں کھانا تیار ہوتا تو ایک ہی دسترخوان پر ہم سب کھاتے تھے۔ اور یہ (حضرت فاطمہ بنت اسد) میرے لئے الگ سے کچھ رکھ لیتی تھیں۔ جس کو بعد میں میں کھا لیتا تھا۔ اور حضرت جبریلؑ نے رب کی جانب سے مجھے خبر دی ہے کہ یہ جنتی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے برکت نازل کرنے کے لئے ۷۰ ستر ہزار فرشتوں کو حکم دیا ہے۔

[4575] حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا محمد بن سنان القزاز ثنا عبيد الله بن عبد المجيد الحنفي وأخبرني أحمد بن جعفر القطيعي ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل حدثني أبي ثنا أبو بكر الحنفي ثنا بكير بن مسمار قال

سمعت عامر بن سعد يقول قال معاوية لسعد بن أبي وقاص رضي الله تعالى عنهما ما يمنعك أن تسب بن أبي طالب قال فقال لا أسب ما ذكرت ثلاثا قالهن له رسول الله صلى الله عليه وسلم لأن تكون لي واحدة منهن أحب إلي من حمر النعم قال له معاوية ما هن يا أبا إسحاق قال لا أسبه ما ذكرت حين نزل عليه الوحي فأخذ عليا وابنيه وفاطمة فأدخلهم تحت ثوبه ثم قال رب إن هؤلاء أهل بيتي ولا أسبه ما ذكرت حين خلفه في غزوة تبوك غزاها رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له علي خلفتني مع الصبيان والنساء قال ألا ترضى أن تكون مني بمنزلة هارون من موسى إلا أنه لا نبوة بعدي ولا أسبه ما ذكرت يوم خيبر قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لأعطين هذه الراية رجلا يحب الله ورسوله ويفتح الله على يديه فتطاولنا لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال أين علي قالوا هو أرمم فقال ادعوه فدعوه فبصق في وجهه ثم أعطاه الراية ففتح الله عليه قال فلا والله ما ذكره معاوية بحرف حتى خرج من المدينة هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه بهذه السياقة وقد اتفقا جميعا على إخراج حديث المؤاخاة وحديث الراية

عامر بن سعید سے روایت ہے کہ معاویہ نے سعد ابن ابی وقاص سے سوال کیا کہ: تجھ کو علی ابن ابی طالب پر لعنت کرنے سے کس نے روکا ہے؟ سعد ابن ابی وقاص (عمر ابن سعد کا باپ) نے کہا: جب سے مجھے تین باتیں یاد آگئیں (اس لئے) میں نے علی پر لعنت نہیں کی۔ پہلی بات یہ کہ جب رسول اللہ ﷺ واکم پر وحی نازل ہوئی رسول اللہ

نے علیؑ، فاطمہ حسنؑ اور حسینؑ (سلام اللہ علیہما) کو ایک چادر میں لیا اور ارشاد فرمایا: یا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں، دوسری بات یہ کہ جب رسول اللہ ﷺ تبوک کی جنگ کے لئے جا رہے تھے تو انہوں نے حضرت علیؑ کو اپنا خلیفہ بنایا اس پر حضرت علیؑ نے رسول اللہ ﷺ واکم سے کہا (آپ جنگ سے روک کر) مجھے عورتوں اور بچوں کا خلیفہ بنائے جا رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ واکم نے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو تم میرے نزدیک ایسے ہی ہو جیسے ہارونؑ حضرت موسیٰ کے لئے تھے۔ صرف یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ تیسری بات یہ کہ جنگ خیبر کے وقت نبی اکرم ﷺ واکم نے فرمایا کہ کل علم اس مرد کو دوں گا جو اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ جس کے ہاتھوں پر فتح عطا کرے گا۔ اس وقت ہم سب اس کے لئے آرزو مند تھے کہ علم ہم کو عطا ہو۔ مگر آپ نے اعلان کیا کہ علیؑ کہاں ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا وہ آشوب چشم میں مبتلا ہیں۔ آپ نے حضرت علیؑ کو بلایا اور اپنا لعاب دہن حضرت علیؑ کی چشم مبارک پر مل دیا۔ پھر آپ کو علم عطا کیا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؑ کے ہاتھوں پر خیبر کی فتح دی۔

[4576] حدثنا أبو الحسين محمد بن أحمد بن تميم الحنظلي ببغداد ثنا أبو قلابة عبد الملك بن محمد الرقاشي ثنا يحيى بن حماد وحدثني أبو بكر محمد بن بالويه وأبو بكر أحمد بن جعفر البزار قالنا عبد الله بن أحمد بن حنبل حدثني أبي ثنا يحيى بن حماد وثنا أبو نصر أحمد بن سهل الفقيه ببخارا ثنا صالح بن محمد الحافظ البغدادي ثنا خلف بن سالم المخرمي ثنا يحيى بن حماد ثنا أبو عوانة عن سليمان الأعمش قال ثنا حبيب بن أبي ثابت

عن أبي الطفيل عن زيد بن أرقم رضى الله تعالى عنه قال لما رجع رسول الله صلى الله عليه وسلم من حجة الوداع ونزل غدیر خم أمر بدوحات فقمّن فقال كأنی قد دعیت فأجبت إني قد تركت فيكم الثقيلين أحدهما أكبر من الآخر كتاب الله تعالى وعترتي فانظروا كيف تخلفوني فيهما فإنهما لن يتفرقا حتى يردا علي الحوض ثم قال إن الله عز وجل مولاي وأنا مولی كل مؤمن ثم أخذ بيد علي رضى الله تعالى عنه فقال من كنت مولاه فهذا وليه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه وذكر الحديث بطوله هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه بطوله شاهده حديث سلمة بن كهيل عن أبي الطفيل أيضا صحيح على شرطهما

زيد ابن ارقم سے یہ روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ واکم جب حجتہ الوداع سے واپس ہو رہے تھے تو آپ مقام غدیر خم پر اترے اور خطبہ دیا فرمایا کہ: میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جن میں ہر ایک دوسرے سے بڑی ہے ایک اللہ کی کتاب اور دوسرے میرے اہل بیت۔ خبردار ہو کہ ان دونوں کے بارے میں کیوں کہ یہ دونوں الگ نہیں ہوں گے حتیٰ کے یہ کوثر کے حوض پر وارد ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ میرا ولی اور میں ہر مومن کا ولی ہوں۔ پھر آپ نے حضرت علی کا ہاتھ تھاما اور فرمایا میں جس کا ولی ہوں یہ بھی اس کا ولی ہے۔ اے اللہ! تو اس کو دوست رکھ جو علی کا دوست ہو اور تو اس سے دشمنی رکھ جو علی سے دشمنی رکھے۔ یہ حدیث شرط شیخین کے مطابق صحیح ہے

[4577] حدثنا أبو بكر بن إسحاق ودعبلج بن أحمد السجزي قال أنبا

محمد بن أيوب ثنا الأزرق بن علي ثنا حسان بن إبراهيم الكرمانی ثنا محمد بن سلمة بن كهيل عن أبيه عن أبي الطفيل عن بن وثالة أنه سمع زيد بن أرقم رضى الله تعالى عنه يقول نزل رسول الله صلى الله عليه وسلم بين مكة والمدينة عند شجرات خمس دوحات عظام فكنس الناس ما تحت الشجرات ثم راح رسول الله صلى الله عليه وسلم عشية فصلى ثم قام خطيبا فحمد الله وأثنى عليه وذكر ووعظ فقال ما شاء الله أن يقول ثم قال أيها الناس إني تارك فيكم أمرين لن تضلوا إن اتبعتموهما وهما كتاب الله وأهل بيتي عترتي ثم قال أتعلمون إني أولى بالمؤمنين من أنفسهم ثلاث مرات قالوا نعم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كنت مولاه فعلي مولاه وحديث بريدة الأسلمي صحيح على شرط الشيخين۔

زيد ابن ارقم سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ جہاں پانچ (۵) بڑے درخت تھے کے اور لوگوں نے اطراف میں صفائی کی، جب آپ استراحت فرما چکے، تو نماز عشاء ادا کی پھر آپ نے خطاب کیا: بعد حمد و ثنا کے فرمایا: اے لوگو! میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک تم ان کی اتباع کرو گے گمراہ نہیں ہوں گے اور وہ یہ دونوں اللہ کی کتاب اور میرے اہل بیت میری عترت ہیں۔ پھر آپ نے پوچھا: کیا تم یہ جانتے ہو کہ میں تمام مومنین پر مقدم ہوں؟ یہ تین بار سوال کر چکے تو تمام حاضرین نے اقرار کیا: ہاں یا رسول اللہ۔ تب آپ نے ارشاد فرمایا جس کا میں مولا علیؑ اس کا مولا ہے۔ یہ حدیث شرط شیخین کے مطابق صحیح ہے

[4578] حدثنا محمد بن صالح بن هانى ثنا أحمد بن نصر أخبرنا محمد بن علي الشيباني بالكوفة ثنا أحمد بن حازم الغفاري وأبنا محمد بن عبد الله العمري ثنا محمد بن إسحاق ثنا محمد بن يحيى وأحمد بن يوسف قالوا ثنا أبو نعيم ثنا بن أبي غنية عن الحكم عن سعيد بن جبير عن بن عباس عن بريدة الأسلمي رضى الله تعالى عنه قال غزوت مع علي إلى اليمن فرأيت منه جفوة فقدمت على رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكرت عليا فتنقصته فرأيت وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم يتغير فقال يا بريدة أأنت أولى بالمؤمنين من أنفسهم قلت بلى يا رسول الله فقال من كنت مولاه فعلي مولاه وذكر الحديث هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه بريدة السلمي سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں میں حضرت علیؑ کے ساتھ یمن کی جنگ میں تھا اس دوران مجھ میں اور علیؑ سرد مہری ہو گئی جب ہم واپس آئے تو میں نے اس بات کی شکایت رسول اللہ ﷺ و آلہ سے کی۔ میں نے دیکھا کہ آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا: اے بريدة! کیا میں تمام مومنین پر مقدم نہیں ہوں؟۔ میں نے جواب دیا: ہاں یا رسول اللہ! تب آپ نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں، علیؑ اس کا مولا ہے۔ یہ حدیث شرط صحیح مسلم کے مطابق صحیح ہے

[4579] حدثنا أبو عبد الله محمد بن يعقوب الحافظ حدثني أبي محمد بن نعيم قال ثنا قتيبة بن سعيد ثنا جعفر بن سليمان الضبعي عن يزيد الرشك عن مطرف عن عمران بن حصين رضى الله تعالى عنه قال بعث

رسول الله صلى الله عليه وسلم سرية واستعمل عليهم علي بن أبي طالب رضى الله تعالى عنه فمضى علي في السرية فأصاب جارية فأنكر واذلك عليه فتعاقد أربعة من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا لقينا النبي صلى الله عليه وسلم لأخبرناه بما صنع علي قال عمران وكان المسلمون إذا قدموا من سفر بدئوا برسول الله صلى الله عليه وسلم فنظروا إليه وسلموا عليه ثم انصرفوا إلى رحالهم فلما قدمت السرية سلموا على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقام أحد الأربعة فقال يا رسول الله ألم تر أن عليا صنع كذا وكذا فأعرض عنه ثم قام الثاني فقال مثل ذلك فأعرض عنه ثم قام الثالث فقال مثل ذلك فأعرض عنه ثم قام الرابع فقال يا رسول الله ألم تر أن عليا صنع كذا وكذا فأقبل عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم والغضب في وجهه فقال ما تريدون من علي إن عليا مني وأنا منه وولي كل مؤمن هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه

فرمایا رسول اللہ ﷺ و آلہ وسلم نے کہ: علیؑ کے بارے مجھ سے شکایت مت کرو کہ وہ مجھ سے ہیں اور میں علیؑ سے اور وہ تمام مومنین کے ولی ہیں۔

[4580] حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا أحمد بن عبد الجبار ثنا يونس بن بكير عن محمد بن إسحاق أن علي بن أبي طالب رضى الله تعالى عنه أسلم وهو بن عشر سنين

محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت علیؑ نے کہ: میں اس وقت اسلام

لایا جب کہ میں دس سال کا تھا۔

[4581] أخبرني أبو إسحاق المزكي وأبو الحسين الحافظ قال ثنا محمد بن إسحاق الثقفي ثنا محمد بن منصور ثنا عبد الرزاق أنبا معمر عن قتادة عن الحسن قال أسلم علي وهو بن عشر أو بن ست عشرة سنة هذا الإسناد أولى من الأول وإنما قدمت ذلك لأنني علوت فيه۔

حسن نے فرمایا کہ جب حضرت علیؑ اسلام لائے یا تو دس سال کے تھے یا ۱۶ سال کے۔ (یہ یوں کہنا چاہتے تھے کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ نے اعلان رسالت کیا اس وقت حضرت علیؑ دس سال کے تھے یا ۱۶ سال کے تھے)

[4582] حدثني أبو عمرو ومحمد بن عبد الواحد الزاهد صاحب ثعلب إملاء ببغداد ثنا محمد بن عثمان بن أبي شيبة ثنا زكريا بن يحيى المصري حدثني المفضل بن فضالة حدثني سماك بن حرب عن عكرمة عن بن عباس رضي الله تعالى عنهما قال لعلي أربع خصال ليست لأحد هو أول عربي وأعجمي صلى مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو الذي كان لو اؤه معه في كل زحف والذي صبر معه يوم المهراس وهو الذي غسله وادخله قبره۔ حضرت عبد اللہؑ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ کے چار ایسے فضائل ہیں جو دوسروں کو نصیب نہیں ہوئے:

(۱) آپؑ عرب اور عجم میں پہلے ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی۔ (۲) ہر جنگ میں نبیؐ کا علم آپ کے ہاتھ میں رہا (۳) آپ مہر اس کے دن (یوم

أحد؛ صاحب كشف الغمّة ابن أبي الفتح اردبلی ج ۱ ص ۷۹ میں غزوہ جین لکھا ہے، اور اسی جلد میں ص ۱۹۰ پر جنگ احد لکھا ہے کہ: جب رسول اللہ ﷺ کا چہرہ اقدس پتھر سے زخمی ہوا تو حضرت علیؑ نے مہر اس سے پانی لاکر زخم دھویا (نبیؐ کے ساتھ صبر) ثابت قدم رہے) کیا (۴) اور آپ ہی ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا اور قبر میں اتارا۔

[4583] حدثنا علي بن حمشاذ ثنا محمد بن المغيرة السكري ثنا القاسم بن الحكم العرنی ثنا مسعر عن الحكم بن عتيبة عن مقسم عن بن عباس رضي الله تعالى عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم دفع الراية إلى علي رضي الله تعالى عنه يوم بدر وهو بن عشرين سنة هذا حديث صحيح علي شرط الشيخين ولم يخرجاه۔

رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو بدر کے دن پرچم عطا کیا جب کہ وہ بیس سال کے تھے۔ یہ حدیث شرط شیخین کے مطابق صحیح ہے

[4584] حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا الحسن بن علي بن عفان العمري وحدثنا أبو بكر بن أبي دارم الحافظ ثنا إبراهيم بن عبد الله العبسي قال ثنا عبيد الله بن موسى ثنا إسرائيل عن أبي إسحاق عن المنهال بن عمرو عن عباد بن عبد الله الأسدي عن علي رضي الله تعالى عنه قال إني عبد الله وأخو رسوله وأنا الصديق الأكبر لا يقولها بعدي إلا كاذب صليت قبل الناس بسبع سنين قبل أن يعبده أحد من هذه الأمة۔

عباد بن عبد اللہ الاسدی سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت علیؑ نے کہ میں اللہ کا بندہ

ہوں اور رسولؐ کا بھائی اور میں صدیق اکبر ہوں جو کوئی میرے بعد صدیقیت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے اور میں نے تمام لوگوں سے سات سال قبل نماز پڑھی ہے یہ شرف اس امت میں میرے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں ہوا۔

[4585] [شعیب بن صفوان عن الأجلح عن سلمة بن كهيل عن حبة بن جوين عن علي رضي الله تعالى عنه قال عبدت الله مع رسول الله صلى الله عليه وسلم سبع سنين قبل أن يعبده أحد من هذه الأمة۔
حضرت علیؑ نے فرمایا میں نے اللہ کی عبادت رسولؐ کے ساتھ تمام امت سے سات سال قبل کی ہے۔

[4586] [حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا أحمد بن عبد الجبار ثنا يونس بن بكير عن يوسف بن صهيب عن عبد الله بن بريدة عن أبيه قال انطلق أبو ذر ونعيم بن عم أبي ذر وأنا معهم نطلب رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو بالجبل مكنتم فقال أبو ذر يا محمد آتيناك نسمع ما تقول وإلى ما تدعو فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم أقول لا إله إلا الله وأني رسول الله فآمن به أبو ذر وصاحبه وآمنت به وكان علي في حاجة لرسول الله صلى الله عليه وسلم أرسله فيها وأوحى إلي رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الإثنين وصلى علي يوم الثلاثاء صحيح الإسناد ولم يخرجاه

عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ابوذرؓ اور نعیم (ابوذر کے) ابن عم، رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں روانہ ہوئے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا اور

آنحضرت ﷺ پہاڑ پر پوشیدہ طور سے تشریف فرما تھے۔ ابوذرؓ نے کہا: اے محمد! ہم آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہیں کہ ہم سب سے آپ کو فرماتے ہیں اور آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں کہتا ہوں لا الہ الا اللہ تو ابوذرؓ نے ایمان قبول کر لیا اور ان کے ساتھی نے بھی۔ اور میں نے بھی ایمان قبول کیا اور علیؑ کو رسول اللہ نے اپنے کسی کام کے سلسلے میں بھیج دیا تھا تو رسول اللہ ﷺ پر وحی پیر کے دن نازل ہوئی اور حضرت علیؑ نے منگل کے روز (رسول اللہ ﷺ کے پیچھے) نماز پڑھی۔ اس حدیث کی اسناد صحیح ہیں۔

[4587] [حدثنا أبو سعيد أحمد بن عمرو الأحمسي ثنا الحسين بن حميد بن الربيع حدثني عبد الرحمن بن بيهس الملائني حدثني علي بن عابس عن مسلم الملائني عن أنس رضي الله تعالى عنه قال نبيء النبي صلى الله عليه وسلم يوم الإثنين وأسلم علي يوم الثلاثاء
انسؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ پر دو شنبہ کو وحی نازل ہوئی اور حضرت علیؑ نے اسلام قبول کیا۔

[4589] [سمعت أبا إسحاق إبراهيم بن إسماعيل القاري يقول سمعت عثمان بن سعيد الدارمي يقول سمعت أبا بكر بن أبي شيبة يقول ولي علي بن أبي طالب خمس سنين وقتل سنة أربعين من مهاجر رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو بن ثلاث وستين سنة قتل يوم الجمعة للحادي والعشرين من شهر رمضان ومات يوم الأحد ودفن بالكوفة

عثمان بن سعید دارمی فرماتے ہیں کہ ابو بکر بن شیبہ کو یہ فرماتے سنا کہ علیٰ ابن ابی طالب نے ۵ سال خلافت کی اور رسولؐ کی ہجرت کے چالیسویں سال میں قتل کئے گئے اور اس وقت آپؐ کا سن شریف ۶۳ سال تھا انھیں بروز جمعہ قتل کیا گیا ۲۱ رمضان المبارک کو اور یکشنبہ کو انتقال ہوا اور انھیں کوفے میں دفن کیا گیا۔

[4590] أخبرنا إبراهيم بن إسماعيل القاري ثنا عثمان بن سعيد الدارمي ثنا عبد الله بن صالح حدثني الليث بن سعد أخبرني خالد بن يزيد عن سعيد بن أبي هلال عن زيد بن أسلم أن أبا سنان الدؤلي حدثه أنه عاد علياً رضي الله تعالى عنه في شكوى له أشكاها قال فقلت له لقد تخوفنا عليك يا أمير المؤمنين في شكواك هذه فقال لكني والله ما تخوفت على نفسي منه لأنني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم الصادق المصدوق يقول إنك ستضرب ضربة ها هنا وضربة ها هنا وأشار إلى صدغيه فيسيل دمها حتى تختضب لحيتك ويكون صاحبها أشقاها كما كان عاقر الناقة أشقى ثمود هذا حديث صحيح على شرط البخاري ولم يخرجه

ابو سنان دؤلی بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت علیؑ کے زخمی ہو جانے کے بعد ان کی عیادت کے لئے گئے وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: یا امیر المؤمنین آپ کی حالت دیکھ کر ہمیں بے حد خوف محسوس ہو رہا ہے کہ آپ اتنی تکلیف میں ہیں۔ حضرت علیؑ نے جواب دیا: لیکن مجھے اپنے بارے میں کوئی خوف نہیں اس لئے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ جو صادق اور مصدق ہیں یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ عنقریب تمہیں یہاں اور یہاں پر

ضربت لگے گی اور انہوں نے اپنی کینٹی کی طرف اشارہ کیا کہ وہاں سے خون بہے گا یہاں تک کہ تمہاری داڑھی خون سے رنگین ہو جائے گی اور ضربت مارنے والا اسی طرح کا بد بخت ہوگا جیسا کہ قوم ثمود کا وہ شخص تھا جس نے ناقہ (صالحؑ) کو ذبح کر دیا تھا۔ یہ حدیث صحیح ہے بخاری کی شرط پر۔

[4591] أخبرنا أبو جعفر محمد بن عبد الله البغدادي ثنا يحيى بن عثمان بن صالح السهمي ثنا سعيد بن عفير حدثني حفص بن عمران بن أبي الرسام عن السري بن يحيى عن بن شهاب قال قدمت دمشق وأنا أريد الغزو فأتيت عبد الملك لأسلم عليه فوجدته في قبة على فرش بقرب القائم وتحتة سماطان فسلمت ثم جلست فقال لي يا بن شهاب أتعلم ما كان في بيت المقدس صباح قتل علي بن أبي طالب فقلت نعم فقال هلم فقممت من وراء الناس حتى أتيت خلف القبة فحول إلي وجهه فأحنا علي فقال ما كان فقلت لم يرفع حجر من بيت المقدس إلا وجد تحتة دم فقال لم يبق أحد يعلم هذا غيري وغيرك لا يسمعن منك أحد فما حدثت به حتى توفي

ابن شہاب (زہری) سے روایت ہے کہ میں دمشق آیا اور جنگ میں شریک ہونا چاہتا تھا۔ میں عبد الملک بن مروان کی خدمت میں انھیں سلام کرنے آیا۔ میں نے انھیں قبہ میں زمین پر ستوں کے قریب بیٹھا ہو پایا ان کے نیچے دو آونی چادریں بچھی ہوئی تھیں میں نے انھیں سلام کیا۔ میں بیٹھ گیا۔ عبد الملک بن مروان نے کہا: ابن شہاب کیا تم جانتے ہو کہ جس صبح کو حضرت علیؑ شہید ہوئے اس وقت بیت المقدس میں

کیا ہوا میں نے جواب دیا: ہاں۔ پھر عبد الملک نے مجھے لوگوں سے علاحدہ قبہ کے پیچھے لے گئے اور مجھ سے پوچھا کہ: کیا ہوا؟ میں نے جواب دیا: اُس دن بیت المقدس میں کوئی پتھر نہیں تھا مگر یہ کہ اُس کے نیچے خون موجود نہ ہو۔ عبد الملک بن مروان نے تاکیداً کہا کہ یہ بات میرے اور تمہارے درمیان رہے اور کسی اور کو نہ بتلانا۔ میں نے تادم حیات عبد الملک یہ بات کسی کو نہیں بتلائی۔

[4595] فحد ثنا أبو بكر بن أبي دارم الحافظ ثنا أحمد بن موسى بن إسحاق التميمي ثنا وضاح بن يحيى النهشلي ثنا أبو بكر بن عياش عن أبي إسحاق عن الأسود بن يزيد النخعي قال لما بويع علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه على منبر رسول الله صلى الله عليه وسلم قال خزيمه بن ثابت وهو واقف بين يدي المنبر :-

اسود بن یزید نخعی روایت کرتے ہیں کہ جب منبر رسول ﷺ وآلہ پر علی ابن ابی طالب کی بیعت کی گئی تو خزیمہ بن ثابت نے کہا جو منبر کے سامنے کھڑے تھے:

إذ انحن بايعنا عليا فحسبنا = جب ہم نے علی کی بیعت کی ہے تو ہمارے لئے یہی کافی ہے۔

أبو حسن ممانخاف من الفتن = ابوالحسن سے فتنوں کے بارے میں جن سے ہم خوف زدہ ہیں خوف زدہ نہیں ہیں۔

وجدنا أولي الناس بالناس أنه = ہم نے انھیں تمام انسانوں سے بہتر پایا ہے

أطب قریشا بالكتاب وبالسنن = وہ کتاب خدا اور سنت رسول کے بارے

میں قریش میں سب سے زیادہ پسندیدہ شخصیت ہیں۔

[4601] فحد ثنا أبو بكر بن يحيى بن محمد العنبري ثنا إبراهيم بن أبي طالب ثنا علي بن المنذر ثنا بن فضيل ثنا مسلم الملائي عن خيثمة بن عبد الرحمن قال سمعت سعد بن مالك وقال له رجل إن عليا يقع فيك إنك تخلفت عنه فقال سعد والله إنه لرأي رأيته وأخطأ رأيي إن علي بن أبي طالب أعطي ثلاثا لأن أكون أعطيت إحداهن أحب إلي من الدنيا وما فيها لقد قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم غدیر خم بعد حمد الله والثناء عليه هل تعلمون أني أولى بالمؤمنين قلنا نعم قال اللهم من كنت مولاه فعلي مولاه وال من والاه وعاد من عاداه وحيء به يوم خيبر وهو أرمدم ما يبصر فقال يا رسول الله إني أرمدم فتفل في عينيه ودعا له فلم يرمدم حتى قتل وفتح عليه خيبر وأخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم عمه العباس وغيره من المسجد فقال له العباس تخرجنا ونحن عصبتك وعمومتك وتسكن عليا فقال ما أنا آخر جتكم وأسكنته ولكن الله أخر جكم وأسكنه وأما ما ذكر من اعتزال أبي مسعود الأنصاري وأبي موسى الأشعري فإن أمير المؤمنين عليا رضي الله تعالى عنه وجه إلى الكوفة ليأخذ البيعة له محمدا ابنه ومحمد بن أبي بكر وكان علي الكوفة أبو موسى الأشعري وأبو مسعود فامتنع أبو موسى أن يبايع فرجع إلى أمير المؤمنين فبعث الحسن ابنه ومالك الأشر

خيثمة بن عبد الرحمن سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں سعید بن مالک کو سنا کہ

کسی شخص نے اُن سے کہا کہ علیؑ نے تمہیں ناسزا کہا ہے۔ کہ تم نے اُن کی بیعت سے تخلف کیا ہے۔ سعد کہا کہ وہ میری رائے تھی جو غلط تھی۔ علی ابن ابی طالب کو تین چیزیں ایسی ملیں کہ اگر اُن میں سے ایک بھی مجھے ملتی تو میرے لئے دنیا و مافیہا سے بہتر ہوتیں۔ ایک یہ کہ رسول اللہ ﷺ و آلہ نے غدیر خم میں حمد و ثنا پروردگار کے بعد فرمایا تھا کہ: کیا تم لوگ جانتے ہو کہ میں مومنین میں سب سے بہتر ہوں ہم نے کہا بے شک یہ اللہ کا فرمان ہے۔ تو نبی اکرمؐ نے من کنت مولاه فعلی مولاه۔ میں جس جس کا مولا ہوں علی اُس اُس کا مولا ہے۔ اے اللہ! تو اُس کو دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھے اور اسے دشمن رکھ جو علیؑ کو دشمن رکھے۔ جب انھیں غیب کی جنگ کے موقع پر لایا گیا تو انھیں آشوبِ چشم تھا، انھوں نے کہا: یا رسول اللہ! میں آشوبِ چشم میں مبتلا ہوں تو آنحضرت ﷺ نے لعابِ دہن لگایا تو پھر کبھی انھیں آشوبِ چشم نہیں ہوا۔ انھوں نے قتال کیا اور غیبِ اُن کے ہاتھوں پر فتح ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا عباسؓ اور اُن کے علاوہ دوسرے افراد کو مسجد نبوی سے نکال دیا، عباسؓ نے آپؐ سے کہا: آپؐ ہمیں نکال رہے ہیں جب کہ ہم آپ کے قرابت دار ہیں اور آپ کے چچا ہیں اور علیؑ کو رہنے دیا۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: نہ میں نے تمہیں نکالا ہے اور نہ میں نے علیؑ کو ٹھہرایا ہے۔ ابو مسعود انصاری اور ابو موسیٰ اشعری کے کنارہ کش ہونے کا ذکر ہے۔ تو علیؑ نے اپنے بیٹے محمد حنفیہ اور محمد ابن ابی بکر کو وفد بھیجا تھا کہ اُن سے بیعت لیں۔ کیوں کہ ابو موسیٰ اشعری اور ابو مسعود اُس وقت کوفے میں تھے اور ابو موسیٰ نے بیعت سے منع کر دیا تھا وہ دونوں (محمد حنفیہ اور محمد ابن ابی بکر) واپس آگئے تو پھر علیؑ نے اپنے فرزند امام حسنؑ اور مالک

آشتر کو اس کام پر مامور کیا تھا۔

[4610] حدثنا أبو بكر محمد بن عبد الله الحفید ثنا أحمد بن نصر ثنا أبو نعیم الفضل بن دكين ثنا عبد الجبار بن الورد عن عمار الدهني عن سالم بن أبي الجعد عن أم سلمة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم خروج بعض أمهات المؤمنین فضحكت عائشة فقال انظري يا حميراء أن لا تكوني أنت ثم التفت إلى علي فقال إن وليت من أمرها شيئا فارفق بها حضرت ام المؤمنین ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے بعض امہات کے خروج کا ذکر کیا تو اس بات پر حضرت عائشہؓ ہنس دیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے حمیرا! دیکھو کہیں یہ تم نہ ہو۔ پھر آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؑ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا اگر ان کا کوئی معاملہ تم سے متعلق ہو تو ان سے نرمی سے کام لینا۔

[4611] حدثني أبو سعيد أحمد بن يعقوب الثقفي من أصل كتابه ثنا الحسن بن علي بن شبيب المعمر بن عبد الله بن صالح الأزدي حدثني محمد بن سليمان بن الأصبهاني عن سعيد بن مسلم المكي عن عمرة بنت عبد الرحمن قالت لما سار علي إلى البصرة دخل على أم سلمة زوج النبي صلی اللہ علیہ وسلم يودعها فقالت سر في حفظ الله وفي كنفه فوالله إنك لعلي الحق والحق معك ولولا أني أكره أن أعصى الله ورسوله فإنه أمرنا صلی اللہ علیہ وسلم أن نفر في بيوتنا لسرت معك ولكن والله لأرسلن معك من هو أفضل عندي وأعز علي من نفسي ابني عمر هذه الأحاديث الثلاثة كلها

صحیحة علی شرط الشیخین ولم یخر جاہ

عمرۃ بنت عبد الرحمن سے روایت ہے کہ جب حضرت علیؑ بصرہ کے لئے روانہ ہو رہے تھے تو آپؑ ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کی خدمت میں رخصت کے لئے آئے۔ حضرت ام سلمہ نے فرمایا: اللہ تمہاری حفاظت کرے اور اسی کی حفاظت میں جاؤ۔ واللہ حق تمہارے ساتھ ہے اور تم حق پر ہو۔ اگر مجھے اللہ اور رسول کی نافرمانی کا ڈر نہ ہوتا کیونکہ ہمیں گھر میں ہی رہنے کا حکم ہے تو میں بھی تمہارے ساتھ چلتی مگر اپنے سے زیادہ بہتر میرے فرزند عمرؓ کو بھیج رہی ہوں۔ یہ حدیث شرط شیخین کے مطابق صحیح ہے

[4613] حدثنا أبو عبد الله محمد بن يعقوب الحافظ ثنا محمد بن عبد الوهاب العبدي ثنا يعلى بن عبيد ثنا إسماعيل بن أبي خالد عن قيس بن أبي حازم قال لما بلغت عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا بعض دیار بنی عامر نبحت علیہا الکلاب فقالت أي ماء هذا قالوا الحوآب قالت ما أظنني إلا راجعة فقال الزبير لا بعد تقدمي ويراك الناس ويصلح الله ذات بينهم قالت ما أظنني إلا راجعة سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول كيف يا حدا كن إذ نبحتها كلاب الحوآب

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عائشہؓ بنی عامر کی رہائش گاہوں کے قریب پہنچیں تو ان پر کتوں نے بھونکنا شروع کر دیا حضرت عائشہ نے پوچھا یہ کون سی جگہ ہے تو لوگوں نے جواب دیا یہ ”حوآب“ ہے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا میں یہاں سے واپس جانا چاہتی ہوں تو زبیر نے کہا میری پیش قدمی کے بعد ایسا نہیں

ہو سکتا۔ حضرت عائشہ نے کہا میرا خیال ہے مجھے پلٹ جانا چاہئے اس لئے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے ایک ایسی ہوگی جس پر حوآب کے کتے بھونکیں گے اور اس وقت تمہاری کیا کیفیت ہوگی۔

[4615] أخبرنا أحمد بن كامل القاضي ثنا محمد بن سعد العوفي ثنا يحيى بن أبي بكير ثنا إسرائيل عن أبي إسحاق عن أبي عبد الله الجدلي قال دخلت على أم سلمة رضی اللہ تعالیٰ عنہا فقالت لي أيسب رسول الله صلى الله عليه وسلم فيكم فقلت معاذ الله أو سبحان الله أو كلمة نحوها فقالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من سب عليا فقد سبني هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخر جاہ و قدر واه بكير بن عثمان البجلي عن أبي إسحاق بزيادة ألفاظ

ابو عبد اللہ اللہ المجدلی نے روایت کی کہ وہ حضرت ام المؤمنین ام سلمہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؓ نے فرمایا: تم لوگ رسول اللہ ﷺ والہ وسلم کو گالی دیتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ معاذ اللہ! یا سبحان اللہ (یا ایما ہی کلمہ حیرت)۔ اس لئے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جس نے علیؑ کو گالی دی اس نے مجھ کو گالی دی۔

[4616] حدثنا أبو جعفر أحمد بن عبيد الحافظ بهمدان ثنا أحمد بن موسى بن إسحاق التيمي ثنا جندل بن والق ثنا بكير بن عثمان البجلي قال سمعت أبا إسحاق التيمي يقول سمعت أبا عبد الله الجدلي يقول حججت وأنا غلام فمررت بالمدينة وإذا الناس عنق واحد فاتبعتهم فدخلوا على أم

سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم فسمعتها تقول يا شبيب بن ربعي فأجابها رجل جلف جاف لبيك يا أمته قالت يسب رسول الله صلى الله عليه وسلم في ناديكُم قال وأنى ذلك قالت فعلي بن أبي طالب قال إننا نقول أشياء نريد عرض الدنيا قالت فإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من سب علياً فقد سبني ومن سبني فقد سب الله تعالى

ابوعبداللہ الجدلی سے روایت ہے کہ میں نے بچپن میں حج گیا تھا اور جب مدینہ آیا تو دیکھا کہ لوگ کثیر تعداد میں کسی طرف جا رہے تھے میں بھی ان کے ساتھ ہو گیا اور سب حضرت ام المومنین ام سلمہؓ کے گھر میں داخل ہوئے۔ میں دیکھا کہ ایک بوڑھا شخص اس مجمع میں سے کھڑا ہوا اور پوچھا اے ام المومنین کیا بات ہے؟ حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا تم لوگ اپنی محفلوں میں رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتے ہو؟ اس شخص نے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آپؐ نے کہا: تم علی ابن ابی طالب کو گالیاں دیتے ہو۔ اس شخص نے جواب دیا بہت سی باتیں ہیں جو دنیا کے مقاصد میں سے ہوتی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: کہ جس نے علیؑ کا گالی دی اس نے مجھ کو گالی دی اور جس نے مجھ کو گالی دی اس نے اللہ تعالیٰ کو گالی دی۔

[4617] أخبرنا أبو أحمد محمد الشيباني من أصل كتابه ثنا علي بن سعيد بن بشير الرازي بمصر ثنا الحسن بن حماد الحضرمي ثنا يحيى بن يعلى ثنا بسام الصيرفي عن الحسن بن عمرو الفقيمي عن معاوية بن ثعلبة عن أبي ذر رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من أطاعني فقد

أطاع الله ومن عصاني فقد عصى الله ومن أطاع علياً فقد أطاعني ومن عصى علياً فقد عصاني هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے مجھ سے دوری کی اس نے اللہ سے دوری کی۔ جس نے علیؑ کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے علیؑ کی مخالفت کی اس نے میری مخالفت کی۔

[4618] أخبرني محمد بن أحمد بن تميم القنطري ثنا أبو قلابة الرقاشي ثنا أبو عاصم عن عبد الله بن المؤمل حدثني أبو بكر بن عبيد الله بن أبي مليكة عن أبيه قال جاء رجل من أهل الشام فسب علياً عند بن عباس فحصبه بن عباس فقال يا عدو الله آذيت رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والآخرة وأعد لهم عذاباً مهيناً لو كان رسول الله صلى الله عليه وسلم حياً لآذيته هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

عبداللہ بن ابی ملیکہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ ایک شامی نے آکر ابن عباسؓ کے سامنے حضرت علیؑ کو گالی دی۔ ابن عباس نے اس پر کنکریاں پھینکیں اور کہا: اے اللہ کے دشمن تم نے رسول اللہ ﷺ کو آذیت پہنچائی ہے۔ اور اللہ ارشاد فرماتا ہے ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والآخرة وأعد لهم عذاباً مهيناً (سورت الاحزاب آیت ۵۷)۔ یعنی بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو آذیت دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت اور آخرت میں لعنت اور ان کے لئے

رسوا کرنے والا عذاب تیار ہے۔ اگر رسول ﷺ زندہ ہوتے تو کیا تم انہیں اذیت پہنچاتے۔ یہ حدیث صحیح السنہ ہے بخاری اور مسلم نے اسے روایت نہیں کیا۔

[4620] حدثنا عبدان بن يزيد بن يعقوب الدقاق من أصل كتابه ثنا

إبراهيم بن الحسين بن ديزيل ثنا أبو نعيم ضرار بن صرد ثنا معتمر بن سليمان قال سمعت أبي يذكر عن الحسن بن أنس بن مالك رضى الله تعالى عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال لعلي أنت تبين لأمتي ما اختلفوا فيه من بعدي هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه

انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ اے علی! میری امت میرے بعد جن امور میں اختلاف کرے تو تم ان کی وضاحت کرو گے۔ یہ حدیث شرائط شیخین پر صحیح ہے لیکن انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔

[4621] أخبرنا أبو جعفر محمد بن علي الشيباني بالكوفة من أصل

كتابه ثنا أحمد بن حازم بن أبي غرزة ثنا أبو غسان ثنا عبد السلام بن حرب ثنا الأعمش عن إسماعيل بن رجاء عن أبيه عن أبي سعيد رضى الله تعالى عنه قال بن أبي غرزة وحدثنا عبید اللہ بن موسی ثنا فطر بن خليفة عن إسماعيل بن رجاء عن أبيه عن أبي سعيد رضى الله تعالى عنه قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فانقطعت نعله فتخلف علي يخرصها فمشى قليلا ثم قال إن منكم من يقاتل علي تأويل القرآن كما قتلت علي تنزيلة فاستشرف لها القوم وفيهم أبو بكر وعمر رضى الله تعالى عنهما قال أبو بكر أنا هو قال لا قال عمر أنا هو

قال لا ولكن خاصف النعل يعني عليا فأتيناه فبشرناه فلم يرفع به رأسه كأنه قد كان سمعه من رسول الله صلى الله عليه وسلم هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه

دو طریقوں سے ابی سعید سے روایت کی ہے کہ فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ ان کی جوتی ٹوٹ گئی علی علیہ السلام پیچھے رہ کر اس کی مرمت کرنے لگے۔ آنحضرتؐ کچھ دور چلے پھر فرمایا کہ تم میں سے وہ ہے جو تاویل قرآن پر قتال کرے گا جس طرح میں نے اس کی تنزیل پر قتال کیا ہے۔ آنحضرتؐ کے ہمراہ جو افراد تھے ان میں ابو بکر اور عمر بھی تھے ان سب نے اسے باعث شرف جانا۔ حضرت ابو بکر نے کہا: کیا وہ میں ہوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ پھر حضرت عمر نے کہا: کیا وہ میں ہوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں بلکہ جوتی مرمت کرنے والا یعنی علی علیہ السلام۔ ہم سب علیؑ کے پاس آئے اور انہیں یہ خوش خبری سنائی۔ حضرت علیؑ نے یہ سن کر بھی اپنا سر بلند نہیں کیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت علیؑ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سن رکھا تھا۔ فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔ یہ حدیث شرط شیخین کے مطابق صحیح ہے

[4622] حدثني أبو قتيبة سالم بن الفضل الآدمي بمكة ثنا محمد بن

عثمان بن أبي شيبة ثنا عمي أبو بكر ثنا علي بن ثابت الدهان ثنا الحكم بن عبد الملك عن الحارث بن حصيرة عن أبي صادق عن ربيعة بن ناجذ عن علي رضى الله تعالى عنه قال دعاني رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا علي إن فيك من عيسى صلى الله عليه وسلم مثلاً أبغضته اليهود حتى بهتوا أمه وأحبته

النصارى حتى أنزلوه بالمنزلة التي ليس بها قال وقال علي ألا وأنه يهلك في محب مطري يفرطني بما ليس في ومبغض مفتر يحمله شنآني على أن ييهنتي ألا وأني لست بنبي ولا يوحى إلي ولكني أعمل بكتاب الله وسنة نبيه صلى الله عليه وسلم ما استطعت فما أمرتكم به من طاعة الله تعالى فحق عليكم طاعتي فيما أحببتم أو كرهتم وما أمرتكم بمعصية أنا وغيري فلا طاعة لأحد في معصية الله عز وجل إنما الطاعة في المعروف صحيح الإسناد ولم يخرجاه حضرت عليؑ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلایا اور ارشاد فرمایا: اے علیؑ! تمہاری مثال حضرت عیسیٰؑ جیسی ہے کہ یہود نے ان سے بغض و عناد کا مظاہرہ کیا اور ان کی ماں پر بہتان باندھا، اور نصاریٰ نے انہیں ان کو اس مقام پر لے گئے جہاں کے وہ مستحق نہیں تھے یعنی خدا کا بیٹا بنا دیا۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ میرے بارے میں میری محبت میں غلو کرنے والا بھی ہلاک ہوگا اور مجھ سے بغض رکھنے والا بھی، میری دشمنی اس کو مجھ پر بہتان تراشی پر آمادہ کرے گی۔ خبردار! میں نبی نہیں ہوں، میری طرف وحی نہیں آتی۔ میں نے حتی الوسع اللہ کی کتاب اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق عمل کرتا ہوں لہذا اگر میں تمہیں اطاعت الہی میں تمہیں حکم دوں تو میرا حکم مانو خواہ تمہیں یہ بات پسند ہو یا ناپسند میں یا کوئی اور تمہیں معصیت کا حکم نہیں دیتا لہذا اللہ کی معصیت میں کسی کی اطاعت نہیں ہے۔

[4623] حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا الحسن بن علي بن

عفان العامري ثنا عبد الله بن نمير أخبرنا أحمد بن سهل الفقيه ببخار اثنا أبو

عصمة سهل بن المتوكل البخاري ثنا عفان وسليمان بن حرب قالنا حماد بن سلمة عن محمد بن إسحاق عن محمد بن إبراهيم التيمي عن سلمة بن أبي الطفيل أظنه عن أبيه عن علي رضي الله تعالى عنه قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي إن لك كنزا في الجنة وإنك ذو قرنيها هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

محمد بن إبراهيم التيمي سے مروی ہے کہ انہوں حضرت علیؑ کی روایت کی کہ مجھ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علیؑ! جنت میں تمہارے لئے ایک خزانہ ہے اور تم اس کے مالک ہو۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے

[4624] حدثنا أبو العباس محمد بن أحمد بن يعقوب ثنا الحسن بن

علي بن عفان العامري ثنا عبد الله بن عمير ثنا عامر بن السمط عن أبي الجحاف داود بن أبي عوف عن معاوية بن ثعلبة عن أبي ذر رضي الله تعالى عنه قال قال النبي صلى الله عليه وسلم يا علي من فارقتني فقد فارقت الله ومن فارقتك يا علي فقد فارقتني صحيح الإسناد ولم يخرجاه

ابو ذرؓ روایت کرتے ہیں کہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علیؑ! جس نے مجھ سے علمداری اختیار کی وہ اللہ سے جدا ہو گیا اور اے علیؑ! جس نے آپؐ سے مفارقت کی اس نے مجھ سے جدائی کی۔ یہ صحیح الاسناد شیخین نے اس حدیث کی تخریج نہیں کی۔

[4625] حدثنا أبو العباس محمد بن أحمد المحبوبي ثنا محمد بن

معاذ ثنا أبو حفص عمر بن الحسن الراسبي ثنا أبو عوانة عن أبي بشر عن سعيد

بن جبیر عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال أنا سید ولد آدم وعلی سید العرب هذا حدیث صحیح الإسناد ولم یخرجاه و فی إسناده عمر بن الحسن وأرجو أنه صدوق ولو لا ذلك لحکمت بصحته علی شرط الشیخین وله شاهد من حدیث عروة عن عائشة

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ کہ میں تمام انسانوں کا سردار ہوں اور علیؑ تمام عرب کے سردار ہیں۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4626] أخبرنا أبو بكر محمد بن جعفر القاري ببغداد ثنا أحمد بن عبيد بن ناصح ثنا الحسين بن علوان عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادعوا لي سيد العرب فقلت يا رسول اللہ ألسنت سيد العرب قال أنا سيد ولد آدم وعلی سيد العرب

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ کہ سید عرب کو بلاؤ۔ میں نے پوچھا کہ کیا آپ عرب کے سردار نہیں ہے؟ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں تمام انسانوں کا سردار ہوں اور علیؑ تمام عرب کے سردار ہیں۔

[4627] وله شاهد آخر من حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادعوا لي سيد العرب فقلت عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا ألسنت سيد العرب يا رسول اللہ فقال أنا سيد ولد آدم وعلی سيد العرب

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے لئے سید العرب کو بلاؤ تو حضرت عائشہؓ نے کہا کہ کیا آپ سید العرب نہیں ہیں؟ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں تمام بنی نوع کا سردار ہوں اور علیؑ تمام عرب کے سردار ہیں

[4628] أخبرنا أبو بكر محمد بن عبد الله الحفید ثنا أحمد بن محمد بن نصر ثنا عمرو بن طلحة القناد الثقة المأمون ثنا علي بن هاشم بن البريد عن أبيه قال حدثني أبو سعيد التيمي عن أبي ثابت مولى أبي ذر قال كنت مع علي رضی اللہ تعالیٰ عنہ يوم الجمل فلما رأيت عائشة واقفة دخلني بعض ما يدخل الناس فكشف اللہ عنی ذلك عند صلاة الظهر فقاتلت مع أمير المؤمنين فلما فرغ ذهبت إلى المدينة فأتيت أم سلمة فقلت إني واللہ ما جئت أسأل طعاما ولا شرابا ولكني مولى لأبي ذر فقاتلت مرحبا فقصصت عليها قصتي فقالت أين كنت حين طارت القلوب مطائرها قلت إلى حيث كشف اللہ ذلك عنی عند زوال الشمس قال أحسنت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول علي مع القرآن والقرآن مع علي لن يتفرقا حتى يردا علي الحوض هذا حدیث صحیح الإسناد وأبو سعيد التيمي هو عقیصاء ثقة مأمون ولم یخرجاه

ابو ثابتؓ (غلام حضرت ابو ذرؓ) سے روایت ہے کہ میں جنگ جمل میں حضرت علیؑ کے ساتھ تھا۔ جب میں نے جنگ میں حضرت عائشہؓ کو دیکھا تو مجھ پر جنگ جمل کے بارے میں حق و باطل کے تعلق سے انکشاف ہو گیا۔ پھر میں نے حضرت علیؑ کے ساتھ رہ کر جنگ کی جب جنگ سے فارغ ہوا تو مدینہ آیا اور میں حضرت ام المومنین ام سلمہؓ کی خدمت میں گیا

اور کہا میں کچھ کھانے اور پینے کے لئے نہیں آیا ہوں بلکہ جنگ کا احوال سنانے آیا ہوں حضرت ام سلمہؓ نے پوچھا کہ جب جنگ ہو رہی تھی تم کہاں تھے؟ میں نے جواب دیا اللہ نے ظہر کے وقت میری ہدایت کی۔ اس پر ام سلمہؓ نے فرمایا تو نے ٹھیک کیا اس لئے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا کہ: علیؑ قرآن کے ساتھ ہوں گے اور قرآن علیؑ کے ساتھ دونوں جہانوں کے یہاں تک حوض کوثر پر وارد ہوں۔

[4629] أخبرنا أحمد بن كامل القاضي ثنا أبو قلابة ثنا أبو عتاب سهل بن حماد ثنا المختار بن نافع التميمي ثنا أبو حيان التيمي عن أبيه عن علي رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رحم الله عليا اللهم أدر الحق معه حيث دار هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخبرناه حضرت عليؑ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ رحم کرے علیؑ پر۔ اے اللہ! حق کو وہاں پھیر جہاں پر علیؑ رہے۔

[4630] أخبرني أبو الحسن محمد بن أحمد بن هانئ العدل ثنا الحسين بن الفضل ثنا هود بن خليفة ثنا عوف عن عبد الله بن عمرو بن هند الجملي قال سمعت عليا رضي الله تعالى عنه يقول كنت إذا سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم أعطاني وإذا سكت ابتدأني هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخبرناه

فرمایا حضرت علیؑ سے میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کرتا تو وہ (اس سوال کا جواب) عطا فرماتے اور میں خاموش رہتا تو وہ خود ابتدا فرماتے۔

[4631] أخبرنا أبو بكر أحمد بن جعفر البزاز ببغداد ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل حدثني أبي ثنا محمد بن جعفر ثنا عوف عن ميمون أبي عبد الله عن زيد بن أرقم قال كانت ل نفر من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم أبواب شارعة في المسجد فقال يو ما سدوا هذه الأبواب إلا باب علي قال فتكلم في ذلك ناس فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم فحمد الله وأثنى عليه ثم قال أما بعد فإنني أمرت بسد هذه الأبواب غير باب علي فقال فيه قائلكم والله ما سدت شيئا ولا فتحتة ولكن أمرت بشيء فاتبعته هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخبرناه

زيد بن أرقم سے روایت ہے کہ صحابہ میں سے کئی لوگوں کا گزر مسجد نبوی میں سے ہو کر جاتا تھا۔ ایک روز نبی اکرمؐ نے فرمایا سارے دروازے بند کر دو سوائے علیؑ کے دروازے کے، اس پر لوگوں میں انتشار پیدا ہوا جس کو سن کر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور بعد حمد و ثنا کے کہ فرمایا: قسم اللہ کی میں نے ایسا اپنی مرضی سے نہیں کیا بلکہ مجھے اللہ کی طرف سے حکم دیا گیا جس کی میں نے تعمیل کی ہے۔

[4632] أخبرني الحسن بن محمد بن إسحاق الإسفرائيني ثنا أبو الحسن محمد بن أحمد بن البراء ثنا علي بن عبد الله بن جعفر المدني ثنا أبي أخبرني سهيل بن أبي صالح عن أبيه عن أبي هريرة قال قال عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه لقد أعطي علي بن أبي طالب ثلاث خصال لأن تكون لي خصلة منها أحب إلي من أن أعطي حمر النعم قيل وما هن يا أمير المؤمنين قال

تزوجہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسكناه المسجد مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يحل له فيه ما يحل له والراية يوم خيبر هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر کہتے تھے کہ حضرت علیؑ کو تین خصلتیں ایسی ملیں جو کسی کو سرخ اونٹوں کے حڈول سے بھی نہیں مل سکتی ایک یہ کہ آپؐ کا ازدواج حضرت فاطمہؑ سے ہوا، دوسرے یہ جب سب کے دروازے مسجد کے بند ہو گئے تو صرف رسول اللہؐ کے دروازے کے ساتھ آپ کے گھر دروازہ کھلا رہا، اور روز غیر آپؐ کا علم عطا ہوا۔

[4633] أخبرنا أبو النضر محمد بن يوسف الفقيه ثنا عثمان بن سعيد الدارمي ثنا النفيلي ثنا زهير ثنا أبو إسحاق قال عثمان وحدثنا علي بن حكيم الأودي وعمر بن عون الواسطي قالنا ثنا شريك بن عبد الله عن أبي إسحاق قال سألت قثم بن العباس كيف ورث علي رسول الله صلى الله عليه وسلم دونكم قال لأنه كان أولنا به لحوقا وأشدنا به لزوقا هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

ابو اسحاق سے روایت ہے کہ میں نے قثمؓ بن عباس سے سوال کیا کہ حضرت علیؑ کیسے رسول اللہؐ کے وارث ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہم سب سے پہلے رسول اللہؐ سے ملحق حضرت علیؑ ہوئے اور ہمیشہ رسالت سے چمٹے رہے۔

[4635] حدثنا محمد بن صالح بن هاني ثنا أحمد بن نصر ثنا عمرو بن

طلحة القناد ثنا أسباط بن نصر عن سماك بن حرب عن عكرمة عن بن عباس رضي الله تعالى عنهما قال كان علي يقول في حياة رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الله يقول { أفان مات أو قتل انقلبتم على أعقابكم } والله لا نقلب على أعقابنا بعد إذ هدانا الله والله لئن مات أو قتل لأقاتلن على ما قاتل عليه حتى أموت والله أني لأخوه وولييه وابن عمه ووارث علمه فمن أحق به مني

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اس آیت کریمہ أفان مات أو قتل انقلبتم على أعقابكم کے حوالے سے اگر آنحضرتؐ فوت ہو گئے یا قتل ہو گئے تو کیا پیچھے پلٹ جاؤ گے: فرمایا حضرت علیؑ نے قسم اللہ کی! ہدایت کے بعد ہم ہرگز نہیں پلٹیں گے ہم جنگ کریں گے قتل کرنے والوں سے یہاں تک کہ ہم قتل ہو جائیں۔ واللہ میں آپؐ کا بھائی، ولی، اور چچا کا بیٹا اور آپؐ کے علم کا وارث ہوں مجھ سے زیادہ کون ہے حقدار؟۔

[4636] حدثنا أبو سعيد أحمد بن يعقوب الثقفي ثنا محمد بن عبد الله بن سليمان ثنا إبراهيم بن إسماعيل بن يحيى بن سلمة بن كهيل حدثني أبي عن أبيه عن سلمة عن مجاهد عن بن عباس رضي الله تعالى عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم قال في خطبة خطبها في حجة الوداع لأقتلن العمالة في كتيبة فقال له جبريل عليه السلام أو علي قال أو علي بن أبي طالب

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے ایک خطبہ دیتے ہوئے فرمایا جو حجة الوداع کے موقع پر دیا تھا کہ میں ایک لشکر کے ساتھ عمامت سے قتال کروں

گ۔ جبریل نے فرمایا علیؑ بھی؟۔ آپ نے کہا: ہاں علیؑ بھی۔

[4637] حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا محمد بن عبد الرحيم الهروي بالرملة ثنا أبو الصلت عبد السلام بن صالح ثنا أبو معاوية عن الأعمش عن مجاهد عن بن عباس رضى الله تعالى عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أنا مدينة العلم وعلي بابها فمن أراد المدينة فليأت الباب هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه وأبو الصلت ثقة مأمون فإني سمعت أبا العباس محمد بن يعقوب في التاريخ يقول سمعت العباس بن محمد الدوري يقول سألت يحيى بن معين عن أبي الصلت الهروي فقال ثقة فقلت ليس قد حدث عن أبي معاوية عن الأعمش أنا مدينة العلم فقال قد حدث به محمد بن جعفر الفيدي وهو ثقة مأمون سمعت أبا نصر أحمد بن سهل الفقيه القباني إمام عصره ببخارا يقول سمعت صالح بن محمد بن حبيب الحافظ يقول وسئل عن أبي الصلت الهروي فقال دخل يحيى بن معين ونحن معه على أبي الصلت فسلم عليه فلما خرج تبعته فقلت له ما تقول رحمك الله في أبي الصلت فقال هو صدوق فقلت له إنه يروي حديث الأعمش عن مجاهد عن بن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم أنا مدينة العلم وعلي بابها فمن أراد العلم فليأتها من بابها فقال قد روى هذا ذاك الفيدي عن أبي معاوية عن الأعمش كما رواه أبو الصلت

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ: میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں جو بھی علم

حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ دروازے سے آئے۔

[4638] حدثنا بصحة ما ذكره الإمام أبو زكريا ثنا يحيى بن معين ثنا أبو الحسين محمد بن أحمد بن تميم القنطري ثنا الحسين بن فهم ثنا محمد بن يحيى بن الضريس ثنا محمد بن جعفر الفيدي ثنا أبو معاوية عن الأعمش عن مجاهد عن بن عباس رضى الله تعالى عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أنا مدينة العلم وعلي بابها فمن أراد المدينة فليأت الباب قال الحسين بن فهم حدثنا أبو الصلت الهروي عن أبي معاوية قال الحاكم ليعلم المستفيد لهذا العلم أن الحسين بن فهم بن عبد الرحمن ثقة مأمون حافظ ولهذا الحديث شاهد من حديث سفيان الثوري بإسناد صحيح

مجاہدؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ: میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں جو بھی شہر میں داخل ہونا چاہے وہ دروازے سے آئے۔

[4639] حدثني أبو بكر محمد بن علي الفقيه الإمام الشاشي القفال ببخارا وأنا سألته حدثني النعمان بن الهارون البلدي ببلد من أصل كتابه ثنا أحمد بن عبد الله بن يزيد الحراني ثنا عبد الرزاق ثنا سفيان الثوري عن عبد الله بن عثمان بن خثيم عن عبد الرحمن بن عثمان التيمي قال سمعت جابر بن عبد الله يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول أنا مدينة العلم وعلي بابها فمن أراد العلم فليأت الباب

عبد الرحمن بن عثمان تميمی سے روایت ہے کہ ہم نے جابرؓ بن عبد اللہ انصاریؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ: میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں

جو بھی علم حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ دروازے سے آئے۔

[4640] حدثنا أبو الفضل محمد بن إبراهيم المزكي ثنا أحمد بن سلمة والحسين بن محمد القتباني وحدثني أبو الحسن أحمد بن الخضر الشافعي ثنا إبراهيم بن أبي طالب ومحمد بن إسحاق وحدثنا أبو عبد الله محمد بن عبد الله بن أمية القرشي بالساقه ثنا أحمد بن يحيى بن إسحاق الحلواني قالوا ثنا أبو الأزهر وقد حدثناه أبو علي المزكي عن أبي الأزهر قال ثنا عبد الرزاق أنبا معمر عن الزهري عن عبيد الله بن عبد الله عن بن عباس رضي الله تعالى عنهما قال نظر النبي صلى الله عليه وسلم إلي فقال يا علي أنت سيد في الدنيا سيد في الآخرة حبيبك حبيبي وحبيبي حبيب الله وعدوك عدوي وعدوي عدو الله والويل لمن أبغضك بعدي صحيح على شرط الشيخين

ابن عباسؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت علیؑ کی طرف دیکھا اور فرمایا اے علیؑ! تم دنیا میں بھی سردار ہو اور آخرت میں بھی سردار ہو جو تمہارا دوست ہے وہ میرا دوست ہے اور میرا دوست اللہ کا دوست ہے اور جو تمہارا دشمن ہے وہ میرا دشمن ہے اور جو میرا دشمن ہے وہ اللہ کا دشمن ہے اور میرے بعد جو تم سے دشمنی رکھے اس کے لئے ویل ہے۔ یہ حدیث شرط شیخین پر صحیح ہے

[4641] حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا إبراهيم بن سليمان البرنسي ثنا محمد بن إسماعيل ثنا يحيى بن يعلى ثنا بسام الصيرفي عن

الحسن بن عمرو والفقيمي عن معاوية بن ثعلبة عن أبي ذر رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه من أطاعني فقد أطاع الله ومن عصاني فقد عصى الله ومن أطاعك فقد أطاعني ومن عصاك فقد عصاني هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ کہا رسول اکرم ﷺ نے حضرت علیؑ سے کہ جس نے میری اطاعت کی تو اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے تمہاری اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے تمہاری نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے، شیخین نے اس کی تخریج نہیں کی۔

[4642] حدثنا بكر بن محمد الصيرفي بمرو ثنا إسحاق ثنا القاسم بن أبي شيبه ثنا يحيى بن يعلى الأسلمي ثنا عمار بن زريق عن أبي إسحاق عن زياد بن مطرف عن زيد بن أرقم رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من يريد أن يحيى حياتي ويموت موتي ويسكن جنة الخلد التي وعدني ربي فليتول علي بن أبي طالب فإنه لن يخرجكم من هدى ولن يدخلكم في ضلالة هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

زيد بن ارقمؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ فرمایا رسول اکرم ﷺ وآلہ وسلم نے: جو یہ چاہتا ہے کہ میری جیسی زندگی گزارے اور میری طرح کی موت ہو اور وہ جنت الخلد میں سکونت اختیار کرے، اللہ نے مجھ سے جس کا وعدہ کیا ہے تو اس کو چاہئے کہ وہ علیؑ

ابن ابی طالب کی ولایت اختیار کرے، اس لئے وہ تمہیں ہدایت سے ہرگز باہر نہ نکالیں گے اور گمراہی میں لے کر ہرگز نہیں جائیں گے۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4643] حدثنا أبو جعفر أحمد بن عبيد الحافظ بهمدان ثنا الحسن بن علي الفسوي ثنا إسحاق بن بشر الكاهلي ثنا شريك عن قيس بن مسلم عن أبي عبد الله الجدلي عن أبي ذر رضي الله تعالى عنه قال ما كنا نعرف المنافقين إلا بتكذيبهم الله ورسوله والتخلف عن الصلوات والبغض لعلي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه

ابو ذر سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم منافقین کو نہیں پہچانتے تھے مگر اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلانے کی وجہ سے اور نماز میں تخلف (پچھے رہ جانا یعنی نماز تاخیر سے پڑھنا، واضح رہے تاخیر سے پڑھنا منافق کی نشانی ہوئی اور جو نماز قضا کرتا ہو اس کا کیا مقام ہوگا۔ مراد) کہ وجہ سے اور علی ابن ابی طالب سے بغض کی وجہ سے۔ یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

[4644] حدثني أبو بكر محمد بن علي الفقيه الإمام الشاشي ببخارا ثنا النعمان بن هارون البلدي ثنا أبو جعفر أحمد بن عبد الله بن يزيد الحراني ثنا عبد الرزاق ثنا سفیان الثوري عن عبد الله بن عثمان بن خثيم عن عبد الرحمن بن عثمان قال سمعت جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنهما يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو أخذ بضبع علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه وهو يقول هذا أمير البررة قاتل الفجرة منصور من نصره مخذول من

خذله ثم مد بها صوتها هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه
عبد الرحمن بن عثمان کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبد اللہ الانصاری کو سنا وہ فرما رہے تھے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جب کہ وہ علی کا بازو تھامے ہوئے تھے کہ یہ نیکو کاروں کا امیر ہے فاجروں کا قاتل ہے جو اس کی نصرت کرے گا اس کی نصرت کی جائے گی جو انہیں چھوڑ دے گا اسے چھوڑ دیا جائے گا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے اپنی آواز کو بلند کر کے یہی فرمایا۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4645] حدثنا أبو بكر بن أبي دارم الحافظ ثنا أبو بكر محمد بن أحمد بن سفيان الترمذي ثنا سريج بن يونس ثنا أبو حفص الأبار ثنا الأعمش عن أبي صالح عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال قالت فاطمة رضي الله تعالى عنها يا رسول الله زوجتني من علي بن أبي طالب وهو فقير لا مال له فقال يا فاطمة أما ترضين أن الله عز وجل اطلع إلى أهل الأرض فاختار رجلين أحدهما أبو بكر والآخري بلعك

ابو ہریرہ سے مروی ہے ہو وہ کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا یا رسول اللہ! آپ نے میری شادی علی ابن ابی طالب سے کر دی حالانکہ وہ نادار ہیں ان کے پاس مال نہیں ہے۔ اس پر رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے فاطمہ! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اہل زمین پر نظر کی تو ان میں سے دو افراد کو پسند کیا ان میں ایک تمہارا باپ ہے اور دوسرے تمہارے شوہر ہیں۔

[4646] أخبرنا أبو عمرو عثمان بن أحمد بن السماك ثنا عبد الرحمن بن محمد بن منصور الحارثي ثنا حسين بن حسن الأشقر ثنا منصور

بن أبي الأسود عن الأعمش عن المنهال بن عمرو عن عباد بن عبد الله الأسدي عن علي إنما أنت منذر ولكل قوم هاد قال علي رسول الله صلى الله عليه وسلم المنذر وأنا الهادي هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه عمرو بن عباد بن عبد الله أسدي حضرت علي بن ابى طالب سے روایت کرتے ہیں کہ ”انما أنت منذر لكل قوم هاد“ کی تفسیر میں حضرت علی بن ابى طالب نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ المنذر (ڈرانے والے) ہیں اور میں الہادی (ہدایت کرنے والا) ہوں۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4647] حدثنا مكرم بن أحمد بن مكرم القاضي ثنا جعفر بن أبي عثمان الطيالسي ثنا يحيى بن معين ثنا حسين الأشقر ثنا جعفر بن زياد الأحمر عن مخول عن منذر الثوري عن أم سلمة رضى الله تعالى عنها أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا غضب لم يجترئ أحد منا يكلمه غير علي بن أبي طالب رضى الله تعالى عنه هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه ام المؤمنين ام سلمہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب غضب ناک ہوتے تھے تو ہم میں سے کسی کی جرأت نہیں ہوتی تھی کہ جو آپ سے ہم کلام ہو سوائے علی بن ابى طالب کے۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4648] أخبرني أحمد بن عثمان بن يحيى المقرئ ببغداد ثنا أبو بكر بن أبي العوام الرياحي ثنا أبو زيد سعيد بن أوس الأنصاري ثنا عوف بن أبي عثمان النهدي قال قال رجل لسلمان ما أشد حبك لعلي قال سمعت رسول

الله صلى الله عليه وسلم يقول من أحب عليا فقد أحبني ومن أبغض عليا فقد أبغضني هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه هم سے بیان کیا عوف بن ابى عثمان النهدي نے انھوں نے کہا کسی شخص نے حضرت سلمان سے دریافت کیا کہ آپ حضرت علی سے اتنی زیادہ محبت کیوں کرتے ہیں۔ تو انھوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے علی کو ناپسند کیا اس نے مجھ کو ناپسند کیا۔ یہ حدیث شرائط صحیحین پر صحیح ہے۔

[4649] حدثنا أبو بكر بن إسحاق أنبا بشر بن موسى ثنا محمد بن سعيد بن الأصبهاني ثنا شريك وأخبرنا أحمد بن جعفر القطيعي ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل حدثني أبي ثنا الأسود بن عامر وعبد الله بن نمير قال ثنا شريك عن أبي ربيعة الأيادي عن بن بريدة عن أبيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الله أمرني بحب أربعة من أصحابي وأخبرني أنه يحبهم قال قلنا من هم يا رسول الله و كلنا نحب أن نكون منهم فقال ألا أن عليا منهم ثم سكت ثم قال أما أن عليا منهم ثم سكت هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه

ابن بريدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے چار صحابیوں سے محبت کرنے کا حکم دیا اور یہ بھی بتایا کہ اللہ ان سے محبت کرتا ہے۔ ہم نے سوال کیا وہ اصحاب کون ہیں یا رسول اللہ؟ اور ہم

میں سے ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ وہ ان اصحاب میں سے ہو۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا آگاہ ہو جاؤ علیٰ ان میں سے ہیں۔ پھر آپؐ خاموش ہو گئے۔ یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ (مسند احمد بن حنبل ج ۵ ص ۳۵۶؛ الاستیعاب ج ۴ ص ۱۴۸۲ سلسلہ ۴۵۶؛ کنز العمال ج ۱۱ ص ۶۳۹ سلسلہ ۳۳۱۱ میں ہے کہ آپؐ نے یوں فرمایا: علی منہم وابو ذر و سلمان و المقداد الکندی اسی راوی سے مروی ہے)

[4650] حدثني أبو علي الحافظ أنبأ أبو عبد الله محمد بن أحمد بن أيوب الصفار و حميد بن يونس بن يعقوب الزيات قال ثنا محمد بن أحمد بن عياض بن أبي طيبة ثنا أبي ثنا يحيى بن حسان عن سليمان بن بلال عن يحيى بن سعيد عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال كنت أخدم رسول الله صلى الله عليه وسلم فقدم لرسول الله صلى الله عليه وسلم فرخ مشوي فقال اللهم ائتني بأحب خلقك إليك يأكل معي من هذا الطير قال فقلت اللهم اجعله رجلا من الأنصار فجاء علي رضي الله تعالى عنه فقلت إن رسول الله صلى الله عليه وسلم علي حاجة ثم جاء فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم علي حاجة ثم جاء فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم افتح فدخل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما حبسك علي فقال إن هذه آخر ثلاث كرات ير دني أنس يزعم إنك علي حاجة فقال ما حملك علي ما صنعت فقلت يا رسول الله سمعت دعائك فأحببت أن يكون رجلا من قومي فقال رسول الله إن الرجل قد يحب قومه هذا حديث صحيح علي شرط الشيخين ولم يخرجاه

وقد رواه عن أنس جماعة من أصحابه زيادة على ثلاثين نفسا ثم صحت الرواية عن علي وأبي سعيد الخدري وسفيانة وفي حديث ثابت البناني عن أنس زيادة ألفاظ

انس بن مالک سے روایت ہے کہ: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ آپؐ کی خدمت میں پرندے کا گوشت پیش کیا گیا تو آپؐ نے دعا کی: اے اللہ! تو اپنے محبوب ترین بندے کو بھیج دے جو میرے ساتھ اس پرندے کا گوشت کھائے۔ انس کہتے ہیں میں نے دعائیں کر یہ دعا کی کہ اے اللہ! وہ آنے والا میری قوم انصار میں سے ہو۔ اسی وقت حضرت علیؑ تشریف لائے اور جب داخل ہونا چاہا تو میں نے یہ کہہ کر روک دیا اس وقت نبی اکرم ﷺ مصروف ہیں۔ حضرت علیؑ یہ سن کر واپس چلے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپؐ پھر تشریف لے آئے اور میں نے یہی کہہ کر آپؐ کو واپس کر دیا۔ جب تیسری بار آپؐ تشریف لے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے آواز دی کہ دروازہ کھول دو۔ حضرت علیؑ گھر میں داخل ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ سے سوال کیا کہ تمہیں کس نے روک رکھا۔ حضرت علیؑ نے جواب دیا کہ مجھے انس نے واپس کیا کہ آپؐ مصروف ہیں۔ یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے انس سے پوچھا تمہیں ایسا کرنے کے لئے کس بات نے آمادہ کیا۔ انس نے کہا میں نے جب آپؐ کی دعائیں تو میری خواہش ہوئی کہ وہ آدمی میری قوم کا ہو۔ آپؐ نے فرمایا کہ بے شک آدمی اپنی قوم کے لوگوں سے محبت کرتا ہے۔

[4651] كما حدثنا به الثقة المأمون أبو القاسم الحسن بن محمد بن

الحسين بن إسماعيل بن محمد بن الفضل بن علي بن خالد السكوني

بالكوفة من أصل كتابه ثنا عبيد بن كثير العامري ثنا عبد الرحمن بن دبيس وحدثنا أبو القاسم ثنا محمد بن عبد الله بن سليمان الحضرمي ثنا عبد الله بن عمر بن أبان بن صالح قال ثنا إبراهيم بن ثابت البصري القصار ثنا ثابت البناني أن أنس بن مالك رضى الله تعالى عنه كان شاكيا فأتاه محمد بن الحجاج يعود في أصحاب له فجرى الحديث حتى ذكروا عليا رضى الله تعالى عنه فتنقصه محمد بن الحجاج فقال أنس من هذا أقعدوني فأقعدوه فقال يا بن الحجاج ألا أراك تنقص علي بن أبي طالب والذي بعث محمدا صلى الله عليه وسلم بالحق لقد كنت خادم رسول الله صلى الله عليه وسلم بين يديه وكان كل يوم يخدم بين يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم غلام من أبناء الأنصار فكان ذلك اليوم يومي فجاءت أم أيمن مولاة رسول الله صلى الله عليه وسلم بطير فوضعت بين يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا أم أيمن ما هذا الطائر قالت هذا الطائر أصبته فصنعت له لك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم جنني بأحب خلقك إليك وإلي يا كل معي من هذا الطائر وضرب الباب فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا أنس انظر من على الباب قلت اللهم اجعله رجلا من الأنصار فذهبت فإذا علي بالباب قلت إن رسول الله صلى الله عليه وسلم على حاجة فجئت حتى قمت من مقامي فلم ألبث أن ضرب الباب فقال يا أنس انظر من على الباب فقلت اللهم اجعله رجلا من الأنصار فذهبت فإذا علي بالباب قلت إن رسول

الله صلى الله عليه وسلم على حاجة فجئت حتى قمت مقامي فلم ألبث أن ضرب الباب فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا أنس اذهب فأدخله فلست بأول رجل أحب قومه ليس هو من الأنصار فذهبت فأدخلته فقال يا أنس قرب إليه الطير قال فوضعت بين يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم فأكل جميعا قال محمد بن الحجاج يا أنس كان هذا بمحض منك قال نعم قال أعطي بالله عهدا أن لا أنتقص عليا بعد مقامي هذا ولا أعلم أحدا ينتقصه إلا أشنت له وجهه۔

یہی حدیث طبر جو مذکور ہو چکی ہے انس نے ایک اور طریقے سے بیان کیا کہ انس کہتے ہیں ان کی طبیعت ناساز تھی اور محمد بن حجاج مزاج پڑسی کے لئے آئے اور اس وقت انس کے ہاں کچھ اور لوگ بھی بیٹھے تھے۔ اس دوران میں حضرت علی کا ذکر ہوا اور محمد بن حجاج حضرت علی کے بارے میں تنقیص کرنے لگے۔ انس نے یہ سن کر پوچھا کہ یہ کون ہے جو تنقیص کر رہا ہے ذرا اُسے میرے پاس بٹھاؤ۔ جب محمد بن حجاج بیٹھے تو انس نے کہا: اے حجاج کے بیٹے! تو علی کی تنقیص کرتا ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ ان کو اللہ کا محبوب ترین بندہ قرار دیتے ہیں اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ میں نبی اکرم کی خدمت کرتا تھا اور میرے ساتھ انصار کا ایک اور لڑکا بھی خدمت کرتا تھا ایک دن ام ایمن نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک پرندے کا بھنا ہوا گوشت سامنے پیش کیا۔ جب آپ کی خدمت میں پرندے کا گوشت پیش کیا گیا تو آپ نے دعا کی: اے اللہ! تو اپنے محبوب ترین بندے کو بھیج دے جو میرے ساتھ اس پرندے کا گوشت کھائے۔ انس کہتے ہیں میں نے دعائیں

کر یہ دعائی کہ اے اللہ! وہ آنے والا میری قوم انصار میں سے ہو۔ اسی وقت حضرت علیؑ تشریف لائے اور جب داخل ہونا چاہا تو میں نے یہ کہہ کر روک دیا اس وقت نبی اکرم ﷺ مصروف ہیں۔ حضرت علیؑ یہ سن واپس چلے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ پھر تشریف لے آئے اور میں نے یہی کہہ کر آپ کو واپس کر دیا۔ جب تیسری بار آپ تشریف لے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے آواز دی کہ دروازہ کھول دو۔ حضرت علیؑ گھر میں داخل ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا وہ پرندے کا گوشت پیش کرے۔ میں نے وہ گوشت سامنے رکھ دیا جس کو آپ دونوں نے تناول فرمایا۔ محمد بن حجاج نے پوچھا کیا یہ واقعہ (تناول) تمہاری موجودگی میں ہوا؟۔ انس نے جواب دیا: ہاں، میں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ میں کبھی بھی حضرت علیؑ کی تقیص نہ کروں گا اور اگر کوئی تقیص کرے تو اس کے چہرے پر خاک مل دوں گا۔

[4652] أخبرنا أبو بكر أحمد بن جعفر بن حمدان القطيعي ببغداد من أصل كتابه ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل حدثني أبي ثنا يحيى بن حماد ثنا أبو عوانة ثنا أبو بلج ثنا عمرو بن ميمون قال إني لجالس عند بن عباس إذ أتاه تسعة رهط فقالوا يا بن عباس إما أن تقوم معنا وإما أن تخلو بنا من بين هؤلاء قال فقال بن عباس بل أنا أقوم معكم قال وهو يومئذ صحيح قبل أن يعمي قال فابتدؤا فتحدثوا فلا ندري ما قالوا قال فجاء ينفض ثوبه ويقول أف وتف وقعوا في رجل له بضع عشرة فضائل ليست لأحد غير ه وقعوا في رجل قال له النبي صلى الله عليه وسلم لأبعثن رجلا لا يخزيه الله أبدا يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله فاستشرف لها مستشرف فقال أين علي فقالوا إنه في الرحي بطحن

قال وما كان أحدهم ليطحن قال فجاء وهو أرمد لا يكاد أن يبصر قال فنفت في عينيه ثم هز الراية ثلاثا فأعطاها إياه فجاء علي بصفيية بنت حبي قال بن عباس ثم بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم فلانا بسورة التوبة فبعث عليا خلفه فأخذها منه وقال لا يذهب بها إلا رجل هو مني وأنا منه فقال بن عباس وقال النبي صلى الله عليه وسلم لبني عمه أيكم يو الي في الدنيا والآخرة قال وعلي جالس معهم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم وأقبل علي رجل منهم فقال أيكم يو الي في الدنيا والآخرة فأبوا فقال لعلي أنت ولي في الدنيا والآخرة قال بن عباس وكان علي أول من آمن من الناس بعد خديجة رضي الله تعالى عنها قال وأخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم ثوبه فوضعه علي علي وفاطمة وحسن وحسين وقال إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهر كم تطهير قال بن عباس وشري علي نفسه فليس ثوب النبي صلى الله عليه وسلم ثم نام في مكانه قال بن عباس وكان المشركون يرمون رسول الله صلى الله عليه وسلم فجاء أبو بكر رضي الله تعالى عنه وعلي نائم قال وأبو بكر يحسب أنه رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فقال يا نبي الله فقال له علي إن نبي الله صلى الله عليه وسلم قد انطلق نحو بئر ميمون فأدر كه قال فانطلق أبو بكر فدخل معه الغار قال وجعل علي رضي الله تعالى عنه يرمي بالحجارة كما كان رمي نبي الله صلى الله عليه وسلم وهو يتضور وقد لف رأسه في الثوب لا يخرج حتى أصبح ثم كشف عن رأسه فقالوا إنك للنسيم وكان صاحبك لا يتضور ونحن نرميه وأنت تتضور وقد استنكرنا ذلك فقال بن عباس وخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم في غزوة تبوك وخرج بالناس معه قال فقال له علي أخرج معك قال فقال النبي صلى الله عليه وسلم لا فبكي علي فقال له أما

ترضى أن تكون مني بمنزلة هارون من موسى إلا أنه ليس بعدي نبي إنه لا ينبغي أن أذهب إلا وأنت خليفتي قال ابن عباس وقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم أنت ولي كل مؤمن بعدي ومؤمنة قال ابن عباس وسدر رسول صلى الله عليه وسلم أبواب المسجد غير باب علي فكان يدخل المسجد جنباً وهو طريقه ليس له طريق غير ه قال ابن عباس وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كنت مولاه فإن مولاه علي لقزويني القطان قال سمعت أبا حاتم الرازي يقول كان يعجبهم أن يجدوا الفضائل من رواية أحمد بن حنبل رضى الله تعالى عنه عمرو بن ميمون سے روایت ہے کہ ہم عبد اللہ ابن عباس کے پاس بیٹھے تھے کہ نو (۹) آدمیوں کا گروہ آیا اور انہوں نے عبد اللہ ابن عباس سے کہا کہ ہمارے ساتھ چلنے یا تخلیف کا انتظام کیجئے کچھ آپ سے تنہائی میں بات کرنی ہے۔ عبد اللہ ابن عباس نے فرمایا چلتا ہوں اور ان لوگوں کے ساتھ چلے گئے تھوڑی دیر بعد جب ابن عباس واپس آئے تو اپنے کپڑے جھاڑتے ہوئے آئے اور کہنے لگے: اُف ہے اور قف ہے ان لوگوں پر جو ایسی شخصیت کی تحقیق کرتے ہیں جن کی دس فضلتیں ایسی ہیں جب کہ وہ دوسروں کے لئے نہیں ہیں۔ جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: میں ایک ایسے شخص کو روانہ کروں گا جس کو اللہ کبھی نہیں رسوا کرے گا، وہ اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اُس سے محبت کرتے ہیں، لوگوں میں یہ سن ہر کس نے آرزو کی کہ وہ شخص میں ہوں، اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت علیؑ کہاں ہیں؟ بتایا گیا کہ وہ چکی چلا رہے ہیں اور آنا نہیں رہے ہیں۔ جب حضرت علیؑ آئے تو آپ کو آشوب چشم تھا اور آنکھوں سے دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ راوی فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کی آنکھوں پر پھونک ماری اور تین بار علم بلند کیا اور

علم حضرت علیؑ کو دے دیا۔ چنانچہ حضرت علیؑ جنگ میں فاتح رہے اور حضرت صفیہ کو لے آئے، ابن عباس فرماتے ہیں پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورہ توبہ (براءت) کو دے کر فلاں (حضرت ابوبکر) کو بھیجا پھر ان کے پیچھے حضرت علیؑ کو بھیجا انہوں نے اس وہ سورت لے لی پھر یہ فرمایا کہ اس سورہ کو لے کر وہی جاسکتا ہے جو مجھ سے ہے اور میں اُس سے ہوں۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چچا کے بیٹوں سے کہا کہ مجھے دنیا و آخرت میں کون دوست بنائے گا تو کسی نے اقرار نہیں کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا تم دنیا اور آخرت میرے ولی ہو۔ ابن عباس کہتے ہیں حضرت علیؑ ایمان لانے والوں میں حضرت

ام المومنین خدیجہ کے بعد سب سے پہلے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چادر لی اور اس کو حضرت علیؑ حضرت فاطمہ اور حسن و حسین (سلام اللہ علیہما) پر رکھا پھر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت و يطهرهم تطهيراً)، ابن عباس فرماتے ہیں حضرت علیؑ اپنی زندگی کو داؤ پر لگا یا اور جب مشرکین گھر کو گھیر لئے تھے شب ہجرت رسول اللہ ﷺ کا لباس زیب تن کر کے آپ کی جگہ بستر سو گئے۔ اور جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ تبوک کے لئے مدینہ سے نکل رہے حضرت علیؑ چاہتے کہ وہ بھی جائیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا اور فرمایا کہ: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لئے ہارون جیسے ہو

(حضرت موسیٰ جب توریت کے لئے جا رہے تھے تو حضرت ہارون کو جو حقیقی بھائی تھے بنی اسرائیل پر اپنا خلیفہ بنا کر گئے تھے) مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میرے بعد تم ہر مومن مرد اور مومنہ کے ولی ہو۔ ابن عباس مزید فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے مسجد نبوی کے تمام راستے بند کر دئے سوائے حضرت علیؑ گھر کے راستے کے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میں جس کا مولا یہ علیؑ اس کا مولا ہے۔ ابو حاتم الرازی کہتے ہیں کہ لوگوں کو تعجب ہوتا تھا کہ احمد ابن حنبل نے اہل بیت کے فضائل پر ایک کتاب لکھی ہے۔

[4654] أخبرنا أحمد بن جعفر القطيعي ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل حدثني أبي ثنا يعقوب بن إبراهيم بن سعد ثنا أبي عن بن إسحاق قال حدثني عبد الله بن عبد الرحمن بن معمر أبو طوالة الأنصاري عن سليمان بن محمد بن كعب بن عجرة عن زينب بنت أبي سعيد عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه قال شكى علي بن أبي طالب الناس إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقام فينا خطيباً فسمعتة يقول أيها الناس لا تشكوا علياً فوالله إنه لأخشن في ذات الله وفي سبيل الله هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه أبو سعيد خدریؓ سے مروی ہے کہ لوگوں نے حضرت علیؑ ابن ابی طالب کی شکایت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی تو آنحضرتؐ نے ہمارے درمیان خطبہ دیا، میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا: خبردار تم علیؑ کی شکایت نہ کرو، خدا کی قسم اللہ تعالیٰ کے بارے میں اور اللہ کی راہ میں سب سے زیادہ خشیت رکھنے والوں میں علیؑ ہیں۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4655] حدثنا أبو بكر بن إسحاق أنبا زياد بن الخليل القشيري ثنا كثير بن يحيى ثنا أبو عوانة عن أبي بلج عن عمرو بن ميمون عن بن عباس رضي الله تعالى عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم قال أيكم يتولاني في الدنيا

والآخرة فقال لكل رجل منهم أيتولاني في الدنيا والآخرة فقال لا حتى مر علي أكثرهم فقال علي أنا أتولاك في الدنيا والآخرة فقال أنت وليي في الدنيا والآخرة هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کون ہے جو مجھے دنیا اور آخرت دونوں میں دوست رکھتا ہے۔ آپؑ نے ان لوگوں میں سے ایک سے دریافت کیا۔ کیا تم مجھے دنیا اور آخرت دونوں میں دوست رکھتے ہو؟ تو اس نے کہا نہیں، آپؑ اکثر لوگوں کے پاس سے گزرے، جب حضرت علیؑ کے پاس آئے تو حضرت علیؑ نے فرمایا انا اتولاك في الدنيا والآخرة، میں آپ کو دنیا اور آخرت دونوں میں دوست رکھتا ہوں تو آنحضرتؐ نے فرمایا انت وليي في الدنيا والآخرة اے علیؑ! تم دنیا اور آخرت میں میرے ولی ہو۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4656] أخبرني عبد الرحمن بن الحسن القاضي بهمدان ثنا إبراهيم بن الحسين ثنا آدم بن أبي إياس ثنا شعبة عن أبي إسحاق عن عبد الرحمن بن يزيد عن علقمة عن عبد الله قال كنا نتحدث أن أفضى أهل المدينة علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه هذا حديث صحيح علي شرط الشيخين ولم يخرجاه

عبد اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم یہ بیان کیا کرتے تھے کہ اہل مدینہ میں سب سے بڑے قاضی علیؑ ابن ابی طالب ہیں۔ یہ حدیث شرط شیخین پر صحیح ہے۔

[4657] أخبرنا أحمد بن جعفر القطيعي ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل

حدثني أبي ثناسعيد بن محمد الوراق عن علي بن الحزور قال سمعت أبا مريم الثقفي يقول سمعت عمار بن ياسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ يقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول لعلي يا علي طوبى لمن أحبك وصدق فيك وويل لمن أبغضك وكذب فيك هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه ابو مريم ثقفي کہتے ہیں کہ میں نے عمار بن یاسرؓ سے سنا وہ یہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا وہ حضرت علیؑ سے فرما رہے تھے: اے علیؑ! خوشحال اُس کا جو تم سے محبت کرے اور وکیل ہے اُس کے لئے جو تمہیں پسند نہ کرے اور تمہارے بارے میں جھوٹیں باتیں بیان کرے۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4658] حدثني علي بن حمشاذ ثنا العباس بن الفضل الأسفاطي ثنا أحمد بن يونس ثنا أبو بكر بن عياش عن الأعمش عن عمرو بن مرة عن أبي البخترى قال قال علي رضي الله تعالى عنه بعثني رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى اليمن قال فقلت يا رسول الله أني رجل شاب وأنه يرد علي من القضاء ما لا أعلم لي به قال فوضع يده على صدري وقال اللهم ثبت لسانه واهد قلبه فما شككت في القضاء أو في قضاء بعد هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه

ابو البختریؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ فرمایا علیؑ ابن ابی طالب نے کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا فرمایا میں نے کہا: یا رسول اللہ! میں جو ان شخص ہوں اور بعض وقت ایسے امور کا فیصلہ کرنا پڑتا ہے جس کا مجھے علم نہیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے میرے سینہ پر ہاتھ رکھا اور فرمایا اللھم ثبت لسانہ و اھد قلبہ۔ اے اللہ!

ان کی زبان کو ثابت رکھ اور ان کے دل کی ہدایت کرتا رہے، اس کے بعد میں نے کبھی کسی فیصلے میں شک نہیں کیا۔ یہ حدیث شرط شیخین پر صحیح ہے۔

[4662] حدثنا أبو بكر بن إسحاق أنبا عبید بن حاتم الحافظ ثنا محمد بن حاتم المؤدب ثنا سيف بن محمد ثنا سفیان الثوري عن سلمة بن كهيل عن أبي صادق عن الأغر عن سلمان رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أولكم وأولكم واردا على الحوض أولكم إسلاما علي بن أبي طالب حضرت سلمانؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کی تم میں سب سے پہلے حوض (کوثر) پر وارد ہونے والے اور سب سے پہلے اسلام کا اظہار کرنے والے علیؑ ابن ابی طالب ہیں۔

[4663] أخبرنا أحمد بن جعفر القطيعي ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل حدثني أبي ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبة عن عمرو بن مرة عن أبي حمزة عن زيد بن أرقم رضي الله تعالى عنه قال إن أول من أسلم مع رسول الله صلى الله عليه وسلم علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه هذا حديث صحيح الإسناد وإنما الخلاف في هذا الحرف أن أبا بكر الصديق رضي الله تعالى عنه كان أول الرجال البالغين إسلاما وعلي بن أبي طالب تقدم إسلامه قبل البلوغ

زيد بن ارقمؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جس نے سب سے پہلے اسلام پر لبیک کہا وہ علیؑ ابن ابی طالب ہیں۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4664] أخبرني أبو بكر إسماعيل بن الفقيه بالري ثنا أبو حاتم

محمد بن إدريس ثنا كثير بن يحيى ثنا أبو عوانة داود بن أبي عوف عن عبد الرحمن بن أبي زياد أنه سمع عبد الله بن الحارث بن نوفل يقول ثنا أبو سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم دخل على فاطمة رضي الله تعالى عنها فقال أني وإياك وهذا النائم يعني عليا وهما يعني الحسن والحسين لفي مكان واحد يوم القيامة هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

حارث بن نوفل بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ابو سعید خدریؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کے پاس تشریف لائے اور فرمایا میں تم اور یہ سونے والا، یعنی علیؓ اور وہ دونوں یعنی حسنؓ اور حسینؓ قیامت کے دن ایک ہی جگہ پر ہوں گے۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4665] أخبرنا أحمد بن جعفر القطيعي ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل حدثني أبي ثنا سيار بن حاتم ثنا جعفر بن سليمان ثنا مالك بن دينار قال سألت سعيد بن جبیر فقلت يا أبا عبد الله من كان حامل راية رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فنظر إلي وقال كأنك رخي البال فغضبت وشكوته إلى إخوانه من القراء فقلت ألا تعجبون من سعيد أني سألته من كان حامل راية رسول الله صلى الله عليه وسلم فنظر إلي وقال إنك لرخي البال قالوا إنك سألته وهو خائف من الحجاج وقد لاذ بالبيت فسله الآن فسألته فقال كان حاملها علي رضي الله تعالى عنه هكذا سمعته من عبد الله بن عباس هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه ولهذا الحديث شاهد من حديث زنفل العرفي وفيه طول فلم أخرجاه

مالک بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پرچم کو اٹھانے والا کون ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ اس کے اٹھانے والے کا نام علیؓ ہے میں نے عبد اللہ ابن عباس سے ایسا ہی سنا۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4666] حدثنا أبو بكر بن إسحاق أنبا محمد بن عيسى بن السكن الواسطي ثنا شهاب بن عباد ثنا محمد بن بشر ثنا الحسن بن حي عن أبي ربيعة الأيادي عن الحسن عن أنس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اشتاقت الجنة إلى ثلاثة علي وعمار وسلمان هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه حسن روایت کرتے ہیں انس سے کہ انھوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جنت تین افراد کی مشتاق ہے، علیؓ، عمارؓ، اور سلمانؓ کی۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے

[4668] حدثنا أبو بكر بن إسحاق أنبا محمد بن أيوب أنا عمرو بن الحصين العقيلي أنبا يحيى بن العلاء الرازي ثنا هلال بن أبي حميد عن عبد الله بن أسعد بن زرارعة عن أبيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أوحى إلي في علي ثلاث أنه سيد المسلمين وإمام المتقين الغر المحجلين هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

عبد اللہ بن اسعد بن زرارہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر تین باتوں کی حضرت علیؓ کے بارے میں وحی کی گئی کہ وہ سید المسلمین اور امام المتقین اور وہ غر المحجلین (روشن پیشانی والوں) کے امام ہیں۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4669] أخبرني علي بن عبد الرحمن بن عيسى السبيعي بالكوفة ثنا الحسين بن الحكم الجيزي ثنا الحسين بن الحسن الأشقر ثنا سعيد بن خثيم الهاللي عن الوليد بن يسار الهمداني عن علي بن أبي طلحة قال حججنا فمررنا على الحسن بن علي بالمدينة ومعنا معاوية بن حديج فقبل للحسن إن هذا معاوية بن حديج الساب لعلي فقال علي به فأتي به فقال أنت الساب لعلي فقال ما فعلت فقال والله إن لقيته وما أحسبك تلقاه يوم القيامة لتجده قائما على حوض رسول الله صلى الله عليه وسلم يذود عنه رايات المنافقين بيده عصا من عوسج حدثني الصادق المصدوق صلى الله عليه وسلم وقد خاب من افتري هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

حضرت علیؑ حوض کوثر پر رہیں گے اور ان کے ہاتھ میں ایک عصا ہوگا جس سے وہ منافقین کو وہاں سے ہٹادیں گے۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے

[4670] أخبرنا أبو العباس محمد بن أحمد المحبوبي بمر و ثنا سعيد بن مسعود ثنا عبيد الله بن موسى أنبا إسرائيل وحدثني محمد بن صالح بن هاني ثنا يحيى بن محمد بن يحيى والسري بن خزيمة ومحمد بن عمرو بن النضر قالوا ثنا أحمد بن يونس ثنا إسرائيل عن أبي إسحاق عن عبد الرحمن بن أبي ليلي عن علي رضي الله تعالى عنه قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي ألا أعلمك كلمات إن قلتهم غفر الله لك علي أنه مغفور لك لا إله إلا الله العلي العظيم لا إله إلا الله الحليم الكريم سبحان الله رب العرش العظيم

والحمد لله رب العالمين هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسے کلمات بتلا دوں کہ اگر تم انہیں پڑھو تو اللہ تمہاری مغفرت کر دے در حالانکہ تم پہلے ہی مغفور ہو۔ لا إله إلا الله العلي العظيم لا إله إلا الله الحليم الكريم سبحان الله رب العرش العظيم والحمد لله رب العالمين۔

[4671] أخبرنا أحمد بن جعفر القطيعي ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل حدثني أبي ثنا عبد الله بن محمد بن شيبه قال ثنا جرير بن عبد الحميد عن مغيرة عن أبي موسى عن أم سلمة رضي الله تعالى عنها قالت والذي أحلف به إن كان علي لأقرب الناس عهدا برسول الله صلى الله عليه وسلم عدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم غداة وهو يقول جاء علي جاء علي مرار افقالت فاطمة رضي الله تعالى عنها كأنك بعثته في حاجة فاجاء بعد قالت أم سلمة فظننت أن له إليه حاجة فخرجنا من البيت فقعدنا عند الباب وكنت من أدناهم إلى الباب فأكب عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم وجعل يساره ويناجيه ثم قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم من نومه ذلك فكان علي أقرب الناس عهدا هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں قسم اس کی جس کی قسم کھائی جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک سب سے قریب حضرت علیؑ تھے۔ کہ ایک روز ہم نے آنحضرت ﷺ کے مرض الموت میں ان کی عیادت کی تو آپؐ فرما رہے تھے علیؑ علیؑ آئے؟ علیؑ

آئے؟۔ اس طرح کئی بار ارشاد فرمانے کے بعد حضرت فاطمہؑ فرماتی ہیں کہ میں نے یہ خیال کیا کہ شاید آپؐ کو کوئی ضرورت ہے۔ ہم گھر سے نکلے اور در دولت پر بیٹھ گئے اور میں (ام سلمہؓ) اُن میں دروازے کے سب سے زیادہ قریب تھیں۔ جب حضرت علیؑ تشریف لائے تو نبی اکرم ﷺ واکم نے انھیں اپنے قریب کیا اور اپنے بائیں طرف بیٹھا اور حضرت علیؑ کے کان میں کوئی بات فرمائی۔ پھر نبی ﷺ نے وفات پائی۔ لہذا حضرت علیؑ، رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ قریب تھے۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے

[4672] حدثنا علي بن حمشاذ العدل ثنا العباس بن الفضل الأسفاطي

ثنا علي بن عبد الله المديني وإبراهيم بن محمد بن عرعة قال ثنا حرمي بن عمارة حدثني الفضل بن عميرة أخبرني ميمون الكردي عن أبي عثمان النهدي أن علياً رضي الله تعالى عنه قال بينما رسول الله صلى الله عليه وسلم أخذ بيدي ونحن في سلك المدينة إذ مررنا بحديقة فقلت يا رسول الله ما أحسنها من حديقة قال لك في الجنة أحسن منها هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

ابو عثمان النهدي سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا ہاتھ تھامے ہوئے مدینہ کی گلیوں سے گزر رہے تھے کہ ہم ایک باغ کے پاس سے گزرے، میں نے کہا: یا رسول اللہ! کتنا خوب صورت باغ ہے۔ تو آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے علیؑ! تمہارے لئے جنت میں اس سے زیادہ خوبصورت باغات ہیں۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4674] حدثنا أبو سعيد أحمد بن يعقوب الثقفي ثنا الحسن بن علي بن

شبيب المعمرى ثنا محمد بن حميد ثنا سلمة بن الفضل حدثني أبو زيد الأحول عن عقاب بن ثعلبة حدثني أبو أيوب الأنصاري في خلافة عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه قال أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم علي بن أبي طالب بقتال الناكثين والقاسطين والمارقين
عقاب بن ثعلبة کہتے ہیں کہ مجھ سے ابو ایوب انصاری نے دور خلافت عمر ابن خطاب میں کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ ابن ابی طالب کو حکم دیا تھا کہ وہ ناکثین، قاسطین، اور مارقین سے جنگ کریں۔

[4675] حدثنا أبو بكر بن بالويه ثنا محمد بن يونس القرشي ثنا عبد

العزيز بن الخطاب ثنا علي بن غراب بن أبي فاطمة عن الأصبع بن نباتة عن أبي أيوب الأنصاري رضي الله تعالى عنه قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول لعلي بن أبي طالب تقاتل الناكثين والقاسطين والمارقين بالطرقات والنهروانات وبالشعفات قال أبو أيوب قلت يا رسول الله مع من تقاتل هؤلاء الأقسام قال مع علي بن أبي طالب

اصبع بن نباتة نے ابو ایوب انصاری سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت علیؑ ابن ابی طالب کے بارے میں یہ فرماتے ہوئے سنا: اے علیؑ! تم ناکثین، قاسطین اور مارقین سے طرقات، نھر وانات، اور شعفات میں قتال کرو گے، ابو ایوب انصاری کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! یہ اقسام کس سے قتال کریں گی؟ فرمایا: علیؑ ابن ابی طالب سے۔

[4676] حدثنا أبو حفص عمر بن أحمد الجمحي بمكة ثنا علي بن عبد العزيز ثنا عمرو بن عون ثنا هشيم عن إسماعيل بن سالم عن أبي إدريس الأودي عن علي رضي الله تعالى عنه قال إن مما عهد إلي النبي صلى الله عليه وسلم أن الأمة تستغدر بي بعده هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه أبو إدريس الأودي حضرت عليؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت کی تھی کہ اُن کے بعد اُمّت مجھ سے بد عہدی کرے گی۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4677] أخبرنا أحمد بن سهل الفقيه بخارنا سهل بن المتوكل ثنا أحمد بن يونس ثنا محمد بن فضيل عن أبي حيان التيمي عن سعيد بن جبيرة عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال قال النبي صلى الله عليه وسلم لعلي أما إنك ستلقى بعدي جهداً قال في سلامة من ديني قال في سلامة من دينك هذا حديث صحيح علي شرط الشيخين ولم يخرجاه ابن عباسؑ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ سے فرمایا: اے علیؑ تم میرے بعد بڑی مشقت برداشت کرو گے، تو انھوں (حضرت علیؑ) نے کہا یہ میرے دین کی سلامتی کا ساتھ ہوگا، فرمایا: ہاں تمہارے دین کی سلامتی کے ساتھ ہوگا۔ یہ حدیث شرطیٰ صحیح ہے۔

[4679] أخبرنا أبو عبد الله محمد بن عبد الله الصفار ثنا الحسن بن علي بن بحر بن بري ثنا أبي وأخبرنا أحمد بن جعفر القطيعي ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل حدثني أبي ثنا علي بن بحر بن بري ثنا عيسى بن يونس ثنا

محمد بن إسحاق حدثني يزيد بن محمد بن خثيم المحاربي عن محمد بن كعب القرظي عن محمد بن خثيم عن عمار بن ياسر رضي الله تعالى عنه قال كنت أنا وعلي رقيقين في غزوة ذي العشيرة فلما نزلها رسول الله صلى الله عليه وسلم وأقام بهاراً أينا ناساً من بني مدلج يعملون في عين لهم في نخل فقال لي علي يا أبا اليقظان هل لك أن تأتي هؤلاء فننظر كيف يعملون فاجتئناهم فنظرنا إلى عملهم ساعة ثم غشنا النوم فانطلقت أنا وعلي فاضطجعنا في صور من النخل في دقعاء من التراب فمنا فوالله ما أيقظنا إلا رسول الله صلى الله عليه وسلم يحررنا برجله وقد تتربنا من تلك الدقعاء فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا أبا تراب لما يرى عليه من التراب فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا أحدثكم بأشقى الناس رجلين قلنا بلى يا رسول الله قال أحيمر ثمود الذي عقر الناقة والذي يضربك يا علي علي هذه يعني قرنه حتى تبتل هذه من الدم يعني لحيته هذا حديث صحيح علي شرط مسلم ولم يخرجاه بهذه الزيادة إنما اتفقا على حديث أبي حازم عن سهل بن سعد قم أبا تراب محمد بن خثيم حضرت عمارؓ بن ياسرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ میں اور غزوہ ذی العشرہ میں ہم سفر تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں آئے پڑے اور قیام فرمایا تو ہم نے دیکھا کہ نبی مدین کے کچھ لوگ ایک چشمہ میں کام کر رہے تھے جو اُن کے نخلستان میں تھا۔ حضرت علیؑ نے مجھ سے کہا: کہ اے ابوالیقظان کیا آپ میرے ساتھ چل سکتے ہیں کہ ہم دیکھیں کہ وہ لوگ کس طرح کام کر رہے ہیں، ہم اُن کے

پاس پہنچے، ہم نے کافی دیر تک اُن کے کام کو دیکھا پھر ہم پر نیند طاری ہو گئی تو میں اور علیؑ وہاں سے روانہ ہوئے اور ہم کھجور کے جھنڈ تلے نجر زمین کے اوپر سو گئے۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے آکر بیدار کیا اور پیروں سے حرکت دے رہے تھے اور مٹی پر سونے کی وجہ سے ہم تراب آلودہ ہو گئے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یا ابا تراب! جب آپ نے حضرت علیؑ کو تراب آلودہ دیکھا، پھر ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں اُن دو افراد کا نام نہ بتلا دوں جب سب سے زیادہ بد بخت ہیں۔ ہم نے کہا بے شک یا رسول اللہ! فرمایا ثمود کا وہ شخص آجیر جس نے ناقہ صالح کو پے کر دیا تھا اور دوسرا وہ جو اے علیؑ! آپ کے اُس جگہ یعنی سر پر ضربت لگائے گا یہاں تک کہ یہ خون آلودہ ہو جائے گی یعنی آپ کی ڈاڑھی۔ یہ حدیث مسلم کے شرط پدیدت صحیح ہے۔

[4681] حدیثنا دعلج بن أحمد السجزي ثنا علي بن عبد العزيز بن معاوية ثنا إبراهيم بن إسحاق الجعفي ثنا عبد الله بن عبد ربه العجلي ثنا شعبة عن قتادة عن حميد بن عبد الرحمن عن أبي سعيد الخدري عن عمران بن حصين قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم النظر إلى علي عبادته هذا حديث صحيح الإسناد وشواهد عن عبد الله بن مسعود صحيحه

ابو سعيد خدریؓ عمران بن حصین سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ علیؑ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4682] حدیثنا عبد الباقي بن قانع الحافظ ثنا صالح بن مقاتل بن صالح

ثنا محمد بن عبد بن عتبة ثنا عبد الله بن محمد بن سالم ثنا يحيى بن عيسى

الرملي عن الأعمش عن إبراهيم عن علقمة عن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم النظر إلى وجه علي عبادته تابعه عمرو بن مرة عن إبراهيم النخعي علقمة عبد الله سے روایت کرتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ علیؑ کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔

[4683] حدیثنا أبو بكر محمد بن أحمد بن يحيى القاري ثنا المسيب

بن زهير الضبي ثنا عاصم بن علي ثنا المسعودي عن عمرو بن مرة عن إبراهيم عن علقمة عن عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم النظر إلى وجه علي عبادته

عبد الله بن مسعود سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ علیؑ کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔

[4685] حدیثنا محمد بن صالح بن هاني ثنا أحمد بن سلمة ومحمد

بن شاذان قالوا ثنا إسحاق بن إبراهيم ومحمد بن رافع قالوا ثنا عبد الرزاق أنا النعمان بن أبي شيبه عن سفیان الثوري عن أبي إسحاق عن زيد بن شيبه عن حذيفة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وإن وليتموها عليا فهاد مهتد يقيمكم على صراط مستقيم هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه

حذیفہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اگر تم علیؑ کو ولی بناؤ گے تو یہ ہدایت کرنے والے، ہدایت یافتہ ہیں یہ تمہیں صراط مستقیم پر قائم رکھیں گے۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4686] عن حيان الأسدي سمعت علياً يقول قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الأمة ستغدركم بعدي وأنت تعيش على ملتي وتقتل على سنتي من أحبك أحبني ومن أبغضك أبغضني وإن هذه ستخضب من هذا يعني لحيته من رأسه صحيح

حیان الأسدی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے علیؑ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے سے فرمایا کہ میرے بعد امت تم سے بد عہدی کرے گی تم میری ملت پر زندگی گزارو گے اور میری سنت پر قتال کرو گے جو تمہیں دوست رکھے گا تو اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے تم سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی اور یہ اس سے خضاب ہو جائے گی یعنی ان کی ڈاڑھی ان کے سر کے خون سے خضاب ہو جائے گی۔

[4688] حدثنا الأستاذ أبو الوليد الهيثم بن خلف الدوري ثنا سوار بن عبد الله العنبري ثنا المعتمر قال قال أبي حدثنا الحرث بن منخشي أن علياً قتل صبيحة إحدى وعشرين من رمضان قال فسمعت الحسن بن علي يقول وهو يخطب وذكر مناقب علي فقال قتل ليلة أنزل القرآن وليلة أسري بعيسى وليلة قبض موسى قال وصلى عليه الحسن بن علي عليهما السلام هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

حرث بن محسنی وہ خطبہ دے رہے تھے اور مناقب حضرت علیؑ بیان کر رہے تھے اور فرمایا کہ حضرت علیؑ اس رات کو شہید کئے گئے جس رات کو قرآن نازل ہوا (یعنی شب قدر) اور اسی رات کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے اور اسی رات کو حضرت موسیٰ کی وفات ہوئی۔ اور حضرت علیؑ کی نماز جنازہ حضرت حسنؑ نے پڑھائی۔

[4689] وحدثنا أبو الوليد ثنا الهيثم بن خلف ثنا علي بن الربيع الأنصاري ثنا حفص بن غياث عن أبي روح عن مولى لعلي أن الحسن صلى على علي وكبر عليه أربعا مولى روایت کرتے ہیں کہ امام حسنؑ نے حضرت علیؑ کی نماز جنازہ پڑھی اور چار تکبیریں کہیں۔

[4690] فحدثني أبو سعيد أحمد بن محمد النخعي ثنا عبد الرحمن بن أبي حاتم حدثني أبي ثنا عمرو بن طلحة القناد ثنا أسباط بن نصر قال سمعت إسماعيل بن عبد الرحمن السدي يقول كان عبد الرحمن بن ملجم المرادي عشق امرأة من الخوارج من تيمم الرباب يقال لها قطام فنكحها وأصدقها ثلاثة آلاف درهم وقتل علي رضي الله تعالى عنه۔

ہم سے بیان کیا اسباط بن نصر نے اس نے کہا کہ میں نے اسماعیل بن عبد الرحمن السدی کو سنا وہ کہہ رہے تھے کہ عبد الرحمن بن ملجم مرادی ایک عورت پر عاشق ہو گیا جس کا تعلق خارجیوں سے تھا وہ تیمم بن رباب قبیلہ کی تھی اس کا نام قطام تھا، ابن ملجم نے اس سے شادی رچائی اور مہر کے طور پر تین ہزار درہم اور علیؑ کا قتل رکھا گیا۔

[4691] أخبرنا أبو بكر محمد بن محمد بن عون المقرئ ببغداد ثنا محمد بن يونس ثنا عبد العزيز بن الخطاب ثنا علي بن غراب عن مجالد عن الشعبي قال لما ضرب بن ملجم علياً تلك الضربة أوصى به علي فقال قد ضربني فأحسنوا إليه وألينوا له فراشه فإن أعش فهضم أو قصاص وإن أمت فعالجوه فإنني مخاصمه عند ربي عز وجل

شعبی سے مروی ہے اپنی ضربت سے جب ابنِ محم نے علیؑ کو ضربت لگائی تو اس بارے میں علیؑ وصیت کی اور فرمایا اس نے مجھے ضربت لگائی ہے تم اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور اسے نرم بہتر دینا اگر میں زندہ رہا تو میں اسے چاہوں تو معاف کر دوں یا قصاص لوں (میری مرضی) اور اگر میں مر جاؤں تو تم جو چاہے اس کے ساتھ کرنا جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں اپنے رب العزت سے اس کے بارے میں مخاصمہ (فیصلہ) کروں گا۔

[4705] حدثنا أبو بكر أحمد بن سلمان الفقيه وأبو العباس محمد بن يعقوب قالنا ثنا الحسن بن مكرم البزار ثنا عثمان بن عمر ثنا عبد الرحمن بن عبد الله بن دينار عن شريك بن أبي نمر عن عطاء بن يسار عن أم سلمة قالت في بيتي نزلت {إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت} قالت فأرسل رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى علي وفاطمة والحسن والحسين فقال هؤلاء أهل بيتي هذا حديث صحيح على شرط البخاري ولم يخرجاه

حضرت ام المؤمنین ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ وہ فرماتی ہیں میرے گھر میں یہ آیت إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت نازل ہوئی جبکہ آپؐ نے حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ اور حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ بلایا (اور جب وہ آئے) تو فرمایا: یہ میرے اہل بیت ہیں۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے شرط بخاری سے۔

[4707] حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا الربيع بن سليمان المرادي وبحر بن نصر الخولاني قالنا ثنا بشر بن أحمد المحبوبي بمر وثنا

سعید بن مسعود ثنا عبید اللہ بن موسیٰ أناز کریا بن أبی زائدة ثنا مصعب بن شيبه عن صفية بنت شيبة قالت حدثتني أم المؤمنين عائشة رضي الله تعالى عنها قالت خرج النبي صلى الله عليه وسلم غداة وعليه مرط مرجل من شعر أسود فجاء الحسن والحسين فأدخلهما معه ثم جاءت فاطمة فأدخلها معهما ثم جاء علي فأدخله معهم ثم قال إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه

فرمایا حضرت عائشہ نے کہ ایک دن نبی کریمؐ گھر سے برآمد ہوئے اور آپؐ ایک کالے بالوں والی ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے، اسی دوران میں حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ تشریف لے آئے۔ آپؐ نے انہیں اپنی چادر میں داخل کر لیا، پھر حضرت فاطمہؑ آئیں انہیں بھی چادر میں شامل کر لیا، پھر حضرت علیؑ آئے آپؐ کو بھی چادر میں داخل کر لیا پھر آپؐ نے اس آیت کریمہ إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا کی تلاوت فرمائی۔

[4708] كتب إلي أبو إسماعيل محمد بن النحوي يذكر أن الحسن بن عرفة حدثهم قال حدثني علي بن ثابت الجزري ثنا بكير بن مسمار مولى عامر بن سعد سمعت عامر بن سعد يقول قال سعد نزل على رسول الله صلى الله عليه وسلم الوحي فأدخل عليا وفاطمة وابنيهما تحت ثوبه ثم قال اللهم هؤلاء أهلي وأهل بيتي

عامر بن سعد اپنے باپ سعد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ: رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ اور ان کے دونوں فرزندوں کو چادر میں داخل کر کے فرمایا: یا اللہ یہی میرے اہل اور میرے اہل بیت ہیں۔

[4709] حدیثی ابو الحسن اسماعیل بن محمد الفضل بن محمد الشعرانی ثنا جدي ثنا أبو بكر بن أبي شيبة الحزامي ثنا محمد بن إسماعيل بن أبي فديك حدیثی عبد الرحمن بن أبي بكر المليكي عن إسماعيل بن عبد الله بن جعفر بن أبي طالب عن أبيه قال لما نظر رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى رحمة هابطة قال ادعوا لي ادعوا لي فقالت صفية من يار رسول الله قال أهل بيتي عليا وفاطمة والحسن والحسين فجاء بهم فألقى عليهم النبي صلى الله عليه وسلم كسائه ثم رفع يديه ثم قال اللهم هؤلاء آلي فصل علي محمد وعلي آل محمد وأنزل الله عز وجل {إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا} هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه وقد صحت الرواية على شرط الشيخين۔

حضرت عبد اللہ ابن جعفرؓ اپنے پدر حضرت جعفرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ وآلہ نے رحمت الہی کو نازل ہوتے دیکھا (وحی آتے ہوئے) تو فرمایا بلاؤ۔ حضرت صفیہ نے دریافت کیا کسے بلاؤں۔ آپ نے فرمایا میرے اہل بیت علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ اور حسینؓ کو۔ جب بلایا گیا اور وہ آگے تو آپ ﷺ نے ان پر چادر اوڑھادی پھر آپ ﷺ اپنے دست ہائے مبارک کو بلند فرمایا اور فرمایا: اے اللہ! تو محمدؐ اور آل محمدؑ پر برکت اور رحمت نازل فرما۔ اور اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس أهل البيت ويطهرکم تطهیرا۔
[4710] حدیثی أبو بكر أحمد بن سلمان الفقيه ببغداد ثنا أحمد بن زهير بن حرب ثنا أبو سلمة موسى بن إسماعيل ثنا عبد الواحد بن زياد ثنا أبو فروة حدیثی عبد الله بن عيسى بن عبد الرحمن بن أبي ليلى أنه سمع عبد الرحمن بن أبي ليلى يقول لقيني كعب بن عجرة فقال ألا أهدي لك هدية سمعتها من النبي صلى الله عليه وسلم قلت بلى قال فاهدنا إلي قال سألنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلنا يار رسول الله كيف الصلاة عليكم أهل البيت قال قولوا اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيب اللهم بارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد وقد روى هذا الحديث بإسناده وألفاظه حرفا بعد حرف الإمام محمد بن إسماعيل البخاري عن موسى بن إسماعيل في الجامع الصحيح وإنما خرجته ليعلم المستفيد أن أهل البيت والآل جميعا هم وأبو فروة وعروة بن الحارث الهمداني بن أوثق التابعين۔

عبد الرحمن بن ابی لیلی سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ: مجھ سے کعب بن عجرہ نے ملاقات کی اور کہا: کیا میں تمہیں ایک ہدایت کی بات سناؤں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے میں نے جواب دیا کیوں نہیں ضرور سنائیے۔ انہوں نے کہا ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر کس طرح درود و سلام بھیجیں۔ آپ نے جواب دیا: اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيب اللهم بارك على محمد

و علی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید
مجید۔

[4711] حدثنا أبو بكر محمد بن الحسين بن مصلح الفقيه بالري ثنا
محمد بن أيوب ثنا يحيى بن المغيرة السعدي ثنا جرير بن عبد الحميد عن
الحسن بن عبد الله النخعي عن مسلم بن صبيح عن زيد بن أرقم رضي الله
تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إنني تارك فيكم الثقلين
كتاب الله وأهل بيتي وإنهما لن يتفترقا حتى يردها علي الحوض هذا حديث
صحيح الإسناد على شرط الشيخين ولم يخرجاه

زيد بن أرقم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے درمیان دو
بھاری چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک اللہ کی کتاب اور دوسرے میرے اہل بیت اور
یہ دونوں نہیں جدا ہوں گے یہاں تک کہ یہ میرے پاس حوض (حوض کوثر) پر وارد ہوں۔

[4712] حدثنا أبو جعفر أحمد بن عبيد بن إبراهيم الحافظ الأسدي
بهمدان ثنا إبراهيم بن الحسين بن ديزيل ثنا إسماعيل بن أبي أويس ثنا أبي عن
حميد بن قيس المكي عن عطاء بن أبي رباح وغيره من أصحاب بن عباس عن
عبد الله بن عباس رضي الله تعالى عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال
يا بني عبد المطلب إنني سألت الله لكم ثلاثاً أن يثبت قائمكم وأن يهدي ضالكم
وأن يعلم جاهلكم وسألت الله أن يجعلكم جوداء نجداء رحماء فلو أن رجلاً
صنف بين الركن والمقام فصلى وصام ثم لقي الله وهو مبغض لأهل بيت

محمد دخل النار۔ هذا حديث حسن صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه
حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اے بنی عبد
المطلب! میں نے تمہارے لئے اللہ سے تین باتیں مانگی ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ تمہارے
قدم ثابت رکھے، مگر ابی سے ہدایت کی جانب نکالے اور تم سے جہالت کو دور رکھے،
دوسری یہ کہ تمہیں سخی، پاک نسل اور لطف و کرم و رحم کرنے والا بنا دے اور تیسری یہ کہ اگر
کوئی (تاحیات) مقام ابراہیم کے پاس نماز پڑھے اور (تاحیات) پابندی سے
روزے رکھتا رہے اور اللہ سے اس حال میں ملے کہ وہ میرے اہل بیت محمدؐ سے بغض
رکھتا ہو تو اللہ اس کو جہنم داخل کرے گا۔

[4713] أخبرنا أحمد بن جعفر القطيعي ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل
حدثني أبي ثنا تليد بن سليمان ثنا أبو الجحاف عن أبي حازم عن أبي هريرة
رضي الله تعالى عنه قال نظر النبي صلى الله عليه وسلم إلى علي وفاطمة
والحسن والحسين فقال أنا حرب لمن حاربكم وسلم لمن سالمكم هذا
حديث حسن من حديث أبي عبد الله أحمد بن حنبل عن تليد بن سليمان فإني
لم أجده رواة غيره هاو له شاهد عن زيد بن أرقم

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علیؑ، فاطمہؑ، اور حسنؑ و حسینؑ کے طرف
دیکھا اور فرمایا کہ میں اس سے جنگ کروں جو تم سے جنگ کرے گا اور اس سے میری صلح
ہوگی جو تم سے صلح کرے گا۔

[4714] حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا العباس بن محمد

الدوري ثنا مالك بن إسماعيل ثنا أسباط بن نصر الهمداني عن إسماعيل بن عبد الرحمن السدي عن صبيح مولى أم سلمة عن زيد بن أرقم عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال لعلي وفاطمة والحسن والحسين أنا حرب لمن حاربتم وسلم لمن سالمتم

زيد بن أرقم سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، اور حنّ وحمینؑ (علیہما السلام) کے بارے میں کہ میں اس جنگ کروں گا جس سے تم لوگ جنگ کرو گے اور اس سے میری صلح ہوگی تم سب جس سے صلح کرو گے۔

[4715] حدثنا مكرم بن أحمد القاضي ثنا أحمد بن علي الأبار ثنا

إسحاق بن سعيد بن أركون الدمشقي ثنا خليل بن دعلج أبو عمرو السدوسي أظنه عن قتادة عن عطاء عن بن عباس رضي الله تعالى عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم النجوم أمان لأهل الأرض من الغرق وأهل بيتي أمان لأمتي من الاختلاف فإذا خالفتها قبيلة من العرب اختلفوا فصاروا حزب إبليس هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ستارے زمین والوں کو ڈوبنے سے بچاتے ہیں اور میرے اہل بیت میری امت کو اختلاف سے بچاتے ہیں، عرب کا کوئی قبیلہ میری امت سے اختلاف کرے اور وہ اختلاف کا شکار ہو جائیں تو وہ ابلیس کی جماعت قرار پائیں گے۔

[4716] أخبرنا أبو النضر محمد بن محمد بن يوسف الفقيه وأبو

الحسن أحمد بن محمد العنبري قال ثنا عثمان بن سعيد الدارمي ثنا علي بن بحر بن بري ثنا هشام بن يوسف الصنعاني وحدثنا أحمد بن سهل الفقيه ومحمد بن علي الكاتب البخاريان ببخارا قال حدثنا صالح بن محمد بن حبيب الحافظ ثنا يحيى بن معين ثنا هشام بن يوسف حدثني عبد الله بن سليمان النوفلي عن محمد بن علي بن عبد الله بن عباس عن أبيه عن بن عباس رضي الله تعالى عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أحبوا الله لما يغذوكم به من نعمه وأحبوني لحب الله وأحبوا أهل بيتي لحبي هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

ابن عباسؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ اللہ سے محبت کرو کہ وہ اپنی نعمتوں سے تمہیں غذا فراہم کرتا ہے اور اللہ کی محبت کے سبب مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہل بیت سے محبت کرو۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے

[4717] حدثنا أبو عبد الله محمد بن عبد الله الصفار ثنا أبو عبد الله

محمد بن عبد الله بن الحسن الأصبهاني ثنا محمد بن بكير الحضرمي ثنا محمد بن فضيل الضبي ثنا أبان بن جعفر بن ثعلب عن جعفر بن إياس عن أبي نصره عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذي نفسي بيده لا يبغضنا أهل البيت أحد إلا أدخله الله النار هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه

ابوسعید الخدریؓ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو کوئی بھی میرے اہل بیت سے بغض رکھے گا اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کرے گا۔

[4718] حدثنا أبو عبد الله محمد بن عبد الله الصفار ثنا أبو عبد الله محمد بن عبد الله بن الحسن الأصبهاني ثنا أحمد بن مهدي بن رستم ثنا الخليل بن عمر بن إبراهيم ثنا عمر بن سعيد الأبح عن سعيد بن أبي عروبة عن قتادة عن أنس رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وعدني ربي في أهل بيتي من أقر منهم بالتوحيد ولي بالبلاغ أن لا يعدبهم حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

انس بن مالک سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے اہل بیت کے بارے میں مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ ان میں سے جو بھی توحید کا اقرار کرے اور میری پیغام رسائی کا اقرار کرے تو وہ ان پر عذاب نہیں کرے گا۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4719] أخبرني جعفر بن محمد بن نصير الخلدی ببغداد ثنا موسى بن هارون ثنا قتيبة بن سعيد ثنا حاتم بن إسماعيل عن بكير بن مسمار عن عامر بن سعد عن أبيه قال لما نزلت هذه الآية ندع أبنائنا وأبنائكم ونسائنا ونسائكم وأنفسنا وأنفسكم دعا رسول الله صلى الله عليه وسلم عليا وفاطمة وحسنا وحسينا رضي الله تعالى عنهم فقال اللهم هؤلاء أهلي هذا حديث صحيح على

شرط الشيخين ولم يخرجاه

عامر بن سعد سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ندع أبنائنا وأبنائكم ونسائنا ونسائكم وأنفسنا وأنفسكم ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ اور حضرت حسنؓ و حسینؓ کو بلایا اور فرمایا: اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔

[4720] أخبرني أحمد بن جعفر بن حمدان الزاهد ببغداد ثنا العباس بن إبراهيم القرطيسي ثنا محمد بن إسماعيل الأحمسي ثنا مفضل بن صالح عن أبي إسحاق عن حنش الكناني قال سمعت أبا ذر رضي الله تعالى عنه يقول وهو آخذ بباب الكعبة من عرفني ومن أنكرني فأنا أبو ذر سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول ألا إن مثل أهل بيتي فيكم مثل سفينة نوح من قومه من ركبها نجا ومن تخلف عنها غرق

حنش الکنانی روایت کرتے ہیں میں نے حضرت ابو ذرؓ کو دیکھا کہ وہ در کعبہ کو تھامے ہوئے فرما رہے تھے: جو مجھے جانتا ہے وہ مجھے پہچان لے اور مجھے نہیں پہچانتا وہ جان لے کہ میں ابو ذرؓ ہوں اور میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: یہ واضح رہے کہ میرے اہل بیت کی مثال سفینہ نوح کی ہے جو اس میں سوار ہو وہ نجات پا گیا اور جو سوار نہیں ہوا وہ غرق ہوا۔

ذكر مناقب فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم

[4721] حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا الحسن بن علي بن عفان العامري ثنا إسحاق بن منصور السلولي ثنا إسرائيل عن ميسرة بن حبيب

عن المنهال بن عمرو عن زر بن حبيش عن حذيفة رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نزل ملك من السماء فاستأذن الله أن يسلم علي لم ينزل قبلها فبشرني أن فاطمة سيدة نساء أهل الجنة۔

حذیفہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوا اور اللہ سے اجازت طلب کی کہ مجھے سلام کرے وہ فرشتہ اس سے پہلے نازل نہیں ہوا تھا، اس نے مجھے بشارت دی کہ فاطمہ (سلام اللہ علیہا) جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4722] أخبرنا علي بن عبد الرحمن بن عيسى ثنا الحسين بن الحكم الجيزي ثنا الحسن بن الحسين العرنبي ثنا أبو مري الأنصاري عن المنهال بن عمرو عن زر بن حبيش عن حذيفة رضى الله تعالى عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال نزل من السماء ملك فاستأذن الله أن يسلم علي لم ينزل قبلها فبشرني أن فاطمة سيدة نساء أهل الجنة هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجه

حذیفہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوا اور اللہ سے اجازت طلب کی کہ مجھے سلام کرے وہ فرشتہ اس سے پہلے نازل نہیں ہوا تھا، اس نے مجھے بشارت دی کہ فاطمہ (سلام اللہ علیہا) جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4723] أخبرنا أبو عبد الله محمد بن أحمد بن بطة الأصبهاني ثنا عبد

الله بن محمد بن زكريا الأصبهاني ثنا إسماعيل بن عمرو والبجلي ثنا الأجلح بن عبد الله الكندي عن حبيب بن ثابت عن عاصم بن ضمرة عن علي رضى الله تعالى عنه قال أخبرني رسول الله صلى الله عليه وسلم أن أول من يدخل الجنة أنا وفاطمة والحسن والحسين قلت يا رسول الله فمحبونا قال من ورائكم صحيح الإسناد ولم يخرجه

عاصم بن ضمرہ حضرت علیؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم نے خبر دی کہ جنت میں سب سے پہلے میں، فاطمہ اور حسن و حسین داخل ہوں گے میں سوال کیا: یا رسول اللہ! ہمارے محبتین (ہمارے چاہنے والوں) کا کیا ہوگا؟ تو فرمایا: وہ لوگ تمہارے پیچھے ہوں گے۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4724] حدثنا أبو بكر محمد بن جعفر بن يزيد العدل ببغداد ثنا أبو بكر محمد بن أبي العوام الرياحي ثنا يزيد بن هارون أنا العوام بن حوشب عن عمرو بن مرة عن عبد الرحمن بن أبي لیلی عن علي بن أبي طالب رضى الله تعالى عنه قال أتانا رسول الله صلى الله عليه وسلم فوضع رجله بيني وبين فاطمة رضى الله تعالى عنها فعلمنا ما نقول إذا أخذنا مضاجعنا فقال يا فاطمة إذا كنتما بمنزلتكما فسبحا الله ثلاثا وثلاثين واحمدا ثلاثا وثلاثين وكبرا أربعاً وثلاثين قال علي والله ما تركتها بعد فقال له رجل كان في نفسه عليه شيء ولا ليلة صفين قال علي ولا ليلة صفين صحيح علي شرط الشيخين ولم يخرجه

ابولیسٰی حضرت علیؑ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے پاس تشریف

لائے اور آپ میرے اور فاطمہ کے درمیان پاؤں پھیلا کر بیٹھ گئے اور انہوں نے ہمیں تعلیم دیا کہ جب ہم سونے لگیں تو ہمیں کیا پڑھنا چاہئے۔ آنحضرت نے فرمایا: اے فاطمہ! جب تم دونوں اپنے گھر ہو تو ۳۳ بار سبحان اللہ کہو، ۳۳ بار الحمد للہ کہو اور ۳۴ بار اللہ اکبر کہو۔ حضرت علیؑ نے فرمایا: میں نے اس کے بعد کبھی بھی اس عمل کو ترک نہیں کیا۔ تو ایک شخص جس کے دل میں حضرت علیؑ سے کینہ تھانے ان سے کہا: کیا صفین والی رات کو بھی نہیں ترک کیا تو حضرت علیؑ نے جواب دیا: ہاں صفین والی رات کو بھی نہیں ترک کیا۔

[4726] أخبرنا أبو الحسين أحمد بن عثمان الآدمي ببغداد ثنا سعيد

بن عثمان الأهوازي ثنا محمد بن يعقوب السدوسي ثنا محمد بن عمران القيسي ثنا معاوية بن هشام وحدثنا أبو محمد المزني ثنا محمد بن عبد الله الحضرمي وحدثنا أبو غنم قال ثنا أبو كريب ثنا معاوية بن هشام وحدثني أبو بكر محمد بن أحمد بن بالويه ثنا علي بن محمد بن خالد المطرز ثنا علي بن المنثي الطوسي ثنا معاوية بن هشام ثنا عمرو بن غياث عن عاصم عن زر بن حبيش عن عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن فاطمة أحصنت فرجها فحرم الله ذريتها على النار هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

عبد الله ابن مسعود سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ (سلام اللہ علیہا) نے اپنی عورت و عفت کی حفاظت کی تو اس وجہ سے اللہ نے ان کی ذریت پر جہنم کی آگ کو حرام کر دیا۔

[4727] أخبرنا أحمد بن بالويه العقصي من أصل كتابه ثنا محمد بن عثمان بن أبي شيبة ثنا محمد بن عبد الله بن نمير ثنا أبو مسلم قائد الأعمش ثنا الأعمش عن سهيل بن أبي صالح عن أبيه عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تبعت الأنبياء يوم القيامة على الدواب ليوافوا بالمؤمنين من قومهم المحشر ويبعث صالح على ناقته وأبعث على البراق خطوها عند أقصى طرفها وتبعث فاطمة أمامي هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه

ابو ہریرہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روز قیامت انبیاء کو چو پالیوں پر بھیجا جائے گا تاکہ وہ محشر میں اپنی قوم سے ملاقات کریں اور حضرت صالح اپنے ناقے پر سوار ہو کر آئیں گے اور میں براق کے اوپر مبعوث ہو کر آؤں گا اور فاطمہ میرے آگے ہوں گی۔ یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

[4728] أخبرنا أبو بكر محمد بن عبد الله بن عتاب العبدي ببغداد

وأبو بكر بن أبي دارم الحافظ بالكوفة وأبو العباس محمد بن يعقوب وأبو الحسين بن ماتي بالكوفة والحسن بن يعقوب العدل قالوا ثنا إبراهيم بن عبد الله العبسي ثنا العباس بن الوليد بن بكار الضبي ثنا خالد بن عبد الله الواسطي عن بيان عن الشعبي عن أبي جحيفة عن علي عليه السلام قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول إذا كان يوم القيامة نادى مناد من وراء الحجاب يا أهل الجمع غصوا أبصاركم عن فاطمة بنت محمد صلى الله عليه وسلم حتى

تمر هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه
حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ روز
قیامت ایک نداء غیب سے آئے گی کہ فاطمہ بنت محمد (سلام اللہ علیہا) آرہی ہیں لوگو! اپنی
نگاہیں نیچی کر لو جب تک یہ گزر نہ جائیں۔

[4730] حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا الحسن بن علي بن
عفان العامري وأخبرنا محمد بن علي بن دحيم بالكوفة ثنا أحمد بن حاتم بن
أبي غرزة قال ثنا عبد الله محمد بن سالم ثنا حسين بن زيد بن علي عن عمر بن
علي عن جعفر بن محمد عن أبيه عن علي بن الحسين عن أبيه عن علي رضي
الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لفاطمة إن الله يغضب
لغضبك ويرضى لرضاك هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

(امام) جعفر صادق، اپنے والد (امام) محمد باقر و اپنے والد (امام) علی ابن
حسین اور وہ اپنے والد (امام) حسین اور وہ اپنے والد علی ابن ابی طالب (علیہما
السلام) سے کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ
(سلام اللہ علیہا) سے ارشاد فرمایا اے فاطمہ! اللہ تعالیٰ آپ کے سبب غضب ناک ہوگا
اور آپ کی رضامندی پر راضی ہو جائے گا۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4731] حدثنا أبو بكر محمد بن علي الفقيه الشاشي ثنا أبو طالب
أحمد بن نصر الحافظ ثنا علي بن سعيد بن بشير عن عباد بن يعقوب ثنا محمد
بن إسماعيل بن رجاء الزبيدي عن أبي إسحاق الشيباني عن جميع بن عمير

قال دخلت مع أمي علي عائشة فسمعتها من وراء الحجاب وهي تسألها عن
علي فقالت تسألني عن رجل والله ما أعلم رجلا كان أحب إلي رسول الله صلى
الله عليه وسلم من علي ولا في الأرض امرأة كانت أحب إلي رسول الله صلى
الله عليه وسلم من امرأته هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

جمیعین عمیر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کے ساتھ حضرت عائشہ کی
خدمت میں حاضر ہوا میں نے پردے کے پیچھے سے سنا کہ میری والدہ حضرت عائشہ
سے حضرت علیؑ کے بارے میں دریافت کر رہی تھیں، حضرت عائشہ نے جواب دیا: آپ
مجھ سے ایسے شخص کے بارے میں سوال کر رہی ہیں واللہ! میں نہیں جانتی کہ کوئی اور شخص
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک علیؑ سے زیادہ محبوب ہو اور نہ ہی روئے زمین
پر کوئی عورت ہے جو ان کی زوجہ (فاطمہؑ) سے زیادہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو پیاری ہو۔

[4732] حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب بن إسحاق الصغاني ثنا
عثمان بن عمير ثنا إسرائيل عن ميسرة بن حبيب عن المنهال بن عمرو عن
عائشة بنت طلحة عن أم المؤمنين عائشة رضي الله تعالى عنها أنها قالت ما
رأيت أحدا كان أشبه كلاما وحديثا من فاطمة برسول الله صلى الله عليه وسلم
وكانت إذا دخلت عليه رحب بها وقام إليها فأخذ بيدها فقبلها وأجلسها في
مجلسه هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ میں نے کسی کو چال چلن میں اور بات چیت میں
رسول اللہ سے مشابہ حضرت فاطمہ زہرا (سلام اللہ علیہا) سے زیادہ نہیں دیکھا جب وہ

آنحضرتؐ کے پاس آئیں تو آپؐ کھڑے ہو جاتے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر شفقت سے ان کو پیار کرتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے تھے۔

[4733] حدثنا أبو جعفر محمد بن علي بن دحيم الصايغ بالكوفة ثنا

محمد بن الحسين بن أبي الحسين ثنا علي بن ثابت الديان ثنا منصور بن أبي الأسود عن عبد الرحمن بن أبي نعم عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فاطمة سيدة نساء أهل الجنة۔

ابوسعید خدری سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فاطمہؑ جنت میں جانے والی عورتوں کی سرداریں۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4734] حدثنا أبو سهل أحمد بن محمد بن زياد القطان ببغداد ثنا

إسماعيل بن إسحاق القاضي ثنا إسحاق بن محمد الفروي ثنا عبد الله بن جعفر الزاهري عن جعفر بن محمد عن عبد الله بن أبي رافع عن المسور بن مخرمة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما فاطمة شجنة مني يبسطني ما يبسطها ويقبضني ما يقبضها هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فاطمہؑ شجر رسالت کی ایک ٹہنی ہے وہ چیز جو میری خوشی کا باعث ہے وہ انھیں خوش و خرم رکھتی ہے اور جو مجھے تکلیف دیتی ہے وہ چیز انھیں تکلیف دیتی ہے۔

[4735] حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا العباس بن محمد

الدوري ثنا شاذان الأسود بن عامر ثنا جعفر بن زياد الأحمر عن عبد الله بن عطاء عن عبد الله بن بريدة عن أبيه قال كان أحب النساء إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فاطمة ومن الرجال علي هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه

عبد اللہ بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے کہ تمام عورتوں میں سب سے زیادہ محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت فاطمہؑ (سلام اللہ علیہا) اور مردوں میں حضرت علیؑ تھے۔

[4736] حدثنا مكرم بن أحمد القاضي ثنا أحمد بن يوسف الهمداني

ثنا عبد المؤمن بن علي الزعفراني ثنا عبد السلام بن حرب عن عبيد الله بن عمر عن زيد بن أسلم عن أبيه عن عمر رضي الله تعالى عنه أنه دخل على فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا فاطمة والله ما رأيت أحدا أحب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم منك والله ما كان أحد من الناس بعد أبيك صلى الله عليه وسلم أحب إلي منك هذا حديث صحيح الإسناد على شرط الشيخين ولم يخرجاه

حضرت عمر سے مروی ہے کہ وہ حضرت فاطمہؑ (سلام اللہ علیہا) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا: اے فاطمہؑ! خدا کی قسم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک آپ سے زیادہ محبوب کسی اور کو نہیں دیکھا اور تمہارے والد کے بعد تم سے زیادہ پسندیدہ میرے نزدیک کوئی نہیں ہے۔ یہ حدیث شرط شیخین پر صحیح ہے اور صحیح الاسناد ہے۔

[4737] أخبرني أبو الحسين بن أبي عمرو السماك وأبو أحمد

الحسين بن علي التميمي قال ثنا عبد الله بن محمد البغوي حدثني يحيى بن سعيد الأموي حدثني أبي حدثني يزيد بن سنان ثنا عقبه بن رويم قال سمعت أبا ثعلبة الخشني رضي الله تعالى عنه يقول كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا رجع من غزاة أو سفر أتى المسجد فصلى فيه ركعتين ثم ثنى بفاطمة رضي الله تعالى عنها ثم يأتي أزاوجه فلما رجع خرج من المسجد تلقته فاطمة عند باب البيت تلثم فاه وعينيها تبكي فقال لها يا بنية ما يبكيك قالت يا رسول الله ألا أراك شعنا نصبا قد أدخلوا لقت ثيابك قال فقال فلا تبكي فإن الله عز وجل بعث أباك لأمر لا يبقى على ظهر الأرض بيت مدر ولا شعر إلا أدخل الله به عزاً وذلًا حتى يبلغ حيث بلغ الليل هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه عقبه بن رويم کہتے ہیں کہ ابو ثعلبہ الخشنی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب جنگ سے یا سفر سے واپس تشریف لاتے تو مسجد میں آتے دو رکعت نماز پڑھتے پھر حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کی توصیف و تعریف فرماتے پھر ازواج کے پاس آتے پھر جب واپس آتے تو مسجد سے باہر تشریف لاتے تو گھر کے دروازے پر حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) سے ملاقات ہوتی، حضرت فاطمہ نے آپ کے چہرہ اقدس کا بوسہ لیا اور آنکھوں کو چوما اور رونے لگیں۔ آنحضرتؐ رونے کا سبب دریافت کیا تو حضرت فاطمہ نے فرمایا:

یا رسول اللہ! میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ گرد آلود ہیں تھکے ہوئے ہیں اور آپ کا لباس بوسیدہ ہو گیا ہے۔ تو آنحضرتؐ نے فرمایا: فاطمہ! گریہ نہ کرو اللہ تبارک و تعالیٰ نے

تو تمہارے والد کو ایک خاص امر کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ روئے زمین پر کوئی مٹی کا بنا ہوا اور بالوں کا بنا ہوا گھرنہ ہوگا کہ اللہ اس میں عورت یا ذلت کو داخل نہ کر دے یہاں تک کہ وہ امر پہنچ جائے جس طرح رات پہنچتی ہے

[4738] حدثنا الحاكم الفاضل أبو عبد الله محمد بن عبد الله إمامنا غرة

ذي القعدة سنة اثنتي وأربعمائة ثنا أبو الحسين عبد الصمد بن علي بن مكرم بن أخي الحسن بن مكرم البزار ببغداد ثنا مسلم بن عيسى الصفار العسكري ثنا عبد الله بن داود الخريبي ثنا شهاب بن حرب عن الزهري عن سعيد بن المسيب عن سعد بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أتاني جبريل صلى الله عليه وسلم بسفر جلة من الجنة فأكلتها ليلة أسري بن فعلقت خديجة بفاطمة فكنت إذا اشتقت إلى رائحة الجنة شممت رقبة فاطمة

سعید بن مسیب نے سعید بن مالک سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ مجھے جب معراج میں جنت کی سیر کی جا رہی تھی تو جبریلؑ نے مجھے ایک پھل دیا جو میں نے کھایا اور جب واپس آیا تو خدیجہ، فاطمہ (سلام اللہ علیہا) سے حاملہ ہوئیں جب کبھی مجھے جنت کی خوشبو سونگھنے کی خواہش ہوتی میں (حضرت) فاطمہ کے گلے کو سونگھتا ہوں۔

[4739] حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا العباس بن محمد

الدوري ثنا يحيى بن إسماعيل الواسطي ثنا محمد بن فضيل عن العلاء بن المسيب عن إبراهيم قعيس عن نافع عن بن عمر رضي الله تعالى عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا سافر كان آخر الناس عهدا به فاطمة وإذا

قدم من سفر کان أول الناس به عهدا فاطمة رضی اللہ تعالیٰ عنہا
نافع روایت کرتے ہیں عبد اللہ ابن عمر سے کہ جب کبھی رسول اللہ ﷺ سفر پر
تشریف لے جاتے سب سے آخر میں حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) سے جا کر ملتے اور جب
سفر سے واپس تشریف لے آتے سب سے پہلے آپ حضرت فاطمہ کے گھر جا کر ملتے۔

[4740] أخبرنا زكريا بن أبي زائد عن فراس عن الشعبي عن مسروق
عن عائشة رضي الله تعالى عنها أن النبي صلى الله عليه وسلم قال وهو في
مرضه الذي توفي فيه يا فاطمة ألا ترضين أن تكون سيدة نساء العالمين وسيدة
نساء هذه الأمة وسيدة نساء المؤمنين هذا إسناد صحيح ولم يخبرنا هكذا
مسروق حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب
کے وہ مرض الموت میں تھے کہ اے فاطمہ! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم تمام عالمین
کے عورتوں کی سردار ہو اور اس امت کی سردار ہو اور تمام مومنین کی سردار ہو۔

[4741] أخبرنا أبو بكر أحمد بن سلمان الفقيه ببغداد ثنا هلال بن
العلاء الرقي ثنا حسين بن عياش ثنا زهير عن سليمان عن أبي صالح عن أبي
هريرة رضي الله تعالى عنه قال أتت فاطمة رضي الله تعالى عنها رسول الله
صلى الله عليه وسلم تسأله خادما فقال لها الذي جئت تطلين أحب إليك أم
خير منه قال فحسبت أنها سألت عليا قال قولي اللهم رب السموات ورب
العرش العظيم ربنا ورب كل شيء منزل التوراة والإنجيل والقرآن فالق
الحب والنوى أعوذ بك من شر كل شيء أنت آخذ بناصيته أنت الأول

فليس قبلك شيء وأنت الآخر فليس بعدك شيء وأنت الظاهر فليس
فوقك شيء وأنت الباطن فليس دونك شيء اقض عنا الدين وأغننا من
الفقر هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخبرنا

ابو هريره سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی خدمت میں تشریف لائیں اور آپ سے ایک خادم کا سوال کیا آنحضرت نے ان
سے فرمایا کہ تمہارے مطالبے سے زیادہ پسندیدہ یا اس سے بہتر ہے تو حضرت فاطمہ اس
مطالبے سے رک گئیں اور انہوں نے حضرت علی سے سوال کیا آنحضرت فرمایا یہ دعایا کرو:
{اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ مَنْزُولِ
التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ فَالِقِ الْحَبِّ وَالنَّوَى أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ
أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ
شَيْءٌ وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ
اقضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَأَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ }

یا اللہ آسمانوں اور عرش عظیم کے پروردگار ہمارے اور ہر شے کے رب، توریث،
انجیل، اور قرآن کو نازل کرنے والے دانے اور گٹھلی کو خلق کرنے والے میں تیری پناہ
چاہتا ہوں، ہر چیز کے شر کو تو ہی پیشانی کے بالوں سے پکڑ لے گا تو ہی اول ہے تجھ سے
پہلے کوئی نہیں تو ہی آخر ہے تجھ سے آخر کوئی نہیں تو ظاہر ہے اور تیرے اوپر کچھ نہیں تو ہی
باطن ہے تیرے نیچے کوئی نہیں تو ہماری طرف سے قرض کی ادائیگی کر دے اور ہمیں فقر
سے نجات دے دے۔

[4742] أخبرني أبو النضر محمد بن محمد بن يوسف الفقيه ثنا عثمان

بن سعید الدارمی ثنا وضاح بن یحییٰ النهشلی ثنا أبو بکر بن عیاش عن عبد الله بن عثمان بن خثیم عن سعید بن جبیر عن بن عباس عن فاطمة رضی الله تعالیٰ عنها قالت اجتمع مشرکوا قریش فی الحجر فقال رسول الله یا بنیة اسکنی ثم خرج فدخل علیهم المسجد فرعوا رؤوسهم ثم نکسوا فأخذ قبضة من تراب فرمی بها نحوهم ثم قال شاهت الوجوه فما أصاب رجلا منهم إلا قتل يوم بدر هذا حدیث صحیح الإسناد ولم یخرجاه

ابن عباسؓ حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا کہ قریش کے مشرکین کمرے میں جمع ہو گئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ! تم بیس ٹھیری رہو، پھر آپ وہاں سے نکلے اور مسجد میں ان کے پاس گئے ان لوگوں نے اپنا سر اٹھایا پھر جھکا لیا، آنحضرتؐ نے مٹی اپنی مٹھی میں لی اور ان کی طرف پھینک دی پھر فرمایا ”شاهت الوجوه“ جس جس تک وہ مٹی پہنچی تھی وہ بدر والے دن قتل ہو گیا تھا۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4744] حدیثی ابو بکر بن ابی دارم ثنا ابراہیم بن عبد الله العبسی ثنا مالک بن إسماعیل النهدي ثنا عبد السلام بن حرب عن أبي الجحاف عن جميع بن عمير قال دخلت مع عمتي علي عائشة رضی الله تعالیٰ عنها فسلت أي الناس كان أحب إلى رسول الله صلی الله علیه وسلم قالت فاطمة قيل فمن الرجال قالت زوجها إن كان ما علمته صواما قواما هذا حدیث صحیح الإسناد ولم یخرجاه

جمع بن عمیر سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ: میں اپنی پھوپھی کے ساتھ حضرت

عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے سوال کیا کہ کون شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب تھا؟ حضرت عائشہ نے فرمایا فاطمہ (سلام اللہ علیہا) پھر میں نے پوچھا مردوں میں؟ تو انہوں نے کہا ان کے شوہر جہاں تک مجھے معلوم ہے وہ صائم النہار اور قائم اللیل ہیں۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے

[4745] أخبرنا أبو عبد الله محمد بن علي الصنعاني بمكة ثنا إسحاق بن إبراهيم بن عباد أنا عبد الرزاق أنا معمر عن قتادة عن أنس رضی الله تعالیٰ عنه أن النبي صلی الله علیه وسلم قال حسبك من نساء العالمين أربع مريم بنت عمران وآسية امرأة فرعون وخديجة بنت خويلد وفاطمة بنت محمد هذا الحدیث فی المسند لأبي عبد الله أحمد بن حنبل هكذا

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عالمین کی عورتوں میں سے چار عورتیں از روئے شرف تمہارے لئے کافی ہیں، مریم بنت عمران، آسیہ زوجہ فرعون، خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ (سلام اللہ علیہا) بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

[4746] وأخبرنا أبو بكر القطيعي في فضائل أهل البيت تصنيف أبي عبد الله أحمد بن حنبل ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل حدیثی أبي ثنا عبد الرزاق أنبأ معمر عن الزهري عن أنس بن مالك رضی الله تعالیٰ عنه أن النبي صلی الله علیه وسلم قال حسبك من نساء العالمين مريم بنت عمران وآسية امرأة فرعون وخديجة بنت خويلد وفاطمة بنت محمد هذا حدیث صحیح علی شرط الشيخين ولم یخرجاه بهذا اللفظ فإن قوله صلی الله علیه وسلم حسبك من نساء العالمين يسوي بين نساء الدنيا

انس بن مالک سے روایت ہے کہ عالم کی اعلیٰ ترین عورتیں حضرت مریم بنت عمران، حضرت آسیہ زوجہ فرعون، حضرت خدیجہ بنت خویلد اور حضرت فاطمہ بنت محمد (سلام اللہ علیہا) بعض روایت میں لفظ دنیا یعنی دنیا کی عورتوں سے مساوات کی ہے۔

[4748] حدثنا أبو بكر محمد بن عبد الله الحفید ثنا الحسين بن الفضل البجلي ثنا عفان بن مسلم ثنا حماد بن سلمة أخبرني حميد وعلي بن زيد عن انس بن مالك رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يمر بباب فاطمة رضي الله تعالى عنها ستة أشهر إذا خرج لصلاة الفجر يقول الصلاة يا أهل البيت إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيراً هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجه

انس بن مالک سے روایت ہے کہ معمول تھا رسول اللہ ﷺ کا وقت نماز فجر در فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا پر تشریف لاتے اور فرماتے نماز کے لئے تیار ہواے المہمیت! کہ اللہ نے تم کو ہرجس سے پاک رکھا جیسے کہ پاک رکھنے کا حق ہے۔ اس طرح آپ چرمینے مسلسل تشریف لاتے رہے۔

[4753] حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا العباس بن محمد الدوري ثنا عثمان بن عمر ثنا إسرائيل عن ميسرة بن حبيب عن المنهال بن عمرو عن عائشة بنت طلحة عن عائشة أم المؤمنين رضي الله تعالى عنها أنها قالت ما رأيت أحداً كان أشبه كلاماً وحديثاً برسول الله صلى الله عليه وسلم من فاطمة وكانت إذا دخلت عليه قام إليها فقبلها ورحب بها وأخذ بيدها

فأجلسها في مجلسه وكانت هي إذا دخل عليها رسول الله صلى الله عليه وسلم قامت إليه مستقبلة وقبلت يده هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجه

عائشة بنت طلحة (یہ حضرت عائشہ کی بھانجی تھیں) حضرت عائشہ سے روایت کرتی ہیں کہ انھوں نے فرمایا کہ میں نے کس کو نہیں دیکھا جو فاطمہ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ سے مشابہ ہو، گفتگو کرنے میں بات کرنے میں اور جب بھی فاطمہ (سلام اللہ علیہا) حضور کی خدمت میں تشریف لاتیں تو آنحضرت ان کے لئے کھڑے ہو جاتے اور ان کا بوسہ لیتے اور خوش آمدید کہتے اور دست مبارک تھام کر اپنی نشت پر بٹھلاتے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی خدمت اقدس میں تشریف لاتے تو حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) ان کی عظمت کے لئے کھڑی ہوتیں اور ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیتیں۔ یہ حدیث شرط شیخین پر صحیح ہے۔

[4755] حدثنا أبو بكر محمد بن حيويه بن المؤمل الهمداني ثنا إسحاق بن إبراهيم بن عباد أنا عبد الرزاق بن همام حدثني أبي عن ميناء بن أبي ميناء مولى عبد الرحمن بن عوف قال خذوا عني قبل أن تشاب الأحاديث بالأباطيل سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول أنا الشجرة وفاطمة فرعها وعلي لقاحها والحسن والحسين ثمرتها وشيعتنا ورقها وأصل الشجرة في جنة عدن وسائر ذلك في سائر الجنة

میناء بن ابی مینا مولیٰ (غلام) عبد الرحمن بن عوف فرماتے ہیں مجھ سے احادیث لے لو قبل اس کے کہ احادیث باطل سے مخلوط ہو جائیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: میں درخت ہوں اور فاطمہ (سلام اللہ علیہا) اس کی ٹہنی، علی (علیہ

السلام) اس کے شگوفہ ہیں اور حسن و حسین (علیہما السلام) پھل ہیں اور ہمارے شیعہ اس کے پتے ہیں اور اس درخت کی جو جنت عدن میں ہے اور تمام بہنوں میں پھیلی ہوئی ہے۔

[4756] حدثنا أبو الحسن محمد بن أحمد بن شبويه الرئيس الفقيه

بمرو ثنا جعفر بن محمد بن الحارث النيسابوري بمرو ثنا علي بن مهران الرازي ثنا سلمة بن الفضل الأبرش ثنا محمد بن إسحاق عن يحيى بن عباد بن عبد الله بن الزبير عن أبيه عن عائشة رضي الله تعالى عنها أنها كانت إذا ذكرت فاطمة بنت النبي صلى الله عليه وسلم قالت ما رأيت أحدا كان أصدق لهجة منها إلا أن يكون الذي ولدها هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخترجاه

عبد الله ابن زبير اپنے والد زبير سے اور وہ حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں وہ (حضرت عائشہ) جب بھی حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) بنت نبی اکرم ﷺ کا ذکر کرتیں تھیں تو یہ فرماتی تھیں کہ میں نے کسی کو حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) سے زیادہ سچا لہجہ والا نہیں دیکھا مگر یہ کہ جو فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کی اولاد ہو۔

[4757] حدثنا أبو الفضل الحسن بن يعقوب العدل وأبو بكر محمد بن

عبد الله بن عتاب وأبو بكر بن أبي دارم الحافظ قالوا ثنا إبراهيم بن عبد الله العباسي ثنا العباس بن الوليد بن بكار الضبي ثنا خالد الواسطي وأخبرني أبو بكر أحمد بن جعفر بن حمدان ثنا إبراهيم بن عبد الله بن مسلم البصري ثنا عبد

الحميد بن بحر ثنا خالد بن عبد الله عن بيان عن الشعبي عن أبي جحيفة عن علي رضي الله تعالى عنه قال قال النبي صلى الله عليه وسلم إذا كان يوم القيامة قيل يا أهل الجمع غضوا أبصاركم لتمر فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم فتمرو وعليها ريطنان خضر او ان قال أبو مسلم قال لي أبو قلابة وكان معنا عبد الحميد أنه قال حمر او ان هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخترجاه

ابو جحيفة حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو یہ کہا جائے گا: اے لوگو! تم اپنی نگاہیں نیچی کر لو تاکہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گزر جائیں اور وہ گزریں گی دو سبز چادریں اوڑھے ہوئے ہوں گی۔ عبد الحمید کہتے ہیں وہ سرخ چادریں ہیں۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

[4759] أخبرنا الحسن بن محمد بن إسحاق المهرجاني ثنا محمد بن

زكريا بن دينار البصري ثنا عبد الله بن المثنى عن ثمامة بن عبد الله بن أنس عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال سألت أمي عن فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت كانت كالقمر ليلة البدر أو الشمس كقر غماما إذا خرج من السحاب بيضاء مشربة حمرة لها شعر أسود من أشد الناس برسول الله صلى الله عليه وسلم شبهها والله كما

انس بن مالک کہتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ سے حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) دختر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دریافت کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ وہ چودھویں رات کے مانند چاند کی طرح تھیں یا ایسا سورج جو بادلوں کے پیچھے ہوتا ہے اور

جب بادلوں سے باہر آتا ہے چمکدار روشن و سفید، ان کے بال سیاہ تھے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔
(اللہم صلی علی محمد و آل محمد)۔

[4760] أخبرنا أبو إسحاق إبراهيم بن محمد بن يحيى المزكي وأبو الحسين بن يعقوب الحافظ قالنا ثنا محمد بن إسحاق بن إبراهيم قال سمعت عبد الله بن محمد بن سليمان بن جعفر الهاشمي يذكر عن أبيه عن جده قال ولدت فاطمة رضي الله تعالى عنها سنة إحدى وأربعين من مولد رسول الله صلي الله عليه وسلم

محمد بن سليمان بن جعفر الهاشمي اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) رسول اللہ ﷺ کے ۴۱ سال میں پیدا ہوئیں یعنی جب کہ رسول اللہ ﷺ وآلہ وسلم ۴۱ سال کے تھے۔ (یعنی ولادت بعد بعثت)

[4842] حدثنا أبو بوز كريا يحيى بن محمد العنبري ثنا أبو عبد الله محمد بن إبراهيم ثنا أحمد بن حنبل وزهير بن حرب قالنا ثنا يعقوب بن إبراهيم بن سعد حدثني أبي عن محمد بن إسحاق عن يحيى بن أبي الأشعث عن إسماعيل بن إياس بن عفيف عن أبيه عن جده عفيف بن عمرو قال كنت امرئ تاجرا وكنت صديقا للعباس بن عبد المطلب في الجاهلية فقدمت لتجارة فنزلت على العباس بن عبد المطلب بمنى فجاء رجل فنظر إلى الشمس حين مالت فقام يصلي ثم جاءت امرأة فقامت تصلي ثم جاء غلام حين راق الحلم فقام

يصلي فقلت للعباس من هذا فقال هذا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب بن أخي يزعم أنه نبي ولم يتابعه على أمره غير هذه المرأة وهذا الغلام وهذه المرأة خديجة بنت خويلد امرأته وهذا الغلام بن عمه علي بن أبي طالب قال عفيف الكندي وأسلم وحسن إسلامه لو ددت أني كنت أسلمت يومئذ فيكون لي ربع الإسلام هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه وله شاهد معتبر من أولاد عفيف بن عمرو

عفيف کندیؓ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں میں عہد جہالت میں جب تجارت کرتا تھا ان دنوں میری دوستی عباسؓ ابن عبدالمطلب سے تھی۔ ایک دن بطور تاجر جب میں مکہ آیا اور اپنے دوست عباسؓ سے ملنے گیا جو ان دنوں منیٰ میں مقیم تھے، جب زوال شمس کا وقت آیا تو میں نے دیکھا ایک شخص آیا اور کھڑا ہوا پھر ایک عورت برآمد ہوئی اور وہ بھی کھڑی ہوئی اور پھر میں نے ایک نوخیز لڑکے کو دیکھا وہ بھی کھڑا ہوا، میں عباسؓ سے پوچھا کہ یہ لوگ کون ہیں اور کیا کر رہے ہیں؟ عباسؓ نے بتلایا کہ یہ محمدؐ ہیں جو عبد اللہ میرے بھائی کا بیٹا ہے ان کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں اور ان کے اس دعویٰ کی پیروی اس عورت اور اس لڑکے کے علاوہ ابھی تک کسی نے نہیں کی۔ اور یہ عورت ان کی زوجہ خدیجہ بنت خویلد ہے اور یہ لڑکا ان کے چچا ابوطالبؓ کا بیٹا علیؑ ہے۔ عفيف کندی کہتے ہیں انہوں نے جب اسلام قبول کیا اور اس پر قائم رہے اور وہ (عفيف کندی) یہ ہمیشہ سوچا کرتے تھے کہ اگر میں اس دن اسلام قبول کر لیتا تو میں ان تین اسلام لانے والوں میں چوتھا ہوتا۔

List of Books

Published by: PYAME AMAN (MESSAGE OF PEACE, INC.)

P.O. Box 390 * Bloomfield NJ 07003 * RizviHM@aol.com

- | | |
|---|------------|
| 1. Salaat -5th Edition | US \$ 3.00 |
| 2. In Search of Truth | \$3.00 |
| 3. Guide Book of Quran | \$3.00 |
| 4. Imamiat & Khilafat | \$3.00 |
| 5. Storybook for Children | \$3.00 |
| 6. Bibles Preview of Muhammad | \$2.00 |
| 7. Elements of Islamic Studies | \$5.00 |
| 8. The Early History of Islam | \$10.00 |
| 9. Hajj | \$3.00 |
| 10. The Justice of God | \$3.00 |
| 11. Urdu Primer | \$3.00 |
| 12. Facts on the Quran /Respect for Parents | \$3.00 |
| 13. Wahabis Fitna Exposed | \$3.00 |
| 14. Shias are the Ahle Sunnat | \$10.00 |
| 15. Then I was Guided | \$7.00 |
| 16. Imam Ali Man of All Era | \$5.00 |
| 17. The Straight Path | \$5.00 |
| 18. The Secret Martyrdom | \$10.00 |

19. Textbook of Shia Islam (Available through Amazon.com,

BN.com and local Bookstores) Paperback \$13.00

Hard Cover \$23.00

[4327] حدثنا لؤلؤ بن عبد الله المقتدر في قصر الخليفة ببغداد ثنا أبو الطيب أحمد بن إبراهيم بن عبد الوهاب المصري بدمشق ثنا أحمد بن عيسى الخشاب بتيسرنا عمرو بن أبي سلمة ثنا سفیان الثوري عن بهز بن حكيم عن أبيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لمبارزة علي بن أبي طالب لعمرو بن عبد وديوم الخندق أفضل من أعمال أمتي إلى يوم القيامة بهز ابن حكيم اپنے باپ سے اور اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ خندق کے وقت فرمایا حضرت علیؑ کا عمرو بن عبدود سے مقابلہ میری امت کے قیامت کے دن تک کے اعمال سے افضل ہیں۔

[4328] فحدثنا إسماعيل بن محمد بن الفضل الشعراني ثنا جدي ثنا إبراهيم بن المنذر الحزامي ثنا محمد بن فليح عن موسى بن عقبة عن بن شهاب قال قتل من المشركين يوم الخندق عمرو بن عبد وديوم الخندق علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه إسناد هذا المغازي صحيح علي شرط الشيخين ابن شهاب (زہری) سے روایت ہے کہ جنگ خندق میں مشرکوں میں سے عمر ابن عبدود کو حضرت علیؑ نے قتل کیا۔

- . Pub. Date: June 2007
- . ISBN-13: 9781583851883
- . 284pp

<http://search.barnesandnoble.com/Textbook-On-Shia-Islam/Syed-M-Rizvi/e/9781583851883/?itm=1>

<http://search.barnesandnoble.com/Textbook-On-Shia-Islam/Syed-M-Rizvi/e/9781583851623/?itm=2>

http://www.amazon.com/Textbook-Shia-Islam-Syed-Rizvi/dp/1583851623/ref=sr_1_2/190-1997767-6172631?ie=UTF8&s=books&qid=1233253312&sr=1-2

http://www.amazon.com/Textbook-Shia-Islam-Syed-Rizvi/dp/1583851887/ref=ed_oe_h

ختم شد

- 20. Kashkaule New Jersey (Urdu) \$15.00
- 21. Izhare Haaq (Urdu) \$10.00
- 22. Zare Khalis (Urdu Poetry) \$5.00
- 23. Sea of Tranquility \$10.00
- 24. Muharram \$5.00

Under Print

- 25. Book of Ziyaraat Vol I
- 26. Book of Ziyaraat Vol II
- 27. The Perpetual Truth
- 28. The Pearl of Wisdom
- 29. Hazrat-e Zainab Sanie Zehra s.a. \$20

Shipping & Handling - \$.50 (per book, up to 10 books). More than 10 Books - S&H is Free.

Textbook On Shi'a Islam By Syed M. Rizvi

List Price:

- . \$14.95 (Paperback)
- . Publisher: Cold Tree Press
- . Pub. Date: June 2007
- . ISBN-13: 9781583851623
- . 284pp
- . \$23.95 (Hardcover)
- . Publisher: Cold Tree Press